F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرّہٗ

مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۲۲
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۴۶۴
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ:۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد.....۲۲

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

فصل یازدھم

مسجد میں مدرسہ قائم کرنا

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

فصل چهاردهم

مسجد کے پیسے کا دوسری جگہ استعمال کرنا

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	فصل شانزدھم: مسجد کی چیزیں کرائے پر دینا	
۱۹۴	مسجد کی دوکان کرایہ پر ہے، کرایہ کا اضافہ نہ کرایا جائے تو کیا حکم ہے؟............	۲۲۵
۱۹۵	مسجد کی کرسی اونچی کر کے نیچے دوکانیں بنا کر کرایہ پر دینا........................	۲۲۶
۱۹۶	مسجد کی زمین میں کرائے دار کیلئے دوکان بنانا........................	۲۲۸
۱۹۷	حوض کی جگہ کرایہ کے لئے دوکان بنانا........................	۲۲۹
۱۹۸	مسجد پر بورڈ لگا کر کرایہ وصول کرنا........................	۲۲۹
۱۹۹	کسی حصہ مسجد کو ذریعہ آمدنی بنانا........................	۲۳۰
۲۰۰	مسجد کی وقف زمین کو کرایہ پر دینا........................	۲۳۱
۲۰۱	مسجد کی جگہ سنیما کے لئے کرایہ پر دینا........................	۲۳۲
۲۰۲	سودی کاروبار کے لئے مسجد کی دوکانیں کرایہ پر دینا........................	۲۳۲
۲۰۳	مسجد کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے برتنوں کو کرایہ پر دینا........................	۲۳۳
۲۰۴	مسجد کی اشیاء کو عاریت پر دینا........................	۲۳۳
۲۰۵	ناجائز فعل کے لئے کرایہ پر برتن دے کر مسجد میں خرچ کرنا........................	۲۳۴
۲۰۶	بلا مجبوری کے کرایہ دار کو تکلیف دینا........................	۲۳۵
۲۰۷	مسجد کی زمین کو مدرسہ کے لئے کرایہ پر لینا........................	۲۳۵
۲۰۸	صحن مسجد سے درخت کاٹ کر برآمدہ برائے کرایہ بنانا........................	۲۳۷
۲۰۹	جتنی زمین خریدی اس سے زائد پر مکان بنالیا........................	۲۳۸

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	فصل ہفدہم: مسجد کے لئے چندہ کرنا	
۲۱۰	چندۂ مسجد کا حکم	۲۴۰
۲۱۱	مسجد کا خرچ ذاتی پیسے سے ہو یا چندہ سے	۲۴۰
۲۱۲	مسجد و مدرسہ کے نام سے مشترکہ چندہ کرنا	۲۴۲
۲۱۳	مسجد و مدرسہ کے لئے مشترک چندہ سے مسجد کی توسیع اور مدرسہ کیلئے دوکان بنانا	۲۴۳
۲۱۴	چندۂ مسجد و انجمن سے مٹھائی وغیرہ	۲۴۴
۲۱۵	جو چندہ برآمدۂ مسجد کے لئے کیا گیا ہے اس سے کرایہ کی دوکانیں بنانا	۲۴۶
۲۱۶	اذان خانہ کے لئے چندہ کیا گیا اس سے مسافر خانہ بنانا	۲۴۸
۲۱۷	مسجد کے لئے چندہ ایک مٹھی چاول ہر روز	۲۴۸
۲۱۸	جبراً چندہ لینا	۲۴۹
۲۱۹	مسجد کے لئے جبراً چندہ لینا	۲۵۰
۲۲۰	مسجد کی تعمیر کے لئے زبردستی چندہ لینا	۲۵۱
۲۲۱	مسجد کے لئے چندہ دے کر واپس لینا	۲۵۲
۲۲۲	چندہ حوض کے لئے جمع کیا گیا پھر اس کو دوسرے کام میں خرچ کرنا	۲۵۴
۲۲۳	چندہ کے ضمان کی ایک صورت، چندہ وقف نہیں ہوتا	۲۵۷
۲۲۴	افطار کے لئے دیا ہوا روپیہ مسجد کے دوسرے کام میں صرف کرنا	۲۵۸
۲۲۵	مسجد میں پمپ کے لئے چندہ کیا گیا کچھ باقی بچا خرچ نہیں ہوا اسکو کیا کیا جائے	۲۵۸
۲۲۶	دروازۂ مزار پر صندوق کے چندہ سے مؤذن و امام کی تنخواہ	۲۶۰
۲۲۷	مسجد میں بدعتی کا چندہ	۲۶۰

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

نمبر صفحہ	مضامین	نمبر شمار
۲۹۸	ضد کی وجہ سے پہلی مسجد کو گرانا	۲۶۶
۳۰۰	غیر آباد مسجد میں میت دفن کرنا	۲۶۷
۳۰۲	مسجد کی آبادی	۲۶۸
۳۰۵	مسجد کا خادم جب بوڑھا اور ضعیف ہو جائے تو کیا کریں؟	۲۶۹
۳۰۵	خادم مسجد کو وراثت کا حق نہیں	۲۷۰
۳۰۸	سرکاری ٹنکی سے مسجد میں پانی لینا	۲۷۱
۳۰۹	مخصوص خاندان کا اپنی بنائی ہوئی مسجد کو اپنی ملک کی طرح سمجھنا	۲۷۲
۳۱۰	مسجد کے حجرہ پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے کو نکالنا	۲۷۳
۳۱۱	پیسہ روپیہ کی تصویر پر قیاس اور مسجد میں بیٹھ کر ہدیٰ وغیرہ کا مطالعہ کا حکم	۲۷۴
۳۱۲	مسجد کو شہید کرنے سے ضمان	۲۷۴
۳۱۵	تین مسجدیں دہلی میں شہید کر دی گئیں اب ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے	۲۷۵
۳۱۶	کسی مسجد کا گنبد روضۂ اقدسؐ کے گنبد کی طرح بنانا	۲۷۶
	باب ششم: - آداب مسجد	
	فصل اول: مسجد میں مستحب اور مکروہ کام	
۳۱۷	آداب مسجد	۲۷۷
۳۱۸	دخول مسجد کی دعاء کہاں پڑھی جائے	۲۷۸
۳۱۹	صحن مسجد کا احترام	۲۷۹
۳۲۰	صحن مسجد میں نماز	۲۸۰
۳۲۱	مسجد کی چھت پر تیز گرمی میں نماز	۲۸۱

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۴۰	مسجد میں افطاری اور سحری..	۳۷۶
۳۴۱	مسجد کے اندر یا چھت پر نقارہ بجانا..	۳۷۷
۳۴۲	مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ..	۳۷۸
۳۴۳	آواز دار گھڑی مسجد میں..	۳۷۹
۳۴۴	دیوار مسجد میں تختہ لگا کر قرآن ودینی کتب رکھنا..	۳۷۹
۳۴۵	مسجد میں تولیہ، آئینہ اور منبر پر غلاف..	۳۸۰
۳۴۶	مسجد میں آئینہ اور پنجتن کا طغریٰ لٹکانا مکروہ ہے..	۳۸۱
۳۴۷	مسجد میں تعزیہ رکھنا..	۳۸۲
۳۴۸	مسجد کا پھول توڑنا..	۳۸۳
۳۴۹	مسجد میں پھول کے گملے..	۳۸۴
۳۵۰	مسجد میں درخت..	۳۸۵
۳۵۱	مسجد میں بجلی کا پنکھا..	۳۸۵
۳۵۲	سلور جوبلی میں چراغاں..	۳۸۷
۳۵۳	ٹوپ پہن کر مسجد میں جانا..	۳۸۸
۳۵۴	مسجد میں کسی کے لئے جگہ روکنا..	۳۸۹
۳۵۵	مسجد میں خط لکھنا..	۳۹۰
۳۵۶	مسجد کا پانی راستہ چلنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہونا چاہئے..	۳۹۱
☆	☆......☆......☆......☆......☆	☆

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	فصل دوم: مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال	
۳۵۷	غفلت کے وقت مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر حدیث سنانا............	۳۹۲
۳۵۸	مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے حدیث پاک............	۳۹۲
۳۵۹	گھروں کی تبلیغ کا اعلان مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے............	۳۹۳
۳۶۰	مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر اذان کے علاوہ حمد و نعت بھی پڑھنا............	۳۹۳
۳۶۱	مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر نعت وغزل پڑھنا............	۳۹۵
۳۶۲	تبلیغی نصاب مسجد کے مائک پر پڑھنا............	۳۹۵
۳۶۳	ماہ مبارک میں رات کو مسجد کے مائک پر نظم وغیرہ پڑھنا............	۳۹۶
۳۶۴	وعظ میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا............	۳۹۷
۳۶۵	چندہ دینے والوں کے ناموں کا اعلان مسجد کے مائک سے............	۳۹۷
۳۶۶	فیس دیکر مسجد کے مائک سے اپنا اعلان کرانا............	۳۹۹
۳۶۷	مسجد کے مائک سے دوسرے اعلان............	۳۹۹
۳۶۸	ایک مسجد کے مائک کی آواز پورے گاؤں میں جاتی ہے پھر بھی دوسری مسجد کیلئے مائک لانا	۴۰۰
۳۶۹	مسجد کے مائک پر اعلان جبکہ اسکے پھول مسجد کے مناروں پر لگے ہوں............	۴۰۱
۳۷۰	مسجد میں پیسہ دینے والوں کا اعلان مسجد کے مائک سے............	۴۰۲
۳۷۱	روپیہ لیکر مسجد کے مائک پر اعلان کرنا............	۴۰۲
	فصل سوم: مسجد میں رہائش	
۳۷۲	مسجد کی چھت پر امام کی رہائش گاہ بنانا کیسا ہے............	۴۰۴

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Fahrist

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	فصل ھفتم: مسجد میں بدبودار چیزوں کا داخل کرنا	
۴۰۵	مٹی کا تیل مسجد میں لے جانا......	۴۳۳
۴۰۶	مٹی کا تیل مسجد میں جلانا......	۴۳۳
۴۰۷	مٹی کا تیل مسجد میں جلانا......	۴۳۴
۴۰۸	مٹی کا تیل مسجد میں جلانا......	۴۳۵
۴۰۹	مٹی کا تیل مسجد میں جلانا......	۴۳۶
۴۱۰	مسجد میں بدبودار رنگ کرنا......	۴۳۷
۴۱۱	مسجد کی پتائی میں بدبودار رنگ کا استعمال......	۴۳۸
۴۱۲	معماروں کا مسجد میں گھٹنے کھولنا اور حقہ پینا......	۴۳۸
۴۱۳	کوڑھی کا مسجد میں جانا......	۴۳۹
۴۱۴	خارش وجذام والے کا مسجد میں آنا......	۴۴۱
۴۱۵	مسجد میں ریح خارج کرنا......	۴۴۲
۴۱۶	مسجد میں خروج ریح......	۴۴۳
۴۱۷	صحن مسجد میں شرب الدخان......	۴۴۴
	باب ھفتم: عیدگاہ کے احکام	
۴۱۸	عیدگاہ اور مسجد میں فرق......	۴۴۵
۴۱۹	عیدگاہ اور مسجد میں فرق عیدگاہ میں اسکول، مدرسہ، راستہ بنانا اور کھیل کھیلنا......	۴۴۶

تمت وبالفضل عمت

فصل یازدھم :- مسجد میں مدرسہ قائم کرنا

مسجد کو مدرسہ بنانا

سوال:۔ ہمارے شہر میں آج سے بارہ سال پہلے تمام مسلمان محلوں میں اعلان کرا کر حیدر علیؒ ٹیپو سلطان، جامع مسجد کے نام سے ایک مسجد کا آغاز کیا گیا، اس وقت سے مسجد میں برابر پنج وقتہ نماز اور خطبۂ جمعہ بھی جاری ہے، اب مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے سامنے یہ تجویز آئی ہے کہ چوں کہ مسجد کی جانب مسجد کے سامنے سے گزرنے والی سڑک کے اس پار غیر مسلموں نے ایک چھوٹا سا مندر بنالیا ہے، اس لئے اس مسجد کو ایک مدرسہ میں تبدیل کردیا جائے، اور اس سے دو تین قدم ہٹ کر جنوبی جانب اسی نام سے ایک نئی مسجد بنادی جائے، کیا ازروئے شرع شریف مذکورہ تجویز پر عمل کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ اور مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر مسجد کو مدرسہ میں تبدیل کیا جاسکتا ہے؟ براہِ کرم دلائل شرعیہ اور حوالہ جات کتب فقہ سے جواب بالصواب عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ شرعی مسجد بن گئی اور وہاں اذان و جماعت ہورہی ہے تو اب مصالح مذکورہ کی وجہ سے اس کو مدرسہ بنانا اور وہاں سے مسجد ہٹا کر اس کے نام سے دوسری جگہ منتقل کردینا ہرگز جائز نہیں، وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مسجد ہے[1]، اذان جماعت کے ساتھ اس کو آباد رکھا جائے مندر یا کوئی بھی عمارت پاس قریب ہونے سے نماز میں خلل نہیں آئے گا، "**واذا تم ولزم لایملک ولایملک** اھ[2]" درمختار۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند.....الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولوخرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجد اعند الامام والثانى ابداً الىٰ قيام الساعة فلايعود ميراثاً ولايجوز نقله ونقل ماله الى مسجد آخر (شامى كراچى، ص۳۵۸/ج۴/ كتاب الوقف، مطلب فيما لوخرب المسجد اوغيره)، بحر كوئٹه ص۲۵۱ ج۵ فصل فى احكام المساجد، النهر الفائق ص۳۳۰ ج۳ كتاب الوقف، طبع دار الكتب العلمية بيروت. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

مسجد کے دالان میں مدرسہ

سوال:۔(۱) دوسرا مکتب موتی مسجد میں کئی سالوں سے قائم ہے، جس میں قرآن پاک ناظرہ اور دینی تعلیم اردو، ہندی میں ہوتی ہے، اس میں صرف لڑکے پڑھتے ہیں اور مرد جو اکثر علماء ہیں پڑھاتے ہیں، یہ شمال اور جنوبی دالانوں میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ کی شاخ کے نام سے قائم ہے، اسکو شاہی اوقاف بھوپال والے ناپسند کرتے ہیں، اور ہٹانا چاہتے ہیں، کیا یہ علم شرعاً صحیح ہے؟

مسجد کے دالانوں کو دفتر انجمن بنانا

سوال:۔(۲) کچھ دنوں سے جنوبی دالان کے مغربی حصہ پر جس میں مکتب قائم تھا، اس میں ایک محفوظ کوٹھری بمنظوری سکریٹری صاحب اوقاف شاہی بنائی گئی ، اوراس میں تجوری اور صندوقیں رکھی گئیں اور بنام انجمن اصلاح المسلمین جو بھوپال میں ایک زمانہ سے قائم ہے، اس کا دفتر پہلے ایک مکان تھا وہاں سے ہٹا کر مسجد کے دالان میں وہ دفتر قائم کیا گیا جس میں مسلمانان بھوپال اپنی رقومات بطور امانت رکھتے ہیں، اور غریب مسلمان وہاں سے قرض لیتے ہیں، اس قرضہ اور امانت کی دفتری کارروائی ہوتی ہے، جس میں لوگوں کا آنا جانا رہتا ہے، اس میں اکثر عورتیں بھی آتی ہیں، ان کو وظیفہ وغیرہ دیا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ ضرورت کی وجہ سے عورتیں ہر حالت میں آئیں گی، کیا شرعاً عورتوں کا ہر حالت میں مسجد میں آنا اور لوگوں کا اپنی دنیوی ضروریات کے لئے مسجد میں آنا جانا اور راستہ بنانا اور اس میں روپیہ بطور امانت رکھنا اور قرض لینا، اور دفتر قائم کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

[۱] درمختار مع الشامی کراچی، ص ۳۵۱-۳۵۲/ج۴/کتاب الوقف ،قبیل مطلب فی شرط الواقف الکتب ان لاتعار)، بحر کوئٹہ ص۲۰۵ ج۵ کتاب الوقف، مجمع الأنهر ص ۵۸۱ ج۲ کتاب الوقف، طبع بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر یہ واقف کے منشاء اور رضامندی سے ہے تو اس کو ہرگز نہ ہٹایا جائے[1] ورنہ کرایہ کا معاملہ کرلیا جائے[2]۔

(۲) جو دالان مسجد کے مصالح کیلئے وقف ہے اس کے کسی حصہ کو کسی دوسرے کام میں لانا درست نہیں[3] اگر ضرورت مذکورہ کیلئے استعمال کرنا ہے، تو کرایہ پر لے لیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۶/۸۸ھ

مسجد کی زمین میں اسکول قائم کرنا

سوال:۔(۱) مدرسہ ومسجد کی موقوفہ زمین وعمارت میں ایک اُردو سرکاری اسکول قائم ہے،

---

[1] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی، ص۴۳۳/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف، بحر کوئٹه ص۲۴۵ ج۵ کتاب الوقف، النهر الفائق ص۳۲۶ج۳ کتاب الوقف، طبع بیروت.

[2] لو سكن بلا إذن أو اسكنه المتولی بلا أجر كان علی الساكن أجر المثل ودخل ما لو كان الوقف مسجدا أو مدرسة سكن فيه فتجب فيه أجرة المثل، شامی کراچی ص۴۰۸ ج۴ کتاب الوقف، مطلب سكن المشتری دار الوقف هندیه کوئٹه ص۴۲۰ ج۲ کتاب الوقف، الباب الخامس، مطلب إذا اسكن متولی الوقف رجلا بغير اجرة مجمع الأنهر ص۱۰۲ ج۲ كتاب الوقف فصل إذا بنی مسجداً، طبع بیروت.

[3] اتحدالواقف والجهة جاز للحاكم ان يصرف من فاضل الوقف الاخرعليه وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجد ين اورجل مسجداً ومدرسة ووقف عليهما اوقافاً لايجوز له ذٰلک ای الصرف المذكور ،مختصراً (درمختار مع الشامی کراچی ، ص۳۶۰/ج۴/ کتاب الوقف مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه)، مجمع الأنهر ص۵۹۶ ج۲ کتاب الوقف، طبع بیروت، بحر کوئٹه ص۲۱۶ ج۵ کتاب الوقف.

[4] ملاحظہ ہو حاشیہ:۲/

جس کی وجہ سے مدرسہ و مسجد کی آمدنی میں خسارہ ہوتا ہے، لہٰذا دریافت طلب یہ ہے کہ جو عمارت تعلیم دین کیلئے بنائی گئی تھی، اس میں چند لوگوں نے اُردو سرکاری اسکول قائم کرادیا، یہ لوگ نہ عمارت چھوڑتے ہیں نہ سرکاری اسکول ہی چھوڑتے ہیں، اس کے متعلق حکم شرع کیا ہے؟

(۲) بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ سرکاری اسکول قومی چیز ہے اور مسجد کی زمین بھی قومی چندے سے خریدی گئی تھی، اس لئے اسکول استعمال کرسکتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں ایسے لوگوں سے اس عمارت کو خالی کرانا اور گذشتہ کرایہ وصول کرنا اور وہ صورت اختیار کرنا جس سے مسجد و مدرسہ کو خسارہ نہ ہو لازم ہے اور جس نیک مقصد کیلئے وہ زمین خریدی گئی ہے، اسکی تکمیل ضروری ہے، اس زمین پر اسکول قائم کرنا درست نہیں ہے۔

(۲) جو زمین مسجد کے لئے وقف کی گئی اس کو یہ تصور کرتے ہوئے کہ قومی چیز ہے، لہٰذا اسکول میں استعمال کرلیا جائے ہرگز ہرگز جائز نہیں، اس طرح مسجد کی موقوفہ زمین پر قبضہ کرنا غصب کروانا ہے، جو کہ جائز نہیں فوراً اس غاصبانہ قبضہ کو ختم کر کے مسجد کی موقوفہ زمین کو واگذار کرانا ضروری ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۳/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۳/۸۶ھ

الجواب صحیح سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۸۶ھ

نیچے مدرسہ اوپر مسجد

سوال:۔ ایک مسجد ہے جو اوپر کی منزل پر واقع ہے اور اس کے نیچے مدرسہ کی عمارت ہے،

---

[۱] شرط الواقف کنص الشارع (درمختارمع الشامی کراچی، ج۴/ص۴۳۳/ کتاب الوقف مطلب فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع)، البحر الرکائق ص۲۴۵ ج۵ کتاب الوقف مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، النھر الفائق ص۳۲۵ ج۳ کتاب الوقف مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

مسجد کی سیڑھی تعمیر کے سلسلہ میں توڑ دی گئی تو سیڑھی ٹوٹنے کی حالت میں مسجد کے اوپر چڑھنا دشوار ہے البتہ لکڑی کی سیڑھی لگا کر بہ آسانی چڑھا جاسکتا ہے، لیکن ضعیف قسم کے لوگ نہیں چڑھ سکتے، تو ایسی صورت کے اندر مسجد کو خالی چھوڑ کر نیچے کی عمارت میں جو کہ مدرسہ ہے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کیا ضعیف لوگوں کے اس عذر کی بنا پر نیچے مدرسہ میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعی مسجد کی شان یہ ہوتی ہے کہ نیچے کی منزل اور اوپر کی منزل مسجد رہے یہ صورت کہ نیچے کی منزل مدرسہ قرار دیا جائے، اور اوپر کی منزل مسجد رہے، اور لکڑی کی سیڑھی لگا کر اوپر جا کر نماز ادا کی جائے، شرعاً درست نہیں، شامی[1] اور بحر[2] میں یہ مسئلہ صاف صاف موجود ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/۱۴۰۱ھ

مسجد کی جگہ پر نیچے مدرسہ اور اوپر مسجد

سوال:۔ ایک جگہ مسجد کے لئے زمیندار کاشتکار سے حاصل کر کے مسجد کی تعمیر کے لئے ٹاؤن ایریا کمیٹی زید پور سے منظوری لے کر بنیاد و مع پیش لحاق ڈالی گئی، اور مسجد کی بنیادیں قد آدم سے زیادہ اونچی ہوگئی، اور اس میں مٹی کی بھرائی و پٹائی بھی ہوگئی، اس کے بعد چند لوگوں نے یہ تجویز کیا کہ قریب پانچ فٹ اندر سے مٹی نکال کر اور دیواروں کو قریب پانچ فٹ اونچی کر کے نیچے کی عمارت میں ابتدائی دینی تعلیم بچوں کو دی جائے، اور بالائی حصے پر مسجد بن جائے، قریب پانچ فٹ

---

[1] وحاصله ان شرط كونه مسجداً ان يكون سفله وعلوه مسجداً لينقطع حق العبد عنه (شامی کراچی، ص ۳۵۸/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد)

[2] بحر کوئٹه، ص ۲۵۱/ ج۵/ کتاب الوقف فصل فی احکام المساجد)، فتح القدیر ص ۲۳۴ ج ٦ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، دار الفکر بیروت.

پٹائی کی مٹی مسجد کے اندر سے محمد اکبر نے نکلوا کر اور مسجد کی دیواریں کٹوا کر دروازہ پر لگوا دیا، اس کے علاوہ مسجد کے چندہ کی دس ہزار اینٹ مبلغ تین سو روپے نقد اور قریب ایک ٹرک مورنگ جو مسجد کی تعمیر کے لئے رکھا ہوا تھا، اس کو بھی اس میں لگا کر نیچے کی عمارت تیار کر لی اور بچوں کو تعلیم دینے لگے اور مسجد اب تک بالائی حصہ پر مکمل نہیں ہوئی، پھر مزید مسجد کا چندہ لگا کر بالائی حصہ پر تھوڑی بنیاد مع پیش لحاق مسجد کی پڑی ہے، اور مسجد پر چڑھنے کے لئے زینہ بھی نہیں ہے، اور مسجد کے صحن کی جگہ میں باورچی خانہ قائم کئے ہوئے ہیں، یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس مسجد کی عمارت کو مدرسہ جامعہ نور العلوم قرار دے کر محمد اکبر گورنمنٹ سے الحاق کر کے مدرسہ جامعہ نور العلوم کے نام منظوری لے رہے ہیں، ایسی حالت میں یہ عمارت مسجد کی ہے یا مدرسہ کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ وہ جگہ زمیندار کا شتکار سے مسجد کے واسطے لی گئی اور ٹاؤن ایریا کمیٹی سے مسجد کی تعمیر کی منظوری لے کر اس جگہ مسجد کی بنیاد رکھی گئی تو اس جگہ مدرسہ کی تعمیر جائز نہیں[1]، مسجد کے چندہ کی اینٹ وغیرہ مدرسہ کی تعمیر میں لگانا جائز نہیں[2]، مسجد اوپر نیچے سب مسجد ہی ہوتی ہے، یہ درست نہیں کہ چھت کے اوپر تو مسجد ہو اور نیچے مدرسہ ہو، وہاں مسجد ہی بنائی جائے، اب یہ ہوسکتا ہے کہ مسجد دومنزلہ بنادی جائے، اگر اس کی ضرورت نہ ہو یا وسعت نہ ہو تو صرف موجودہ جگہ ہی کو مسجد بنادیا جائے، اور وہاں اذان، جماعت شروع کردی جائے، مدرسہ کے لئے کسی اور جگہ کا انتظام

[1] امالوتمت المسجد یة ثم اراد البناء منع (درمختار مع الشامی کراچی، ص۳۵۸/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد)، النهر الفائق ص۳۳۰ج۳ کتاب الوقف، فصل، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۱ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد.

[2] شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (درمختار مع الشامی کراچی، ص۴۳۳/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف، کنص الشارع)، البحر الرائق کوئٹه ص۲۴۵ج۵ کتاب الوقف، سکب الأنهر علی مجمع الأنهر ص۶۰۸ج۲ کتاب الوقف، فصل، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

کیا جائے، اس جگہ سے باورچی خانہ، میز، کرسی اور تعلیم کا سب نظم ختم کر دیا جائے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۵/۹۵ھ

مسجد کی زمین میں مدرسہ بنانے کی صورت

سوال:۔ مسجد کی زمین پر مدرسہ بنانا کیسا ہے؟ اور کسی مسجد کو توسیع کی ضرورت ہو تو کیسے کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو زمین مسجد کے لئے وقف ہو اور وہاں مدرسہ بنانے کی ضرورت ہو تو مسجد کے پیسے سے تعمیر کرلیں، اور اس کو مدرسہ کے واسطے کرایہ پر لے لیں، مدرسہ کی جانب سے مسجد کو کرایہ ادا کر دیا کریں، یا وہ زمین کرایہ پر لے کر مدرسہ تعمیر کرلیا جائے، کہ زمین مسجد کو جس کا کرایہ مدرسہ کی طرف سے ادا کر دیا جایا کرے اور عمارت مدرسہ کی ہو[2]۔ مسجد کی توسیع کے لئے آس پاس کی زمین خرید لی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۱۴۰۱ھ

مسجد کے ایک حصہ میں بچوں کی تعلیم

سوال:۔ ایک مسجد ہے جس کے تحتانی حصہ میں نماز ہوتی ہے، اور فوقانی حصہ میں بچے

---

[1] وحاصله ان شرط كونه مسجداً ان يكون سفله وعلوه مسجداً (شامی کراچی، ص۳۵۸/ ج۴/ كتاب الوقف، مطلب فى احكام المسجد)، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۱ ج۵ كتاب الوقف، فصل فى احكام المساجد، النهر الفائق ص ۳۲۹، ۳۳۰ ج۳ كتاب الوقف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] مستفاد : حانوت لرجل فى ارض وقف فابى صاحبه ان يستاجر الارض باجر المثل ان العمارة لو رفعت تستاجر باكثر مما استاجره امر برفع العمارة وتوجر لغيره والا تترك فى يده بذلك الاجر الدر المختار على الشامى کراچی ص ۳۹۲ ج۴ كتاب الوقف، مطلب فى وقف الكردار والكدك.

پڑھتے ہیں، مگر مسجد بناتے وقت اس کا کوئی خیال نہیں تھا کہ اس میں بچے پڑھیں گے، بلکہ اس کا شمار مسجد ہی میں تھا، اب کیا ایسی صورت میں جماعت فوقانی حصہ میں ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اور اس حصہ میں بچوں کو تعلیم دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

وہ مسجد جس طرح سے اس کے نیچے کا حصہ مسجد ہے اسی طرح اوپر کا حصہ بھی مسجد ہے[1]، جماعت ثانیہ اوپر نہ کی جائے، بچوں کی تعلیم کے لئے کسی دوسری جگہ کا انتظام کیا جائے، اگر کوئی دوسری جگہ نہ ہو تو مجبوراً بچوں کو دینی تعلیم مسجد میں دینا درست ہے[2] مگر اتنے چھوٹے بچے نہ ہوں جن کو پاکی ناپاکی کی تمیز نہ ہو، مثلاً گندے پیر مسجد میں رکھیں، یا پیشاب کردیں[3] اور یہ بھی ضروری ہے کہ احترام مسجد کے خلاف وہاں کوئی کام نہ کیا جائے، مثلا بچوں کو سخت الفاظ اور کڑک آواز سے ڈانٹنا، مارنا، سزا دینا[4] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۹/۱۶ھ

---

[1] وکرہ تحریما الوطء فوقه لانه مسجدالی عنان السماء وکذا الی تحت الثریٰ (درمختار مع الشامی کراچی ،ص ۶۵۶/ج ۱) مکروهات الصلوة، مطلب فی احکام المسجد، سکب الأنهر ص۱۹۰ ج ۱ کتاب الصلوة، فصل فی بیان ما یکره فیها، دار الکتب العلمیة بیروت، مجمع الأنهر ص۱۹۰ ج ۱ کتاب الصلوت، طبع بیروت.

[2] أما المعلم الذی یعلم الصبیان بأجر إذا جلس فی المسجد یعلم الصبیان لضرورة الحر أو غیره لا یکره، هندیه کوئٹه ص۱۱۰ ج۱ کتاب الصلاة، قبیل الباب الثامن فی صلاة الوتر، فتح القدیر ص۴۲۲ ج۱ قبیل باب صلوة الوتر، دار الفکر بیروت، محیط برهانی ص۸ ج۸ کتاب الکراهیة، الفصل الخامس فی المسجد، مجلس علمی گجرات.

[3] ویحرم ادخال صبیان ومجانین حیث غلب تنجیسهم (درمختار مع الشامی کراچی ، ص۶۵۶/ج ۱ ، مکروهات الصلوٰة ،مطلب فی احکام المسجد)، حلبی کبیر ص۶۱۰ فصل فی احکام المسجد، طبع لاهور، بحر کوئٹه ص۳۴ ج۲ باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها فصل لما فرغ من بیان الکراهة فی الصلاة، اشباه ص۲۰۲ الفن الثالث، القول فی احکام المسجد دار الاشاعة دهلی. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

صحن مسجد کو مدرسہ کے لئے لینا

سوال:۔ ایک اراضی بہت مدت سے پڑی ہوئی ہے مدرسہ عربی بنانے کے لئے منتظم مدرسہ نے حاصل کی تھی، منتظم مدرسہ نے مدرسہ نہیں بنایا بلکہ اراضی کو کرایہ پر دیدیا ہے، صحن، صدر دروازہ جامع مسجد پر قبضہ کر کے مدرسہ تعمیر کیا، یہ تصرف اور نماز جنازہ بھی وہاں پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ صحن مسجد کے لئے وقف ہے تو اس پر قبضہ کر کے وہاں مدرسہ تعمیر کرنا اور اس کو ملک مدرسہ قرار دینا جائز نہیں[1]، بلکہ یہ غصب اور ظلم ہے، ہاں اگر مدرسہ کے لئے ضرورت ہو اور مسجد کی مصالح اجازت دیں تو اس کو مدرسہ کے لئے کرایہ پر لیا جاسکتا ہے، تاکہ اس کا کرایہ مدرسہ مسجد کو دیتا رہے، تعمیر مدرسہ کی رہے، اور زمین مسجد کی رہے[2] اگر وہ صحن مسجد کے لئے وقف نہیں ہے تو اہل محلّہ کو اعتراض کا حق نہیں ہاں جو شخص اس کا مالک ہو اس کو اعتراض کا حق ہے اور اہل مدرسہ اس سے معاملہ بیع یا وقف کا کرلیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۴/۹۰ھ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۴] فماکان فیه نوع عبادة ولیس فیه اهانة ولاتلویث لایکره والاکره (حلبی کبیر ص ۶۱۱/ مطبوعه لاهور، فصل فی احکام المسجد)

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] اتحد الواقف والجهة جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیه وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین اورجل مسجدا ومدرسة ووقف علیهما اوقافاً لایجوز لهٗ ذلک ای الصرف المذکور (درمختار مع الشامی کراچی ،۳۶۰/ج۴/ کتاب الوقف مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه)، بحر کوئٹه ص۲۱۶ ج۵ کتاب الوقف، مجمع الأنهر ص۵۹۶ ج۲ کتاب الوقف، طبع بیروت.

[۲] رجل استأجر ارضا موقوفة وبنی فیها حانوتا وسکنها، (إلی قوله) فبعد ذلک رفع البنائن کان لا یضر بالوقف فللبانی رفعه وإن کان یضر لیس له رفعه، هندیه کوئٹه ص۴۲۲ ج۲ کتاب الوقف الباب الخامس، بحر کوئٹه ص۲۳۷ ج۵ کتاب الوقف، محیط برهانی ص۳۵ ج۹ کتاب الوقف، الفصل السابع فی تصرف القیم فی الاوقاف، طبع مجلس علمی گجرات.

مسجد سے متصل خالی جگہ پر مدرسہ قائم کرنا

سوال:۔(۱) شاہان مشرقیہ کی تعمیر کردہ جامع مسجد جونپور کے حدود مسجد کے تعین کے بعد پکے فرش سے اس کا تعین کر کے اس سے ملحق نمازیوں کے وضو کیلئے دہ دردہ حوض بنایا گیا تھا، جس پر علماء ومشائخ عمل درآمد کرتے چلے آرہے ہیں۔

(۲) حدود مسجد کے علاوہ حوض سے مشرقی دروازے تک مع شمال وجنوب کچی زمین افتادہ ہے، اس افتادہ کچی زمین میں کنواں، پودا، نشانِ قبر ہے، کنواں سے وقت ضرورت پر بیل کے ذریعہ پانی حوض میں بھی بھرا جاتا تھا، لیکن مولانا ظفر صاحب نے پودا اور نشان قبر خفیہ برابر کروادیا اسی افتادہ زمین پر لوگ اور خود مولانا موصوف بھی جوتا پہن کر چلتے اور اتارتے ہیں، اور اسی زمین پر نماز جنازہ ہوتی چلی آرہی ہے، اور خود مولانا موصوف بھی پڑھایا کرتے ہیں۔

(۳) یہ متحقق نہیں کہ حوض کنواں پودا خود بانی نے بنوائے ہیں، یا بعد میں بنائے گئے ہیں، پھر وہی عرصہ دراز سے موجود ہیں۔

(۴) یہ مسجد ۱۴۷۰ء میں مکمل ہوئی اور سلطنت مشرقیہ کے زوال کے بعد ایک مدت تک یہ مسجد ویران رہتی رہی، نماز اذان کے علاوہ تعزیہ داری وغیرہ رسومات اور مختلف جرائم کی آماجگاہ تھی اس لئے ۱۸۳۰ء میں مسجد کے تحفظ آباد کاری وتبلیغ اور علم دین کی اشاعت کی غرض سے حضرت مولانا سخاوت علی صاحب مہاجر مکیؒ نے حضرت مولانا کرامت علیؒ کی اعانت سے مدرسہ قرآنیہ کے نام سے ایک دینی ادارہ اور اس کے کچھ سالوں کے بعد حافظ صدیق صاحب نے مدرسہ دینیہ کی بنیاد ڈالی جو حدود مسجد سے باہر افتادہ کچی زمین میں جانب اتر رکھی، دالانوں اور کوٹھریوں میں قائم رہ کر علم کی شمع روشن کئے چلا آرہا ہے، اور انہی دالانوں اور کوٹھریوں میں اساتذہ طلباء کی رہائش رہتی چلی آرہی ہے، طلباء واساتذہ کی بود وباش کے ساتھ مطبخ اور پانی کی ٹنکی بھی اسی کچی زمین پر ایک عرصۂ دراز سے چلی آرہی ہے۔

(۵) باوجوداس کے مسجد کا صحن جو حدود مسجد کا تعین کرتا ہے، بہت وسیع ہے، اور آج تک جمعۃ الوداع عیدین یا نماز جمعہ میں کبھی بھی نمازیوں سے نہیں بھرا اور نہ کسی قسم کی نمازیوں کو تکلیف ہوئی، حضرت مولانا کا کہنا ہے کہ حدود مسجد صرف اس کا فرش ہی نہیں ہے، بلکہ یہ افتادہ کچی زمین بھی ہے، اس لئے اس مسجد میں طے شدہ حدود مسجد کے باہر مدرسہ کو قائم نہ رہنے دونگا۔

(۶) حضرت مولانا مسجد مذکورہ میں مذہبی وتبلیغی اجتماعات کو بھی روکتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ بھی اس مسجد میں نہیں کرنے دیا جائیگا، اس سے مسلمانوں میں نااتفاقی اور تصادم کی صورت پیدا ہوگی۔

(۷) مذکورہ بالا سوالات کی روشنی میں از روئے شرع شریف آپ فیصلہ فرمائیں کہ طے شدہ حدود مسجد جس پر ایک عرصۂ دراز سے عمل درآمد ہوتا، چلا آیا ہے، اور علماء ومشائخ کا اجتماع ہو چکا ہے، کیا حضرت مولانا ظفر صاحب شرعی طور پر مذہبی اجتماعات اور دینی مدرسہ کے قیام پر پابندی لگا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے آس پاس عموماً اور بڑی مسجد کے پاس خصوصاً فرش مسجد سے متصل شمالاً وجنوباً شرقاً اور گاہے غرباً خالی جگہ باقی رکھنے کا عام معمول تھا تاکہ وقت ضرورت وہاں دینی مکاتب ومدارس قائم کئے جاسکیں، تاکہ تعلیم کا سلسلہ چلے نیز خانقاہ وحجرات بنائے جاسکیں، تاکہ ذاکرین کے ذریعہ ذکر وشغل کا سلسلہ چلے پس ایسی جگہ تعلیم گاہ بنانا اور دینی اجتماعات کرنا مواعظ کی مجالس کرنا بلاشبہ شرعاً درست ہے، یہ سب جگہ متصل مسجد ہونے کی وجہ سے فناء مسجد بھی ہوگی اس حیثیت سے کہ اس کا احترام مسجد کی طرح لازم نہیں ہوگا،[۱] یہاں کھانا پینا، سونا بلاغسل آنا مکروہ نہیں ہوگا، قبر جب اتنی

[۱] فناء المسجد له حكم المسجد لو افتدى بالإمام منه يصح اقتداؤه وإن لم تتصل الصفوف ولا المسجد ملان وينبغي أن يختص بهذا الحكم دون حرمة مرور الجنب ونحوه، حلبى كبير ص۶۱۴ فصل فى احكام المسجد، طبع سهيل اكيڈمى لاهور، شامى كراچى ص۶۵۷ ج۱ مكروهات الصلوة، مطلب فى احكام المسجد.

پرانی ہوجائے کہ میت باقی نہ رہے، بلکہ مٹی بن جائے تواس کا حکم بدل جاتا ہے،قبر کی طرح اس کا احترام لازم نہیں رہتا وہاں نماز پڑھنا،کھیتی کرنا، باغ لگانا،مکان بنانا سب درست ہوجاتا ہے، ''**ولو بلی المیت صار تراباً جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعه والبناء علیه کذافی التبیین اھ عالمگیری، ص ۱۶۴ /ج ۱ /**'' [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۲/۱۴۰۱ھ

مسجد سے متصل اسکول بنانا

آج کل مسلمانوں میں اردو تعلیم کی شدید ضرورت کی بناء پر اسکولے کھول جارہے ہیں ان میں معلموں اور معلمات کا تقرر ہوتا ہے مگر معلم کم اور معلمات زیادہ ہوتی ہیں، ان میں کافی بے تکلفی ہوجاتی ہے، پردہ کا لحاظ بھی ختم ہوجاتا ہے، تعلیم دینے اور گانے بجانے کی وجہ سے آواز کا پردہ بھی ختم ہوجاتا ہے۔اس قسم کے اسکول عام طور پر مسجد سے متصل ہوتے ہیں۔کیونکہ گورنمنٹ ان اسکولوں کے لئے جگہ نہیں دیتی۔اس لئے ان عورتوں کی آواز نمازیوں کے کانوں میں بکری کی طرح گونجتی ہےاور نماز میں گڑ بڑ ہوجاتی ہے۔کچھ لوگ مسجد چھوڑنے پر مجبور ہورہے ہیں،مگر زید مخالفت کرتا ہے۔زید کے حق میں کیا حکم ہے؟ کیا اردو کی تعلیم کے لئے عورتوں کو بے پردگی اور بلند آواز کی اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

سوال:۔اردو کی پاسداری وقت کی اہم ضرورت ہے مگر احکام شرع کی پابندی حسب نصوص خداوندی دائمی وابدی ہے۔نماز کا احترام ہمیشہ لازم ہے۔ترک پردہ اور نامحرم کے ساتھ اختلاط

---

[۱] **عالمگیری،بلوچستان کوئٹہ،ص۱۶۷/ج۱/ الباب الحادی عشرفی الجنائز،الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان الیٰ اٰخر)، الدر مع الشامی کراچی ص۲۳۸ ج۲ باب صلاۃ الجنائز، مطلب فی دفن المیت زیلعی ص۲۴۶ ج۱ باب الجنائز، قبیل باب الشھید، طبع امدادیه ملتان.**

E:\f.m.Final \ Jild-22\ Masjid Men Madarsa Qayam Karna

کے مفاسد اظہر من الشمس ہیں [۱] وقف کو شرط واقف کے خلاف استعمال کرنے کا حق نہیں [۲] مسجد کے قریب ایسا شور وشغب خواہ بچوں کے سبق یاد کرنے کا ہی ہو جس سے نماز میں خلل پیدا ہو درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ص ۹۵/۶/۲۴ھ

مسجد کی جگہ کو مدرسہ کے لئے استعمال کرنا

سوال: ۔ایک شخص نے اپنی زمین کے کچھ حصہ پر مسجد بنانے کی نیت سے احاطہ کرکے اس میں نماز پڑھنی شروع کردی لیکن اس کا دروازہ علیحدہ نہیں کیا تو اگر اس جگہ کو مدرسہ کے لئے استعمال کریں اور دوسری جگہ مسجد بنالیں تو درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اب وہاں مدرسہ بنانا اور اس جگہ کو دوسری جگہ میں تبدیل کرنا درست نہیں [۳]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۵/۱/۱۷ھ

---

[۱] الخلوة بالاجنبية حرام، الدر مع الشامی کراچی ص۳۶۸ ج۶ كتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس، الاشباه والنظائر ص۱۵۹ الفن الثانی، كتاب الحظر والاباحة، طبع دار الاشاعة دهلی، سكب الأنهر مع المجمع ص۲۰۳ ج۴ كتاب الحظر والاباحة، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] شرط الواقف كنص الشارع، در مختار مع الشامی کراچی ص۴۳۳ ج۴ كتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع، بحر کوئٹه ص۲۴۵ ج۵ كتاب الوقف، سكب الأنهر ص۶۰۸ ج۲ كتاب الوقف، فصل إذا بنى مسجداً، دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] ولو خرب ماحوله واستغنى عنه يبقىٰ مسجداً عند الامام والثانی ابداً الی قیام الساعة وبه یفتی فلا یعود میراثا ولا یجوز نقله ونقل ماله الی مسجد آخر سواء کان یصلون فیه اولاً، (در مختار مع الشامی کراچی، ص۳۵۸/ ج۴/ كتاب الوقف ،مطلب فی احکام المسجد)، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۱ ج۵ كتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، النهر الفائق ص۳۳۰ ج۳ كتاب الوقف، فصل، فرع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

مسجد کے پیچھے مدرسہ بنانا

سوال: ۔ دینی مدرسہ بنانا کیسا ہے؟ جبکہ جگہ مسجد کے پیچھے ہے اس میں مدرسہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر بستی میں دینی مدرسہ ہونا بہت ضروری ہے، مسجد کے پیچھے مالک کی اجازت سے مدرسہ بنانا بالکل جائز ہے، اس سے نہ نماز میں خرابی آتی ہے، نہ مدرسہ میں [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۲۸ھ

مسجد میں تعلیم کی حدود

سوال: ۔ ایک صاحب جو دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں، حفظ کا مدرسہ معہ دارالاقامہ چلا رہے ہیں، مدرسہ اور دارالاقامہ کے لئے ایک مسجد کے اوپر (کمپونڈ میں) گاؤں والوں کی طرف سے دیا گیا ہے، لیکن طلباء کی تعداد کثیر ہونے کی وجہ سے وہ ناکافی ہے، چونکہ مدرسہ میں داخلہ کی کوئی حد مقرر نہیں، بایں وجہ مجبوراً مدرسہ کی عمارت سے زائد مسجد کا استعمال بڑھ گیا ہے، طلباء کی تعلیم بھی مسجد میں ہورہی ہے، اٹھنے بیٹھنے سونے کے لئے مسجد استعمال ہورہی ہے، کپڑے، دھان، مرچ وغیرہ مسجد میں سکھاتے ہیں، طلباء رات میں سوکر پیشاب سے ناپاک کردیتے ہیں، مولانا (ناظم مدرسہ) اس طرف توجہ نہیں دیتے توجہ دلانے پر ہمیں جاہل قرار دیتے

---

[1] (مااجتمع قوم في بيت من بيوت الله) والعدول عن المساجد إلى بيوت الله ليشمل كل ما يبنىٰ تقربا إلى الله تعالىٰ من المساجد والمدارس والربط، يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم، يمكن ان يكون المراد بالتدارس المدارسة المتعارفة والاظهر أنه شامل لجميع ما يناط بالقرآن من التعليم والتعلم، إلا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحفتهم الملائكة، مرقاة ص ۲۲۲ ج ۱ كتاب العلم، الفصل الاول، طبع بمبئى.

ہیں، مسجد کو مدرسہ کے طور پر استعمال کرنا کیسا ہے؟ جبکہ مصلیوں کو عبادت میں تکلیف ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قرآن کریم اور دینی تعلیم کے لئے جگہ نہیں تو مسجد میں تعلیم کی گنجائش ہے لیکن مسجد کا احترام لازم ہے، نہ وہاں کوئی کام خلاف احترامِ مسجد کیا جائے[۱] نماز کے اوقات متعین ہیں وہ اوقات تعلیم کے لئے نہیں جس وقت اوقاتِ متعینہ میں لوگ نماز پڑھتے ہوں تعلیم کی ایسی صورت اختیار نہیں کرنا چاہئے، جس سے نماز میں خلل آئے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تنخواہ لیکر مسجد میں تعلیم دینا

سوال:۔ مولانا تھانوی مدظلہٗ کے وعظ میں دیکھا کہ اہل پیشہ کو مسجد میں پیشہ کرنا جائز نہیں، حتیٰ کہ جو شخص قرآن شریف کو تنخواہ پر پڑھاتا ہو اس کو بھی تعلیم قرآن مسجد میں جائز نہیں اس مسئلہ

---

[۱] ومعلم الصبيان القرآن كالكاتب ان كان لاجر لاوحسبة لابأس به ومنهم من فصل هذا ان كان لضرورة الحروغيره لايكره والافيكره(الى قوله) وعلىٰ هذافاذاكان حسبة ولاضرورة يكره لان نفس التعليم ومراجعة الاطفال لاتخلواعمايكره فى المسجد(فتح القدير،مطبوعه دارالفكر،ص ۴۲۲/ج ۱/ كتاب الصلوٰة قبيل باب الوتر)، هنديه كوئٹه ص ۱۱۰/۱، كتاب الصلاة، قبيل الباب الثامن فى صلاة الوتر محيط برهانى ص۸ج۸ كتاب الكراهية، الفصل الخامس فى المسجد، طبع مجلس علمى ڈابهيل گجرات.

[۲] مستفاد: اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكرالجماعة فى المساجد وغيرها الا ان يشوش جهرهم على نائم اومصل اوقارئ (شامى كراچى، ص ۶۶۰/ج ۱/مكروهات الصلوٰة مطلب فى رفع الصوت بالذكر)، طحطاوى على المراقى مصرى ص۲۵۸ فصل فى صفة الاذكار الواردة بعد صلاة الفرض سباحة الفكر ص ۵۲ مجموعه رسائل الكنوى طبع احمدى لكهنؤ.

سے یہ سمجھا کہ تعلیم دین کی تنخواہ یا کسب پر دینا مسجد میں ناجائز ہے، مگر اب سوال یہ ہے کہ سہارنپور اور دیوبند کے مدرسہ میں مدرسین کو دیکھا کہ وہ عربی تعلیم مسجد میں دیتے ہیں، اور تنخواہ بھی لیتے ہیں، تو کیا اس میں اختلاف ہے جس کی وجہ سے جواز کی گنجائش ہو یا کچھ اور بات ہے، میں جس بچہ کو قرآن شریف پڑھاتا ہوں بوجہ جگہ نہ ہونے کے مسجد میں پڑھاتا ہوں تو یہ تعلیم دینا مسجد میں صحیح ہے یا نہیں، اور اگر مجبوری ہو اور کوئی جگہ بیٹھنے کی نہ ہو تو کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلياً

جو شخص مصالح مسجد کے لئے مثلاً حفاظت مسجد کے لئے یا دوسری جگہ نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً مسجد میں بیٹھ کر تعلیم دے اس کو جائز ہے اور محض پیشہ بنا کر مسجد میں بیٹھنا اور تعلیم دینا ناجائز ہے[1]، اور احترام مسجد کے خلاف ہے، سہارنپور یا دیوبند میں کسی کو دیکھا ہے تو ممکن ہے کہ کسی ایسے شخص کو ایسا کرتے ہوئے مسجد میں دیکھا ہو کہ وہ اس کے لئے ملازم نہیں اور اس کا معاوضہ نہیں لیتا مثلاً کوئی ملازم ہے دفتر کے لئے اور سبق مسجد میں پڑھاتا ہے، یا کوئی اور بات ہو، اور اس زمانہ میں کسی کا عمل حجت ہے بھی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/ربیع الثانی

الجواب صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور......الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۷/ربیع الثانی ۵۹ھ

مسجد میں چھوٹے بچوں کو تعلیم دینا

سوال:۔ ہمارے یہاں ایک مسجد میں میرے ماموں امام ہیں، امامت کی انہیں مسجد کی

[1] ومعلم الصبيان القرآن كالكاتب ان كان لاجر لاوحسبة لابأس به ومنهم من فضل هذا ان كان لضرورة الحروغيره لايكره والا فيكره(فتح القدير،دارالفكر ص ۴۲۲/ج ۱/ كتاب الصلوٰة قبيل باب صلوٰة الوتر)، البحر الرائق ص۳۵ج۲ كتاب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها تحت فصل، مطبوعه الماجديه كوئٹه عالمگیری ص ۱۱۰ ج ۱ الباب السابع فيما يفسد الصلوة الخ، تحت فصل وكره غلق باب المسجد الخ مطبوعه كوئٹه.

جانب سے تنخواہ ملتی ہے، اس کے علاوہ وہ کچھ لڑکوں اور لڑکیوں کو ماہانہ تنخواہ لے کر مسجد میں جہاں کہ عبادت ہوتی ہے، عربی تعلیم دیتے ہیں، اور مسجد کی ایک الماری ہے، جس میں مسجد کی وقف شدہ کتابیں اور قرآن شریف، پارے اور دیگر ضروری اسباب رہتا ہے، اس الماری میں مدرس صاحب ان بچوں کی پرائیویٹ کتابیں رکھواتے ہیں مگر ہمارے یہاں پر چند عالم اس کے متعلق کہتے ہیں کہ معاوضہ لے کر عبادت گاہ میں تعلیم دینا ناجائز ہے، چونکہ نابالغ بچوں اور بچیوں میں آداب مسجد اور پاکیزگی کا خیال نہیں ہوتا۔

(۲) اور مسجد کی مخصوص الماری میں عام بچوں کی کتابیں رکھوانا یہ بھی ناجائز ہے، چونکہ الماری کو قفل نہیں ہوتا، امام صاحب کو تعلیم دینی ہی ہے تو وہ مسجد کے بازو والے کمرہ میں یا مسجد کے صحن میں تعلیم دے سکتے ہیں، اور دیگر کمرے میں یا دیگر الماری میں کتابیں رکھوا سکتے ہیں، مسجد کی الماری میں نہیں، اور چند عالم یہ کہتے ہیں کہ وہ بچوں سے تنخواہ لیکر مسجد میں تعلیم بھی دے سکتے ہیں، اور مسجد کی مخصوص الماری میں کتابیں بھی رکھوا سکتے ہیں، اور یہ دونوں امر جائز ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسجد میں مستقلاً تنخواہ لے کر تعلیم دینا مکروہ ہے[1] خاص کر ایسی حالت میں جبکہ مسجد کے قریب کمرہ بھی ہے، جس میں تعلیم دی جاسکتی ہے، چھوٹے بچے جو پاکی ناپاکی کی تمیز نہیں رکھتے بلکہ ان سے اندیشہ ہو کہ مسجد کو ناپاک کر دیں گے ایسے بچوں کو مسجد میں لانا ہی منع ہے،[2] صحن مسجد جہاں نماز و جماعت ہوتی ہے، وہ بھی مسجد ہی ہے، اگر فرشِ مسجد کے علاوہ کوئی

---

[1] ومعلم الصبيان القرآن كالكاتب ان كان لاجر لا وحسبة لا بأس به الخ البحر الرائق ص ۳۵ ج ۲ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها تحت فصل الخ، مطبوعه الماجديه كوئٹه فتح القدير ص ۴۲۲ ج ۱ مطبوعه دار الفكر بيروت، عالمگيرى ص ۱۱۰ ج ۱ الباب السابع فيما يفسد الصلوة الخ تحت فصل وكره غلق باب المسجد الخ مطبوعه كوئٹه.

[2] ويحرم ادخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم (درمختار مع الشامى كراچى ص ۶۵۶ / ج ۱ / كتاب الصلوٰة مكروهات الصلوٰة مطلب فى احكام المسجد)، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

خالی جگہ ہو جہاں نماز و جماعت نہیں ہوتی وہاں بھی تعلیم دینا درست ہے۔

(۲) مسجد کی الماری کو اس لئے استعمال کیا جاتا ہے، کہ تعلیم مسجد میں ہوتی ہے، جب تعلیم مسجد میں نہیں ہوگی تو اس کی الماری کے استعمال کا سوال خود بخود ختم ہو جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۵/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۶/۵/۸۵ھ

مخلوط تعلیم، مسجد میں دنیوی تعلیم، غیر شرعی لباس کے ساتھ مسجد میں تعلیم

سوال:۔ مسجد میں قیام مدرسہ میں ۱۲/۱۴/ برس کی لڑکیوں کا داخلہ ہے، ایسی صورت میں جبکہ حاجت ضروریہ کے لئے لڑکیوں کا کوئی الگ انتظام نہیں ہے، بلکہ اسی مدرسہ کے عام پاخانہ، پیشاب خانہ میں وہ بھی جاتی ہیں باہر آدمی کھڑا رہتا ہے، جب وہ نکلتی ہے تو مرد جاتا ہے، اور عام آدمی بھی، دیگر یہ کہ اس مسجد کے مدرسہ میں ایک ماسٹر جو بچوں کو انگریزی تعلیم وغیرہ کے لئے آتے ہیں، اور کوٹ پتلون یعنی مغربی لباس میں ہوتے ہیں، کیا ماسٹر صاحب کا ایسے لباس میں آکر مسجد کے ایک دینی ادارہ میں درس دینا درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

مذکورہ صورت میں ان لڑکیوں کا ایسے ادارہ میں تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں، جہاں عورتوں کے ساتھ مردوں کا اختلاط ہو، اس لئے کہ اس میں وقوع فتنہ کا قوی اندیشہ ہے نیز مسجد کے اندر علوم

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) البحر الرائق ص ۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، عالمگیری ص ۳۲۱ ج۵ کتاب الکراهیة الباب الخامس فی آداب المسجد، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

دینیہ کے ماسوا دیگر علوم مثلاً انگریزی وغیرہ کی تعلیم درست نہیں "کما صرح به فی شرح الحموی[1] ۱/ ۵۶ لان المسجد مابنی الالصلوٰة اواعتکاف وذکر شرعی وتعلیم علم وتعلمه وقراء ة القرآن الخ" نیز شرٹ پتلون پہن کر مسجد میں آکر تعلیم دینے کی اجازت نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں بچوں کو تعلیم دینا

سوال:۔ (۱) کیا مسجد اور مسجد کی چھت کو مدرسہ کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں جس میں مقامی چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں دینیات، یسرنا القرآن اور ناظرہ، قرآن مجید وغیرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، آیا یہ طریقہ تعلیم فی المسجد درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسجد کا احترام لازم ہے، اکثر بچے اور بچیاں صغیر السن ہوں کہ ناپاکی کی تمیز نہ رکھتے ہوں یا شور وشغب کرتے ہوں، یا استاذ مار پیٹ کر کے احترام مسجد کو ختم کر دیتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو وہاں تعلیم دینے کی اجازت نہیں، سوال سے یہی صورت ظاہر ہوتی ہے "الاشباہ[2] والنظائر" اور اسکی شرح حموی میں احکام المساجد کے عنوان سے ایسے مسائل کو تفصیل سے بیان کیا ہے، مسجد کی

---

[1] غمز عیون البصائر شرح الاشباه والنظائر للحموی ص۶۳ ج۴ مطبوعه ادارة القرآن کراچی، الفن الثالث، البحر الرائق ص۳۴ ج۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها تحت فصل الخ مطبوعه الماجدیه کوئٹه، حلبی کبیر ص ۶۱۱ فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] ولا یجوز تعلیم الصبیان القرآن فی المسجد للمروی جنبوا مجانینکم وصبیانکم مساجدکم شرح الاشباه والنظائر للحموی ص۵۶ ج۴ فی احکام المسجد، ادارة القرآن کراچی، بحر کوئٹه ص۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، در مختار مع الشامی کراچی ص۶۵۶ ج۱ مکروهات الصلوة مطلب فی احکام المسجد.

چھت پر چڑھنے کو مکروہ لکھا ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں بچوں کو تعلیم دینا

سوال:۔ مسجد میں بچوں کو پڑھانا اس طرح پر کہ بچوں کے لئے کوئی دوسری جگہ ہو پڑھنے کے لئے اور وہ بچے وہاں پر مستقلاً پڑھتے بھی ہوں اس کے باوجود محض اس جگہ کو کرایہ پر اٹھانے کے لئے بچوں کی تعلیم کا انتظام مسجد میں کیا جائے، پھر اس کے بعد جب کرایہ دار چلے جائیں، تو پھر بچوں کو اسی جگہ بھیج دیا جائے، اور عذر یہ کیا جائے کہ انجمن مقروض ہے، اس لئے ایسا کیا جارہا ہے اور یہ تعلیم بچوں کی مع اجرت کے ہے، اور بچوں سے کچھ نہیں لیا جاتا ہے، تو اس حالت میں بچوں کو مسجد میں پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور جائز کس شکل میں ہے؟

الجواب حامداً مصلياً

دوسری جگہ نہ ہوتو مسجد میں بھی تنخواہ دار مدرس کی تعلیم دین دینا درست ہے، جبکہ بچے ہوشیار ہوں پاکی ناپاکی کی تمیز رکھتے ہوں، مسجد کا احترام کرتے ہوں، دوسری جگہ مناسب موجود ہوتو پھر دوسری جگہ ہی تعلیم مناسب ہے، ضرورت کی بنا پر دوسری جگہ کو کرائے پر دے دیا ہوتب بھی مسجد میں تعلیم کی اجازت ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الصعود على سطح كل مسجد مكروه (عالمگیری ، کوئٹه ،ص ۳۲۲/ج۵/ كتاب الكراهية، الباب الخامس، شامی زکریا ص۴۲۸ ج۲ باب مايفسد الصلوة وما يكره فيها، مطلب فى احكام المسجد، نفع المفتى والسائل ص۱۱۸ كتاب الحظر والإباحة ما يتعلق بالمساجد، مطبوعه رحيميه ديوبند.

[۲] ولو جلس المعلم فى المسجد والوراق يكتب فان كان المعلم يعلم للحسبة والوراق يكتب لنفسه فلابأس به لانه قربة وان كان بالاجرة يكره الاان يقع لهما الضرورة (هنديه ، کوئٹه ،ص ۳۲۱/ج۵/ كتا ب الكراهية ،الباب الخامس فى آداب المسجد)، فتح القدير ص ۴۲۲ ج ۱ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں تعلیم صبیان

سوال:۔ مسجد کے اندر لڑکوں کو قرآن اور دینیات پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ اس سوال کا جواب، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد پنجم و ششم، ص ۲۹۸ رفتویٰ ۱۲۸۹/۹/۸۷، جس کی بعینہ نقل منسلک ہے صاف ہے کہ اگر مسجد کے نجس کرنے کا گمان غالب ہے تو حرام ہے ورنہ مکروہ تنزیہی ہے۔

چونکہ صورت مسئولہ میں مسجد کے نجس کرنے کا گمان غالب نہیں ہے بلکہ یقین اور تجربہ ومشاہدہ عینی ہے، لہٰذا تفصیلی سوال قائم کرکے مفتی صاحب شہر جے پور راجستھان مقامی سے اس بارے میں استفسار کیا گیا تو ممدوح نے ضرورت کی حد تک مسجد میں پڑھانے کی اجازت فرمائی، نیز اس کے علاوہ دیگر معترضین کا یہ بھی کہنا کہ جب دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ حرام کا ہے، اس دارالعلوم دیوبند کی مسجد چھتہ والی میں تو مدرسہ تھا، وہاں حرام کیوں نہ ہوا، چنانچہ مسجد چھتہ والی کے متعلق جو نوٹ آئینہ دارالعلوم دیوبند میں درج ہے۔

کیا مفتی جے پور کے فتوے پر عمل کیا جائے؟

(۲) معترض کا جو اعتراض ہے تو کیا مسجد چھتہ والی دیوبند کی نوعیت یہ ہے یا جداگانہ جبکہ اس میں صحن اور انار کے درخت کے نیچے لکھا ہے یہ موقعہ اندرون مسجد تھا یا بیرون مسجد؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں دینی تعلیم دینے کی اجازت ہے جبکہ مسجد کا احترام برقرار رہے شور وشغب نہ ہو بچے ایسے چھوٹے نہ ہوں جو مسجد کو ناپاک کردیں انکو مار پیٹ ڈانٹ ڈپٹ نہ کی جائے۔

تعلیم کی وجہ سے نمازیوں کو نماز میں خلل نہ آئے[1] اگر ان امور کی رعایت نہ ہوسکتی ہو تو تعلیم

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها، فصل ویکره استقبال القبلة بالفرج، مطبوعه دار الفکر بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص۳۵ج۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها، فصل لما فرغ من بیان الکراهة فی الصلوة. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کا انتظام مسجد سے علیحدہ کیا جائے، مسجد کو مستقلاً مدرسہ بنانے کی اجازت نہیں، چھتہ والی مسجد دیوبند میں ایک استاد نے ایک شاگرد کو انار کے درخت (پیڑ) کے نیچے پڑھانے کی ابتداء کی اس میں مسجد کا احترام پورا محفوظ رہا، عالمگیری[1]، بزازیہ[2] شرح اشباہ[3] میں مسجد سے متعلق جزئیات تفصیل سے مذکور ہیں ان میں تعلیم کا مسئلہ بھی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۸/۲۴ھ

مسجد میں غیر دینی تعلیم دینا

سوال:۔ مسجد میں اردو، ہندی، انگریزی اخبار یا سرکاری اسکولوں کے کورس کی کتابیں پڑھی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [1] والذی یکتب ان کان باجر یکرہ وان کان بغیراجر لایکرہ قال فی فتح القدیر هذا اذاکتب القرآن والعلم لانه فی عبادة اماهولاء المکتبون الذین یجتمع عندهم الصبیان واللغط فلا ولولم یکن لغط لانهم فی صناعة لاعبادة (الیٰ قوله)ومعلم الصبیان القرآن کالکاتب ان کان لاجرلا وحسبة لابأس به (بحر کوئٹه، ص۳۵/ج۲/ کتاب الصلوٰۃ ،باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیها) فتح القدیر ص ۴۲۲ج ۱ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها فصل، ویکره استقبال القبلة بالفرج، مطبوعه دار الفکر بیروت، عالمگیری کوئٹه ص۳۲۱ج۵ کتاب الکراهیة الباب الخامس فی آداب المسجد، ویحرم ادخال الصبیان ومجانین حیث غلب تنجیسهم وإلا فیکره قوله ویحرم لما أخرجه المنذری مرفوعا، جنّبوا مساجدکم صبیانکم ومجانینکم وبیعکم وشرائکم ورفع اصواتکم الخ، شامی زکریا ص۴۲۹ج۲ کتاب الصلوة مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق کوئٹه ص۳۴ج۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها تحت فصل.

[1] واما المعلم الذی یعلم الصبیان باجر اذا جلس فی المسجد یعلم الصبیان لضرورة الحر اوغیره لایکره (عالمگیری کوئٹه ،ص۱۱۰/ج۱/ کتاب الصلوٰۃ قبیل الباب الثامن فی صلوٰۃ الوتر)

[2] وتعلیم الصبیان فیه بلا أجر والأجر یجوز، فتاوی البزازیة علی هامش الهندیه کوئٹه ص۳۵۷ج۶ کتاب الکراهیة نوع فی المسجد.

[3] شرح الاشباه والنظائر للحموی کراچی ص۵۶ج۴ القول فی احکام المسجد.

جاسکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غیر دینی تعلیم دینے کا بھی وہاں حق نہیں ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱/۸۹ھ

---

[1] فالحاصل ان المساجد بنيت لاعمال الاخرة ولم تبن لاعمال الدنيا (الىٰ قوله)فما كان فيه نو ع عبادة وليس فيه اهانة ولاتلويث لايكره والاكره (حلبى كبير، سهيل اكيڈ مى لاهور پاكستان، ص ۶۱۱/ فصل فى احكام المساجد)، لأن المسجد ما بنى إلّا لصلوٰة أو ذكر شرعى وتعليم وعلم وتعلمه وقرأة القرآن، غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر كراچى ص۴/۶۳، القول فى احكام المسجد، البحر الرائق كوئٹه ص۳۴ ج۲ باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها تحت فصل.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل دوازدھم: مسجد میں مال حرام صرف کرنا

مال حرام مسجد میں صرف کرنا

سوال:۔(۱) حیدرآباد سے ایک پرچہ بنام ''اطلاع'' نکلتا ہے جس میں ''پوچھئے اور سنئے'' کی سرخی کے تحت ایک طویل مضمون شائع ہوا ہے جس میں پوری طاقت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حرام بطور چندہ کے مسجد و مدرسہ میں لے سکتے ہیں، اس میں شرعی کوئی قباحت نہیں، وہ مضمون دو قسط بنا کر آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا، پہلی قسط اب روانہ کیا ہوں اور مختصر اقتباس بنا کر ارسال کیا ہوں، امید ہے کہ حضرت والا اپنی مصروفیتوں میں تھوڑا وقت ضرور بالضرور فارغ فرما کر جواب روانہ فرمائیں، تو عین کرم ہوگا، کیونکہ دکن کا اکثر حصہ مشائخ پرست اور بدعات کے تابع ہیں اور خود ایڈیٹر صاحب مستقل حیدرآباد کے مشہور واعظ حسام الدین صاحب جن کا مشائخ میں شمار بھی ہے ان کے صاحبزادے کے بیٹے ہیں یعنی پوتے ہیں ان کے قلم سے نکلنے کے بعد خصوصاً جب کہ آیات واحادیث سے مشید کیا گیا ہے، تو کافی لوگ مغالطہ میں پڑ گئے ہیں، اس میں فاسد عقیدہ وعمل سے نجات دلانے کے لئے آنجناب مبرہن ومدلل ومفصل جواب تحریر فرمائیں، اوراس کو چھاپ کر شائع کر دیا جائے، تاکہ

عوام الناس غلط فہمی کے شکار نہ رہیں؟

سوال:۔ (۲) جس کی آمدنی کا کل حصہ یا کل کی کل آمدنی حرام ہو جیسے سودخور ہو یا سکرات کی آمدنی رکھتا ہو اس کے پاس دعوت میں جانا یا اس سے کسی کار خیر میں چندہ لینا یا ایسے سے مسجد کیلئے روپیہ حاصل کرنا کیسا ہے؟ کیونکہ اکثر علماء ناجائز بتاتے ہیں، براہ کرم آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں تشفی بخش جواب دیجئے؟

جواب:۔ شرع محمدی میں جس قدر معقولیت ہے وہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں اور جو اصول مقرر ہیں ان سے کسی مسئلہ میں ٹکراؤ نہیں پایا جاتا ہے، روپیہ استعمال صرف دوہی طریقوں سے ہوا کرتا ہے (۱) آمدنی کے لحاظ سے (۲) خرچ کے لحاظ سے چنانچہ اسلام میں بھی ان ہی دو طریقوں سے امرونہی فرمائی گئی ہے، مطلب یہ ہے کہ روپیہ کمانا ہو تو ان ذرائع سے کمایا جائے جسے حلال کہا گیا ہے جیسے تجارت، زراعت یا ملازمت وغیرہ یعنی اس سلسلہ میں وہ طریقے نہ رہیں جو حرام کئے گئے ہیں، جیسے سود، جھوٹ، رشوت، چوری وغیرہ ایسا ہی خرچ کرنے کے جو مدات ہیں، ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک تو حرام جیسے شراب اور دیگر سکرات خریدنا، سود دینا، یا ناجائز کام پر خرچ کرنا، مطلب یہ ہے کہ برائی کی مدد کے لئے روپیہ خرچ کرنا ناجائز ہے چاہے وہ وجہ حلال سے کمایا ہوا روپیہ کیوں نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”**ولا تعاونو اعلی الاثم والعدوان الآیۃ**“ اس لحاظ سے غیر مسلموں کو چندہ دینا بھی قرآن مجید کے حکم سے ممنوع ہے۔ الخ

جب غیر مسلموں سے چندہ لیں گے تو ان کو بھی چندہ دینا پڑے گا اس لئے غیر مسلموں سے چندہ نہ لیا جائے۔

دعوی:۔ جائز کام کے لئے خرچ کرنے کے واسطے ناجائز طریقہ سے کمایا ہوا مال خرچ کیا جاسکتا ہے۔

دلیل اوّل:۔ اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے اوصاف میں فرمایا ہے

کہ ''**وانفقوا مما رزقناهم سرا وعلانية يرجون تجارة لن تبور الاية**''اس میں وجہ حلال کی تخصیص نہیں ہے، بلکہ فرمایا گیا ہے''جو کچھ بھی ہم نے ان کو دیا ہے''تو وجہ حرام کی کمائی بھی جب کہ غیر اللہ سے ملی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ حقیقی دینے والا ہر چیز کا وہی اللہ تعالیٰ ہی ہے ،تو حرام کمائی بھی خرچ ہوسکتی ہے، اور وہ اس طرح پر خرچ کیجا سکتی ہے جس کا اجر ملے چونکہ اس آیت میں مندرجہ بالا آیت کے ساتھ ہی فرمایا گیا ہے ''**ليوفيهم اجورهم ويزيدهم من فضله انه غفور شكور**'' اس آیت کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غفور فرما کر اس طرف بھی اشارہ فرمایا ہے کہ جو اچھے کاموں پر خرچ کرے گا وہ اگر روپیہ کو ناجائز طریقہ سے کمایا ہو تو اس کا اس طرح پر خرچ کرنا بخشے جانے کا موجب ہوگا۔

دلیل دوم:۔اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کا جہاں ذکر فرمایا ہے وہاں اچھی کمائی کی تخصیص نہیں فرمائی ہے،مگر کمائی کا جہاں ذکر ہے یا اپنے استعمال میں لانیکا جہاں ذکر ہے، وہاں پاک طریقہ اور اچھی چیزوں کو مخصوص فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہے ''**يٰايها الذين اٰمنوا كلوا من طيّبٰت مارزقنكم الاية**'' تو کھانا چونکہ اسی کا ہوتا ہے جسے کمایا جاتا ہے،اس لئے اچھے طریقہ سے کمانے کا حکم سمجھا جانا چاہئے اور ہے ہی یہی لہٰذا کمانے کے لئے وجہ حلال کی صراحت کی گئی ہے،مگر خرچ کرنے کیلئے خواہ وہ نیک کام ہی کیوں نہ ہو حلال وحرام کی صراحت نہیں کی گئی ہے،اور بتایا گیا ہے کہ اچھے کام پر خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے،خواہ آمدنی کیسی ہو، چنانچہ۔......

دلیل سوم:۔حج کے لئے استطاعت کو مشروط فرمایا گیا ہے،مگر روپیہ کے لئے تخصیص نہیں کی گئی ہے ،کہ حلال کمائی ہی کی ہو اور اس حلال کمائی کی وجہ سے حج کو جانے کی استطاعت ہونی چاہئے تو پھر جب حج جو اسلام کا ایک رکن ہے حرام روپیہ سے کیا جاسکتا ہے تو حرام کمائی والے کے پاس سے جائز دعوت میں کھانا کیسے حرام ہوسکتا ہے،اور اس سے نیک کام میں چندہ لینا کیسے نادرست ہوسکتا ہے۔

دلیل چہارم:۔ یہ معلوم رہے کہ ناجائز کمائی اس کمانے والے کی حد تک ناجائز ہے نہ کہ حلال نوعیت روپیہ اس لئے لینا بھی دوسرے کیلئے ناجائز ہوا گر ایسا ہی ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ کو اپنے لئے نذرانہ وغیرہ لینے کا حکم دیتا جن کی حلال کمائی ہو بلکہ فرمایا گیا "**خذ من اموالهم صدقة تطهر هم وتزكيهم بها وصل عليهم الاية**"، تو جب حضرت رسول ﷺ کو نذرانہ لیتے وقت اسے معلوم کرنے کی تاکید نہیں ہے کہ یہ تمہارا روپیہ حلال طریقہ سے کمایا ہوا ہے یا حرام؟ تو پھر کسی کو اسی طرح دعوت کے موقعہ پر یا دیگر موقعوں پر یہ سمجھنے کی کیا ضرورت ہے کہ یہ روپیہ دینے والے کی کمائی حرام ہے یا حلال۔

دلیل پنجم:۔ علاوہ ازیں جب زکوٰۃ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ صرف اس کمائی کا اڑھائی فی صد زکوٰۃ میں دیں جسے حلال طور پر کمایا ہے بلکہ حلال وحرام سب کے مجموعہ پر اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے، تو اسلام کے ایک رکن زکوٰۃ میں جو خرچ کے مدات سے ہے حرام روپیہ بھی خرچ ہوسکتا ہے، اور اسے زکوٰۃ ادا کرنے کا ثواب بھی ملتا ہے تو حرام کمائی میں سے حرام کمانیوالا اگر نیک کام پر روپیہ دے تو اس لینے سے انکار کرنا کسی مسئلہ شرعی کی بناء پر درست نہیں ہوسکتا، ورنہ حرام روپیہ کمانیوالے حج وزکوٰۃ وغیرہ سے مستثنیٰ ہوجائیں گے، جو غلط ہے یہاں اس امر کی وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے، کہ کسی حرام کمائی کرنے والے سے نیک کام میں روپیہ لینے کو جائز کہنے کا یہ مطلب نہیں لینا چاہئے کہ مثلاً مسجد کے لئے لاٹری ڈالی جائے، کیونکہ اس صورت میں مسجد کی طرف سے حرام روپیہ فراہم کرنا پایا جائیگا، جو ویسا ہی حرام جیسا کہ کوئی شخص خود لاٹری ڈالے، ہاں لاٹری جو کھلم کھلا جوا ہے کوئی مسلمان روپیہ حاصل کر کے اس میں سے مسجد کو چندہ دے تو وہ رقم چندہ کی قرار پائی ہے، جو جائز ہے، جوے سے مسجد کے لئے روپیہ فراہم کرنا نہیں رہا، اس لئے جوئے میں روپیہ کمانے والے سے چندہ لینے اور مسجد کے لئے فنڈ کو جمع کرنے کے لئے لاٹری ڈالے اس فرق کو تمیز کرنے کی ضرورت ہے تا کہ حلال وحرام میں فرق معلوم ہوسکے، جو علماء اس کے خلاف کہتے ہیں ان کو میرے پیش کردہ

دلائل پرغور کرنا چاہئے اور نظر ثانی کے بعد اپنے قول سے رجوع فرمالیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) حرام مال مسجد میں لگانا درست نہیں، بلکہ مکروہ تحریمی (بمنزلہ حرام) ہے "**لابأس بنقشه خلا محرابه بجص وماء ذهب بماله الحلال اھ**" درمختار "**قال تاج الشريعة اما لو انفق فى ذٰلک مالاً خبيثا او مالا سببه الخبيث والطيب فكره لان الله تعالىٰ لايقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بما لا يقبله اھ شرنبلاليه رد المحتار، ص ۶۴۲/ ج ۱**" [۱] حرام اور حرام مال نہ اپنے او پر خرچ کرنا جائز ہے نہ اپنے اہل وعیال پر اپنے پاس رکھنا بھی درست نہیں، بہ نیت ثواب صدقہ کرنا بھی جائز نہیں، ایسے مال میں ثواب کی نیت کرنا بہت خطرناک ہے جس مال پر ملک ہی حاصل نہ ہو اس پر زکوٰۃ بھی فرض نہیں "**ولو خلط السلطان المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوٰة فيه ويورث عنه لان الخلط استهلاک اذا لم يمكن تمييزه عند ابى حنيفةؒ وقوله ارفق اذقلما يخلو مال عن غصب وهذااذاكان لهٗ مال غير مااستهلكه بالخلط منفصل عنه يوفى دينه والا فلا زكوٰة كما لوكان الكل خبيثاً كمافى النهرعن الحواشى السعديه وفى شرح الوهبانيه عن البزازية انمايكفراذا تصدق بالحرام القعطىاھ درمختار**" [۲] **فى القنية**

---

[۱] درمختار مع الشامی کراچی ص۶۵۸/ج ۱/ مکروهات الصلوٰة، مطلب فى احكام المسجد. طحطاوى على الدرالمختار ص۱/۲۷۸، باب مايفسد الصلاة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، مرقاة شرح مشكوة ص۳/۲۸۶، كتاب البيوع، باب الكسب الخ، الفصل الاول، مطبوعه بمبئى.

[۲] درمختار مع الشامى كراچى ص ۲۹۰-۲۹۲/ج۲/ كتاب الزكوٰة، مطلب لوصادرالسلطان جائزاً فنوى بذلک الخ، النهر الفائق ص۱/۴۱۳، كتاب الزكوة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص۲/۱۵۴، اول كتاب الزكوة، مطبوعه دارالفكر بيروت، بزازيه على الهندية ص۴/۸۸، الثانى فى المصرف، مطبوعه كوئٹه.

لوکان الخبیث نصاباً لایلزمه الزکوٰۃ لان الکل واجب التصدق علیه اھ ماوجب التصدق بکله لایفید التصدق ببعضه لان المغصوب ان علمت اصحابه اوورثتهم وجب رده علیهم والا وجب التصدق به[1] اھ رجل دفع الیٰ فقیر من المال الحرام شیئاً یرجوبه الثواب یکفر ولو علم الفقیر بذلک فدعاله وامن المعطی کفرا جمیعاً ینبغی ان یکون کذالک لوکان المؤمن اجنبیاً غیر المعطی والقابض وکثیر من الناس عنه غافلون ومن الجهال فیه واقعون ، قلت الدفع الی الفقیر غیر قیدبل مثله فیما یظهر لوبنی من الحرام بعینه مسجداً اونحو ہ مما یرجوبه التقرب لان العلة رجاء الثواب فیما فیه العقاب ولایکون ذلک الاباعتقاد حله ، ای مع رجاء الثواب الناشی عن استحلاله کما مرفافهم الخ رد المحتار ، ص۲۵-۲۹/ج ۲[2]

حج میں مال حرام کا خرچ کرنا حرام ہے اس سے حج قبول نہیں ہوتا" وقد یتصف (الحج) بالحرمة کالحج بمال حرام ، درمختار ، وانما یحرم من حیث الانفاق وکانه اطلق علیه الحرمة لان للمال دخلاً فیه قال فی البحر ویجتهد فی تحصیل نفقة حلال فانه لایقبل بالنفقة الحرام کما ورد فی الحدیث اھ درمختار ص۱۴/ ج ۲[3]"

---

[1] بزازیه علی الهندیة کوئٹه س۴/۸۶، کتاب الزکوۃ، الثانی فی المصرف، مجمع الانهر ص۱/۲۸۵، کتاب الزکوۃ، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، رد المحتار کراچی ص ۲/۲۹۱، کتاب الزکوۃ، باب زکاۃ الغنم، مطلب لو صادر السلطان جائزا الخ.

[2] شامی کراچی ص ۲۹۱-۲۹۲/ج ۲/ کتاب الزکوٰۃ، مطلب لوصادر السلطان جائزاً، فنوی بذلک اداء الزکوٰۃ. شرح فقه اکبر ص۲۳۳، قبیل من قال حسنت لما هو قبیح شرعا، مطبوعه مجتبائی دهلی.

[3] درمختار مع رد المحتار کراچی ص۴۵۶/ج ۲/ کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام. عالمگیری ص ۱/۲۲۰، کتاب المناسک، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، غنیة الناسک ص۸، مطبوعه خیریه میرٹھ، بحر کوئٹه ص ۲/۳۰۹، کتاب الحج،

اگر کسی وارث کو معلوم ہو کہ مورث کے پاس فلاں مال حرام ہے تو اسکو وراثۃً لینا وارث کیلئے جائز نہیں بلکہ اصل مالک معلوم ہو تو اسے واپس کردے ورنہ صدقہ کردے، ''لا یحل اذاعلم عین الغصب مثلاً وان لم یعلم مالکه فی البزازیة اخذ مورثه رشوتً اوظلماً ان علم ذٰلک بعینه لایحل له اخذ ه والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والا فان علم عین الحرام لایحل له ویتصدق به بنیة صاحبه اھ ردالمختار[۱] ص ۱۸۰/ج ۱/ فقہا کے بیان کردہ مسائل، کتاب، سنت، اجماع، قیاس سے ثابت ہیں، ایک صحابی کو ایک شخص نے کمان ہدیۃً دی تھی، جس میں عدم مشروعیت کی شان تھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آگ کی کمان ہے[۲]، کسی نے حضرت نبی اکرم ﷺ کی دعوت کی اور مالک کی اجازت کے بغیر بکری ذبح کرلی (کہ قیمت پھر دیدیں گے) حضرت رسول مقبول ﷺ نے ہاتھ کھینچ لیا، اور تناول فرمانے سے انکار فرمادیا[۳] ''خذ من اموالھم صدقة''، میں نبی اکرم ﷺ کو نذرانہ

---

[۱] شامی کراچی ص ۹۹/ج ۵/ کتاب البیوع، مطلب فیمن ورث مالا حراماً. عالمگیری ص ۳۴۹/۵، کتاب الکراھیة، الباب الخامس عشر فی الکسب، مطبوعه کوئٹه، بذل المجهود ص ۳۷/۱، کتاب الطهارة، فصل فی فرض الوضوء، مطبوعه رشیدیه سهارنپور، البحرالرائق ص ۲۰۱/۸، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[۲] عن عبادة بن الصامت قال علمت ناسا من اهل الصفة القرآن والکتاب فاهدی الی رجل منهم قوسا فقلت لیست بمال وارمی عنها فی سبیل الله لآتین رسول الله ﷺ فلاسالنه فاتیسته فقلت یارسول الله رجل اهدی الیَّ قوسا ممن کنت اعلمه الکتاب والقرآن ولیست بمال وارمی عنها فی سبیل الله تعالیٰ قال ان کنت تحب ان تطوق طوقا من نار فاقبلها، ابوداؤد شریف ص ۴۸۵، کتاب البیوع، ابواب التجارة، باب فی کسب المعلم، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند.

[۳] فی حدیث عاصم بن کلیب ...... فلما رجع استقبله داعی امرأته فاجاب ونحن معه فجئی بالطعام فوضع یده ثم وضع القوم فاکلوا فنظرنا الی رسول الله ﷺ یلوک لقمة فی فیه ثم قال اجد لحم شاةٍ اخذت بغیر اذن اهلها الخ، مشکوة شریف ص ۵۴۴، باب فی المعجزات، کتاب الفتن، الفصل الثالث، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

وصول کرنے کا حکم نہیں بلکہ وہ صدقہ ہے جیسا کہ صراحۃً اس کو صدقہ ہی فرمایا گیا ہے، صدقہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے حرام تھا، بلکہ آپ کے اہل بیت کیلئے بھی حرام تھا، آپ ﷺ کے نواسہ نے بہت ہی بچپن میں ایک کھجور منہ میں دے لی تھی، اور وہ زکوٰۃ کی تھی تو آپ ﷺ نے فوراً اس کے منہ میں انگلی دے کر وہ کھجور نکال لی، اور بچے کو اس سے روک کر اس کی زبان میں سمجھایا کہ صدقہ ہمارے لئے جائز نہیں[1]، کتب حدیث وفقہ میں بہت صاف صاف اس کو بیان کیا گیا ہے، پس اس صدقہ کو نذرانہ قرار دینا علم وفہم کے افلاس کی بناء پر ہے، جس طرح **"کلوا من طیبات الخ"** میں اکل طیب کا حکم ہے جس کا مال یہ ہے کہ اکل حرام کی ممانعت ہے اسی طرح دوسری آیت میں انفاق کے لئے بھی طیب کو ضروری قرار دیا ہے، **"یاایھا الذین اٰمنو اانفقوا من طیبات ماکسبتم[2] الخ"** جب کہ کسب خبیث، خبیث ہے اسکی اجازت نہیں تو کسب طیب لازم ہے اور اسی سے انفاق کا حکم ہے پھر کسب خبیث سے انفاق کیسے موجب قربت ہوگا، اسکی صراحت بھی آگے فرمادی گئی ہے **"ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون[3] الخ"** حافظ ابن کثیر کی تفسیر[4] ص ۴۰ / ج ۲ / میں لکھتے ہیں **"ای لا تعدلوا عن المال الحلال وتقصدوا الی الحرام فتجعلوا نفقتکم منه اھ"** تفسیر میں دیگر اقوال بھی

---

[1] **عن ابی ہریرۃؓ قال اخذ الحسن بن علی تمرۃ من تمرۃ الصدقۃ فجعلها فی فیه فقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کخ کخ لیطرحها ثم قال اما شعرت انالانأکل الصدقۃ، مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۱ / (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)**

ترجمه :- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حسن بن علیؓ نے زکوٰۃ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کرنے اور کھجور پھینک دینے کیلئے بطور تنبیہ کے کخ کخ کہا اور پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہم لوگ (بنو ہاشم) صدقہ وزکوٰۃ نہیں کھاتے۔

[2] سورہ بقرہ پارہ ۳ / آیت ۲۶۷ / اے ایمان والوں خرچ کیا کرو عمدہ چیز کو اپنی کمائی سے (بیان القرآن)

[3] سورہ بقرہ، پارہ ۳ / آیت ۲۶۷ / اور ردی چیز کیطرف نیت مت لیجایا کرو کہ اس میں سے خرچ کر دو (بیان القرآن)

[4] **تفسیر ابن کثیر، مطبوعه مکتبه تجاریه مکه مکرمه ص ۴۷۸ / ج ۱**

مذکور ہیں مگر یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کا جہاں ذکر فرمایا ہے وہاں اچھی کمائی کی تخصیص نہیں فرمائی قرآن کریم سے عدم واقفیت پر مبنی ہے ورنہ علم کے باوجود کوئی مسلمان انکار نص قرآنی کی جرأت نہیں کرسکتا، ایک عجیب بات فاضل مجیب نے لکھی ہے کہ وجہ حرام کی کمائی بھی جبکہ غیراللہ سے ملی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ حقیقی دینے والا ہر چیز کا اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس بناء پر حرام کمائی خدا کی راہ میں خرچ کرنا درست بلکہ موجب اجر ہے تو اسکے ذریعہ حرام کمانے والوں کے واسطے بہت بڑا باب کھولدیا ہے، جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب حرام کا بھی دینے والا خدا ہی ہے اور اسکے خرچ کرنے پر بھی اجر وفضل ومغفرت ہے تو پھر زیادہ سے زیادہ اس راہ سے کما کر خدا کے راستہ میں خرچ کیا جائے، کچھ گناہ اگر حرمت کی وجہ سے ہوگا بھی تو وہ خرچ کرنے سے اجر وثواب بلکہ حصول جنت کا ذریعہ بن جائیگا، مقام غور ہیکہ یہ کس قدر فتنے اپنے اندر لئے ہوئے ہے، قرآن کریم، حدیث، فقہ کو باقاعدہ اساتذہ سے حاصل کئے بغیر آیات، روایات، احکام کو تختۂ مشق نہ بنایا جائے، اور جولانی قلم کے لئے کوئی دوسرا میدان تجویز کیا جائے، جس میں آخرت کی باز پرس کا اندیشہ نہ ہو ورنہ "**لاتقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی الله الکذب ان الذین یفترون علی الله الکذب لایفلحون**"[1] اور **ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا**[2] اور "**من قال فی القرآن برائیه**"[3] اور "من

---

[1] سورة النحل آیت ۱۱۶/

(**ترجمہ**) اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا، کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگادو گے، بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پاوینگے۔ (از بیان القرآن)

[2] سورۂ ہود پارہ ۱۲/ آیت ۱۸/

ترجمہ:- اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ (بیان القرآن)

[3] (جمع الفوائد ص ۱۱۱/ ج ۲/ کتاب التفسیر، مطبوعه المکتبة الجامعیة مکة مکرمة.

ترجمہ:- جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنالے۔

کذب علی متعمداً فلیتبوأ"[1] کی سخت وعیدیں سامنے اور ایسے مضامین کی وجہ سے جو مخلوق گمراہ ہوئی اس کا وبال مستقل ہے۔"**ولیحملن اثقالهم واثقالاً مع اثقالهم ولیسئلن یوم القیمة عما کانوا یفترون**"[2]۔ فقط واللہ الہادی الی صراط المستقیم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مال حرام سے مسجد وکنواں اور مکان کی تعمیر

سوال:۔ زید افریقہ میں دوکان کرتا ہے، اور دوکان پر ناجائز چیزیں شراب خنزیر وغیرہ رکھتا ہے، اس نے کاروبار سے رقم جمع کر کے اپنے وطن کے قبرستان میں کنواں تعمیر کرایا ایک مسجد افریقہ میں تعمیر کرائی، ایک مکان تعمیر کرا کے اپنی قوم پنچایت کے نام کر دیا ہے، ان سب کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کی دوکان میں کوئی چیز جائز بھی ہے یا تمام اشیاء خمر وخنزیر کی طرح حرام ہی ہیں اگر کوئی جائز چیز بھی ہے تب تو اس کی آمدنی حرام وحلال سے مرکب ہوئی، اور حرام حلال کے خلط سے آدمی تمام کا مالک ہوجاتا ہے، اگرچہ حرام کا ضمان اس کے ذمہ واجب ہوتا ہے، لہٰذا مسجد کنواں، مکان تینوں اشیاء کا استعمال شرعاً درست ہے اور جس قدر مال حرام طریقہ پر خمر وخنزیر وغیرہ حرام اشیاء سے حاصل کیا ہے، اس کا ضمان واجب ہے "**لماخلطها (ای اموالاً غیر**

---

[1] (**مسلم شریف ص۷/ ج ۱/ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم، طبع رشیدیه دهلی**) **ترجمہ**:-جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے،

[2] سورۂ عنکبوت، پارہ ۲۰/ آیت ۱۳/

ترجمہ :-اور یہ لوگ اپنے گناہ اپنے اوپر لادے ہونگے اور اپنے گناہوں کے ساتھ کچھ گناہ اور، اور یہ لوگ جیسی جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے قیامت کے دن ان سے باز پرس ضرور ہوگی۔ (بیان القرآن)

طیبة) ملکها وصارمثلها دینا فی ذمته لاعینها، رد المحتار ص ۳۸/ ج ۲/[1]

اوراگراس کی دکان میں جائز چیز تجارت کیلئے کوئی نہیں بلکہ تمام مال حرام ہے، اور تمام آمدنی حرام طریقہ سے حاصل کرتا ہے، تب یہ حکم ہے کہ اگر وہ حرام مال اولاً بائع کو دیدیا اور اس کے بعد اس کے عوض میں زمین خریدی ہے، پھراس سے تعمیر کی ہے، یا حرام مال کو متعین کر کے مخصوص طور پراس کے عوض میں زمین خرید کر تعمیر کی ہے، تو شرعاً وہ مسجد مسجد نہیں اس میں نماز پڑھنا منع ہے، اس طرح اس مکان کا استعمال بھی ناجائز ہے، لیکن کنویں کے پانی میں کوئی خرابی نہیں، کیونکہ حرام مال سے پانی پیدا نہیں ہوا، صرف حرام مال سے تعمیر کردہ کنویں کی دیواروں سے متصل ہے اس اتصال سے پانی میں حرمت نہ ہوگی، اور اگر حرام مال کے عوض میں زمین خریدی ہے، مگر قیمت ادا کی ہے، کسی حلال مال سے مثلاً قرض لے کر یا اور کسی طرح یا مال کے عوض میں خریدی پھر دیا، حرام مال یا زمین خریدی ہے، بلاتعین حرام وحلال اور قیمت ادا کی حرام سے تو ان سب صورتوں میں اس مکان کا استعمال درست ہے نیز مسجد مذکورہ میں نماز بھی جائز ہے اور کنویں کے پانی میں تو کوئی اشکال ہی نہیں "فی ردالمحتار "رجل اکتسب مالاً من حرام ثم اشتریٰ فهذاعلی خمسة اوجه اما ان دفع تلک الدارهم الیٰ البائع اولا ثم اشتریٰ منه بها او اشتریٰ قبل الدفع بها ودفعها اواشتریٰ قبل الدفع بهاودفع غیرها اواشتریٰ مطلقاً ودفع تلک الدارهم اواشتریٰ بدرهم اٰخر ودفع تلک الدراهم قال ابونصر یطیب له ولایجب علیه ان یتصدق الا فی الوجه الاول وقال ابوبکر لایطیب فی الکل لکن الفتویٰ الان علیٰ قول الکرخی"[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/۱/ ۵۵ھ

الجواب صحیح عبداللطیف

صحیح سعیداحمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم ۳۰/ محرم ۵۵ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۲۹۱/ ج ۲/ کتاب الزکوٰة، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مال غیر طیب سے تعمیر مسجد

سوال:۔ایک شخص زمیندار جس آمدنی کی چار صورتیں ہیں (۱) کاشت زمین (۲) سوداگری (۳) رشوت (۴) سود آمدنی زیادہ سود کی ہے اس منجملہ آمدنی سے اس نے ایک مسجد بنوائی جس کی تعمیر کو آج چالیس سال ہو چکے ہیں بعض اشخاص اس میں نماز پڑھتے ہیں، بعض نہیں پڑھتے، آیا اس میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جن حضرات کے نزدیک ہندوستان دارالحرب ہے وہ کفار سے سود لینے کو جائز فرماتے ہیں، پس اگر سود کفار سے حاصل کیا ہوا ہے تو وہ ان علماء کے نزدیک درست ہے، اوراس سے بنائی ہوئی مسجد میں نماز شرعاً جائز، صحیح ہے اگر وہ سود محض مسلمان سے حاصل کیا ہے اور دوسری تمام آمدنی سے غالب ہے یا کفار و مسلمین ہر دو سے حاصل کیا ہے اور مسلمانوں سے حاصل کیا ہوا زیادہ ہے غرض غلبہ ناجائز آمدنی کو ہے، اور جائز آمدنی بھی اس میں شامل ہے تب بھی سب کو مخلوط کرنے سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ملکیت متحقق ہوگئی (اگرچہ جن لوگوں سے ناجائز طریقہ سے مال لیا اسکا اصل مالک کو واپس کرنا یا گلوخلاصی کیلئے صدقہ کرنا واجب ہے) لہٰذا اس مسجد میں نماز ادا کرنا درست ہے،"**من ملک اموالا غیر طیبة اوغصب اموالا وخلطها**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ).........قبیل مطلب فی التصدق من المال الحرام. النهرالفائق ص ۴۱۳/ ۱، اول کتاب الزکوة، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت، فتح القدیر ص ۱۵۴/ ۲، اول کتاب الزکوة، مطبوعه دارالفکر بیروت.

۲؎ شامی زکریا ص ۴۹۰/ ج۷/ کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب اذا کتسب حراماً ثم اشتریٰ علی خمسة اوجه. البحرالرائق ص ۱۱۴/ ۸، کتاب الغصب، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، زیلعی ص ۲۲۶/ ۵، کتاب الغصب، مطبوعه امدادیه ملتان.

ملکها بالخلط ويصير ضامناً[۱]، (شامی) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۳/۱۴۰۵ھ

مال حرام سے بنائی ہوئی مسجد

سوال: ۔ عرصہ ۳۵/سال کا گزرا ایک زانیہ عورت (رنڈی) جو زنا کا پیشہ کرتی تھی، ایک ہندو کے پاس رہتی تھی، اس کے پاس اس کمائی ناجائز سے دس پندرہ ہزار روپیہ تھا اس نے خیال کیا کہ اگر اس روپیہ سے ایک جامع مسجد قصبہ متھرا کے اندر تعمیر کرادی جائے تو بہت ثواب ملے گا، اس خیال سے اس نے قصبہ کے اندر ایک جامع مسجد بڑی شاندار بنوادی مسجد تیا رہوگئی، مسلمانوں سے نماز پڑھنے کیلئے کہا گیا تو مسلمانوں نے اور مولویوں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ مسجد رنڈی کے سرمایہ سے بنی ہے، لہٰذا ہماری نماز اس میں نہیں ہوگی، اور سب مسلمانوں نے اس مسجد میں نماز پڑھنے سے انکار کردیا، اس کے بعد اس رنڈی نے مسلمانوں کو یہ دھمکی دی کہ اگر تم لوگ اس مسجد میں نماز نہیں پڑھوگے، تو میں اس مسجد میں ٹھاکر جی کا بت رکھوادونگی، اور اس کو مندر بنوادونگی، اس حکم کے سننے کے ساتھ ہی چند پیر صاحبان اور مولوی صاحبان نے فوراً یہ فتویٰ دیا کہ بت خانہ سے مسجد ہزار درجہ بہتر ہے، اور سب مسلمان اس مسجد میں نماز پڑھنے لگے، جب سے اب تک ۳۰/۳۵/سال کا زمانہ گزرا ہوگا، برابر اس مسجد میں عیدین و جمعہ پنجوقتہ نمازیں پڑھی جارہی ہیں، لیکن اتنا عرصہ نکل جانے کے بعد اب کچھ مولوی صاحبان اس مسجد میں نماز پڑھنے کو ناجائز بتلاتے ہیں، تو اب ہم مسلمانانِ قصبہ متھرا آپ سے

---

[۱] شامی کراچی ص ۲۹۱/ج ۲/ کتاب الزکاۃ، مطلب فیما لو صادر السلطان جائر افنوی بذلک اداء الزکوٰۃ البیہزازیہ علی الهندیة کوئٹه ص ۴/۸۸، الثانی فی المصرف، فتح القدیر ص ۱۵۴/۱، اول کتاب الزکاۃ، مطبوعه دار الفکر بیروت، النهر الفائق ص ۴۱۳/۱، کتاب الزکوۃ، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

فتویٰ طلب کرتے ہیں، کہ اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس مسجد میں ہماری نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور جب ہم لوگ اس مسجد میں نماز نہ پڑھیں گے تو مسجد بغیر اذان و چراغ بتی کے ویران ہوجائے گی، تو اس حالت میں ہم گنہگار رہوں گے، یا نہیں؟ یا اب اس عالیشان مسجد کو تالا لگا کر بند کردیا جائے، یا کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حرام روپیہ سے کوئی شئی خریدنے میں تفصیل ہے بعض صورتوں میں بیع بالکل ناجائز ہے، اور اس شئی میں حرمت آجاتی ہے، اور بعض صورتوں میں اس شئی میں حرمت نہیں آتی، اور بیع درست ہوتی ہے اگر حرام روپیہ کو پہلے متعین کرکے اور اسکی جانب اشارہ کرکے اس کے عوض زمین وغیرہ خریدی اور مسجد وغیرہ بنوائی ہے تب تو وہ زمین اس کی ملک میں نہیں آئی، اور وہ مسجد مسجد ہی نہیں ہوئی، اور اگر بلا تعین واشارہ کے زمین خریدی ہے اور پھر وہ حرام روپیہ قیمت میں ادا کردیا یا کسی دوسرے حلال روپیہ کو متعین کرکے زمین وغیرہ خریدی لیکن قیمت میں حرام روپیہ ادا کیا یا حرام روپیہ متعین کرکے خریدی لیکن پھر قیمت میں کوئی حلال روپیہ دے دیا، تو ان سب صورتوں میں بیع درست ہوگی، اور پھر باقاعدہ اس کو وقف کردیا ہے تو وہ مسجد ہوگئی اس میں نماز درست ہے۔ **ھکذا یفھم ممافی ردالمحتار ص ۱۳۳ / ج ۵**[1]۔

---

[1] "رجل اکتسب مالامن حرام ثم اشتریٰ فھذا علی خمسةاوجه اما ان دفع تلک الدارھم الی البائع اولاً ثم اشتریٰ منه بھا او اشتری قبل الدفع بھا ودفعھا او اشتریٰ قبل الدفع بھا ودفع غیرھا، او اشتری مطلقا ودفع تلک الدارھم او اشتریٰ بدراھم اخر ودفع تلک الدراھم قال الکرخی فی الوجه الاول والثانی لایطیب وفی الثلاث الاخیرة یطیب الفتویٰ الان علی قول الکرخی" (شامی ملخصا زکریا ص ۴۹۰/ ج۷/ کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب اذا کتسب حراماً ثم اشتری الخ، البحرالرائق ص ۱۱۴/ ۸، کتاب الغصب، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، زیلعی ص ۲۲۶/ ۵، کتاب الغصب، مطبوعه امدادیه ملتان)

اور پہلی صورت میں جب کہ بیع درست نہیں ہوئی تب بھی اس کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا جو کہ احترام مسجد کے خلاف ہے جائز نہیں، البتہ وہاں نماز مکروہ ہے اور تاوقتیکہ پوری تحقیق نہ ہو اس کو مسجد ہی کہا جائیگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۱۱/۵۶ھ

شراب کی آمدنی سے مسجد میں چندہ

سوال:۔ ہمیں برطانیہ کے ایک شہر ریڈممبرا میں ایک عمارت خریدنا ہے تاکہ ہماری مذہبی ضروریات (مسجد، بچوں کی تعلیم کے لئے کمرے، مسجد کمیٹی کا دفتر اور چند کمرے جو مسجد کا خرچہ پورا کرنے کے لئے کرایہ پر دیئے جائیں گے) اس بلڈنگ سے پوری کی جائیں، اس کے حصول کے لئے چند مسائل درپیش ہیں، جواب سے نوازیں؟

(الف) زید شراب کا کاروبار کرتا ہے، اور اس عمارت کے لئے چندہ بھی دیتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

جائز آمدنی سے چندہ

سوال:۔ (ب) زید شراب کا کاروبار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کاروبار سے پہلے کے میرے دو تین مکانات ہیں، ان کا حساب الگ رکھا ہوا ہے، ان مکانوں کی آمدنی کرایہ سے رقم مسجد میں دینا چاہتا ہے؟

مخلوط آمدنی سے مسجد میں چندہ

سوال:۔ (ج) زید کی ایک دوکان ہے جس میں کچھ حلال اشیاء ہیں، اور کچھ ٹین

کے ڈبو میں بند عیسائیوں اور یہودیوں کا ذبح شدہ (بغیر تکبیر کے) گوشت ہے کیا ایسی آمدنی سے لے سکتے ہیں؟

ایضاً

سوال:۔(د) زید کی دوکان میں چند حلال چیزیں ہیں اور کھلا ہوا سور کا گوشت بھی ہے، اور بند ڈبوں میں بھی۔

چوری کے مال سے چندہ

سوال:۔(ہ) زید کی سبزی کی دوکان ہے، اور دوسری کپڑے کی مگر کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ چوری شدہ مال سستا خرید کر فروخت کرتا ہے، کیا اس سے چندہ لینا جائز ہے؟

شراب کی آمدنی سے چندہ

سوال:۔(و) زید کی اشیاء خوردنی کی ایک دوکان ہے، مگر ایک طرف سے اس میں شراب بھی فروخت کرتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(**الف**) شراب کی آمدنی سے مسجد کے لئے چندہ قبول نہ کیا جائے[1]، اگر جائز آمدنی

[1] قال تاج الشريعة :اما لوانفق في ذلك مالا خبيثاً اومالاسببه الخبيث والطيب فيكره، لان اللّٰه لايقبل الا الطيب (شامی کراچی ص٦٥٨/ ج١/ مكروهات الصلوٰة، مطلب كلمة لابأس دليل على ان المستحب غيره الخ، مرقاة ص٣/٢٨٦، كتاب البيوع، باب الكسب، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی، حاشية الطحطاوی علی الدرالمختار ص١/٢٧٨، باب مايفسد الصلاة، مطبوعه دارالمعرفة بيروت)

سے مثلاً قرض لے کر دے تو درست ہے۔[1]

(ب) یہ درست ہے۔[2]

(ج) حلال چیزوں کی آمدنی سے دیدے تو درست ہے، اگر مخلوط آمدنی سے دے اور حلال غالب ہو تب بھی درست ہے۔[3] (د) جواب (ج) سے اسکا جواب ظاہر ہے

(ہ) اگر زید کو اس کا اقرار ہے یا اس پر شرعی شہادت موجود ہے، تو چوری سے خریدے ہوئے مال کی آمدنی سے چندہ نہ لیا جائے اور بغیر ثبوت کے شبہ نہ کیا جائے۔

(و) جواب (الف، د، ج) سے اس کا جواب معلوم ہوسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱/۹۴ھ

---

[1] اكل الربـاء وكـاسـب الحرام اهدى اليه او اضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولايأكل مالم يخبره ان ذلك المال اصله حلال ورثه او استقرضه الخ عالمگيرى كوئٹه ص۳۴۳، كتاب الكراهية، الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات، خانيه على الهنديه ص ۳/۴۰۰، كتاب الحظر والاباحة، مطبوعه كوئٹه، مجمع الانهر ص۴/۱۸۷، كتاب الكراهية، فصل فى الكسب، مطبوعه بيروت.

[2] ملاحظه هو حواله بالا،

[3] يستفاد ممافى الهندية: اهدىٰ الىٰ رجل شيأً او اضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلابأس الا ان يعلم بانه حرام (عالمگيرى ص: ۳۴۲/ ج:۵/ كتاب الكراهية، الباب الثانى عشرفى الهدايا والضيافات، مطبوعه الماجديه كوئٹه، خانيه على الهندية ص: ۴۰۰، ج:۳، كتاب الحظر والاباحة، مطبوعه كوئٹه، مجمع الانهر ص: ۱۸٦، ج:۴، كتاب الكراهية، فصل فى الكسب، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

مخلوط آمدنی والے کا چندہ مسجد میں

سوال: ۔ایک صاحب ہیں جن کی آمدنی جائز نہیں مگر آمدنی کے ذرائع ان کے پاس ایسے بھی ہیں جو بالکل حلال ہیں کیا ان سے چندہ کا روپیہ مدرسہ میں لیا جاسکتا ہے، بالخصوص جب کہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں اپنی پاک کمائی سے یہ چندہ دے رہا ہوں میں یہ پوری ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ حرام آمدنی کو کار خیر میں، لگانا بہت بڑا گناہ ہے، سوال یہ ہے کہ کیا ایسی صورت میں اس کا چندہ لیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے شخص کا چندہ لینا درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

حلال وحرام روپے سے بنی ہوئی مسجد میں نماز

سوال: ۔حلال وحرام مال سے مسجد بنائی جائے اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

حلال وحرام روپے سے خریدنے کے بعد پھر حلال مال سے خریدنے کا مسئلہ

سوال: ۔اگر وہی مسجد حلال مال سے خریدی جائے، اس میں نماز پڑھنا درست ہے یا

---

[۱] مستفاد:- اٰکل الرباء وکاسب الحرام اهدیٰ الیه او اضافه وغالب ماله حرام لایقبل ولا یأکل مالم یخبره ان ذلک المال اصله حلال ورثه او استقرضه (عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۳/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، خانیة علی الهندیة کوئٹه ص ۳/۴۰۰، کتاب الحظر والاباحة، مجمع الانهر ص ۴/۱۸۶، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت)

نہیں؟ پھر مشتری کو اس وقت اگر لوگ واپس کر دیں تو وہ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مال حرام مسجد میں لگانا ناجائز ہے[۱]، اگر حرام مال سے خرید کر زمین پر مسجد بنائی جائے تو اس میں نماز مکروہ ہے۔

(۲) اگر حرام مال سے خرید کر بیع فسخ کر کے پھر حلال مال سے خرید کر مسجد بنائی جائے، تو اس میں نماز درست ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مال حرام سے دینی خدمت

سوال: ۔ بعض لوگوں کی کمائی سینما یا سٹہ یا جوا، یا شراب کی ہوتی ہے، اور وہ یہ چاہتے

---

[۱] قال تاج الشريعة: امالو انفق فی ذلک مالا خبيثاً اومالاسببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالیٰ لايقبل الاالطيب (شامی کراچی ص۶۵۸/ج۱/ مکروهات الصلوٰة، احکام المساجد. مرقاة ص۳/۲۸۶، کتاب البيوع، باب الکسب، الفصل الاول، مطبوعه ممبئی، حاشية الطحطاوی علی الدرالمختار ص۱/۲۷۸، باب مايفسد الصلاة، الخ، مطبوعه دارالمعرفة بيروت)

[۲] مستفاد: .اکتسب مالا من حرام ثم اشتری فهذا علی خمسة اوجه (۱) مان دفع تلک الدراهم الی البائع اولاثم اشتری منه بها اواشتریٰ قبل الدفع بها ودفعها اواشتریٰ قبل الدفع بها ودفع غيرها اواشتریٰ مطلقا ودفع تلک الدراهم اواشتریٰ بدراهم اخر ودفع تلک الدراهم (الی قوله)قال الکرخی ،فی الوجه الا ول والثانی لايطيب وفی الثلاث الاخيرة يطيب (شامی زکريا ص۴۹۰/ج۷/ کتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب اذا اکتسب حراماً ثم اشتریٰ علی خمسة اوجه، البحرالرائق کوئٹه ص۸/۱۱۴، کتاب الغصب، زيلعی ص۵/۲۲۶، کتاب الغصب، مطبوعه امداديه ملتان)

ہیں، کہ ہم دینی مدرسہ یا مسجد میں دیں تو کیا طریقہ اختیار کریں؟ بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کسی شخص سے روپیہ بطور قرض لے کر دینی مدرسہ یا تعمیر مسجد میں دیدیں اور اپنی اس کمائی کی رقم سے اس قرض کو ادا کریں تو کیا یہ طریقہ جائز ہے، اس طریقہ سے وہ رقم دینی مدرسہ یا مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں، سارے جواب حدیث وفقہ کی روشنی میں دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن کے پاس ناجائز کمائی کا روپیہ ہے وہ اگر کسی سے جائز روپیہ قرض لے کر مدرسہ یا مسجد کیلئے دیں تو یہ درست ہے، ناجائز دیں تو مدرسہ یا مسجد کی تعمیر کے واسطے نہ لیا جائے **"ولابأس بنقشه خلیٰ محرابه بجص وماء ذهب لوبما له الحلال اھ درمختار قال تاج الشريعة اما لو انفق فی ذلک مالا خبيثاً اومالاً سببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالیٰ لايقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بمالايقبله اھ شرنبلاليه۔** شامی[1] ص۴۲۲/ج۱/فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۹۱/۳/۲۴ھ

قوالی اور اس کی آمدنی مسجد میں دینا

سوال: ۔میرا ذریعہ معاش فن قوالی ہے اور خدا کے فضل وکرم سے آمدنی بہت اچھی ہے، اس آمدنی سے مساجد وغیرہ اور قرآن خوانی کرا کے قرآن کریم پڑھنے والوں کے ساتھ

---

[1] درمختار مع ردالمحتار کراچی ص۶۵۸/ج۱/ مکروهات الصلوٰۃ، مطلب کلمة لابأس دليل على ان المستحب غيره الخ. مرقاة شرح مشكوة ص۳/۲۸۶، كتاب البيوع، باب الكسب، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی، حاشية الطحطاوی علی الدرالمختار ص۱/۲۷۸، باب مايفسد الصلاة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بيروت.

مالی تعاون کروں تو جائز ہے یا نہیں؟ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ پیسہ مسجد کے لئے نا جائز ہے، اور نہ ہی اس سے کوئی ثواب حاصل ہو سکے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ پیشہ شرعاً ممنوع ہے اس کی آمدنی بھی ممنوع ہے[1]، اللہ کے گھر میں ایسی آمدنی نہ لگائی جائے[2]، اسلئے اگر آپ مسجد کی اعانت کرنا چاہتے ہیں تو کسی سے جائز آمدنی کا روپیہ قرض لیکر مسجد میں دیدیں، اور کہدیں کہ یہ میں قرض لے کر دے رہا ہوں، تاکہ کسی کو اشتباہ نہ رہے[3]، اور کوئی دوسرا جائز آمدنی کا ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کریں، حق تعالیٰ سے دعا بھی کریں، اللہ پاک جائز اور پاک آمدنی عطا فرمائے، قرآن خوانی کے سلسلہ میں تو کسی آمدنی

---

[1] لاتصح الاجارة لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاهی الخ. درمختار مع الشامی زکریا ص۷۵/۹، کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب فی الاستیجار علی المعاصی، مجمع الانهر ص۵۳۳/۳، کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ۴/۴۴۹، کتاب الاجارة، الباب السادس عشر الخ، مطلب الاجارة علی المعاصی، بحر کوئٹه ص۲۰/۸، باب الاجارة الفاسدة)

[2] قال تاج الشریعة اما لو انفق فی ذٰلک (المسجد) مالاً خبیثاً ومالاً سببه الخبیث والطیب فیکره لان اللّٰه تعالیٰ لایقبل الاالطیب فیکره تلویث بیته بمالایقبله الخ، (شامی زکریا ج۲/ ص۴۳۱/ کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، مطلب فی احکام المساجد. مرقاة شرح مشکوة ص۲۸۶/۳، کتاب البیوع، باب الکسب، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی، حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار ص۲۷۸/۱، باب مایفسد الصلاة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت)

[3] کما یستفاد: آکل الربا وکاسب الحرام اهدی الیه او اضافه وغالب ماله حرام لا یقبل ولا یأکل مالم یخبره ان ذلک المال اصله حلال ورثه او استقرضه الخ، (عالمگیری ص۳۴۳، ج۵، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، خانیه ص۴۰۰، ج۳، کتاب الحظر والاباحة، مجمع الانهر ص۱۸۷/۴، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب، مطبوعه دارالکتب العلمیلة بیروت)

سے بھی تعاون درست نہیں، کہ یہ اُجرت کے مشابہ ہے اور اُجرت پر جو قرآن پڑھا جائے اس کا ثواب نہیں ہوتا، ایسی اجرت لینے والا بھی گنہگار ہوتا ہے، اور دینے والا بھی[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۹۱ھ

قوالی کیلئے جمع کیا گیا روپیہ مسجد میں دینا

سوال:۔ کچھ حضرات نے چندہ جمع کیا ایک مزار پر قوالی وغیرہ کرانے کیلئے اس میں ہندوؤں کا بھی چندہ شامل ہے، تاریخ مقررہ پر جب قوالی کا وقت آیا تو موجودہ متولی وقف بورڈ نے بذریعہ پولیس رکاوٹ کی اور کہا کہ میں یہ کام نہیں ہونے دونگا، چندہ جو جمع کیا گیا تھا اس میں سے کچھ روپیہ ہندوؤں کے مندر میں دیدیا گیا، اور کچھ روپیہ جامع مسجد میں دیدیا گیا، سب حضرات کی رضامندی سے یہ روپیہ مسجد میں دیدیا گیا، یہ روپیہ جامع مسجد میں استعمال کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب چندہ والوں کی رضامندی واجازت سے جامع مسجد میں یہ روپیہ دیا گیا ہے، تو جامع مسجد کی ہر ضرورت میں حسب صوابدید اسکو صرف کرنا درست ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد وغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۹۶ھ

---

[1] ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان الخ، شامی زکریا ص۷۷/۹، باب الاجارة الفاسدة، مطلب مهم فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوة الخ، رسائل ابن عابدین ص۱۷۵، الرسالة السابعة شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیة بالختمات والتهالیل، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[2] متی صح الوقف بأن قال جعلت ارضی ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مزار کا پیسہ مسجد اور مدرسہ میں دینا

سوال:۔خراسان سے آنے والے جناب سید ابوالقاسم خراسانی نقشبندی طریقہ کے ایک ولی کامل تھے،......پچھتر سال سے ان کے مزارِ مبارک کی لوگ زیارت کرتے ہیں، ان کے صاحبزادے اور صاحبزادی اور نواسے وغیرہ اسی مزار کی خدمت، جھاڑو دینا وغیرہ خاندانی طور پر پچھتر سال سے کرتے آرہے ہیں، زائرین حضرات پیسہ بھی عطیہ کرتے ہیں، فی الحال مذکور سید صاحب مرحوم کے نواسے بحیثیت خدام مزار مذکور کا پیسہ مزار کے کام میں خرچ کرتے ہیں، اور پیسہ فاضل رہنے سے اپنے کھانے پینے میں صرف کرتے ہیں، فی الحال ایک گروہ مذکور مزار کے پیسہ کو مدرسہ کے کام میں خرچ کرنا چاہتا ہے، اور اس کا مدعی بھی ہے یعنی مدرسہ میں بھی خرچ کرنا پڑے گا، حتی کہ زبردستی اس روپیہ پیسہ کو لینے کے لئے کوشاں ہیں جس سے مسلمانوں میں ایک بھاری پریشانی کا باعث بنا ہے، اب دریافت طلب یہ ہے کہ خراسانی سید صاحب مرحوم کے عطیہ کا زبردستی دوسرے کاموں میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور خراسانی سید صاحب مرحوم کے نواسے کا مزار کی خدمت کر کے اپنا وقت صرف کرنے کی وجہ سے مذکورہ عطیہ کا پیسہ اگر فاضل رہ جائے تو اپنے کھانے پینے میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ از روئے شرع اس کا کیا حکم ہے؟ دلائل اور معتبر کتب کے حوالہ سے جواب تحریر فرمائیں؟ بینوا توجروا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

............هذه صدقة موقوفة مؤبدة او اوصيت بها بعد موتیٰ فانه يصح (عالمگیری کوئٹہ ص ۳۵۲/ج ۲/ کتاب الوقف، الباب الاول، رجل اعطى دراهم فى عمارة المسجد او مصالح المسجد، او نفقة المسجد قيل بانه يصح ويتم بالقبض، خانية على هامش الهندية کوئٹہ ص ۲۹۱/۳، کتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجدا الخ، عالمگیری ص ۴۶۰/۲، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد)

الجواب حامداً ومصلیاً

زائرین جو پیسہ خادم مزار کو بسلسلہ خدمت وتعلق صاحب مزار دیتے ہیں، وہ خدام مزار کا ہے، اس کو جبراً مدرسہ کے واسطے لینے کا کسی کو حق نہیں، حدیث پاک میں ہے "**لایحل مال امری مسلم الابطیب نفس منه**[1] اھ" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۹۲ھ

ناجائز مال مسجد ومدرسہ میں دینا

سوال:۔ شراب کی تجارت کی آمدنی سے جو کچھ روپے اس کے پاس ہیں ان کو کسی مسجد یا کسی مدرسہ یا کسی دوسرے کار خیر میں لگا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ارباب اموال یا ان کے ورثاء معلوم ہوں تو مال کی واپسی لازم ہے، اگر معلوم نہ ہوں تو غرباء ومساکین پر صرف کرے، خواہ وہ مدارس کے طلبہ ہوں خواہ کوئی اور مسجد کے اخراجات یا مدرسہ کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] کنز العمال مطبوعه بیروت ص ۹۲/ج ۱/ حدیث نمبر ۳۹۷/ الکتاب الاول، الفرع الثانی فی احکام الایمان المتفرقة، مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت، مشکوة شریف ص ۲۵۵، باب الغصب والعارية، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

[2] المغصوب ان علمت اصحابه او ورثتهم وجب رده علیهم والا وجب التصدق به (شامی کراچی ص ۲۹۱/ج ۲/ کتاب الزکوٰة، قبیل مطلب فی التصدق من المال الحرام، بذل المجهود ص ۳۷/۱، کتاب الطهارة، باب فرض الوضو، مطبوعه یحیوی سهارنپور، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۹/۵، کتاب الکراهية، الباب الخامس عشر فی الکسب)

ناجائز آمدنی کا پیسہ مسجد میں

سوال:۔ شرابی اور تاش والے کا پیسہ مسجد میں لگانا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ناجائز آمدنی کا پیسہ مسجد میں لگانا درست نہیں[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سودی کاروبار کرنے والی سوسائٹی کا دیا ہوا روپیہ مسجد و امام وغیرہ کے لئے

سوال:۔ (۱) چند مسلم حضرات نے مل کر ایک سوسائٹی بنائی ہے، اور اس کو گورنمنٹ سے منظور کرا کر رجسٹرڈ بھی کرالیا ہے، اس سوسائٹی کا کام پبلک کو روپیہ تقسیم کرنا اور قسط کی صورت میں مع سود وصول کرنا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ان صاحبان کی کمائی محض سود کی ہے، کیا یہ سوسائٹی یا کوئی منفرد بطور چندہ کے مسجد، عربی مدرسہ اور رمضان شریف کی شب قدر وغیرہ میں کچھ رقم دینا چاہیں تو اس کو قبول کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر دے بھی دی ہے تو کیا متولی اس رقم کو مندرجہ بالا تینوں قسم کی مد میں استعمال کرسکتا ہے؟ اور شب قدر کے موقع پر حافظ جی یا امام مسجد

---

[1] قال تاج الشریعة :اما لو انفق فی ذلک مالاً خبیثاً اومالاً سببه الخبیث والطیب فیکره لان اللّٰه تعالیٰ لایقبل الا الطیب (شامی زکریا ص ۴۳۱/ج ۲/ مکروهات الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد، مرقاة شرح مشکوة ص ۲۸۶/۳، کتاب البیوع، باب الکسب، الفصل الاول، مطبوعه ممبئی، حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ص ۲۷۸/۱، باب مایفسد الصلاة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت)

اس کو لے لے تو اس پر کیا اثر پڑے گا؟

(۲) کیا یہ سوسائٹی اپنے دوست احباب مسلمانوں کو جو اس سوسائٹی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں ان کو کسی کھانے پینے کی دعوت پر مدعو کر سکتے ہیں؟ اور ان کے یہاں کھانا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) اگر اس سوسائٹی کی شاخ کسی دوسرے شہر یا قریہ میں کام کر رہی ہو اور اس شاخ کے کام چلانے والے بجائے سوسائٹی کے ممبر کے ملازم کی حیثیت سے کام کرتے ہوں اور یہ ملازمین پڑوسی اور دیگر احباب کی دعوت کریں یا ان کے گھروں پر کچھ کھانے پینے کی چیزیں بھیجیں تو کیا اس کو قبول کرنا چاہئے؟

(۴) اگر یہی ملازمین نمبر ار کی طرح مسجد، عربی مدرسہ اور شب قدر وغیرہ کا چندہ دینا چاہیں تو کیا اس کو قبول کرنا چاہئے یا نہیں؟ یہاں پر کچھ صاحبان کا یہ خیال ہے کہ چونکہ سوسائٹی کے ممبران اپنا پیسہ بقدر حصہ لگا کر ایک فنڈ قائم کرتے ہیں، اور اس پیسے سے سودی کاروبار کرتے ہیں، لہٰذا ان کی حیثیت اور ملازمین کی حیثیت میں فرق ہے، کیونکہ ملازمین کا پیسہ فنڈ میں شامل نہیں ہے، البتہ ان کی تنخواہ سود کے پیسہ سے ہی دی جاتی ہے، ان تمام حضرات کی بظاہر کوئی دوسری آمدنی کی صورت نہیں ہے؟

(۵) ہمارے اس شہر میں ایسی ہی ایک شاخ ہے جس میں کہ ملازمین بھی کام کرتے ہیں اور غالباً کبھی سوسائٹی کے ایک دو ممبران بھی آ کر یہی کام کرنے لگتے ہیں، گذشتہ رمضان المبارک کے مہینہ میں ۲۷ رویں شب قدر کے ختم قرآن کے موقع پر ان ملازمین نے کچھ چندہ دیا جس کو متولی نے قبول کیا اور حافظ جی کو ایک رقم دی، حافظ جی نے اس رقم میں سے وہ رقم واپس کر دی جو کہ ملازمین نے چندہ کی صورت میں دی تھی، کیا حافظ جی کو ایسا کرنا چاہئے تھا، متولیان یہ پیسہ کہیں سے لائے ہوں ان کی ذمہ داری ہے، حافظ جی کا بذات خود براہِ راست اس پیسہ سے کوئی واسطہ نہیں تھا، کیونکہ ان کو بذریعہ متولی ملا تھا، وضاحت فرمائیے گا؟

(٦) اس شاخ نے چند مسلم احباب کی دعوت بھی کی اور کچھ نے کھایا اور کچھ نے نہیں کھایا، اور کہا ان کے یہاں کھانا جائز تھا، نہ کھانے والے کہتے ہیں کہ یہ سود خور لوگ ہیں اور کھانے والے حضرات کہتے ہیں کہ یہ دعوت وغیرہ ملازمین نے اپنی تنخواہ سے کی ہے، حالانکہ ان کی تنخواہ سود ہی کی رقم سے دی جاتی ہے، وضاحت فرمائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) سود کا روپیہ مسجد، شب قدر وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں، اگر اصل مالک کو واپس نہ کیا جا سکے تو غرباء پر صدقہ کر دیا جائے، غریب طلباء پر بھی صرف کیا جا سکتا ہے، یعنی ان کے کھانے کپڑے کے لئے دیا جائے، عربی مدرسہ وغیرہ کی تعمیر یا تنخواہ میں دینا درست نہیں[۱]۔

(۲) جس دعوت میں سود کا کھانا کھلایا جائے اس کو ہرگز قبول نہ کرے، ایسا کھانا غریبوں کو بطور صدقہ دیدیا جائے۔

(۳) جو شخص سود کے لینے دینے کی ملازمت کرے اور اس کو تنخواہ سود میں سے ملے اسی میں سے وہ کھلائے تو اس کا کھانا درست نہیں وہ غریبوں کا حق ہے[۲]۔

(۴) ملازم ہو یا غیر ملازم ہو جس کے پاس بھی سود کا پیسہ ہو سب کا ایک ہی حکم ہے

---

[۱] والسبیل فی المعاصی ردها وذلک ههنا برد الماخوذ ان تمکن من رده بأن عرف صاحبه وبالتصدق به ان لم یعرفه لیصل الیه نفع ماله. (عالمگیری ص ۳۴۹/ج۵/ کتاب الکراهیة الباب الخامس عشر فی الکسب، شامی کراچی ص ۵/۹۹، کتاب البیوع، باب بیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالا حراما، بذل المجهود ص۳۷/۱، کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء، مطبوعه یحیوی سهارنپور (انڈیا)

[۲] اکل الربا وکاسب الحرام أهدیٰ الیه او اضافه وغالب ماله حرام لایقبل ولایأکل (الهندیة کوئٹه ص۳۴۳/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الثانی فی الهدایا والضیافات. خانیه علی الهندیه ص ۳/۴۰۰، کتاب الحظر والاباحة، مطبوعه کوئٹه، مجمع الانهر ص۴/۱۸۶، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

(۵) جب حافظ صاحب کو معلوم ہو کہ متولی صاحب نے ان کو امامت کے تحت ناجائز روپیہ دیا ہے، تو ان کو واپس ہی کر دینا چاہئے یہ توجیہ کافی نہیں کہ متولی کے ہاتھ سے ملا ہے، اس نے جہاں سے بھی لا کر دیا ہو، اس توجیہ سے وہ روپیہ حلال نہیں ہوگا۔

(۶) سودی روپیہ خواہ تنخواہ میں ملا ہو یا خود سود میں ہو سب کا حکم ایک ہی ہے کہ نہ خود کھانا نہ دوست واحباب کو دعوت میں کھلانا کسی طرح درست نہیں وہ واپس کیا جائے یا غریبوں کو دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

وصیت اور خواب کہ سود کا پیسہ مسجد میں دیا جائے

سوال:۔ جو مسجد بالکل ویران بے امام و بے مؤذن کے ہے، ایک حاجی صاحب جن کے پاس بیاج کے پیسے تھے انہوں نے ایک صاحب سے وعدہ کیا کہ میں مسجد کے جملہ تعمیری اخراجات کو پورا کر دوں گا، مگر چند دن کے بعد حاجی صاحب کا انتقال ہو گیا، اب وہ خواب میں اس شخص کے پاس آئے اور کہا کہ ہم کئی دن سے سخت عذاب میں مبتلا ہیں، لہٰذا میرے سود بیاج کے تمام روپے میری بیوی سے لے کر مسجد میں لگا دو تا کہ میں اس دردناک عذاب سے چھٹکارا پالوں، اب وہ شخص حاجی صاحب کے ورثاء اور ان کی بیوی کے پاس گیا، انہوں نے کہا کہ اگر سود کا روپیہ مسجد میں لگ سکتا ہو تو ہم بخوشی دینے کو تیار ہیں، براہ کرم مطلع فرمائیں کہ سود کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سود کا روپیہ مسجد میں لگانا جائز نہیں[1]، مرنے والا اگر خواب میں آکر بتائے تب بھی جائز

---

[1] قال تاج الشریعة اما لو انفق فی ذلک مالا خبیثا اومالا سببہ الخبیث ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نہیں، جو وعدہ زندگی میں کیا تھا مرنے کے بعد ورثاء کے ذمہ اس کا پورا کرنا واجب نہیں[1]، نہ ان کے ترکہ سے کسی کو زبردستی لینے کا حق ہے[2]، ہاں میت کیلئے دعائے مغفرت کی جائے، قرآن پاک تلاوت کر کے نفل نماز پڑھ کر ثواب پہنچایا جائے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۵/۹۰ھ

سود کا پیسہ مسجد کی روشنی وغیرہ میں لگانا

سوال:۔(۱) تقریباً پندرہ سال ہوتے ہیں ہماری مسجد میں سود خوروں کے پیسہ سے بجلی کی فٹنگ و پنکھا لگا ہوا ہے، شرعاً یہ حرام ہے یا نہیں؟ اس بجلی کی روشنی اور پنکھے کے نیچے نماز

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... والطیب فیکرہ لان اللّٰہ تعالیٰ لایقبل الا الطیب (شامی کراچی ص ۶۵۸/ ج ۱/ مکروھات الصلوٰۃ، مطلب فی احکام المسجد، مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۲۸۶/۳، کتاب البیوع، باب الکسب، الفصل الاول، مطبوعہ بمبئی، حاشیۃ الطحطاوی ص ۲۷۸/۱، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ الخ، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] قولہ اما دین اللّٰہ تعالیٰ الخ محترز قولہ من جھۃ العباد وذلک کالزکاۃ والکفارات ونحوھا قال الزیلعی فانھا تسقط بالموت فلا یلزم الورثۃ اداوھا الا اذا اوصی بھا او تبرعوا بھا من عندھم، شامی کراچی ص ۷۶۰/۶، کتاب الفرائض، زیلعی ص ۲۳۰/۶، کتاب الفرائض، مطبوعہ امدادیہ ملتان، بحر کوئٹہ ص ۴۸۸/۸، کتاب الفرائض،

[2] کمایستفاد:- الموت مزیل للملک (بدائع کراچی ص ۳۳۰/ ج ۷/ کتاب الوصایا، فی حدیث الی حرۃ الرقاشیؓ الا لا یحل مال امرئٍ الا بطیب نفس منہ، مشکوۃ شریف ص ۲۵۵، باب الغصب والعاریۃ، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

[3] الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما (قولہ بعبادۃ ما:) ای سواء کانت صلاۃ او صوما او صدقۃ او قرئۃ او ذکرا او طوافا اوحجاً او عمرۃً لہ جعل ثوابھا لغیرہ (درمختار مع الشامی کراچی ص ۵۹۶/ ج ۲/ کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب فی اھداء ثواب الاعمال للغیر، تبیین الحقائق ص ۸۳/۲، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ امدادیہ ملتان، ھدایہ ص ۲۹۶/۱، باب الحج عن الغیر، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند)

ہوگی یا نہیں؟

(۲) آج تک جو نمازیں پڑھی گئی ہیں، ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناجائز آمدنی کا پیسہ مسجد میں لگانا درست نہیں[1]، اگر بجلی کی فٹنگ اور پنکھے میں ناجائز پیسہ لگایا گیا ہے، تو جس نے لگایا ہے وہ پنکھا یہاں سے لے جائے، اور حلال کمائی سے لگایا جائے، بجلی کی فٹنگ میں مٹیریل اور تار بلب جو کچھ بھی وہاں موجود ہے اس کو نکال کر جائز آمدنی سے لگایا جائے، اگر ایسا کرنے میں فتنہ ہو تو مجبوراً یہ صورت کرلی جائے، کہ جتنا پیسہ اس میں خرچ ہوا ہے وہ پیسہ سود کا تھا تو اتنا پیسہ اصل مالک کو (جس سے سود لیا تھا) اسی کو واپس کردیا جائے، اور اگر اصل مالک معلوم نہ ہو تو اتنا پیسہ غریبوں کو صدقہ کردیا جائے[2]، لیکن پہلے اس کی تحقیق بھی کرلی جائے، کہ اسمیں سودی رقم بھی صرف کی گئی ہے، جو نمازیں اس روشنی و ہوا میں پڑھی گئی ہیں وہ درست ہوگئیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۹۰/۸/۵ھ

---

[1] قال تاج الشريعة :اما لو انفق فى ذلك مالا خبيثا اومالاسببه الخبيث والطيب فيكره لان اللّٰه تعالیٰ لايقبل الا الطيب (شامی كراچی ۶۵۸/ج ۱/ مكروهات الصلوٰة، مطلب فی احكام المسجد، مرقاة شرح مشكوة ص ۳/۲۸۶، كتاب البيوع، باب الكسب، الفصل الاول، مطبوعه ممبئی، حاشية الطحطاوی ص۱/۲۷۸، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بيروت)

[2] المغصوب ان علمت اصحابه او ورثتهم وجب رده عليهم والا وجب التصدق به، (شامی كراچی ص ۲۹۱/ج۲/ كتاب الزكوٰة، قبيل مطلب فی التصدق من المال الحرام، بذل المجهود، ص۱/۳۷، كتاب الطهارة، باب فرض الوضوء، مطبوعه يحيوی سهارنپور، عالمگيری كوئٹه ص ۵/۳۴۹، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر فی الكسب)

سودی قرض پر لیا روپیہ مسجد کے ضمان میں دینا

سوال:۔ایک آدمی کے پاس مسجد کی امانت کا روپیہ جمع تھا انہوں نے اس کو خرچ کرڈالا ،اس امین صاحب نے ایک دوسرے آدمی سے سودی قرض لیکر مسجد کی امانت کے روپے کو واپس کر دیا، کیا اس روپے کو مسجد میں خرچ کرنا جائز ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً

سود پر قرض لیا گیا ہے وہ قرض کا روپیہ حرام نہیں، اس کو مسجد کے روپیہ کے ضمان میں دینا درست ہے[1]، البتہ قرض کے ساتھ جو روپیہ سود کا دیا جائے گا، اس کا دینا ناجائز ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۷/۱۹ھ

سودی قرضہ کا روپیہ مسجد میں

سوال:۔سودی رقم قرض پر لیکر مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟

---

[1] واما القرض المشروط بالفضل والمنفعة فلم يقل احد انه من باب الارفاق بل اتفقوا على كونه مثل البيع ثم اختلفوا (الى ان قال) وقال الحنفية يبطل الشرط لكونه منافيا للعقد ويبقى القرض صحيحا الى قوله ومرادهم بكون القرض صحيحا والشرط باطلا ان المستقرض اذا قبض الدراهم استقرضها بالشرط يصير دينا عليه ولا تكون امانة غير مضمونة، اعلاء السنن ص۵۳۳، ۵۳۴/۱۴، رسالة كشف الدجى عن وجه الربا، مطبوعه امداديه مكه مكرمه.

[2] اَحَلَ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا سورۂ بقره آيت:۲۷۵، كل قرض جر نفعا حرام، الدرالمختار على الشامى زكريا ص۳۹۵/۷، باب المرابحة والتولية، مطلب كل قرض جر نفعا حرام، كنز العمال ص۲۳۸/۶، فصل فى لو احق كتاب الدين، رقم الحديث (۱۵۵۱۶) مطبوعه مؤسسة الرسالة،

الجواب حامداًومصلیاً

جورقم سود پر قرض لی گئی ہے، وہ رقم حرام نہیں ،اس کا مسجد کی تعمیر میں لگانا بھی درست ہے لیکن سود پر رقم دینا گناہ ہے اس سے باز آنا ضروری ہے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۱۸ھ

مسجد تعمیر کے لئے سود پر قرض لینا

سوال:۔ مسجد کی تعمیر کے لئے سود پر روپیہ قرض لے کر خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

سود پر روپیہ لینا حرام ہے خاص کر مسجد کی تعمیر کے لئے حرام فعل کا ارتکاب ہرگز نہ کیا جائے[2]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کے لئے سودی قرض

سوال:۔علاقہ گنگوہ کے ایک قریہ بہادر نگر میں ایک مسجد تعمیر ہورہی ہے اسکی تعمیر کے صرفہ کی صورت یہ ہے کہ اہل قریہ نے تعمیر مسجد کے لئے فی الحال کچھ غلہ معین کر کے بطور چندہ غلہ فراہم کیا تھا کہ اس کو بیچ کر مسجد کی تعمیر کرینگے کچھ دنوں غلہ جمع رہا جب کے بعض لوگوں کو خورد

---

[1] اَحَلَ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۂ بقرہ پارہ ۳/آیت ۲۷۵/

ترجمہ:-اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہےاورسودکو حرام قرار دیا ہے۔(بیان القرآن)

[2] اَحَلَ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۂ بقرہ پارہ ۳/آیت ۲۷۵/

ترجمہ:-اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہےاورسودکو حرام قرار دیا ہے۔(بیان القرآن)

ونوش کی تنگی ہوئی اور بھوکے مرنے لگے تو ان کو وہ غلہ ادھار دیدیا، وعدہ پر کہ موجودہ فصل میں ادا کر دینا چونکہ مسجد کیلئے اینٹیں خریدی ہوئی موجود تھیں گاؤں والوں نے تعمیر شروع کرادی جب معمار اور مزدوروں نے مزدوری مانگی تو لوگوں نے کہا کہ مسجد کا پیسہ نہیں ہے، فصل کٹ نے کے بعد لوگوں سے وصول کر کے دیں گے، معمار اور مزدروں نے نہ مانا پس گاؤں والوں نے جہالت کے سبب سودی قرضہ لیکر معماروں کو بھی دیدیا، اور چونہ لکڑی وغیرہ بھی خرید کر تعمیر مسجد میں لگارہے ہیں، اب تحقیق طلب امر یہ ہے کہ سودی قرضہ سے مسجد میں صرف کرنا یا مزدوری میں دینا کچھ نقصان شرعاً ہوتا ہے، یا نہیں؟ اگر نقصان ہے تو اس مسجد میں نماز درست ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سودی قرض تو شرعاً ناجائز ہے[1] لیکن اسطرح قرض لے کر جو معماروں اور مزدروں کی اجرت ادا کی گئی ہے، اوراس قرضہ سے مسجد کیلئے چونہ وغیرہ خریدا گیا اس سے اس مسجد کی نماز ممنوع نہ ہوگی، بلکہ نماز اس میں درست ہے، سودی قرض لینے سے آئندہ اجتناب کریں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۵/۳/۵۹ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مفتی مظاہر علوم ۱۵/۳/۵۹ھ

---

[1] کل قرض جرنفعا حرام (درمختار مع الشامی کراچی ص ۱۶۶/ ج۵/ کتاب البیوع، قبیل باب الربا، احل اللہ البیع وحرم الربوا، سورۂ بقرہ آیت: ۲۷۵، تکملة فتح الملهم ص ۱/۵٦٨، کتاب البیوع، باب الربوا، مطبوعہ کراچی، قواعد الفقه ص ۱۰۲، رقم القاعده ص ۲۳۰، مطبوعه دارالکتاب دیوبند)

P

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Masjid men Male Haram Sarf Karna

تعمیر مکان کے لئے مسجد کمیٹی کا سود پر رقم لینا

سوال: ۔سابقہ مسجد کمیٹی نے مکان تعمیر بابت بدرجہ مجبوری کچھ رقم ریز رویشن کر کے باقاعدہ قانونی لکھا پڑھی کر کے ایک ساہوکار سے بیاج پر اٹھالی تھی، اور نہ وہ رقم اور نہ ہی وہ سود ادا کر پائی تھی، کہ نیا الیکشن ہوا، اور کمیٹی بدل گئی، اور برسرِ اقتدار کمیٹی میں دوسرے لوگ آ گئے، تو ساہوکار اب اپنی رقم مع سود موجودہ کمیٹی سے طلب کر رہا ہے، تو کیا مع سود وہ رقم موجودہ کمیٹی ادا کرے جبکہ شرعی حکم ہے کہ سودی لین دین دونوں ناجائز ہیں، تو اب اگر ہم ساہوکار کی رقم مع سود ادا کر دیں تو خدا کی گرفت میں آئیں گے یا بچ سکیں گے؟ اس بارے میں ہمارے لئے کیا شرعی حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی ذمہ داری سابقہ کمیٹی پر ہے، جس نے سود پر مسجد کے لئے رقم لی ہے، اگر یہ صورت کسی طرح ممکن ہو کہ مسجد کی طرف سے اصل رقم موجودہ کمیٹی دیدے اور سود سابقہ کمیٹی اپنے پاس سے دیدے یا معاف کرالے تو آپ لوگ بالکل بچ جائیں گے، یہ نہ ہو سکے تو موجودہ کمیٹی مجبور ہے[1]۔ پھر اعلیٰ بات یہ ہے کہ سود مسجد کی طرف سے نہ دیا جائے بلکہ کمیٹی آپس میں چندہ کر کے اس مصیبت کو برداشت کرے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/۹۵ھ

---

[1] الضرورات تبیح المحضورات (الاشباہ والنظائر ص ۱۴۰ / الفن الاول، القاعدة الخامسة الضرر یزال. قواعد الفقه ص ۸۹، مطبوعه اشرفی دیوبند،

[2] کمایستفاد! ولا بأس بنقشه خلامحرابه بجص وماء ذهب لوبماله الحلال لامن مال الوقف فانه حرام وضمن متولیه لوفعل النقش اوالبیاض (درمختار مع الشامی کراچی ۶۵۸/۱، مکروهات الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد، البحر کوئٹه ص ۳۶، ۲/۳۷، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، حلبی کبیر ص ۲۰۵، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

سودخور کو ترکہ میں ملی رقم مسجد میں لگانا

سوال:۔ایک سودخور کو اپنے والدین سے جو ترکہ ملا ہے وہ اس سے خاص کر کے مسجد کے کاموں میں لگانا چاہتے ہیں، کیا اس کے روپے کو مسجد میں لگایا جا سکتا ہے؟

واضح رہے کہ اس سودخور کے روپے کا حساب نہیں ہے، کہ اصل کتنا ہے، اور سود کتنا ہے، اور وہ اس روپے سے کھیتی باڑی کرتا ہے؟

الجواب حامداومصلیاً

والدین کے ترکہ سے جو حلال روپیہ ملا ہے اگر وہ روپیہ مسجد میں دے تو اس کا مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قیمت شراب سے بنی ہوئی مسجد میں نماز

سوال:۔ زید مسلمان شراب کی بیع کرتا ہے، اور بہت دولتمند ہو گیا ہے، پنجگانہ نماز پڑھتا ہے، مگر فی الحال زید خود نہیں کرتا، نوکر و اقرباء کرتے ہیں، مگر زید ہی کے حکم سے کرتے

---

[1] اھدی الی رجل شیئا او اضافه ان کان غالب ماله من الحلال فلا بأس الا ان یعلم انه حرام فان کان الغالب هو الحرام ینبغی ان لایقبل الهدیة ولایاکل الطعام الا ان یخبره بانه حلال ورثته او استقرضته من رجل، (عالمگیری کوئٹه ص ۵/۳۴۲، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، المحیط البرهانی ص۸/۷۳، کتاب الکراهیة، الفصل السابع عشر فی الهدایا والضیافات، مطبوعه ڈابھیل، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص ۶/۳۶۰، کتاب الکراهیة، الفصل الرابع فی الهدیة والضیافات) ولابأس بنقشه خلامحرابه بجص وماء ذهب لوبماله الحلال (درمختار مع الشامی کراچی ص۶۵۸/ج ۱/ مکروهاة الصلوٰة، مطلب کلمة لابأس دلیل علی ان المستحب غیره لان البأس الشدة)

ہیں، کیا اس کی مسجد میں ہم مسلمانوں کی نماز ہوگی اور مسجد میں جو روپیہ صرف ہوا ہے، وہ شراب کا روپیہ ہے، ہمارے یہاں کے علماء فرماتے ہیں کہ اس کی عبادت قبول بھی نہیں ہوگی، اس کی مسجد میں نماز پڑھنے سے نماز بھی نہیں ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ مسجد شراب کی آمدنی سے بنائی گئی ہے، تو اسمیں نماز پڑھنا مکروہ ہے[1]، جو نمازیں وہاں پڑھی گئیں ہیں وہ بکراہت ادا ہوگئیں، آئندہ احتیاط کی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شراب کا روپیہ مسجد میں لگ جائے تو کیا کیا جائے؟

سوال: کسی مسجد میں اگر شراب کا روپیہ کچھ غلطی سے لگ گیا اسکو کیسے پاک کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کیا صورت پیش آئی اور اگر فرش لگوالیا گیا ہے، اس کو بدلوا دیا جائے، یا اس پر سمنٹ کرادیا جائے، تاکہ ایسے پیسے کی اینٹوں پر نہ کھڑے ہوں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۲/۸۹ھ

---

[1] (۱) کیونکہ اس میں نماز پڑھنے سے مال حرام کا استعمال لازم آتا ہے، (امداد الفتاویٰ ص ۶۹۲/۲، احکام المساجد، طبع زکریا دیوبند)

(۲) المحرم شرعا لا یجوز الانتفاع به، (بدائع کراچی ص ۱۴۴/۵، کتاب البیوع)

[2] اما لو انفق فی ذلک مالا خبیثا او مالا سببه الخبیث والطیب فیکره لان اللّٰه تعالیٰ لایقبل الا الطیب فیکره تلویث بیته بما لایقبله (شامی کراچی ص ۶۵۸/ ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب کلمة لابأس دلیل علی ان المستحب غیره لان الباس الشدة، حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار ص ۲۷۸/۱، باب مایفسد الصلاة، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، مرقاة ص ۲۸۶/۳، کتاب البیوع، باب الکسب الخ، الفصل الاول، مطبوعه ممبئی)

خنزیر کے بالوں سے برش بنانیکی اجرت کا پیسہ مسجد میں لگانا

سوال:۔(۱) سور کے بالوں کے برش بنانے والوں کا پیسہ مسجد میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اوران کے یہاں کھانا کیسا ہے؟

(۲) جولوگ برشوں کے کارخانے میں ملازم ہیں اور برش بناتے ہیں، ان کا پیسہ مسجد میں لگانا اوران کا کھانا بھی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)، (۲) محض برش بنانے کی اجرت اس طرح کہ اتنی دیر کام کرو اسکا معاوضہ یہ ہوگا درست ہے حرام نہیں[1]، اس کا پیسہ مسجد میں بھی لگایا جاسکتا ہے، مگر فی نفسہ یہ معاملہ نہیں چاہئے کہ سور کے بال سے انتفاع امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند

---

[1] یستفاد: من استاجر حمالایحمل لہٗ الخمر فلہ الاجر فی قول ابی حنیفة (الیٰ قولہ) ولا بی حنیفة ان نفس الحمل لیس بمعصیة (بدائع زکریا ص ۱۴۱/ج۴/ کتاب الاجارة، باب الاستیجار علی العمل، البحر کوئٹہ ص۸/۲۰۳، کتاب الکراھیة، فصل فی البیع، مجمع الانھر ص۴/۱۸۸، کتاب الکراھیة، فصل فی الکسب، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

[2] ولایجوز بیع شعرالخنزیر لان الخنزیرعینہ نجس بجمیع اجزائہ منع الشرع عن الانتفاع بہ الأنہ رخص للحزاز لانتفاع بہ من حیث الحزلاجل الضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعد الشرع (محیط برھانی ج۹/ص۳۳۴/ کتاب البیوع، الفصل السادس مایجوز بیعہ ومالا یجوز. مطبوعہ ادارة القرآن المجلس العلمی، البحر کوئٹہ ص۶/۸۰، باب بیع الفاسد، کتاب البیوع، النھر الفائق ص۳/۴۲۷، کتاب البیوع، باب بیع الفاسد، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

خنزیر کے بالوں کے برش کی اجرت کا پیسہ مسجد میں دیا ہوا کیا واپس کیا جائے گا؟

سوال:۔ (۳) جو روپیہ ہم نے سور کے بالوں کے برش والا مسجد میں لگایا ہے وہ واپس کرنا چاہئے یا نہیں؟

جس مسجد میں خنزیر کے بالوں کی اجرت کا روپیہ لگا ہو اس میں نماز

سوال:۔ (۴) کیا اس اس مسجد میں نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے یا نہیں؟ دو عالم یہ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں عبادت قابل قبول نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۳) اس کا جواب نمبر:۱،۲/ سے ظاہر ہے۔

(۴) جب وہ نماز حسب قواعد شرعیہ ادا کی جائے گی تو فریضہ بھی ادا ہو جائے گا، اور اخلاص ہوگا تو قبول بھی ہوگی۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] لان صحة العبادة تكون بوجود شرائطها وأركانها والثواب عليها بوجود العزيمة وهو الاخلاص (حموى مع الاشباه ص۳۷/ الفن الاول، القاعدة الاولىٰ، طبع ديوبند، شامى زكريا ص۹۰/۲، باب شروط الصلاة، بحث النية)

ساہوکار کا روپیہ مسجد میں

سوال:۔ایک مسجد بہت شکستہ ہے اس کو نئے سرے سے بنوانے کیلئے ایک صاحب جنکا پیشہ ساہوکاری کا ہے وہ پانچ ہزار روپے مسجد کو دینا چاہتے ہیں، بلکہ انہوں نے ایک صاحب کو اسکا مالک بنادیا ہے کہ وہ اسکو مسجد میں خرچ کردیں، تو اسکو خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ رقم سود کی نہیں ہے تو مسجد کی تعمیر میں اس کا صرف کرنا درست ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

مسجد کا بیمہ

سوال:۔مسجد کا بیمہ کرانا کیسا ہے؟ یہاں کی مسجد گذشتہ فساد میں جلادی گئی تھی، مسجد کا سامان، چٹائیاں مصلے وغیرہ سب جلادیئے گئے تھے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسجد کے تحفظ کی کوئی صورت نہیں تو مجبوراً بیمہ کرانا درست ہے[2]،مگر اس سے حاصل

---

[1] مستفاد: امالو انفق فی ذلک مالا خبیثاً اومالا سببه الخبیث والطیب فیکره (شامی کراچی ص۶۵۸/ ج ۱/ مکروهات الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد، مرقاة شرح مشکوة ص ۳/۲۸۶، کتاب البیوع، باب الکسب، الفصل الاول، مطبوعه ممبئی، حاشیة الطحطاوی ص۲۷۸/ ۱، باب مایفسد الصلاة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت)

[2] الضرورات تبیح الحضورات، الاشباه والنظائر ص ۱۴۰، الفن الاول، القاعدة الخامسة الضرر یزال، مطبوعه دیوبند، قواعد الفقه ص ۸۹، مطبوعه اشرفی دیوبند.

ہونے والی سودی رقم مسجد میں صرف نہ کی جائے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نقصان شدہ شئی کا ضمان مسجد میں دینا

سوال:۔ دیہات میں غیراقوام کے بچوں نے ایک غیرقوم کے جنگل میں اس کا چارہ (جوکہ جانوروغیرہ کھاتے ہیں) جلا دیئے ہیں، اس آدمی نے ان کے والدین سے یعنی لڑکوں کے بطور جرمانہ یا معاوضہ کچھ روپۓ طلب کئے اورانہوں نے اس کو روپیہ بھی دیدیئے، وہ آدمی جس نے روپۓ لئے تھے، وہ یہ کہتا ہے کہ اس روپیہ سے کچھ روشنی کیلئے خرید کر مسجد میں دینا چاہئے، تو کیا اس کی یہ چیز مسجد میں لگانا اوراس کا اس طریقہ سے لینا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جتنا نقصان کیا ہے اس کی قیمت وصول کرنے کا حق ہے[۲]، پھراس قیمت کو اپنے کام میں لائے یا مسجد کی روشنی کے لئے دیدے درست ہے، یہ اس وقت ہے کہ اس کی مملوکہ شئی کا نقصان کیا ہو[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱۲/۲۶ھ

۱؎ قال تاج الشریعة :اما لو انفق فی ذلک مالا خبیثا اومالاسببه الخبیث والطیب فیکره لان اللّٰه تعالیٰ لایقبل الا الطیب (شامی کراچی ص۶۵۸/ ج ۱/ مکروهات الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد، حاشیة الطحطاوی علی الدر ص۲۷۸/ ۱، باب مایفسد الصلاة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، مرقاة شرح مشکوة ص ۳/۲۸۶، کتاب البیوع، باب الکسب، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی)

۲؎ اذا قتل دابة انسان اواحرق ثوبه اوقطع شجرة انسان اواراق عصیره اوهدم بنائه ضمن (بدائع زکریا ص ۱۶۵/ ج۶/ کتاب الغصب، مسائل الاتلاف)

۳؎ (۱) اماشرائط وجوب هذا الضمان (الی قوله) ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مالی جرمانہ لینا اور مسجد میں صرف کرنا

سوال:۔ ایک برادری میں چند قوانین مقرر ہیں اور وہ ان کی خلاف ورزی سے سیاسۃً بطور جرمانہ کچھ رقم وصول کرتے ہیں، تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ رقم مذکورہ کو مصارف مسجد میں صرف کرنا جائز یا نہیں جواب سوال تحریر فرما کر عنداللہ ماجور ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مذہب معتمد علیہ یہ ہے کہ ایسا جرمانہ ناجائز ہے اگر کچھ رقم بطور جرمانہ وصول کرلی ہے، تو اس کی واپسی ضروری ہے، مسجد وغیرہ میں صرف کرنا درست نہیں ''قال فی الفتح وعن ابی یوسفؒ یجوز التعزیر للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقی الائمة لایجوز ومثله فی المعراج وظاهره ان ذلک روایة ضعیفة عن ابی یوسف قال فی الشرنبلالیة ولایفتی بهذالمافیه من تسلیط الظلمة علی اخذ مال الناس فیأکلونه اھ ومثله فی شرح الوهبانیة عن ابن وهبان وافادفی البزازیة ان معنی التعزیر بأخذ المال علی القول به امساک شئی من ماله عنه مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لاان یأخذه الحاکم بنفسه اولبیت المال کما یتوهمه الظلمة اذ لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی وفی المجتبیٰ لم یذکر کیفیة الاخذ واری ان یأخذها فیمسکها فان أیسَ من توبته یصرفها الی مایری وفی شرح الاٰثار التعزیر بالمال کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ اھ والحاصل ان المذهب عدم

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

............ومنها ان یکون مملوکا فلا یجب الضمان باتلاف المباحات التی لایملکها احد (بدائع زکریا ص ۱۷۰/ ج۶/ کتاب الغصب، (۲) المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف یشاء الخ، بیضاوی ص۷/ ۱، سورة الفاتحة، مطبوعه رشیدیه دهلی)

التعزیر باخذ المال اھ ردالمحتار[۱] ص ۳۷۵/ ج ۳/ ۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۳/ ۶۰ھ

صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف ۴/ ج ۲/ ۶۰ھ

بلیک مارکٹنگ کرنے والے کا روپیہ مسجد میں

سوال: ۔ جوتاجر بلیک مارکٹنگ کا کام کرتے ہیں وہ اگر مسجد کے لئے چندہ دیں تو ان کے روپے کو مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ملکیت تو اس صورت میں بھی حاصل ہوجاتی ہے[۲]، اوراس کو مسجد میں صرف کرنا بھی درست ہے، مگر خود یہ طریقہ ایسا ہے جس میں عزت کا بھی خطرہ ہے مال کا بھی خطرہ ہے، جان کا بھی خطرہ ہے[۳]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] شامی کراچی ص ۶۱/ ج ۴/ کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر باخذ المال. بحر کوئٹہ ص ۴۱/ ۵/، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، النہر الفائق ص ۱۶۵/ ۳/، فصل فی التعزیر، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت.

[۲] وکرہ تحریما مع الصحۃ البیع عند الاذان الاول (درمختار) وذالک دونہ (الفاسد) من حیث صحتہ وعدم فساد لان النہی باعتبار معنی مجاور للبیع لا فی صلبہ ولا فی شرائط صحتہ ومثل ھذا النہی لا یوجب الفساد بل الکراھیۃ کما فی الدرر وفیھا ایضا انہ لایجب فسخہ ویملک المبیع قبل القبض ویجب الثمن لا القیمۃ (شامی کراچی ص ۱۰۱/ ۵/، باب البیع الفاسد، مطلب فی احکام نقصان المبیع فاسدا، فتح القدیر ص ۴۷۸/ ۶/، باب البیع الفاسد، فصل فیما یکرہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت. (حاشیہ: ۳/ اگلے صفحہ پر)

جائیداد مغصوبہ کو مسجد وغیرہ میں صرف کرنا

سوال: ۔ایک فقیر کی میراث یعنی ایک جائیداد کسی دھوکہ سے یا جبراً لی گئی اب وہ جائیداد جس نے جبراً لی ہے اس کے بیٹے کو یا کسی اپنی قوم یا رشتہ دار کو یا مسجد میں دے سکتا ہے یا نہیں؟ یا خود استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اب وہ بلاحق شرعی لی گئی ہے، تو اسکو اصل مالک کو واپس کرنا ضروری ہے بغیر مالک کی اجازت کے خود خرچ کرنا یا کسی رشتہ دار کو دینا یا مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں ہے، "**لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی** هندیہ[۱] جلد ۲، ص ۱۷۸/

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۷/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۹/ذی قعدہ ۵۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاینبغی للمؤمن ان یذل نفسہ قالوا وکیف یذل نفسہ قال یتعرض من البلاء لمالایطیق (ترمذی شریف ص ۵۱/ج ۲/ ابواب الفتن، باب بعد باب ماجاء فی النھی عن سب الریاح، مکتبہ بلال دیوبند)

ترجمہ: ۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کے شایان شان نہیں ہے یہ بات کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی مصیبت کے درپے ہوجائے جو کہ اس کی طاقت سے باہر ہو۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] ھندیہ کوئٹہ ص ۱۶۷/ج ۲/ کتاب الحدود، الباب السابع فی حدالقذف والتعذیر، فصل فی التعزیر. بحر کوئٹہ ص ۴۱/۵، فصل فی التعزیر، النھر الفائق ص ۱۶۵/۳، باب حد القذف، فصل فی التعزیر

سینما کی آمدنی مسجد اور مدرسہ میں خرچ کرنا

سوال:۔ (۲) نیز مسجد یا مدرسہ میں سینما کی آمدنی خرچ کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی شخص سینما ہاؤس مسجد یا مدرسہ کو ہبہ کرنا چاہے تو اسکو کرایہ پر دینا یا فروخت کر کے اسکی رقم مسجد یا مدرسہ میں لگانا درست ہے یا نہیں؟ اور حرام اور سود سے کمائی ہوئی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سینما یا کوئی بھی ناجائز آمدنی کا مسجد یا مدرسہ میں خرچ کرنا درست نہیں، ایسی آمدنی کا تصدق ضروری ہے[1]، غریب مسکین طلبہ ہی اس کے مصرف ہیں، تنخواہ وتعمیر وغیرہ میں خرچ نہ کریں[2]، اگر سینما ہاؤس جو کہ جائز آمدنی سے بنایا گیا تھا اس کو مسجد یا مدرسہ میں دے تو اس کو خالی کرا کے جائز محل میں صرف کیا جائے (کرایہ پر دیا جائے یا فروخت کیا جائے) جس رقم (حرام کی ملک) پر ملک ثابت نہیں اس پر زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کو واپس کرنا یا صدقہ کرنا ضروری ہے، کسی کام میں لانا بھی درست نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

[1] والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والا فان علم عين الحرام لايحل له ويتصدبه بنية صاحبه (شامی کراچی ص ۹۹/ج۵/ کتاب البیوع، مطلب فيمن ورث مالاحراماً، مجمع الانهر ص۲۸۵/ ۱، کتاب الزکوة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۴۹/۵، کتاب الكراهية، الباب الخامس عشر فی الكسب)

[2] ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لايصرف الى بناء نحو مسجد (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۴۴/ج۲/ کتاب الزكوٰة، باب المصرف، مجمع الانهر ص۳۲۸/ ۱، کتاب الزكوة، باب المصرف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، النهرالفائق ص ۴۶۲/ ۱، کتاب الزكوة، باب المصرف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[3] لو كان الخبيث نصاباً لايلزمه الزكاة لان ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

واہب کی اولاد کا موہوب لہٗ کی اولاد سے شئی موہوب کو واپس لے کر مسجد میں دینا

سوال:۔زید،عمر،بکر نے کچھ جگہ و درخت جو کہ اس جگہ میں اس وقت ایستادہ تھے اور اب بھی ہیں خالد وعمر کو بطور بخشش کے دیئے تھے،اوراس جگہ میں خالد وغیرہ کے قبرستان بھی ہیں،اب زید عمر بکر وغیرہ کی اولاد خالد وغیرہ کی اولاد سے جبراً درخت لے کر اوراس کو فروخت کر کے وہ رقم مسجد کے اخراجات میں لگانا چاہتے ہیں،آیا یہ رقم مسجد میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ زمین اور درخت باقاعدہ ہبہ کر کے موہوب لہٗ کا قبضہ کرادیا تو شرعاً یہ ہبہ تام ہوگیا،اب واہب اور موہب لہٗ کے انتقال کے بعد اس سے رجوع کرنے کا اولاد کو شرعاً حق حاصل نہیں،نہ ایسی رقم کا شرعاً صرف کرنا درست ہے **”هبة المشاع فيما يحتمل القسمة من رجلين اومن جماعة صحيحة عندهما وفاسدة عند الامام وليست بباطلة حتى تفيد الملک بالقبض كذافي جواهر الاخلاطي هندية[1]،ص ۳۷۸/ج ۴/ ويمنع منه**

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............الكل واجب التصدق عليه (شامی کراچی ص ۲۹۱/ ج ۲/ کتاب الزكاة، مطلب فيما لو صادر السلطان جائر افنوىٰ بذالک اداء الزكاة اليه، مجمع الانهر ص ۱/۲۸۵، کتاب الزكوة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، بزازية على الهندية كوئٹه ص ۴/۸۶، کتاب الزكوة، الثانى فى المصرف)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] هنديه كوئٹه ص ۴/۳۷۸، كتاب الهبة، الباب الثانى فيما يجوز من الهبة ومالايجوز. بحر كوئٹه ص ۷/۲۸۶، كتاب الهبة، درمختار على الشامى زكريا ص ۸/۴۹۵، كتاب الهبة،

P

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Masjid men Male Haram Sarf Karna

ای من الرجوع فی فصل الھبۃ یاصاحبی حروف دمع خزقۃ ای قولہ والمیم موت احدالعاقدین اھ مجمع الانہر[1] ص ۳۶۰ رج ۲ ؍اگر با قاعدہ ہبہ نہیں کیا یا موہوب لہٗ کا قبضہ نہیں کرایا ، یا اس ارض موہوبہ اور اشجار موہوبہ کو تقسیم نہیں کرایا ، نہ زید، عمر، بکر وغیرہ کے حصص بتلائے کہ کس کا کتنا حصہ ہے، نہ خالد وغیرہ کو یہ بتایا گیا کہ کس کو کتنا حصہ ملا ہے، بلکہ وہ ارض واشجار واہبین کے درمیان بھی مشاع ہیں، اور موہوب لہٗ کے درمیان بھی مشاع ہی رہے تو یہ ہبہ صحیح نہیں بلکہ زید، عمر، بکر کی ملک بدستور باقی رہی، ان کے ورثہ میں حسب حصص شرعی میراث جاری ہوگی ”لایثبت الملک للموھوب لہ الا بالقبض ھو المختار ھکذا فی الفصول العمادیۃ والشیوع من الطرفین فیما یحتمل القسمۃ مانع من جواز الھبۃ بالاجماع اھ عالمگیری[2] ص ۳۷۸ رج ۴ ؍اس صورت میں بعد تقسیم میراث ہر وارث کو اختیار ہے کہ اپنا حصہ خواہ مسجد میں صرف کرے خواہ اور کسی جگہ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

طوائف کی تعمیر کردہ مسجد میں نماز

سوال:۔اگر کوئی طوائف یا زنخہ وغیرہ کوئی مسجد تعمیر کرائے تو اس مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں مسافر کو؟ نیز اگر اس محلّہ میں کوئی دوسری مسجد نہ ہو تو اہل محلّہ بھی اس مسجد میں نماز پڑھ سکتے ہیں، یا نہیں؟

---

[1] مجمع الانھر ص ۳/۴۹۹، کتاب الھبۃ، دارالکتب العلمیۃ بیروت، بحر کوئٹہ ص ۲۹۲، ۷/۲۹۱، باب الرجوع فی الھبۃ، زیلعی ص ۳/۹۸، باب الرجوع فی الھبۃ، مطبوعہ امدادیہ ملتان

[2] عالم گیری کوئٹہ ص ۳۷۸ ؍ج ۴ ؍ کتاب الھبۃ، الباب الثانی فیمایجوز من الھبۃ ومالایجوز. بحر کوئٹہ ۲۸۶، ۷/۲۸۵، کتاب الھبۃ، زیلعی ص ۵/۹۱، کتاب الھبۃ، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً

مکروہ ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رنڈی کا مسجد میں ٹین ڈلوانا

سوال:۔ایک زمین ایک بزرگ کے مزار کے نام وقف تھی چونکہ وہ زمین لب سڑک ہے اور کنواں بھی اس کے اندر موجود ہے، ایک شخص نے ضرورت محسوس کرتے ہوئے نمازیوں کے لئے اس زمین میں ایک چبوترہ اور ایک دیوار برابر قد آدم اور اس میں محراب بنوادیا، اس شخص کے اندر زیادہ گنجائش نہیں تھی کہ اس کے سایہ کا بھی انتظام کرتا، دھوپ اور بارش کے موقع پر نماز پڑھنے میں دقت ہوتی تھی، اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے، ایک رنڈی پیشہ گر عورت نے ایک شخص کو کہا کہ تمہیں میں روپیہ دیتی ہوں، چونکہ میرا روپیہ تو خراب ہے، لہٰذا تم اپنے روپیہ سے مسجد میں ٹین ڈلوادو، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس شخص نے ٹین ڈلوادیا، تو اس مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

---

[۱] کیونکہ مال حرام کا استعمال لازم آتا ہے، (امدادالفتاویٰ ص ۶۹۲ /ج ۲ / احکام المساجد، طبع زکریا) جیسا کہ ارض مغصوبہ میں بنائی ہوئی مسجد میں مکروہ ہے "وفی الواقعات بنی مسجداً علی سورالمدینة لاینبغی ان یصلی فیه کالمبنی فی ارض مغصوبة (شامی زکریا مختصراً ص ۴۵/ج ۲ / کتاب الصلوٰة، مطلب فی الصلوٰة فی الارض المغصوبة، فتح القدیر ص ۴۱۸ / ۱، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، فصل ویکره للمصلی الخ، قبیل فصل ویکره استقبال القبلة بالفرج فی الخلاء، مطبوعه دارالفکر بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۱۰۹ / ۱، الباب السابع، الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة ومالایکره)

الجواب حامداً ومصلیاً

اس سے نماز ممنوع نہ ہوئی خصوصاً جبکہ ٹین دوسرے شخص نے جائز روپیہ سے ڈلوایا ہے، اور پھر روپیہ رنڈی سے لے لیا ہے[1]، اگر چہ اس شخص کو رنڈی سے روپیہ لینا جبکہ قطعی طور پر اس روپیہ کا حرام ہونا اس کو معلوم ہے ناجائز ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۱۱/۵۹ھ

فاحشہ کی دی ہوئی چیز کا مسجد میں استعمال

سوال:۔ (۱) ایک بازاری طوائف عورت کا گذرا واقات وخورد ونوش حرام کی کمائی پر ہے، اور وہ عورت سوت کات کر یا چھالیاں کتر کر اس پیسہ سے مسجد میں صفیں یا لوٹے دیتی ہے، اور کمائی کھاتی ہے حرام کی اس کی صفیں لوٹے مسجد میں لینا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) ایک بازاری طوائف اپنی حرام کی کمائی سے مکان بنواتی ہے اس کے مرنے پر

---

[1] ان الشیخ ابا القاسم الحکیم کان یأخذ جائزة السلطان و کان یستقرض لجمیع حوائجه وما یأخذ من الجائزة یقضی بها دیونه، هندیه کوئٹه ص ۳۴۲/۵، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، خلاصة الفتاوی ص ۳۴۹/۴، کتاب الکرهیة، الفص الرابع فی المال من الاهداء والمیراث، مطبوعه رشیدیه کوئٹه، مجمع الانهر ص۱۸۷/۴، کتاب الکراهیة، باب فی الکسب، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیرت.

[2] اٰکل الربوا وکاسب الحرام أهدیٰ الیه اواضافه وغالب ماله حرام لایقبل ولایأکل (الهندیة کوئٹه ص۳۴۳/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، مجمع الانهر ص۱۸۷/۴، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت) عن محمد رحمه الله تعالیٰ فی کسب المغنیة ان قضی به دین لم یکن لصاحب الدین ان یأخذه، (عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۹، الباب الخامس عشر فی الکسب، کتاب الکراهیة)

اس کا بھائی اس مکان کو فروخت کرتا ہے، اور کچھ روپیہ ایک ہندو سے قرض حسنہ لے کر صحن مسجد پر سائبان ڈالتا ہے، اور ہندو کو روپیہ ادا کرتا ہے، اس حرام کمائی کے مکان کو فروخت کر کے تو اسکا سائبان مسجد میں ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) اسی طرح سے اگر بازاری عورت مسجد میں بجلی لگوادے اور اس کا کرایہ ہندوؤں سے لیکر ادا کیا کرے اور اس ہندو کو اپنی ناجائز کمائی سے ادا کرے تو کیسا ہے؟

نوٹ:۔ لوٹے اور صفیں مسجد میں علیحدہ رکھی ہوئی ہیں جواب جلد عنایت ہوتا کہ اس پر عمل کیا جائے!

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) ایسے لوٹوں اور صفوں کا استعمال مسجد میں درست ہے کیونکہ یہ عین حرام کی کمائی سے خرید کر نہیں دیئے [۱]

(۲) اس سائبان میں بھی کوئی حرج نہیں [۲]۔

---

[۱] آکل الربا وکاسب الحرام اهدی الیه الی قوله ولایأکل مالم یخبره ان ذالک المال اصله حلال ورثه اوستقرضه، عالمگیری ص۳۴۳، ج۵، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، مطبوعه کوئٹه، مجمع الانهر ص۱۸۷، ج۴، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، خانیه علی الهندیة ص۳/۴۰۰، کتاب الحظر والاباحة. مطبوعه کوئٹه.

[۲] مستفاد:– ان الشیخ أباالقاسم الحکیم کان یأخذ جائزة السلطان وکان یستقرض بجمیع حوائجه ومایا خذ من الجائزة یقضی بها دیونه (الهندیه ص۳۴۲/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشرفی الهدایا والضیافات، مطبوعه کوئٹه، مجمع الانهر ص۱۸۷، ج۴، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، خلاصة الفتاوی ص۳۴۹، ج۴، کتاب الکراهیة، الفصل الرابع فی المال من الاهداء والمیراث، مطبوعه رشیدیه کوئٹه)

(۳) یہ بھی نمبر ۱/۲ کی طرح درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۴/۵۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۶/۴/۵۸ھ

فلم ایکٹر کی آمدنی مسجد و مدرسہ میں

سوال:۔ (۱) فلمی ایکٹر جو کہ صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے، بخوشی کار خیر میں چندہ دیتا ہے، مسجد اور مدرسہ کے لئے اس سے چندہ لینا کیسا ہے؟

ایضاً

(۲) ایسے شخص کے پاس اراکین مدرسہ کو چندہ کے لئے جانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ناجائز آمدنی کا پیسہ نہ مسجد کے لئے قبول کیا جائے اور نہ مدرسہ کے لئے اس کا غرباء پر صدقہ کرنا ضروری ہے، جو غریب بالغ لڑکے یا غریب آدمی کے نابالغ لڑکے مدرسہ

---

[1] مستفاد:– ان الشیخ أباالقاسم الحکیم کان یأخذ جائزۃ السلطان وکان یستقرض بجمیع حوائجہ ومایا خذ من الجائزۃ یقضی بھا دیونہ (الھندیہ ص ۳۴۲/ ج۵/ کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشرفی الھدایا والضیافات، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، مجمع الانھر ص۱۸۷، ج۴، کتاب الکراھیۃ، فصل فی الکسب، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، خلاصۃ الفتاوی ص ۳۴۹، ج۴، کتاب الکراھیۃ، الفصل الرابع فی المال من الاھداء والمیراث، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

میں پڑھتے ہیں وہ اس کا مصرف ہیں۔[1]

(۲) بالکل نہ جائیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۷/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین دیوبند

چوری کا سیمنٹ مسجد میں لگانا

سوال:۔ سرکاری کام کرنے والے ٹھیکیدار جو سرکاری چوری سے سیمنٹ فروخت کرتے ہیں، اس کو مسجد کے غسل خانوں یا نالی وغیرہ یا مسجد کی ذاتی عمارت میں لگا سکتے ہیں، یا نہیں؟ شکل اس کی یہ ہوتی ہے کہ سرکاری انجینئر بل منظور کرتے ہیں کہ اس عمارت میں مثلاً دو سو کٹہ سیمنٹ کے لگ جائیں گے، اسی حساب سے ٹھکیدار کا لائسنس منظور کرتے ہیں، مگر اس کام کو ٹھیکیدار پورا کر کے سیمنٹ بچا لیتے ہیں، اور اس سیمنٹ کو ٹھیکیدار سرکاری چوری سے فروخت کرتے ہیں، اس شکل میں یہ سیمنٹ کیا ہم خرید کر مسجد کے غسل خانوں یا مدرسہ کی

---

[1] قال تاج الشريعة :اما لو انفق فى ذلك مالا خبيثاً ومالا سببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالىٰ لايقبل الا الطيب (شامى كراچى ص۶۵۸/ ج ۱/ مكروهات الصلوٰة، مطلب فى احكام المسجد. مرقاة شرح المشكوة ص ۳/۲۸۶، كتاب البيوع، باب الكسب، مطبوعه بمبئى، المغصوب ان علمت اصحابه او ورثتهم وجب رده عليهم والا وجب التصدق به، شامى كراچى ص ۲/۲۹۱، كتاب الزكوة، قبيل مطلب فى التصدق من المال الحرام، بذل المجهود ص ۱/۳۷، كتاب الطهارة، باب الوضوء، مطبوعه يحيوى سهارنپور، عالمگيرى كوئٹه ص ۵/۳۴۹، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر فى الكسب.

[2] آكل الربا وكاسب الحرام اهدى اليه او اضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولايأكل، هنديه كوئٹه ص ۵/۳۴۳، كتاب الكراهية، الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات، مجمع الانهر ص ۴/۱۸۷، كتاب الكراهية، فصل فى الكسب، بيروت، خانية على الهندية ص ۳/۴۰۰، كتاب الحظر والاباحة، مطبوعه كوئٹه.

عمارت میں لگوا سکتے ہیں یا نہیں؟ مع حوالہ کتب احادیث تحریر فرما کر خادم کو ممنون فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تحقیق سے ثابت ہوجائے کہ یہ سیمنٹ چوری کا ہے تو اس کا خریدنا اور مسجد کی عمارت یا اس کے غسل خانہ وغیرہ میں لگانا جائز نہیں، چور کی اس پر ملکیت بھی حاصل نہیں، پھر اس سے خریدنا ہی بے محل ہے، اللہ تعالیٰ کے گھر میں پاک مال لگایا جائے، وہ پاک ہی کو قبول کرتا ہے، ناپاک (حرام) مال نہ لگایا جائے۔ کما فی ردالمحتار[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۹۲ھ

بلیک سے خریدے ہوئے سیمنٹ کا مسجد کے لئے استعمال

سوال:۔ زید ایک مسجد کی تعمیر کرانا چاہتا ہے، سیمنٹ کی بوریاں بلیک اس کو بکفایت مل رہی ہیں، یعنی ٹھیکہ دار کو حکومت کی طرف سے حسب ضرورت کافی مقدار میں سیمنٹ ملتی ہے، اور اس کو تاکید ہے کہ چار ایک کے حساب سے بالو اور سیمنٹ کی آمیزش کی جائے، مگر ٹھیکہ دار مثلاً ایک بوری سیمنٹ اور ساٹھ بوری بالو ملاتا ہے، اس طرح سیمنٹ بہت بچا لیتا ہے، اور سستے نرخ سے بیچ لیتا ہے، وہ سیمنٹ خرید کر مسجد وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

---

[1] قال تاج الشریعة: اما لو انفق فی ذلک مالاخبیثاً اومالا سببه الخبیث والطیب فیکره لان اللّٰه تعالیٰ لایقبل الاالطیب (شامی کراچی ص۶۵۸/ج ۱/ مکروهات الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد، طحطاوی علی الدر ص۲۷۸/۱، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، مرقات ص۳/۲۸۶، کتاب البیوع، باب الکسب، الفصل الاول، مطبوعه ممبئی)

الجواب حامداً ومصلیاً

تحریر سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیکہ دار مالک نہیں بلکہ حکومت کی طرف سے وکیل واجیر ہے، فروخت کرنے کے لئے وہ فریب وخیانت کرکے سیمنٹ بچاتا ہے، وہ مالک نہیں ہوجاتا، ایسا سیمنٹ مسجد میں نہ لگایا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

قرض لیکر تعمیر مسجد میں رقم دی، وہ حلال ہے؟

سوال:۔ زید نے ایک مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بکر سے سوروپے قرض لے کر دیئے بعد میں جوئے یا سٹے، غرض حرام کمائی سے اپنا قرض ادا کیا، تو موجودہ صورت میں وہ رقم مسجد کے لئے حلال ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

روپیہ قرض لیکر دیا ہے، وہ روپیہ تو سٹے یا جوئے کا نہیں تھا، اسمیں یہ حرام مؤثر نہیں ہوگا[2]،

---

[1] قال تاج الشریعة اما لوانفق فی ذلک مالا خبیثا اومالاً سببه الخبیث والطیب فیکره لان اللّٰه تعالیٰ لایقبل الا الطیب فیکره تلویث بیته بمالا یقبله (شامی کراچی ص۶۵۸/۱م کتاب الصلوٰة، مطلب کلمة لابأس دلیل علی ان المستحب غیره لان الباس الشدة، حاشیة الطحطاوی علی الدرالمختار ص۲۷۸/۱، باب مایفسد الصلاة، مطبوعه دارالمعرفة بیروت، مرقاة ص۲۸۶/۳، کتاب البیوع، باب الکسب الخ، الفصل الاول، مطبوعه ممبئی)

[2] ان الشیخ ابا القاسم الحکیم کان یاخذ جائزة السلطان وکان یستقرض لجمیع حوائجه ومایأخذ من الجائزة یقضی بها دیونه والحیلة فی هذه المسائل ان یشتری نسیئة ثم ینقد ثمنه من ای مال شاء، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۲/۵، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، خلاصة الفتاوی ص۳۴۹/۵، کتاب الکراهیة، الفصل الرابع من مال الاهداء، مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

اس کی حرمت مستقل علیحدہ ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۹۶ھ

زمیندارہ ختم ہوکر اس کا معاوضہ مسجد میں خرچ کرنا

سوال:۔ خاتمہ زمیندارہ کی طرح اوقاف کی زمیندارہ بھی ختم ہوگیا تھا، حکومت نے معمولی معاوضہ اتوٹی کے نام سے دے رہے ہیں، اور کچھ پونڈو کے نام سے جو چالیس سال میں روپیہ ملے گا، پوچھنا یہ ہے کہ آئندہ معمولی روپیہ ملے گا، اس کا سود لے لئے یا منافع یا منافع وہ ہر سال دیتی ہے، یہ سود مسجد کے ہر کام میں لگا سکتے ہیں کل ملا کر بھی زمین کی نصف قیمت پوری نہیں ہوسکتی اور کیا صورت ہو نہ معلوم؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب معاوضہ زمین شمار ہوکر مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۷/۸۵ھ

---

[1] انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون، سورۂ مائده آيت: ۹۰، ان العلماء اجمعوا على ان القمار كله حرام، زد المسير فى علم التفسير ص۲۰۳/۱، الجزء الاول، سورة البقرة تحت آيت: ۲۱۹، مطبوعه عباس احمد الباز مكه مكرمه، تفسير مظهير ص ۲۶۹/۱، مطبوعه ندوة المصنفين دهلى، تفسير المنار ص۲/۳۲۵، مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] لو استولى على الوقف غاصب وعجز المتولى عن استرداده واراد الغاصب ان يدفع قيمتها كان للمتولى اخذ القيمة او الصلح على شى ثم يشترى بالمأخوذ من الغاصب ارضا اخرى فيجعله على شرائط الاولىٰ، البحر الرائق كوئٹه ص۵/۲۴۲، كتاب الوقف، شامى زكريا ص۶/۵۸۸، كتاب الوقف، مطلب لايستبدل العامر الا فى اربع، فتح القدير ص۶/۲۲۸، كتاب الوقف، مطبوعه دار الفكر بيروت.

مہر کی رقم مسجد میں دیکر شوہر کے حصہ کی واپسی

سوال:۔ زید کی شادی ہندہ سے ہوئی ہندہ زید کے یہاں متعدد بار آگئی مگر اولاد نہیں ہوئی، اور انتقال کرگئی زید نے ہندہ کے باپ (اپنے خسر کو ان کے مانگنے پر پورا مہر دے دیا اور خسر زید (ہندہ کے باپ) نے کل روپیہ فوراً مسجد کو دیدیا، اور اب پتہ چل رہا ہے کہ شوہر کا بھی حق ہوتا ہے، پس زید یہ سنکر اپنے حصے کا روپیہ واپس مانگ رہا ہے، تو آیا شوہر کا حق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو جو مہر کا روپیہ زید نے ہندہ کے باپ کو دیا تھا اس نے کل مسجد کو دیدیا تھا تو زید کو روپیہ اب کون دے گا، آیا خسر (ہندہ کے باپ) دے گا؟ یا مسجد سے زید کے حصے کی مقدار واپس کرلیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً

ہندہ کے مہر سے نصف کا زید مستحق ہے، زید کے خسر کو لازم تھا کہ نصف زید کے پاس رہنے دیتا، اب جبکہ پورا روپیہ مسجد میں دے چکا ہے تو یہ بھی حق ہے، کہ نصف واپس لیلے وہ اس طرح کہ خسر اہل مسجد سے نصف واپس لیکر زید کو دیدے، اگر زید نہ لے بلکہ وہ اپنی طرف سے محسوب کرلے تو وہ بھی مستحسن ہے اجر ہوگا، ہندہ کا جو سامان جہیز وغیرہ تھا اس میں بھی زید نصف کا مستحق ہے[1]، اگر اپنے خسر سے اس طرح معاملہ کرلے کہ جس قدر زید کا حصہ (نصف مہر) مسجد کو دیدیا ہے، اسی کے عوض بقیہ سامان میں سے زید کو دیدیا جائے، تب بھی درست ہے،

[1] والربع للزوج مع احدهما ای الولدأ وولد الابن والنصف له عند عدمهما (درمختار مع الشامی کراچی ص ۷۷۰/ج ۶/ کتاب الفرائض، قبیل فصل فی العصبات، شامی زکریا ص ۵۱۲/۱۰، المصدر السابق، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۵۰/۶، الباب الثانی، ذوی الفروض، الفروض المقدرة فی کتاب الله تعالیٰ ستة، مجمع الانهر ص ۵۰۰/۴، کتاب الفرائض، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

یعنی نصف سامان تو حق وراثت زید کو ملجائے، اور نصف مہر کے بقدر خسر اپنی میراث پدری سے زید کو دیدے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۲/۹۱ھ

قاضی صاحب کا مقدمہ کے فریقین سے جو شخص جیت جائے اس سے روپیہ لینا اور پھر مسجد میں دینا

سوال:۔ یہاں قاضی صاحب چندہ وصول کر کے جامع مسجد تعمیر کرا رہے ہیں، ان کی قضیات میں اگر کوئی مقدمہ آتا ہے، شرعی مقدمہ یا غیر شرعی، قاضی صاحب اس شرط پر مقدمہ لیتے ہیں کہ دونوں فریق میں سے کوئی بھی مقدمہ جیت گیا تو مسجد کی تعمیر میں اتنا روپیہ دینا ہوگا، پھر آگے رشوت وغیرہ سے دلا کر مقدمہ کا فیصلہ کرا دیتے ہیں اور فریق سے روپیہ وصول کر لیتے ہیں تو ایسا روپیہ مسجد کی تعمیر میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ یہاں کچھ لوگ کہتے ہیں کہ پیسہ لینا رشوت میں شمار ہوا اس لئے مسجد میں نہیں لگانا چاہئے، کوئی کہتا ہے کہ جائز ہے لگانا چاہئے، اس لئے شریعت کی رو سے ایسا روپیہ مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قاضی صاحب کا یہ شرط لگانا غلط اور ناجائز ہے، پھر رشوت لیکر کسی کے حق میں مقدمہ

---

[1] مستفاد من هذه العبارة، ولو كان لرجل على رجل دراهم لايعرفان وزنها فصالحه منها على ثوب او غيره فهو جائز لان جهالة المصالح عنه لاتمنع من صحة الصلح، شامی زكريا ص ۴۲۱/۸، كتاب الصلح، فصل فی دعوى الدين.

فیصلہ کرنا سخت وبال کا باعث ہے[۱]۔ یہ جہنم کا راستہ ہے[۲]، ایسا روپیہ تعمیر مسجد میں ہرگز صرف نہ کیا جائے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

بیعانہ مسجد میں لگانا

سوال:۔ ایک شخص نے ایک مسجد کے متولی سے ایک مکان کا سودا کیا جو کہ مسجد کی ملکیت ہے اور کچھ روپیہ پیشگی بطور بیعانہ متولی کو دیا، ازاں بعد اس شخص کے پاس روپیہ کا انتظام نہ ہوسکا اور متولی مسجد نے وہ مکان دوسرے کوفروخت کردیا، اب متولی مسجد اس شخص

---

[۱] ثم الرشوة علىٰ اربعة اقسام منها ماهو حرام على الأخذو المعطى وهو الرشوة على تقليد القضاء والا مارة الثانى ارتشاء القاضى ليحكم وهو كذالک ولو القضاء بحق لانه واجب عليه (الى قوله) الرشوة يجب ردها لاتملک (شامى كوئٹه ص۳۳۸/ ج۴/ كتاب القضاء، مطلب فى الكلام على الرشوة، شامى زكريا ص۸/۳۴، عالمگيرى كوئٹه ص ۳/۳۳۲، كتاب ادب القاضى، الباب التاسع فى رزق القاضى وهديته ودعوته ومايتصل بذالک، البحر كوئٹه ص ۲۶۱–۶/۲۶۲، كتاب القضاء)

[۲] الراشى والمرتشى فى النار (كنز العمال بيروت ص۱۱۳/ ج۶/ الباب الثانى فى القضاء، الفصل الثالث فى الهدية والرشوة، حديث،۱۵۰۷۷، فيض القدير ص۴/۴۳، رقم الحديث (۴۴۹۰) مطبوعه دارالفكر بيروت)

ترجمہ:- رشوت دینے والا اور لینے والا جہنم میں ہونگے۔

[۳] اما لو انفق فى ذٰلک مالا خبيثاً اومالاسببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالىٰ طيب لايقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بمالايقبله (شامى كوئٹه ص۴۸۷/ ج۱/ كتاب الصلوٰة، مطلب كلمة لابأس دليل على ان المستحب غيره لأن الباس الشدة، شامى زكريا ص ۴۳۱، ج۲، المصدر السابق، طحطاوى على الدر المختار ص۱/۲۷۸، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، مرقاة شرح مشكوة ص ۲۸۶، ج۳، كتاب البيوع، باب الكسب، الفصل الاول)

کی وعدہ خلافی کے باعث وہ روپیہ اس کونہیں دیتا تو وہ کیا روپیہ مسجد کے مصرف میں لگانا جائز ہے یانہیں؟ اوراکثر ایسا ہوتا ہے کہ وعدہ خلافی خریدار کے باعث مشترین بیعانہ واپس نہیں دیتے تو کیا ان کو رکھنا جائز ہوتا ہے یانہیں؟ اگروہ روپیہ مسجد میں خرچ کرنا جائزنہیں تو اس روپیہ کوکیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگرکسی وجہ سے بیع کا معاملہ بائع اور مشتری پورانہ کرسکیں تو بیعانہ کاواپس کرنا ضروری ہوتا ہے، اوراسکا رکھ لینا ہرگز جائزنہیں ہے، لہٰذا متولی کے ذمہ لازم ہے کہ وہ روپیہ اس شخص کو واپس کردے ایسے روپیہ کومسجد میں لگانا بھی جائزنہیں[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ معین مفتی مظاہرعلوم سہارنپور۱۹/۱۱/۵۷ھ

الجواب صحیح بندہ سعیداحمدغفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہرعلوم سہارنپور۱۹/ذیقعدہ۵۷ھ

لقطہ کاروپیہ مسجد میں لگانا

سوال:۔ پایاہواروپیہ مسجد میں لگ سکتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

وہ لقطہ ہے، مالک کوتلاش کرکےاس کودیا جائے،اس کا پتہ نہ چلےتومایوس ہونے کے

---

[1] ویرد العربان اذاترک العقد علی کل حال بالاتفاق (بذل مطبوعہ سھارنپور ص۲۸۷/ ج۴/ کتاب البیوع، باب فی العربان، عون المعبود ص۳۰۲/۳، کتاب البیوع، باب فی العربان، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، حجۃ اللہ البالحۃ ص۱۰۰/۲، البیوع المنھی عنھا، مطبوعہ مصری)

بعد غریب کو صدقہ کر دیا جائے[1]، مسجد میں نہ دیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۹۱ھ

توسیع مسجد کیلئے حکومت سے امداد

سوال: ۔ایک مقامی مسجد (پاکستانی مسجد) کی تعمیر جدید مسلمانوں کے عوامی چندہ سے مکمل ہوئی تھی، مگر اب نمازیوں کی کثرت اور روز افزوں زیادتی کی وجہ سے مسجد کی موجودہ عمارت بالکل ناکافی ہے اور مسجد کی تنگی نمازیوں کے لئے سخت تکلیف کا باعث بنی ہوئی ہے اس لئے مسجد مذکورہ کی مجلس انتظامیہ نے یہ طے کیا کہ مسجد کو وسیع کیا جائے، کیونکہ مسجد ہر چار طرف سے عوامی شاہراہوں اور شہری عمارتوں میں گھری ہوئی ہے، اس لئے کسی طرف سے بھی وسیع کرنے کی گنجائش نہیں ہے، بنابریں یہ طے ہوا کہ پختہ چھت ڈال کر اوپر کی طرف ایک اور منزل تعمیر کی جائے، چنانچہ یہ مسئلہ سابق وزیراعظم کے سامنے رکھا گیا، موصوف نے مسجد کی وسعت کی متعلق پورا اتفاق کیا اور وعدہ کیا کہ تعمیر جدید کے لئے نصف خرچ حکومت وقت سے دلاویں گے، چنانچہ درخواست دی گئی اور موصوف کی سفارش سے موجودہ حکومت نے نصف خرچ دینا منظور کرلیا ہے، باقی نصف خرچ عوامی چندہ سے پورا کیا جائیگا، ملیشیا کے سربراہِ مملکت مسلمان وزیراعظم اوران کی رکنیت کے وزراء نیز ممبران پارلیمنٹ کی عظیم اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے، یہاں کا سرکاری مذہب اسلام ہے، مگر طرز حکومت اور دستور مملکت جمہوری اور غیر اسلامی ہے، پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ حکومت مذکورہ کے خزانہ سے دی ہوئی رقم (جو کہ لاٹری بورڈ کے ٹیکس اور دوسری ہر قسم کی حلال وحرام اور جائز وناجائز اشیاء کے ٹیکسوں پر مشتمل

---

[1] یعرف الملتقط اللقطة فی الاسواق والشوارع مدةیغلب علی ظنه ان صاحبها لایطلبها بعدذلک ثم بعد تعریف المدةالمذکورة الملتقط مخیر بین ان یحفظها حسبة وبین ان یتصدق بها (عالم گیری کوئٹہ ص ۲۸۹/ ج۲/ کتاب اللقطة)

ہو) مساجد کی تعمیر و توسیع یا مرمت کے لئے استعمال کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

واضح رہے کہ پورے ملک میں مذکورہ رقم سے بے شمار مساجد اور دینی مدارس تعمیر ہو چکے ہیں، اور یہاں کے قابل ذکر اور متدین علماء نے اسے جائز اور حلال بتایا ہے، اس سلسلہ میں مخدومی جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندیؒ صدر مفتی پاکستان سے بھی رائے لی گئی ہے، اور موصوف نے بھی اس مخلوط سرکاری رقم کو مساجد کی تعمیر و توسیع کے لئے جائز قرار دیا ہے، پس مسئلہ مذکورہ کے متعلق شرعی حکم کیا ہے، گذارش ہے کہ حضرت والا مسئلہ مذکورہ میں ہماری رہنمائی فرمائیں، اور حضرت والا کا فیصلہ ہی قول فیصل تصور کیا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سرکار نے جب جائز اور ناجائز آمدنی کو مخلوط کردیا اور اس مخلوط آمدنی سے مسجد کے لئے رقم دی تو اس کو حرام نہیں کہا جائیگا، اس کو لینا اور مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔

چونکہ خلط استہلاک ہے، جب حکومت نے جائز و ناجائز کو مخلوط کردیا، اور اس پر قبضہ کرلیا تو حکومت اسکی مالک ہوگئی، اور حکومت نے جن سے غلط طریقہ پر لیا ہے، ان کو ضمان دینا لازم ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملکه لان الخلط استهلاک (درمختار مع الشامی کراچی مختصراً ص ۲۹۰/ج۲/ کتاب الزکاۃ، مطلب لو صادر السلطان جائر افنوی بذلک اداء الزکاۃ الیہ) من ملک اموالاغیر طیبۃ اوغصب اموالا وخلطها ملکها بالخلط ویصیر ضامنا (شامی کراچی ص ۲۹۱/ج۲/ الصدر السابق، بزازیۃ علی الهندیۃ کوئٹہ ص ۴/۸۸، الثانی فی المصرف، کتاب الزکوۃ، النهر الفائق ص ۱/۴۱۳، کتاب الزکوۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل سیزدھم: مسجد میں کافر کا مال صرف کرنا

غیر مسلم کا روپیہ تعمیر مسجد میں

(اور مَا کَانَ لِلْمُشْرِکِیْنَ اَنْ یَعْمُرُوْا مَسَاجِدَ اللّٰہِ الآیۃ کا مطلب)

سوال:۔ معروض اینکہ مسئلہ مذکورہ ذیل میں مجھے اختلاف آراء کی بناء پر شک واقع ہوگیا ہے، اس لئے مہربانی فرما کر فریقین کے مدلل اقوال نقل فرما کر طریق تطبیق کو فرماتے ہوئے قولِ راجح سے مطلع فرمائیں، اور حوالجات ضرور نقل فرماویں، تحریر مفصل ہو تا کہ اشکال زائل ہو جائے؟

مسئلہ:۔ کیا مساجد کی تعمیر جدید یا مرمت میں ہنود کا اور غیر مسلم اقوام کا روپیہ لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو کسی شرط کے ساتھ مشروط ہے یا نہیں، نیز اگر غیر مسلم کا روپیہ مسجد کی تعمیر میں جائز ہے تو آیت شریفہ "**ما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ شاھدین علیٰ انفسھم بالکفر الآیۃ**" کا کیا مطلب ہے؟ باوجود یہ کہ صاحب تفسیر احمدی نے تصریح کی ہے اور کہا ہے " **فالمقصود فیه ان اللّٰہ تعالیٰ منع المشرکین عن تعمیر المساجد حال کونھم علیٰ الشرک الخ** "اور بعد میں جا کر لکھتے ہیں "**فعلم منه ان البناء الجدید**

ممنوع لهم الخ" میں ممانعت پر تصریح ہے، اور غیر مسلم اقوام کو مساجد کی تعمیر نا جائز ہے تو فتاویٰ رشیدیہ میں حضرت گنگوہیؒ نے اجازت کیوں دی، بلکہ آپ نے تصریح فرمائی اور فتویٰ دیا، فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم، ص۹۴/ کتاب الوقف۔

سوال: ۔شیعہ یا ہندو یا نصاریٰ یا یہودی مسجد بنادے یا اس کی مرمت کرے یا چندہ مسجد وغیرہ میں شریک ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ حضرت رحمۃ اللہ علیہ جواب میں فرماتے ہیں: ۔

الجواب حامداً ومصلیاً: - اس میں کچھ مضائقہ نہیں، مسجد ان لوگوں کی بنائی ہوئی بحکم مسجد ہے، اگر یہ لوگ مسجد میں روپیہ لگانا ثواب جانتے ہیں تو ان کا وقف درست ہے، ایسے ہی اوپر کی عمارت میں شریک ہوں تو بھی درست ہے، اس فتویٰ اور ملاجیون کی تفسیر آیت "ما كان للمشركين" کے جو مخالف معلوم ہوتا ہے، اس کو واضح فرما کر جواب شافی مفصل مدلل تحریر فرما کر مشکور فرما دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کفار کے وقف اور وصایا کا بیان کتب فقہ، ہدایہ[1]، درمختار[2]، فتاویٰ عالمگیری[3]، وغیرہ میں

---

[1] ثم الحاصل أن وصايا الذمى على اربعة اقسام (الىٰ قوله) ومنها اذا اوصى بمايكون قربة فى حقنا ولايكون قربة فى معتقدهم هذه الوصية باطلة الا اذاكان لقوم باعيانهم...... ومنها اذا اوصى بمايكون قربة فى حقنا وفى حقهم كمااذا اوصىٰ بان يسرج فى بيت المقدس وهذاجائز سواء كان القوم باعيانهم أوبغير اعيانهم (هدايه ج۴/ص ۶۸۹/ كتاب الوصايا، باب وصية الذمى)

[2] درمختار مع ردالمحتار كراچى ج۶/ص ۶۹۶تا۶۹۹/ كتاب الوصايا، فصل فى وصايا الذمى وغيره. شرط وقف الذمى يكون قربة عندنا وعندهم الخ، شامى كراچى ص ۳۴۱/۴، كتاب الوقف، مطلب قد ثبت والوقف بالضرورة.

[3] عالمگيرى كوئٹه ج۶/ص ۱۳۱/ كتاب الوصايا، الباب الثامن فى وصية الذمى والحربى. بحر كوئٹه ص ۱۸۹/۵، كتاب الوقف.

مستقل موجود ہے، کہ کس صورت میں معتبر ہے کس میں نہیں، حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ اسی پر مبنی ہے، اسی واسطے قید لگائی کہ اگر یہ لوگ مسجد میں روپیہ لگانا ثواب جانتے ہیں تو ان کا وقف درست ہے، ایسے ہی اوپر کی عمارت میں شریک ہوں، تو بھی درست ہے، پس کفار کا روپیہ مسجد میں لگانا جائز ہے بشرطیکہ یہ ان کے نزدیک ثواب ہو، نیز اور کوئی مانع موجود نہ ہو مثلاً یہ کہ وہ کل کو اپنی ملکیت اور شرکت کا دعویٰ مسجد پر نہ کریں، یا مسلمانوں پر احسان رکھیں، اور ان کو عار دلائیں، کہ ہم نے تمہاری مسجد بنوائی اور اس میں چندہ دیا، بیت المقدس میں چراغ روشن کرنے کیلئے تیل دینے کی اباحت شامی وغیرہ میں موجود ہے[1]، یہ اصل مسئلہ ہے اور یہی صحیح ہے، باقی ملاجیونؒ کا تفسیر احمدی میں اس کے خلاف فرمانا وہ قرآن کریم کی تفسیر نہیں، کشاف کے بیان کردہ جزئیہ پر نظر کرتے ہوئے ان کا اپنا ذاتی استنباط ہے، کسی نقل مذہب کے ساتھ مؤید نہیں، اس وجہ سے بہت کمزور اور دبے ہوئے الفاظ میں اس کو لکھا ہے، اور کوئی نقل نہیں پیش کی بلکہ نقل کی نفی کی ہے، اور یہ استنباط بھی من حیث المنطوق نہیں بلکہ من حیث المفہوم ہے، چنانچہ اولاً ایک عبارت کشاف کی نقل کی، پھر اس پر متفرع کرتے ہوئے **"فعلم منه ان البناء الجديد ممنوع لهم بطريق الاولىٰ ،فان اراد كافر ان يبنىٰ مساجد اويعمر ها يمنع منه وهو المفهوم من النص وان لم يدل عليه رواية[2]اھ"** صاحب کشاف معتزلی ہیں[3]، انکی تفسیر معتبر نہیں، البتہ صنائع اور بدائع کے نکات جو کچھ وہ بیان کریں معتبر ہیں، لہٰذا

[1] كما اذا اوصى بان يرج فى بيت المقدس، درمختار مع ردالمحتار کراچی ج۶/ ص۶۹۶ تا ۶۹۹/ كتاب الوصايا، فصل فى وصايا الذمى وغيره. شرط وقف الذمى يكون قربة عندنا وعندهم الخ، شامی کراچی ص ۳۴۱/۴، كتاب الوقف، مطلب قد ثبت والوقف بالضرورة.

[2] تفسيرات احمديه ص۲۹۸/ تحت قوله تعالىٰ "ماكان للمشركين" الخ مكتبه رحيميه ديوبند،

[3] وفى بغية الوعاة كان كثيرا الفضل غاية فى الذكاء وجودة القريحة متقنافى كل علم معتزلياً قوياً فى مذهبه الخ (الفوائد البهية ص۱۶۸/ تحت حرف الميم.

اس کی جو کچھ حیثیت مذہب میں ہوگی وہ معلوم ہے بخلاف فتویٰ حضرت گنگوہیؒ کے وہ کتب مذہب متون شروح وفتاویٰ سب میں موجود ہے " **کما لا یخفیٰ علیٰ من له ممارسة بالفقه**" علاوہ ازیں کتنی ہی ہندوریاستیں ہیں، جہاں ان راجاؤں نے مسلمان رعایا کے لئے مسجدیں بنوارکھی ہیں، جن میں بغیر نکیر صدیوں سے نماز ہوتی ہے، اورسب سے بڑھ کر یہ کہ خانہ کعبہ خود کفار کا تعمیر کیا ہوا تھا[1]، جس میں حضور اقدس ﷺ نے نماز ادا فرمائی اور زمانہ فتوحات میں آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے اس کی تعمیر کو تعمیر کفار ہونیکی وجہ سے بدلوانے کی ضرورت نہیں سمجھی، اب رہی یہ بات کہ آیت کا مطلب کیا ہے؟ سو مطلب یہ ہے "**خص الله سبحانه عمارة المسجد بالمؤمنين فانهم الجامعون هذه الكمالات العلمية والعملية والمراد بعمارة المسجد اوامر منه العبادة والذكر فيه ودرس العلم والقرآن عن ابی سعيد الخدری رضی الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلّى الله عليه وسلم اذا رأيتم الرجل يعتاد المسجد وفی رواية يتعاهد المسجد فاشهد واله بالايمان فان الله تعالىٰ قال انما يعمر مساجد الله من اٰمن بالله واليوم الاٰ خررواه الترمذی وابن ماجه والدارمی**، اھ[2]" (تفسیر مظہری ج۴ص۱۰۴، سورہ توبہ)

---

[1] **وذكر الازرقى انه طاف مع الخليل بالبيت وقد كانت على بناء الخليل مدة طويلة ثم بعد ذٰلك بنتها قريش، البداية والنهاية ج ۱/ص ۱۷۰/ باب بناء البيت العتيق، المكتبة التجارية مكه مكرمه مصطفى الباز،**

[2] **ترجمہ**:-اللہ پاک نے مسجد کی تعمیر کو مومنوں کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے، اسلئے کہ وہی ان کے کمالات علمیہ وعملیہ کے جمع کرنے والے ہیں، اور مسجد کی عمارت اور اسکی مرمت سے مراد اسمیں عبادت وذکر اور علم وقرآن کا درس دینا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد سے تعلق رکھتا ہے، مسجد میں پڑا رہتا ہے، تو اسکے ایمان کی گواہی دو، اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "**انما يعمر مساجد الله الآية**" اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لاویں اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں۔ (بیان القرآن، ص۱۰) **(حاشیہ:۳۰/اگلے صفحہ پر)**

اگر تفسیر بیان القرآن[۱] آپ کے پاس موجود ہو تو اس کو دیکھئے اس میں اس مسئلہ سے تعرض کیا ہے، اور اصولی بحث احکام القرآن میں ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۸/۶۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور //

الجواب صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

غیر مسلم کا روپیہ تعمیر مسجد میں

سوال:۔ کسی غیر مسلم کا روپیہ مسجد کی عمارت میں صرف کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی غیر مسلم مسجد میں روپیہ وغیرہ دے اور بہ نیت حصول ثواب یعنی اس کو عبادت سمجھ کر تو شرعاً اسکا مسجد میں لینا درست ہے[۳] اور اگر کوئی اور مانع ہو مثلاً اس روپیہ کی وجہ سے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] تفسیر مظہری ص۱۴۷/۴، سورۂ توبہ تحت قوله تعالیٰ انما يعمر مساجدالله الخ.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] بیان القرآن ص ۱۰۲/۱، تحت آیت ماکان للمشرکین الخ سورۂ توبہ، مکتبة الحق.

[۲] احکام القرآن للجصاص ج۳/ص۸۷/ تحت آیت ماکان للمشرکین أن يعمروا الخ سورۂ توبہ، مطبوعہ بیروت.

[۳] مستفاد: وصية الذمي ان كانت من جنس المعاملات فهي صحيحة بالاجماع وان لم تكن من جنس المعاملات فهي اربعة انواع احدها مايكون قربة عندنا وعندهم وهذه الوصية صحيحة سواء كانت لقوم معينين اوغير معينين(الى قوله)ولو اوصىٰ بثلث ماله بان يحج عنه قوم من المسلمين اويبنى به مسجد للمسلمين ان كان ذلک لقوم باعيانهم صحت الوصية (عالمگیری کوئٹہ ص ۱۳۲/ ج۶/ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کسی فتنہ کا اندیشہ ہو یا اہل اسلام اور اہل مسجد پر احسان سمجھ کر دے یا احسان کا اظہار کرے وغیرہ وغیرہ تو امر آخر ہے، اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ وہ روپیہ کسی مسلم کو دیدے اور پھر وہ مقروض یا دیگر مسلم اس روپیہ کو مسجد میں دیدے اور اس روپیہ کو تعمیر مسجد میں خرچ کرنا درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۶/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف ۲۶/ مارچ ۲/۵۵ھ

غیر مسلم کا پیسہ تعمیر مسجد میں

سوال:۔ ہمارے پاس کچھ رقم مشاعرہ فنڈ میں سے باقی ہے، اس میں اہل ہنود کی رقم بھی شامل ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ اس رقم کو مسجد کی تعمیر میں لگایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رقم دینے والوں کی اجازت سے مسجد میں بھی لگائی جا سکتی ہے[۱] لیکن اہل ہنود صاحبان

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذمی والحربی، هدایه ص ۶۸۹/۴، کتاب الوصایا، باب وصیة الذمی، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، شرط وقف الذمی ان یکون قربة عندنا وعندهم الخ، شامی کراچی ص ۳۴۱/۴، کتاب الوقف، مطلب قد ثبت الوقف بالضرورة، بحر کوئٹه ص ۱۸۹/۵، کتاب الوقف)

(حاشیہ صفحہ هذا)

[۱] اس لئے کہ چندہ معطیین کی ملک ہوتا ہے۔ (امدادالفتاویٰ ص ۵۹۳/ ج ۲/ کتاب الوقف) اورحدیث میں ہے "لایحل مال امرأ الا بطیب نفس منه (مشکوٰة شریف ص ۲۵۵/ باب الغضب، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:۔ کسی آدمی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

کی رقم بہتر یہ ہے کہ انکو واپس کردی جائے، اور از خود مسجد کی تعمیر میں خرچ کرنے کی اجازت نہ لی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۸۹ھ

غیر مسلم کا مسجد کی تعمیر کے لئے روپیہ دینا

سوال:۔ایک دیہات میں مسلمانوں کے پچاس مکان ہیں، لیکن سب غریب اور تنگدست ہیں بفضل خدا ایک مسجد بھی یہاں پر ہے، مسجد کے صحن میں جگہ خالی ہے، مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا کوئی نظم نہیں ہے، اور نہ کوئی جگہ ہے کہ وہاں یہ تعلیم حاصل کرسکیں، اور قرآن مجید کی تعلیم سیکھیں اور اس دیہات میں ایک ہندو پارسی رہتا ہے، وہ مسلمانوں سے جمعہ کے روز کہتا ہے کہ اگر تم لوگ مجھے اجازت دو تو میں اس مسجد والی جگہ کو اپنے پورے خرچ سے تعمیر کردیتا ہوں خواہ اس کے بنانے میں مجھے دو ہزار روپیہ بھی خرچ آئیں، تو میں آسانی سے خرچ کرسکتا ہوں، تاکہ تمہارے بچوں کی تعلیم کا انتظام ہوسکے، اور تمہاری اولاد خدا اور رسول ﷺ کی تعلیم کو حاصل کرسکیں، چندلوگ اس بات پر راضی ہوئے، اور چند لوگوں نے انکار کیا، اب اس پارسی نے چندلوگوں کی رضامندی پر کچھ اینٹیں اور لکڑیاں خریدیں اور اس سامان کو اس نے مسلمانوں کے حوالہ کیا وہ سامان تعمیر مسلمانوں کے نزدیک موجود ہے، تو شریعت اس پارسی کے روپیہ سے تعمیر کی اجازت کیلئے مسلمانوں کے بچوں کو تعلیم کا کمرہ بنوانے کیلئے اجازت دیتی ہے یا نہیں، جبکہ مسلمانوں میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ تعمیر کرسکیں، اور یہ ظاہر ہے کہ اگر تعلیم کا نظم نہ رہا تو دہریت پھیلنے کا خطرہ ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے بچے ہنود کی تعلیم گاہ سے گمراہ ہوجائیں گے، وہ سامان جو اس پارسی نے مسلمانوں کے

حوالے کیا ہے اس کو کیا کرنا چاہئے ؟ دو ہزار روپیہ دینے کا اس نے وعدہ کیا ہے، تو کیا دو ہزار روپے اور سامان تعمیر میں لگایا جائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

وہ پارسی وہ سامان اور روپیہ کسی مسلمان کو دیدے اور مالک بنادے پھر وہ مسلمان اس سے تعلیم کا کمرہ اور مسجد کے منار بنادے[1] مسجد کے صحن میں جو جگہ خالی ہے یعنی وہ جگہ نماز کے لئے نہیں ہے اگر وہ مسجد کی ملک ہے تو اس جگہ کا کرایہ مسجد کے لئے تجویز کردیا جائے، اس طرح کہ جگہ مسجد کی رہے اور اس پر کمرہ مدرسہ کا رہے[2] اگر وہ مسجد کی ملک نہیں تو کرایہ تجویز کرنے کی ضرورت نہیں۔ فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۴/ ۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۵/۴/ ۸۹ھ

غیر مسلم کے مسجد تعمیر کرنے کا حکم

سوال: ۔کوئی غیر مسلم مسجد کی تعمیر میں اپنا ذاتی روپیہ خرچ کرکے اس پر چھت ڈالدے

---

[1] مستفاد: .وکذالک من علیه الزکاة لوأراد صرفها الی بناء المسجد او القنطرة لایجوز فان اراد الحیلة فالحیلة ان یتصدق به المتولی علی الفقراء ثم الفقراء یدفعونه الی المتولی ثم المتولی یصرف الی ذالک (عالم گیری کوئٹه ص ۴۷۳/ ج ۲/ کتاب الوقف، البا ب الثانی عشر، شامی زکریا ص ۱۹۱/۳، اول کتاب الزکوة، وصفـ۲۹۳/۳، باب المصرف، الاشباه والنظائر ص ۲۱۹، الفن الخامس وهو فن الحیل، مطبوعه اشاعة الاسلام دهلی)

[2] ومابناه مستاجراً وغرسه فله مالم ینوه للوقف (درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۵۵/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی حکم بناء المستأجر فی الوقف بلا اذن، ان المسجد المحتاج الی النفقة تؤجر قطعة منه بقدر ماینفق علیه، تقریرات الرافعی علی الشامی زکریا ص ۸۰/ ۶، کتاب الوقف)

اوراس کے فرش کو پختہ کرادے، چاروں طرف اس کے دیواریں بنوادے، شرعاً ایسی مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے، بینو اتوجروا.

الجواب حامداًومصلیاً

غیر مسلم کا مسجد تعمیر کرانا، وصیت للمسجد کے حکم میں ہے، پس اگر وہ اپنے عقیدہ میں اس کو قربت اور ثواب سمجھتا ہے تو یہ جائز ہے اور مسجد میں اس سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی، اس میں نماز پڑھنا درست ہے، اوراگر وہ اس کو اپنے عقیدہ میں قربت اور ثواب کا کام نہیں سمجھتا تو یہ اس کیلئے جائز نہیں، مگر بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ غیر مسلم اس قسم کے کام قربت ہی سمجھ کر کرتے ہیں، ان کی کوئی اور غرض اس سے نہیں ہوتی، لہٰذا صورت مسئولہ میں اس مسجد میں مسلمانوں کو نماز پڑھنا جائز ہے کوئی حرج نہیں۔

"ولو ان ذمیا اوصی بان یشتری بثلث مالهٗ رقابا وتعتق عنه باعیانهم اوبغیر اعیانهم اواوصیٰ بان یتصدق بثلث ماله علی الفقراء والمساکین او ان یسرج به فی بیت المقدس اویبنیٰ فیه اویغزی به الترک اوالدیلم والموصیٰ من النصاریٰ فالوصیة صحیحة الیٰ ان قال ولواوصیٰ بثلث ماله بان یحج عنه قوم من المسلمین اویبنیٰ به مسجد للمسلمین ان کانت ذلک لقوم باعیانهم صحت الوصیة وتعتبر تملیکا لهم وکانوابالخیاران شاؤ ااحجوا به وبنو اا المسجد وان شاؤ الاوان کان ذٰلک لقوم غیر معینین فالوصیة باطلة فتاویٰ عالمگیریؒ[1] ص ۵۳۷/ج ۴/ وجملة الکلام فی وصایااهل الذمة انها لاتخلوا اما ان کان الموصیٰ به امراً هو قربة عندناوعندهم اوکان أمراً هوقربة عندنا لاعندهم واما أن کان امراًهوقربة عندهم لاعند نا فان

[1] عالمگیری کوئٹه ص ۱۳۲/ج ۶/ کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذمی. هدایه ص ۶۸۹/ ۴، کتاب الوصایا، باب وصیة الذمی، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، بدائع کراچی ص ۳۴۱/ ۷، کتاب الوصایا.

كان الموصىٰ به شيئاً هو قربة عندنا وعندهم بان اوصىٰ بثلث ماله ان يتصدق به علىٰ الفقراء المسلمين اوعلىٰ فقراء اهل الذمة اويعتق الرقاب اوبعمارة المسجد الاقصىٰ ونحو ذٰلک جاز فی قولهم جيمعاً لان هذا ممايقرب به المسلمون واهل الذمة الخ، (بدائع الصنائع[1] فی ترتيب الشرائع ص ۳۴۱/ ج۷. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/ ۵۳ھ

الجواب صحیح عبداللطیف، ۶/ ذی الحجہ ۵۳ھ

غیر مسلم کا مسجد تعمیر کرنا

سوال:۔ سائل کا بیان ہے کہ چھتر پور مدھیہ پردیش میں ایک مشہور تاریخی مقام کھجورا ہے، جہاں پر کہ ہندو دھرم کی تہذیب وتمدن کی کچھ نادر ونایاب یادگاریں محفوظ ہیں، ان کو دیکھنے کے لئے تمام دنیا کے تمام ممالک سے بکثرت سیاح روزانہ آتے ہیں، جن میں مسلم وغیر مسلم سب ہی لوگ آتے ہیں، اس تاریخی مقام میں ایک مسجد نہیں ہے، والی ریاست چھتر پور کا ارادہ ہے کہ ڈاکٹر شاکر حسین صاحب مرحوم کی یادگار کے طور پر کھجورا کے مقام پر ایک مسجد تعمیر کرادیں، اب فرمائیں کہ کیا غیر مسلم کے روپیہ سے مسجد بنانا اور اس کو نماز کے لئے استعمال کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں، اگر نہیں تو والی ریاست کی خواہش کی تکمیل کے لئے کیا جائز صورت ہوسکتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بہتر یہ ہے کہ والی ریاست کسی قابل اعتماد کو روپیہ دیدے وہ اپنے انتظام سے مسجد

---

[1] بدائع الصنائع ص ۳۴۱/ ج۷/ كتاب الوصايا، مطوعه كراچی. هدايه ص ۶۸۹/ ۴، كتاب الوصايا، باب وصية الذمی، مطبوعه دارالكتاب ديوبند، شامی كراچی ص ۶/ ۶۹۲، كتاب الوصايا، فصل فی وصايا الذمی وغيره.

بنوادے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۸۹ھ

الجواب صحیح نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۳/۴/۸۹ھ

ہندو مسلم کا مخلوط پیسہ تعمیر مسجد میں صرف کرنا

سوال: ۔تعمیر مسجد کے واسطے ہم لوگوں نے ایک بکس مسجد کے کنارے عام راستہ پر لٹکا دیا، اس بکس میں مسلمان، ہندو، عیسائی وغیرہ سب ہی لوگ پیسہ ڈالتے ہیں، کیا یہ مشترکہ پیسہ مسجد کی تعمیر میں لگایا جاسکتا ہے؟

اگر غیر مسلموں کے اس صندوق میں پیسہ ڈالنے سے پیسہ مشتبہ ہوجائے تو اس پیسہ کو کس جگہ لگایا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تعمیر مسجد کے لئے راستہ کے کنارے کوئی صندوق لٹکا دیا گیا، اور راہ گذر اس میں پیسے ڈالتے ہیں، تو وہ پیسہ اس تعمیر میں لگانا درست ہے، خواہ ڈالنے والے مسلم ہوں یا غیر مسلم سب کا پیسہ اس صورت میں لگا سکتے ہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۹۶ھ

---

[۱] فصح وقف الذمی بشرط کونه قربة عندنا وعندهم (بحر مکتبه ماجدیه کوئٹه ص ۱۸۹/ ج۵، اول کتاب الوقف، شامی کراچی ص ۳۴۱/۴، کتاب الوقف، مطلب قد یثبت الوقف بالضرورة، بدائع الصنائع، ص ۳۴۱/۷، کتاب الوصایا، مطبوعه کراچی)

[۲] ولو ان ذمیا اوصی بأن یشتری بثلث ماله رقاباً وتعتق عنه باعیانهم اوبغیر اعیانهم اواوصی بان یتصدق بثلث ماله علی الفقراء والمساکین اوان یسرج به فی بیت المقدس اویبنی فیه فیه اویغزی به الترک اوالدیلم والموصی ....(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں اہل ہنود کا روپیہ

سوال: ۔عمارت مسجد میں اہل ہنود یا اہل تشیع کا روپیہ خرچ کر سکتے ہیں یا کہ نہیں، اگر خرچ کرنا جائز ہے تو اس آیت کا کیا مطلب ہوگا "وما کان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ شاھدین علیٰ انفسھم بالکفر الآیۃ" اگر یہ ناجائز ہے تو بیت اللہ شریف کی عمارت کی کیا توجیہہ ہوگی، جو زر مشرکین سے بنی تھی، اور عہد نبوی کے بعد تک قائم رہی؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر ان کے نزدیک مسجد بنانا عبادت وثواب ہے اور کوئی دوسرا مانع بھی نہیں تو ان کا روپیہ تعمیر مسجد میں لگانا شرعاً درست ہے[۱]، آیت میں عمارت سے مراد مسجد کی آبادی، تولیت،

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......من النصاریٰ فالوصیة صحیحة (الیٰ قوله) ولو اوصی بثلث ماله بان یحج عنه قوم من المسلمین اویبنی به مسجد للمسلمین ان کان ذٰلک لقوم باعیانھم صحت الوصیة (عالمگیری ،بلوچستان ،کوئٹه، ص ۱۳۲ / ج ۶ / کتاب الوصایا الباب الثامن فی وصیة الذمی والحربی، ان شرط وقف الذمی ان یکون قربة عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس، شامی زکریا ص ۵۲۴ /۶ ، کتاب الوقف، مطلب قد یثبت الوقف بالضرورة، البحر کوئٹه ص ۱۸۹ /۵ ، کتاب الوقف، منحة الخالق علی ھامش البحر ص ۱۸۹ /۵ ، کتاب الوقف، مطبوعه کوئٹه)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] وجملة الکلام فی وصایا اھل الذمة انھا لاتخلواما ان کان الموصی به امراً ھو قربة عندنا وعندھم اوکان امراھو قربة عندنا لاعند ھم فان کان الموصی به شیاً ھوقربة عندنا وعندھم بان اوصی بثلث ماله ان یتصدق به علیٰ فقراء المسلمین اوعلیٰ فقراء اھل الذمة اوبعتق الرقاب اوبعمارة المسجد الاقصیٰ ونحو ذلک جاز فی قولھم جمیعاً.(بدائع، کراچی، ج۷/ ص ۳۴۱/ کتاب الوصایا، شرط وقف الذمی ان یکون قربة عندنا وعندھم الخ، شامی کراچی ص ۳۴۱/۴، کتاب الوقف، مطلب قد یثبت الوقف بالضرورة، بحر کوئٹه ص ۱۸۹ /۵، کتاب الوقف)

انتظام ہے، جیسے کہ پہلے سے بیت اللہ پر مشرکین کا تسلط وقبضہ تھا جس کا ظہور خاص طور پر ایام حج میں ہوتا تھا، کعبہ شریف کی چابی بھی انہیں لوگوں کے پاس رہتی تھی، جس کو چاہتے داخل ہونے دیتے جس کو چاہتے روک دیتے، چنانچہ قبل ہجرت رسول اکرم ﷺ کو روکا اور حدیبیہ کے موقعہ پر مستقل ہنگامہ برپا کیا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفار کا روپیہ مسجد وعیدگاہ میں صرف کرنا

سوال:۔ کفار کا روپیہ وغیرہ مسجد یا عیدگاہ میں لگ سکتا ہے یا نہیں تیل جلانے کے واسطے مسجد میں دیں تو مسلمانوں کو لینا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ان کے نزدیک یہ روپیہ تیل وغیرہ مسجد میں دینا ثواب کا کام ہے تو درست ہے ورنہ نہیں، پہلی صورت میں اگر کوئی خارجی امر مانع ہو مثلاً کسی فتنہ کا اندیشہ ہو یا وہ لوگ بعد میں ملکیت کا دعویٰ کریں یا مسلمانوں پر احسان رکھیں یا دباؤ ڈالیں تو پھر براہ راست روپیہ وغیرہ ان سے نہ لیا جائے[2]، اگر وہ دینا چاہیں تو کسی مسلمان کی ملک کردیں، اور پھر وہ مسلمان مسجد میں

---

[1] (ماکان للمشرکین ان یعمر وامساجد اللّٰہ) عمارۃ المسجد تکون بمعنیین احدھما زیارتہ والکون فیہ والاٰخر ببنائہ وتجدید مااسترم منہ (الیٰ قولہ) فاقتضت الایۃ منع الکفار من دخول المساجد ومن بنائھا وتولی مصالحھا والقیام بھا (احکام القرآن للجصاص ص۸۷/۳، بیروت سورہ برأۃ)
ترجمہ:۔ مشرکین کی یہ لیاقت ہی نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔ (بیان القرآن)
تفسیر مسظھری ص۱۴۶/۴، سورۃ توبۃ آیت:۱۷، مطبوعہ رشیہ کوئٹہ، المحرر الوجیز ص۱۵/۳، سورۂ توبہ آیت:۱۷، مطبوعہ مکہ مکرمہ.

[2] وللمسلمین ان یقبلوا من الکافر مسجدا بناہ کافر او اوصی ببنائہ او ترمیمہ اذا لم یکن فی ذلک ضرر دینی ولا سیاسی الخ، تفسیر المراغی ص۷۴/۴، الجزء العاشر، مکتبہ تجاریہ،

دیدے۔"ھکذا یفھم من وقف الذمی ووصیتہ"[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

کافر بے دین کا روپیہ جدید مسجد میں

سوال:۔ کافر بے دین کا روپیہ مدد لے کر نئی مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بے دین مشرک کا روپیہ امداد لے کر مدرسہ میں لگانا یا مدرسہ تیار کرنا اور طلباء کے کھانے کے خرچ میں لگانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بے دین (کافر ومشرک) سے مسجد یا دینی مدرسہ کے لئے مدد طلب کرنا بے محل ہے ہرگز طلب نہ کریں[2]، اگر وہ خود مدد کرے اور اس مدد سے کسی غلط اثر کا اندیشہ نہ ہو تو قبول کر لینا درست ہے[3]، غلط اثر یہ کہ مثلاً وہ ملکیت کا دعویٰ کرے یا احسان جتائے یا اپنے مندر وغیرہ کیلئے

---

[1] شرط وقف الذمی ان یکون قربة عندنا وعندھم کالو قف علی الفقراء اوعلیٰ مسجد القدس (شامی کراچی ص ۳۴۱/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب قدیثبت الوقف بالضرورة، بدائع الصنائع کراچی ص ۳۴۱/۷، کتاب الوصایا، ھدایه ص ۶۸۹/۴، کتاب الوصایا، باب وصیة الذمی، مطبوعه دار الکتاب دیوبند)

[2] یاایھاالذین آمنوا لا تتخذوا بطانة من دونکم لایالونکم خبالا، سورۂ آل عمران آیت:۱۱۸، فنھی اللہ تعالیٰ المومنین ان یتخذوا اھل الکفر بطانة من دون المومنین وان یستعینوا بھم فی خواص امورھم واخبر عن ضمائر ھؤلاء الکفار للمومنین فقال (لایلونکم خبالا) یعنی لا یقصدون فیما یجدون السبیل الیه من افساد امور کم، لان الخبال ھو الفساد، احکام القرآن للجصاص ص ۵۵/۲، باب الاستعانة باھل الذمة، مطبوعه قدیمی کتب خانه کراچی.

[3] ان شرط وقف الذمی ان یکون قربة عندنا وعندھم کالوقف علی الفقراء، او علی مسجد القدس، شامی زکریا ص ۵۲۴/۶، کتاب الوقف، مطلب قد یثبت الوقف بالضرورة، البحر کوئٹه ص ۱۸۹/۵، کتاب الوقف، منحة الخالق علی ھامش البحر کوئٹه ص ۱۸۹/۵، کتاب الوقف،

چندہ طلب کرے یا ووٹ وغیرہ کا مطالبہ کرے ایسی حالت میں مدد قبول نہ کی جائے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/۹۶ھ

شیعہ اور پھرائیوں اور غیر مسلم کا روپیہ مسجد میں

سوال:۔سائل کا بیان ہے کہ مسجد کی تعمیر میں شیعہ حضرات کا اوران پھرائیوں کا جن کے گھر کے آدمی مانگنے والے ایک دو ہوں اور محنت مزدوری کرنے والے زیادہ ہوں پیسہ لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

اوراہل ہنود کا روپیہ بھی مسجد کی تعمیر میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح اوپر لکھے گئے لوگوں کے گھروں کے پیسے مسجد کی لکڑیوں میں جو پانی گرم کرنے کیلئے فراہم کی جاتی ہیں، اوررمضان المبارک میں جوختم قرآن کے نام سے وصول کئے جاتے ہیں، جن سے مؤذن اورامام مسجد کی خدمت کی جاتی ہے، لئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جوشخص بھی مسلم شیعہ یاسنی روپیہ مسجد کی تعمیر یا دیگر ضروریات سوختہ وختم قرآن شریف وتنخواہِ امام یامؤذن کیلئے بخوشی دے اوراس کوثواب سمجھتا ہواس کا روپیہ لینا درست ہے[2]۔

---

[1] وللمسلمین ان یقبلو امن الکافر مسجداً بناہ کافر او اوصیٰ ببنائہ اوترمیمہ اذا لم یکن فی ذٰلک ضرردینی ولاسیاسی کما لو عرض الیھود الاٰن علی المسلمین ان یعمر والمسجد الاقصیٰ بترمیم ماکان قد تداعیٰ من بنائہ اوبذلوا لذٰلک مالاً لم یقبل منھم لانھم یطمعون فی الاستیلاء علی ھذاالمسجد فربما جعلوا ذٰلک ذریعۃ لادعاء حق لھم فیہ (تفسیر مراغی مکتبہ تجاریۃ دارالفکر ص ۷۴/ ج ۴/) تحت الآیۃ ماکان للمشرکین ان یعبروامساجد اللّٰہ الآیۃ سورہ توبہ آیت ۱۷/ (حاشیہ نمبر:۲/اگلےصفحہ پر)

بشرطیکہ حلال روپیہ دے یا غالب روپیہ اس کا حلال ہو اس میں سے دے[۱] اور یہ اندیشہ نہ ہو کہ یہ بعد میں احسان جتائے گا، یا ملکیت کا دعویٰ کرے گا، یا یہ کہے گا کہ ہم نے تمہاری مسجد میں چندہ دیا تھا ہمارے مندر یا امام باڑہ میں چندہ دو[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۸۸ھ

مسجد کے لئے غیر مسلم سے چندہ لینا

سوال:۔ ہم ایسی جگہ پر رہتے ہیں جہاں پر مسلمان پورے شہر میں ۱۲/ ہیں، یہاں پر ۱۹۴۷ء سے پہلے سے مسجد ہے اور وہ ویران ہے یعنی گری پڑی ہے، جس کی مرمت بہت ضروری

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] مستفاد:. احداهمایکون قربة عندنا وعند هم (الذمی والحربی) وهذه الوصية صحيحة (الی قوله) ولو اوصیٰ بثلث ماله بان يحج عنه قوم من المسلمين اويبنی به مسجد للمسلمين ان كانت ذلک لقوم باعيانهم صحت الوصية (الهندية مكتبه رحيميه ديوبند ص ۲۴۵/ ج ۴/ كتاب الوصايا، الباب الثامن فی وصية الذمی والحربی، بدائع كراچی ص ۳۴۱/ ۷، كتاب الوصايا، هدايه ص ۶۸۹/ ۴، كتاب الوصايا، باب وصية الذمی، مطبوعه دارالكتاب ديوبند)

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] قال تاج الشريعة اما لو أنفق فی ذلک مالا خبيثاً او مالا سببه الخبيث والطيب فيكره لان اللّٰه تعالیٰ لايقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بمالا يقبله (شامی كوئٹه ص ۴۸۷/ ج ۱/ ومطبوعه كراچی ص ۶۵۸/ ۱، ومطبوعه زكريا ص ۴۳۱/ ۲، كتاب الصلوٰة، مطلب فی احكام المسجد، حاشية الطحطاوی علی الدر المختار ص ۲۷۸، ج ۱، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلاة، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، مرقاة ص ۲۷۶، كتاب البيوع، باب الكسب، مطبوعه بمبئی)

[۲] وللمسلمين ان يقبلوا من الكافر مسجداً بناه كافر او اوصیٰ ببنائه اوترميمه اذالم يكن فی ذلک ضرر دينی ولا سياسی (الی قوله) اوبذلوا لذلک مالا لم يقبل منهم لانهم يطعمون فی الاستيلاء علی هذاالمسجد فربما جعلوا ذريعةً ذلک لادعاء حق لهم فيه. (تفسير مراغی مكتبه تجاريه ص ۷۴/ ج ۴/ الجزء العاشر، سورة توبة تحت آيت: ۱۷)

ہے، اور ہم لوگوں میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ اس میں خاص رقم لگا کر مرمت کریں، تو ہم شہر میں ہندوؤں سے چندہ لے سکتے ہیں، اور زکوٰۃ فطرہ کی رقم لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی مسجد تعمیر کرنے کیلئے ہندوؤں سے چندہ نہ مانگیں کہ بڑی بے غیرتی ہے، زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کا پیسہ بھی مسجد کی تعمیر میں صرف نہ کریں، کہ وہ غریبوں کا حق ہے[۱]، بہت معمولی سی مسجد چھپر ڈال کر ذاتی پیسہ سے بنالیں، اللہ تعالیٰ اس کے پختہ کر دینے کا بھی انتظام فرمادے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غیر مسلم کا چندہ

سوال:۔ایک غیر مسلم عمارت کے لئے چندہ دے تو کیا قبول کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ ثواب سمجھ کر دے اور یہ اندیشہ نہ ہو کہ وہ اس کے نتیجے میں کوئی غلط مقصد حاصل کریگا تو لینا درست ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] مصرف الزكاة والعشر هو فقير (درمختار مع الشامی کراچی ص ۲/۳۳۹، باب المصرف) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لاابا حة لایصرف الی بناء نحو مسجد (درمختار مع الشامی کراچی ص ۲/۳۴۴، کتاب الزکوۃ، باب المصرف، النهر الفائق ص ۱/۴۶۲، کتاب الزکوۃ، بـاب المصرف، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ص ۱/۳۲۷، کتاب الزکوۃ، باب فی بيان احكام المصرف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[۲] وجملة الكلام فی وصایا اهل الذمة انها ...... **(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)**

غیر مسلم کا مسجد کے لئے وقف کرنا

سوال:۔ (الف) کسی غیر مسلم نے اپنی زمین کے قطعات مکانوں کے لئے کی بیچنا چاہی، مسلمانوں نے اپنی حسب حیثیت ایک قطعہ خرید لیا اور کہا کہ اس نئی آبادی میں مسجد نہیں ہے، ایک قطعہ زمین مسجد کے لئے دیا جائے، تو ہم کو سہولت ہوتی ہے، اور اس کو صاحب زمین نے مان لیا، اور مطلوبہ قطعہ بلا قیمت دیدیا یعنی رجسٹری کردی، اب سوال یہ ہے کہ غیر مسلم کی وقف کردہ زمین پر مسجد بنانا یا غیر مسلموں کے چندہ سے مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں ؟ بعض حضرات ناجائز کہتے ہیں اور بعض جائز اور بعض مسجد کے حصار یا بیرونی کام میں خرچ کرنے کے قائل ہیں۔

(ب) کسی غیر مسلم نے مسجد کے تحت یعنی مؤذن، پیش امام یا مسجد کے خرچوں کے لئے زمین دیدی یعنی رجسٹری کردی کیا اس آمدنی سے مسجد کے خرچ وغیرہ پورے کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ صحیح طریقہ سے مطلع فرمائیں، اس بارے میں مستند اقوال زیب رقم فرمایئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر اس غیر مسلم کے نزدیک مسجد بنانا نیک کام ہے اس لئے اس نے چندہ دیا زمین مسجد

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......لاتخلوا اماان کان الموصی به امراً هو قربة عندنا وعندهم أو کان امراً هوقربة عندنالاعندهم واما أن کان امراً هوقربة عندهم لاعند نافان کان الموصی به شیئاً هوقربة عندنا وعند هم بان اوصی بثلث ماله ان یتصدق به علی فقراء المسلمین اوعلی فقرا اهل الذمة اوبعتق الرقاب اوبعمارة المسجد الاقصیٰ ونحو ذلک جازفی قولهم جمیعاً (بدائع کراچی ص ۳۴۱/ج۷/ کتاب الوصایا، عالمگیری کوئٹه ص ۱۳۲/۶، کتاب الوصایا، الباب الثامن فی وصیة الذمی والحربی، هدایه ۶۸۹/۴، کتاب الوصایا، باب وصیة الذمی، مطبوعه دارالکتاب دیوبند)

کیلئے وقف کی ہے تو درست ہے، وہاں مسجد بنائی جائے، اور وہ پیسہ بھی مسجد میں لگا دیا جائے شامی میں وقف غیر مسلم کی بحث موجود ہے، جس کا حاصل وہی ہے، جو یہاں لکھا گیا[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۸۹ھ

غیر مسلم کی زمین سے مٹی لیکر مسجد میں لگانا

سوال:۔ایک غیر مسلم کی زمین ہے اس کے بغل میں مسجد تعمیر ہوئی ہے، جو غیر مسلم کی زمین ہے اس کی ایک مسلم دیکھ ریکھ کرتے ہیں، لیکن محلّہ کے لوگ اس غیر مسلم کی زمین سے مٹی کاٹ کر مسجد میں لگاتے ہیں اور جس شخص کی نگرانی میں وہ زمین ہے اس کے منع کرنے پر اس کا بائیکاٹ کر دیا ہے، تو ایسا کرنا از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

غیر مسلم کی زمین سے بغیر مالک کی اجازت کے مٹی لینا اور مسجد میں لگانا جائز نہیں ہے[2]، ایسا کرنے سے یہ لوگ ظالم اور گنہگار رہیں، اللہ پاک کے گھر میں پاک مال لگایا جاوے، حرام مال اللہ کے یہاں مقبول نہیں ہے، ان لوگوں کو اپنی اس حرکت سے باز آنا چاہئے، اور جس قدر

---

[1] شرط وقف الذمی ان یکون قربة عند نا وعندهم كالو قف على الفقرأ وعلى مسجد القدس (شامی کراچی ص ۳۴۱/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب قدیثبت الوقف بالضرورة. البحر الرائق ص ۱۸۹/۵، کتاب الوقف، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، بدائع کراچی ص ۳۴۱/۷، کتاب الوصایا)

[2] لایحل مال امرئ الا بطیب نفس منه (مشکوٰة شریف ص ۲۵۵/ کتاب البیوع، باب الغصب والعارية .

ترجمہ:۔کسی آدمی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

مٹی لی ہے، وہ واپس کردیں یا پھر اصل مالک سے اس کو خرید لیں، اور قیمت ادا کردیں تب مسجد میں لگائیں[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/۹۰ھ

ہندو کا مسجد میں لوٹے دینا

سوال:۔ ایک ہندو کمہار مسجد میں وضوء کیلئے لوٹے بنا کر مفت دینا چاہتا ہے مسجد کے لئے اس سے لوٹے بلا قیمت دیئے لیکر مسجد میں وضو کے لئے رکھے جاسکتے ہیں یا نہیں؟

ہندو کا مسجد میں افطاری دینا

سوال:۔ ایک ہندو ماہ رمضان کا روزہ افطار کرانے کی غرض سے کچھ مٹھائی یا پھل مسجد میں لے آئے تو اس سے روزہ افطار کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً مصلیاً

(۱) اگر وہ کمہار کسی ثواب کی نیت سے دیتا ہے، اور مصلحت کے خلاف بھی نہیں تو وضو کے لئے ان کا لینا درست ہے ''**شرط وقف الذمی ان یکون قربة عندنا وعندهم**

[۱] قال تاج الشريعة امالو انفق في ذلک مالا خبيثاً اومالا سببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالىٰ لايقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بما لايقبله (شامی کراچی ص۶۵۸/ج۱/ مكروهات الصلوٰة، مطلب لابأس دليل على ان المستحب غيره لان البأس الشدة، طحطاوی على الدر ص۲۷۸/۱، باب مايفسد الصلوة الخ، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، مرقاة ص۳/۲۸۶، كتاب البيوع، باب الكسب الخ، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی)

کالوقف علیٰ الفقراء اوعلیٰ مسجد القدس، شامی ص ۵۵۶ / ج ۳ / [1]

(۲) یہ بھی اگر ثواب کی نیت سے دے تو لینا درست ہے بشرطیکہ کسی دوسری مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ

عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷ ج / ۱ / ۵۵ھ

---

[1] شامی کراچی ص ۳۴۱ / ج ۴ / کتاب الوقف، مطلب قد یثبت الوقف بالضرورة. بحر کوئٹہ ص ۵/۱۸۹، کتاب الوقف، مطبوعہ سعید کراچی، فتح القدیر ص ۶/۲۰۰، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالفکر بیروت، عالمگیری کوئٹہ ص ۲/۳۵۲، کتاب الوقف، الباب الاول.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چهاردهم

مسجد کے پیسے کا دوسری جگہ استعمال کرنا

ایک مسجد کی آمدنی دیگر مساجد پر صرف کرنا

سوال:۔ ہمارے شہر میں ایک مسجد شاہی وقت کی ہے، اور عرصہ سے ایک رجسٹرڈ انتظامیہ کمیٹی کے زیر نگرانی ہے، اور شہر کی چھ مسجدیں اور ایک مسجد دیہات کی بھی اسی کمیٹی کے زیر انتظام ہے، ان مساجد کی آمدنی میں تین قسم کی جائیداد ہیں (۱) مسجد سے ملحق کوٹھریاں اور دوکانیں، (۲) موقوفہ مکانات (۳) مسجد کی آمدنی سے خرید کردہ مکانات انتظامی عملہ کی تنخواہ جامع مسجد سے دی جاتی ہے، اس کے علاوہ دیگر اخراجات وآمدنی کا حساب ہر مسجد کا الگ الگ رہتا ہے، اور حتی الوسع یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ہر مسجد کا آمد وخرچ متوازن ہو مگر سب ہی مسجدوں میں مستقل آمدنی سے زائد خرچ ہوجاتا ہے، جو کہ جامع مسجد کی آمدنی سے پورا کیا جاتا ہے، مندرجہ بالا حالات میں ایک مسجد کی ضرورت کے تحت دوسری مسجد کی آمدنی صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اس کی اجازت نہیں ”اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض

الموقوف علیه بسبب خراب وقف احدهما جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیه لانها حینئذ کشیء واحد وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین اور جل مسجدا ومدرسة ووقف علیهما اوقافا لایجوز لهٗ ذٰلک (درمختار[1]، ص ۲۷/۳/۳) ہاں اگر بالکل فاضل ہو، حفاظت دشوار ہو، ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کی اجازت ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی آمدنی سے مدرسہ قائم کرنا

سوال: ۔ایک کثیر الاوقاف جامع مسجد ہو اور واقف سے کچھ شرائط منقول نہوں آمد مصارف سے بہت زیادہ ہو اور شکست وریخت مسجد کے لئے روپیہ جمع وموجود ہو اور زیادہ روپیہ جمع رہتے ہیں تو کیا ان اوقاف مسجد کی زائد آمدنی کو تعلیم دین اور تبلیغ اسلام اور تدریس

---

[1] درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۶۰/ ج۴/ کتاب الوقف مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوہ، البحرالرائق کوئٹہ ص ۲۱۶، ۵/۲۱۷، کتاب الوقف، مجمع الانهر ص ۲/۵۹۶، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] ومثله حشیش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما وکذاالرباط والبئرا اذا لم ینتفع بهما فیصرف وقف المسجد والرباط والبئر والحوض الی اقرب مسجد اورباط اوبئرا وحوض الیه، (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۵۹/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فیما لوخرب المسجد اوغیره، المحیط البرهانی ص ۹/۱۵۰، کتاب الوقف، الفصل الرابع والعشرون فی الاوقاف التی یستغنی عنها، مطبوعه ڈابهیل، النهرالفائق ص ۳/۳۳۰، کتاب الوقف، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت) قلت وهذه الروایة وان کانت منقولة فی صورة خراب المسجد وغیره لکن لما کان مبنی الحکم الاستغناء کان الحکم عاماً وان لم یخرب وهذاظاهر عندی (امدادالفتاویٰ جدید، مطبوعه اداره تالیفات اولیاء دیوبند، ص ۶۱۵/ ج۲/ کتاب الوقف)

علوم شرعیہ پر صرف کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں اگر مسجد کی آمدنی کا روپیہ زیادہ صرف کم اور اتنا روپیہ ہر وقت موجود رہتا ہے کہ ضرورت شکست وریخت وغیرہ بسہولت پوری ہو سکے، اور روپیہ جمع رہنے میں خیانت کا قوی اندیشہ ہو تو اس روپے سے مسجد کیلئے جائیداد دوکانیں زمین وغیرہ خرید لی جائیں، اگر اس میں دشواری ہو یا روپیہ جائیداد خریدنے کے بعد بھی زائد بچ رہے تو پھر اسی مسجد میں دینی مدرسہ قائم کر لیا جائے، تاکہ مسجد کی آبادی میں ترقی ہو کیونکہ آبادی کو ترقی دینا مسجد کی بڑی مصلحت ہے "الفاضل من وقف المسجد هل يصرف الیٰ الفقراء قيل لايصرف وانه صحيح ولٰكن يشترى به مستغل للمسجد. كذافي المحيط عالم گيرى ص ۴۳۶ ا/ ج ۲[1] الذى يبدء من ارتفاع الوقف عمارته شرط الواقف ام لاثم الىٰ ماهو اقرب الىٰ العمارة واعم للمصلحة كالامام للمسجد والمدرس للمدرسة عالمگیری، ص ۵۶۷/ ج ۲/[2]

اگر یہ بھی دشوار ہو تو اقرب مسجد میں صرف کیا جا سکتا ہے[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی ۲۶/۴/ ۵۳ھ

صحیح عبد اللطیف ۲۹/ ربیع ۲/ ۵۳ھ

---

[1] عالمگیری مصری ص ۴۶۵/ ج ۲/ کتاب الوقف، الفصل الثانی من الباب الحادی عشر فی المسجد. محیط برھانی ص ۹/۱۳۸، کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون، مطبوعہ مجلس علمی گجرات.

[2] عالمگیری مصر ص ۳۶۸/ ج ۲/ مطبوعہ مصر، کتاب الوقف الباب الثانی فی المصارف. الدر مع الشامی کراچی ص ۴/۳۶۶، کتاب الوقف، مطلب یبدأ من غلة الوقف بعمارته، بحر کوئٹہ ص ۵/۲۱۱، کتاب الوقف. (حاشیہ نمبر: ۳/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مسجد کی رقم سے بیٹری بھروانا

سوال:۔ مسجدوں میں اسپیکر رکھے جاتے ہیں، تو اس کی بیٹری بھرواتے ہیں، اس میں جو صرفہ ہوتا ہے، کیا اس کو مسجد کے جمع شدہ روپیہ سے ادا کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسجد کی ضرورت کیلئے یہ صرفہ ہے تو مسجد کے لئے جمع شدہ روپیہ سے ان کو پورا کرنا درست ہے، ورنہ اس کا انتظام علیحدہ سے کیا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۸/ ۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۸/ ۹۲ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[3] ومثله حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما فيصرف وقف المسجد الى اقرب مسجد اليه (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۴/۳۵۹، کتاب الوقف، مطلب فیما لو خرب المسجد او غيره، الدرالمنتقى مع المجمع ص ۲/۵۷۹، کتاب الوقف، مطبوعه بيروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] مسجد له مستغلات واوقاف ارادالمتولى ان يشترى من غلة الوقف للمسجد دهنا اوحصيراً اوحشيشاً اوآجرا اوجصا لفرش المسجد اوحصى قالوا ان وسع الواقف ذلك للقيم وقال تفعل ماترى من مصلحة المسجد كان له ان يشترى للمسجد ماشاء (هنديه كوئٹه ص ۲/۴۶۱، كتاب الوقف، الباب الحادى عشرفى المسجد، المحيط البرهانى ص ۹/۱۳۶، كتاب الوقف، نوع آخر فى المسائل التى تعود الى قيم المسجد، مطبوعه المسجلس العلمى ڈابھیل، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۳/۲۹۷، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً)

مسجد کے لئے چندہ کر کے مدرسہ بنانا

سوال:۔عمر مسجد بنوانے کی فکر میں تھا، برابر اس کیلئے جدو جہد بھی کرتا رہا، کچھ حصہ مسجد کا تعمیر بھی ہوگیا، لیکن ابھی پایہ تکمیل کو نہ پہنچی تھی، کہ اس نے اسی مسجد میں مدرسہ کی بنیاد ڈالی، اور الحمد للہ ۳۶ رطلبہ بھی داخل ہوگئے جس میں کچھ مستطیع اور غیر مستطیع طلبہ بھی شامل ہیں، یعنی کچھ تعلیم کی فیس ادا کر سکتے کچھ نہیں، اور اس رمضان المبارک میں عمر نے مدرسہ کے لئے چندہ بھی کیا جس میں زکوٰۃ، صدقات، اعانت کی رقم شامل ہے، لیکن مد زکوٰۃ کی رقم زیادہ ہے تو خیال یہ ہے کہ مسجد پوری تعمیر ہو جائے اور اس میں فی الحال مدرسہ قائم رہے، اور اس کے بعد انشاء اللہ مسجد کے سامنے ایک پلاٹ ہے اس کی تعمیر ہو جانے کے بعد مدرسہ اس میں منتقل ہو جائے گا، آیا مسجد کی تعمیر میں مد زکوٰۃ، صدقات، اعانت وغیرہ کی رقم تملیک کے ذریعہ لگائی جاسکتی ہے، یا نہیں؟ اگر تملیک کر کے لگائی جاسکتی ہے، تو تملیک کی کہاں ضرورت ہے، اگر نہیں لگ سکتی تو اس کا مصرف واضح فرمائیں، مدرسہ کی تعمیر کے لئے اس رقم کو کیسے لگایا جاسکتا ہے؟ کیا مد زکوٰۃ، صدقات، چرم قربانی سے غیر مستطیع طلبہ کی تعلیم فیس ادا کی جاسکتی ہے، ایک صاحب بینک اور بیمہ کا سود اسکول اور طلبہ کیلئے دینا چاہتے ہیں کیا لیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے لئے جو چندہ کیا جائے، اس کو مدرسہ میں صرف کرنا جائز نہیں، مدرسہ کیلئے جو چندہ کیا جائے، اس کو مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں[1]، جو جگہ نماز کیلئے مقرر ہو جائے وہاں مدرسہ

[1] وان اختلف احدهما بان نبی رجلان مسجدین اورجل مسجدا او مدرسة ووقف عليهما اوقافا لايجوز له ذالک ای الصرف المذكور الی قوله ومن اختلاف الجهة ماااذاكان الوقف منزلين احدهما للسكنی والاخر للاستغلال فلا يصرف احدهما للآخر وهی واقعة الفتوی (شامی زكريا ص ۱ ۵۵/ ۶، كتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۱۶ ، ۲۱۷/ ۵، كتاب الوقف، منحة الخالق علی البحرالرائق كوئٹه ص ۱ ۵۵/ ۵، كتاب الوقف، مجمع الانهر ص ۵۹۶/ ۲، كتاب الوقف، فصل، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

بنانا اور تعلیمی کام کیلئے اس جگہ کو متعین کر دینا جائز نہیں[1]، اس جگہ ایسے چھوٹوں کو بھی تعلیم نہ دی جائے، جو مسجد کا احترام باقی نہ رکھ سکیں[2]، زکوٰۃ، صدقۃ الفطر، قیمت چرم قربانی کو مدرسہ یا مسجد کی تعمیر میں دینا جائز نہیں، وہ صرف غریبوں کا حق ہے جو نادار مستحق زکوٰۃ طلبہ تعلیم پاتے ہوان کے کھانے کپڑے پر یہ رقوم خرچ کی جاسکتی ہے، ان رقوم سے ان کو نقد وظیفہ بھی دینا درست ہے[3]، پھر وہ چاہیں تو ان رقوم سے مدرسہ کی فیس بھی ادا کر دیں، قربانی کرنے والے حضرات اگر چرم قربانی مدرسہ کے مہتمم ومتولی کو بطور ہبہ (گوشت قربانی کی طرح) دیدیں اور وہ اس کو فروخت کر کے تعمیر یا تنخواہ میں حسب صوابدید لگا دیں، تو یہ درست ہے[4] سود کا لینا بھی حرام ہے

---

[1] شروط الوقف كنص الشارع اى في المفهوم والدلالة ووجوب العمل به، الدرالمختار على الشامي زكريا ص ۶/۶۴۹، كتاب الوقف، مطلب في قولهم شرط الواقف كنص الشارع، البحرالرائق كوئٹه ص۵/۲۴۵، كتاب الوقف، النهرالفائق ص ۳/۳۲۶، كتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

[2] ويجب ان تصان عن ادخال المجانين والصبيان لغير الصلوة ونحوها الى قوله عن معاذ بن جبل ان رسول الله ﷺ قال جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشرائكم وبيعكم وخصوماتكم ورفع اصواتكم الخ، حلبي كبير ص ۶۱۰، ۶۱۱، فصل في احكام السمجد، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، البحرالرائق كوئٹه ص ۵/۲۵۰، كتاب الوقف، فصل في احكام المساجد، عالمگیری كوئٹه ص ۵/۳۲۱، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد.

[3] مصرف الزكاة هو فقير ومسكين (درمختار مع الشامي كراچی، مختصراً ص ۳۳۹ج۲/ كتاب الزكوٰة باب المصرف) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة لايصرف الى بناء نحو مسجد. (در مختار مع الشامي كراچی، ص ۳۴۴/ ج ۲)

[4] ويستحب ان يأكل من اضحيته ويطعم منها غيره ويطعم الغني ولفقير جميعا كذا في البدائع ويهب فيها ماشاء للغني والفقير والمسلم والذمي، عالمگیری كوئٹه ص ۵/۳۰۰، كتاب الاضحية، قبيل الباب السادس في بيان مايستحب في الاضحية، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۴۷۳، ۹/۴۷۴، كتاب الاضحية، مجمع الانهر ص ۴/۱۷۳، كتاب الاضحية، دارالكتب العلمية بيروت، واللحم بمنزلة الجلد في الصحيح فلا يبيعه بما لا ينتفع به الابعد الاستهلاک، البحرالرائق كوئٹه ص ۸/۱۷۸، كتاب الاضحية، عالمگیری كوئٹه ص ۵/۳۰۱، كتاب الاضحية، الباب السادس في بيان مايستحب في الاضحية، مجمع الانهر ص ۴/۱۷۴، كتاب الاضحية، دارالكتب العلمية بيروت.

اور دینا بھی حرام ہے[1] خواہ بینک کا ہو یا بیمہ کا، ایسا پیسہ جو کچھ ملے اس کو غریبوں، محتاجوں کو بلانیت ثواب صدقہ کردیں[2] پھر وہ لوگ مالکانہ قبضہ کرنے کے بعد بغیر کسی دباؤ کے دیں تو تعمیر وغیرہ میں لگانا بھی درست ہوگا۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۲/۹۲ھ

آمدنیٔ مسجد سے مکتب قائم کرنا

سوال:۔ شیرز کی خریداری کے بعد مسجد کی آمدنی میں اضافہ ہوجائے گا، تو کیا اس رقم سے ایک مکتب جاری کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ تاکہ مسجد کی حفاظت ہوتی رہے، اگر مکتب جاری

---

[1] لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اٰکل الرباء وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء (مشکوٰة شریف ص ۲۴۴/ کتاب البیوع، باب الربا، مطبوعه اصح المطابع دیوبند، ترمذی شریف ص ۲۲۹/۱، ابواب البیوع، باب ماجاء فی اکل الرباء، مطبوعه بلال دیوبند، مسلم شریف ص ۲/۲۷، کتاب البیوع، باب الربا، مطبوعه رشیدیه دهلی)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے سود کھانے والے پر اس کے مؤکل پر سود لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر نیز فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔

[2] والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده علیهم والا فان علم عین الحرام لایحل له ویتصدق به بنیة صاحبه (شامی کراچی ص ۹۹/ ج۵/ کتاب البیوع، مطلب فیمن ورث مالا حراماً، عالمگیری کوئٹه ص ۵/۳۴۹، کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر فی الکسب، بذل المجهود ص ۱/۳۷، کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء)

[3] وکذالک من علیه الزکوٰة لواراد صرفها الی بناء المسجد اولقنطرة لایجوز فان اراد الحیلة فالحیلة ان یتصدق به المتولی علی الفقراء ثم الفقراء یدفعونه الی المتولی ثم المتولی یصرف الی ذلک (هندیه کوئٹه ص ۴۷۳/ ج۲، کتاب الوقف، الباب الثانی عشرفی الرباطات الخ، المحیط البرهانی ص ۹/۱۴۶، کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی المسائل التی تعود الی الرباطات والمقابر، مطبوعه ڈابهیل، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳/۲۹۳، کتاب الزکوة، باب المصرف)

نہ کیا گیا تو فاضل رقم کے مصارف کیا ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی آمدنی سے مستقل مکتب جاری کرنے کی اجازت نہیں[1] البتہ اگر بغیر مکتب کے مسجد کی نگرانی وحفاظت نہ ہو سکے، تو امام ومؤذن ہی ایسے رکھے جائیں جو تعلیمی خدمت بھی انجام دیں اوران کے وظیفہ ومشاہرہ میں اضافہ کردیا جائے[2] آمدنی پھر بھی زیادہ رہے کہ مسجد کو اس کی نہ اب ضرورت ہے نہ آئندہ متوقع ہے نہ آمدنی کی حفاظت ہو سکتی تو پھر دوسری ضرورتمند مسجد میں بمشورہ صرف کریں[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

---

[1] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی، ص۴۳۳/ج۴/ کتاب الوقف مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، بحر کوئٹہ ص۲۴۵/۵، کتاب الوقف، النهرالفائق ص۳۲۶/۳، کتاب الوقف، مطبوعہ بیروت)

[2] مستفاد: . يبدأ من غلته بعمارته ثم ماهو اقرب بعمارته کا مام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم ثم السراج والبساط كذلك الىٰ اٰخر المصالح (درمختار مع الشامی کراچی ص۳۶۸/ ج۴/ کتاب الوقف مطلب يبدأ من غلة الوقف بعمارته، بحر کوئٹہ ص۲۱۳/۵، کتاب الوقف، الدرالمنتقی مع المجمع ص۵۸۸/۲، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالکتب العلمية بیروت)

[3] ومثله حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما فيصرف وقف المسجد الى اقرب مسجد(درمختار مع الشامی کراچی، مختصراً ،ص۳۵۹/ج۴/ کتاب الوقف ،مطلب فيما لوخرب المسجداوغيره، بحر کوئٹہ ص۲۵۳/۵، فصل فی احکام المساجد، سکب الانهر ص۵۷۹/۲، کتاب الوقف، مطبوعہ بیروت) قلت وهذه الرواية وان كانت منقولة فی صورة خراب المسجد وغيره لكن لما كان مبنى الحكم الاستغناء كان الحكم عاما وان لم يخرب وهذاظاهر عندی، امدادالفتاویٰ مبوب، مطبوعہ دیوبند ص۶۱۵/ج۲/کتاب الوقف)

ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں خرچ کرنا

سوال:۔ ہندوستان کی تمام مساجد کے وقف کا روپیہ گورنمنٹ لیجاتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس روپیہ کو قومی کاموں مثلاً کالج کھولنا، ہسپتال کھولنے میں خرچ کیا جائے، سوال یہ ہے کہ ایک مسجد کا روپیہ دوسری مساجد میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس چیز کو جس کام کیلئے وقف کیا گیا ہو اس کو وہیں صرف کرنا ضروری ہے شرط الواقف کنص الشارع،[1] کتب فقہ میں صراحۃً موجود ہے، واقف کے منشاء کے خلاف صرف کرنا درست نہیں، البتہ اگر کسی مسجد میں روپیہ زیادہ ہو جسکے ضائع ہونے کا خطرہ ہو اور وہاں ضرورت نہ ہو تو ارباب حل وعقد کے مشورہ سے دوسری مسجد میں اس کو صرف کرنا درست ہے، دوسرے قومی کاموں میں اسکول وغیرہ میں صرف کرنا جائز نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۹۵ھ

---

[1] درمختار مع الشامی کراچی ص۴۳۳/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، بحر کوئٹه ص۲۴۵ /۵، کتاب الوقف، النهر الفائق ص۳۲۶ /۳، کتاب الوقف، مطبوعه بیروت.

[2] ومثله حشیش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما فیصرف وقف المسجد الی اقرب المسجد (درمختار مع الشامی کراچی، ص ۳۵۹/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فیما لوخرب المسجد اوغیرهٗ، سکب الانهر ص۵۷۹ /۲، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص۲۵۳ /۵، فصل فی احکام المساجد) قلت وهذه الروایة وان کانت منقولة فی صورة خراب المسجد وغیره لکن لما کان مبنی الحکم الاستغناء کان الحکم عاما وان لم یخرب وهذاظاهر عندی (امدادالفتاویٰ مبوب ص۵۹۳ / ج۲ / کتاب الوقف، مطبوعه زکریا دیوبند)

مسجد کی کوئی چیز دوسری مسجد میں بطور ہدیہ دینا

سوال:۔(۱) ایک مسجد میں قرآن پاک زیادہ ہیں تو دوسری مسجد میں ہدیہ دینا جائز ہے یا نہیں؟(۲) اسی طرح ایک مسجد کی چیز بوقت ضرورت بطور ہدیہ یا استعمال دوسری مسجد میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن لوگوں نے وہ قرآن شریف اس مسجد میں دئے ہیں، ان کی اجازت سے صورت مسئولہ میں دوسری مسجد میں دینا درست ہے[۱]۔

(۲) اگر وہ چیز اس مسجد کے پیسہ سے مسجد کیلئے خریدی گئی ہے، تو دوسری مسجد میں دینا درست نہیں نہ بطور ہدیہ کے نہ استعمال کے لئے[۲]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۸۸ھ

---

[۱] وقف مصحفا علیٰ اهل مسجد للقرأة ان يحصون جاز وان وقف على المسجد جاز ويقرأ فيه ولايكون محصوراً علیٰ هذا المسجد (درمختار مع الشامی کراچی ، ص۳۶۵/ج۴/ کتاب الوقف ،مطلب متی ذکر للوقف مصرفا لا بدان یکون فیهم تنصیص علی الحاجة، النهر الفائق ص۳/۳۱۸، کتاب الوقف، مطبوعه بیروت، فتح القدیر ص۶/۲۱۸، کتاب الوقف، مطبوعه دارالفکر بیروت)

[۲] وان اختلف احدهما بأن بنی رجلان مسجدين اورجل مسجداً ومدرسة ووقف عليها اوقافاً لايجوز له ذلک ای الصرف المذکور (درمختار مع الشامی کراچی، ص۳۶۰/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه، مجمع الانهر ص۲/۵۹۶، کتاب الوقف، فصل اذا بنی مسجداً، مطبوعه بیروت، بحر کوئٹه ص۵/۲۱۶، کتاب الوقف)

ایک مسجد کے لئے چندہ کر کے دوسری میں خرچ کرنا

سوال:۔سائل کا بیان ہے کہ یہاں محلّہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز ہوتی ہے، اندرونی حصہ نمازیوں کیلئے ناکافی صحن میں گرمی کے باعث نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، اگرچہ اب شامیانہ کا انتظام ہوگیا ہے، قبل اس کے محلے کے چند حضرات نے ملکر کچھ روپیہ جمع کیا کہ باہر سائبان بنوالیا جائے، لیکن متولی صاحب جو کہ چندہ جمع کرتے وقت باہر ملازمت پر تھے وہ ریٹائرڈ ہوکر واپس آگئے وہ سائبان بنوانے کی اجازت نہیں دیتے، اینٹ ریت اور بجری وغیرہ سامان بھی آگیا اور کچھ نقد بھی موجود ہے، مسجد چونکہ نامکمل ہے مینار اور گنبد بھی نہیں ہے، متولی صاحب مینار اور گنبد وغیرہ بنانے کی تو اجازت دیتے ہیں، لیکن سائبان کیلئے یہ عذر کرتے ہیں کہ صحن چھوٹا ہوجائے گا، دریافت طلب یہ ہے کہ اس موجودہ سامان کو اسی مسجد میں دوسرے حصوں میں لگایا جائے یا دوسری مسجد کو دیدیا جائے، جیسا کہ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ اینٹیں اور سب کچھ دوسری مسجد کو دیدیا جائے اور نقد کنویں کی مرمت کرا کر نل لگوایا جائے، یا مع نقد کے دوسری مسجد کو دیدیا جائے، جیسا کہ حکم شرع ہو اس سے مطلع کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر سائبان بنانے کی مصلحت نہیں ہے تو جن لوگوں نے سائبان بنانے کیلئے چندہ دیا ہے ان کی اجازت ومرضی سے اس روپیہ کو کنویں کی مرمت نل وغیرہ میں صرف کردیا جائے ، یا دوسری مسجد میں دیدیا جائے، اسی طرح اینٹ بالو وغیرہ سامان کا حکم ہے، کہ ان کی اجازت کے موافق صرف کرنا درست ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴؍۱؍۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۴؍۱؍۸۹ھ

[1] اس لئے کہ چندہ یا اسی طرح جو چیز وقتاً فوقتاً.................. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مسجد کی آمدنی سے مدرسہ میں چندہ دینا

سوال:۔ یہاں ایک مسجد کی عمارت میں اس محلّہ کا ایک مدرسہ قائم ہے جسکے اخراجات اہل محلّہ اور منتظمین مدرسہ ہر سال ڈیڑھ ہزار دو ہزار روپیہ کا چندہ کر کے پورا کرتے ہیں، محلّہ کی مذکورہ مسجد کی آمدنی تقریباً نو دس ہزار روپئے بینک میں جمع ہیں جو مسجد کے حالیہ اور مستقبل کے متوقع ضروریات سے فاضل ہے، اس لئے مسجد کے منتظمین اس مسجد کی عمارت میں جاری محلّہ کے مذکورہ مدرسہ میں امداد کے طور پر سالانہ تین سو روپیہ کی رقم اس مسجد کی آمدنی سے دیتے ہیں، اگر یہ تین سو روپیہ کی رقم بند کر دی جائے، تو ڈیڑھ دو ہزار سے زیادہ چندہ نہ ہونے کی وجہ سے مدرسہ کے اخراجات پورے نہیں ہو سکتے، اور مدرسہ کا نظم لازمی طور پر متأثر ہوگا، لہٰذا ایسی صورت پر مسجد کی فاضل رقم سے مدرسہ کی امداد کی شرعاً اجازت و گنجائش ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اوقاف مسجد میں مدرسہ چلانے کیلئے کوئی مد مقرر نہیں کیا بلکہ محض مسجد کے مصالح کے لئے وہ اوقاف ہیں تو اس کی آمدنی سے مدرسہ میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں، ''لان

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

............مسجدوں میں دی جاتی ہیں وہ معطین کی ملک ہوتا ہے، وقف کے احکام اسپر جاری نہیں ہونگے، لہٰذا معطین اگر راضی ہوں تو دوسری جگہوں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔(امداد الفتاویٰ ص ۵۹۳/ ج ۲/ کتاب الوقف) بحر میں اسی طرح کا ایک جزئیہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کی چیزیں معطی کی ملک سے خارج نہیں ہوتی ''بعث شمعا فی شهر رمضان الی مسجدفاحترق وبقی منه ثلثه اودونه لیس للامام ولاللمؤذن ان یاخذ بغیراذن الدافع (بحر کوئٹه ص ۲۵۰/ج۵/ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد)

P

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Masjid ke Paise ka Doosri Jaga

شرط الواقف کنص الشارع[۱]، کذافی کتب الفقه" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ // // //

مسجد کا روپیہ مدرسہ میں خرچ کرنا

سوال:۔ زید ایک زمین کا مالک تھا وہ زمین مسجد کے نام وقف تھی اس کا کرایہ ایک مدت تک مسجد کو ملتا رہا ہے، لیکن موقع پر آ کر کرایہ دار سے وہ مکان خالی کرایا گیا ہے، کارکنانِ مسجد جو اس مکان کا کرایہ وصول کر کے مصارف مسجد میں صرف کیا کرتے تھے، انہوں نے زید سے خالی کرا کے زمین مدرسہ تعمیر کرنے کے لئے کارکنان مسجد کو بلا کسی معاوضہ کے دیدی، اب کارکنانِ مسجد نے اس زمین پر کچھ چندہ وصول کر کے اور زیادہ تر مسجد کی دیگر آمدنی سے مدرسہ تعمیر کیا ہے، اب دریافت طلب یہ ہے کہ زید نے جو زمین مدرسہ کے لئے وقف کی ہے اس پر مسجد کی دیگر آمدنی کا پیسہ مدرسہ کی تعمیر میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں، اور مسجد کی تعمیر کا پیسہ مدرسہ کی تعمیر میں صرف کر دیا ہو تو کارکنانِ مسجد سے وہ پیسہ مسجد کے دیگر مصارف کیلئے طلب کیا جائے، یا کہ نہیں، کارکنانِ مسجد کا کہنا ہے کہ یہ مدرسہ بھی تو مسجد ہی کا ہے، آیا ایسا کوئی مدرسہ ہے جس کی تعمیر یا مصارف میں کسی مسجد کی وقف شدہ زمین کا پیسہ صرف کیا جا رہا ہو، بینوا توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کی آمدنی کا پیسہ مسجد ہی میں خرچ کرنا لازم ہے، مدرسہ وغیرہ کی تعمیر یا دیگر ضروریات

---

[۱] درمختار مع ردالمحتار کراچی ص ۴۳۳/ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع. بحر کوئٹه ص ۲۴۵/۵، کتاب الوقف، النهرالفائق ص ۳۲۶/۳، کتاب الوقف، مطبوعه بیروت.

میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، جنہوں نے وہ پیسہ مدرسہ میں خرچ کیا ہے، وہ ذمہ دار ہیں مسجد بھی خدا کی ہے، اور مدرسہ بھی خدا کا ہے، مگر ایک کی آمدنی دوسرے کی آمدنی میں خرچ کرنا جائز نہیں، جس طرح ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں اور ایک مدرسہ کی آمدنی دوسرے مدرسہ میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے، ورنہ سب نظام گڑبڑ ہوجائیگا ''**اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه جاز للحاكم أن يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه لانها حينئذ كشئى واحد وان اختلف احدهما بان بنى رجلان مسجدين اورجلا مسجداً ومدرسة ووقف عليهما اوقافاً لايجوز له ذٰلک، درمختار**[1]، لیکن اگر مدرسہ اصل ہواور اس کے ہی لئے مسجد بنائی جائے تو مسجد کے اخراجات مدرسہ سے پورے کئے جائینگے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳/۵/۹۰ھ

مسجد کی تعمیر سے بچی ہوئی رقم دینی مدرسہ میں

سوال:۔ مسجد کی تعمیر کیلئے جو رقم وصول کی جاتی ہے، اس میں بچی ہوئی رقم دینی مدارس کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یا جماعت کی آمدنی کیلئے کوئی بلڈنگ تعمیر کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسجد میں ضرورت نہیں ہے نہ اب نہ آئندہ تو جن لوگوں نے رقم دی ہے، ان کی

---

[1] درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۶۰/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه، مجمع الانهر ص ۲/۵۹۶، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت، بحر کوئٹه ص ۵/۲۱۶، کتاب الوقف)

اجازت کے موافق دینی مدرسہ میں دے دیں [1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۹۱ھ

مسجد کی چیز پتھر وغیرہ مدرسہ میں لگانا

سوال:۔ مسجد کی چیز پتھر وغیرہ مدرسہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں، مفت ہوں یا قیمتاً کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر پتھر وغیرہ کوئی چیز مسجد کیلئے خریدی گئی پھر اس کی ضرورت نہیں رہی تو مدرسہ یا کسی مسجد میں قیمتاً اس کو لگانا درست ہے [2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند
الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۰/۸۵ھ

ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں لگانا

سوال:۔ ایک گاؤں میں دو مسجدیں ہیں، ایک امیر ہے، دوسری غریب، امیر مسجد میں برسوں تک کوئی ضروری کام تعمیر بھی نہیں، اس کے برعکس دوسری غریب مسجد کا پلاسٹر بھی

---

[1] اس لئے کہ چندہ معطیین کی ملک ہوتا ہے، (امدادالفتاویٰ ص ۵۹۳/ ج ۲/ کتاب الوقف، مطبوعہ زکریا دیوبند، وادارہ تالیفات اولیا دیوبند، لہٰذا کسی اور جگہ خرچ کرنے کے لئے ان کی رضامندی ضروری ہے۔

[2] اما اذا اشتراہ المتولی من مستغلات الوقف فانه یجوز بیعه بلا ھذا الشرط لان فی صیرورته وقفا خلافا والمختار انه لا یکون وقفا فللقیم ان یبیعه متی شاء لمصلحة عرضته (شامی کراچی ص۳۷۷/۴، کتاب الوقف، مطلب فی الوقف اذا خرب ولم یمکن عمارته، فتح القدیر ص۲۲۴/۶، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالفکر بیروت)

ہونا باقی ہے، فرش بھی نامکمل ہے، تو کیا امیر مسجد کا روپیہ دوسری غریب مسجد میں لگا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ روپیہ چندہ کا ہے تو چندہ دینے والوں کی رائے واجازت سے غریب مسجد میں صرف کرنا شرعاً درست ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۳/۹۴ھ

ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد میں صرف کرنا

سوال:۔ ایک گاؤں میں جامع مسجد ہے اوراس کی آمدنی مسجد کے خرچ کے علاوہ ہے اس کو کونسی کونسی جگہ خرچ کر سکتے ہیں، اوراس مسجد کے کئی لاکھ روپے بینک میں فضول پڑے ہوئے ہیں، عرض یہ ہے کہ اس روپیہ میں سے کسی غریب کی مدد کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ یا دوسری مسجد کی مدد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا صرف اسی مسجد میں صرف کرے یا اور کارِ خیر میں صرف کر سکتے ہیں، کتاب کے حوالہ کے ساتھ مہربانی کر کے مسئلہ کا جواب عنایت فرماویں، یا اگر مسلمان بچوں کو اس مسجد کی آمدنی میں دنیوی یا دینی تعلیم، اور دنیاوی تعلیم میں انگریزی، گجراتی، اردو کی تعلیم میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس وقف کی آمدنی ہے اس کا وقف نامہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ واقف نے کس کس کام میں صرف کرنے کی اجازت دی ہے، ایک مسجد کیلئے مخصوص طور پر جو وقف ہو اسکی آمدنی دوسری مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں، لیکن مسجد کی آبادی کیلئے مسجد سے متعلق مدرسہ دینی قائم کرنا شرعاً درست ہے کہ یہ بھی مصالح مسجد میں سے ہے، **ھکذا یفھم مما فی بحر الرائق**

---

[1] امداد الفتاویٰ ص ۲/۵۷۲، کتاب الوقف، تحقیق وقف بودن یا نبودن، مکتبہ زکریا دیوبند، نیز ملاحظہ ہو حاشیہ: ۱/ تحت عنوان ''ایک مسجد کے لئے چندہ کر کے دوسری مسجد میں خرچ کرنا''

ص ۲۱۵/ج ۵/[۱] دنیوی تعلیم مصالح مسجد میں سے نہیں اس میں خرچ کرنا درست نہیں، دینی تعلیم خواہ قرآن کریم کی تعلیم ہو خواہ مسائل شرعیہ کی تعلیم ہو اور پھر چاہے عربی زبان میں ہو چاہے اردو میں چاہے گجراتی زبان میں ہو سب کا حکم ایک ہے۔

تنبیہ:۔ چھوٹے گاؤں میں حنفیہ کے نزدیک جمعہ درست نہیں، بلکہ ظہر کی نماز فرض ہے جو گاؤں بڑا ہو اور اپنی آبادی اور دیگر ضروریات روزمرہ کے اعتبار سے قصبہ کے مثل ہو جس میں تین چار ہزار آدمی رہتے ہوں، وہاں جمعہ درست ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۷/۶۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۹/رجب ۶۴ھ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

مسجد و مدرسہ کی زائد آمدنی دوسری مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنا

سوال:۔ ایک مسجد اور اس سے متعلق مدرسہ کیلئے بہت سی جائیداد وقف ہے جن سے بہت کافی آمدنی ہوتی ہے، وہ آمدنی ان کے اخراجات سے بہت زیادہ ہے، تو کیا اس آمدنی کو کسی اور مصرف خیر میں صرف کیا جاسکتا ہے، یا نہیں؟

---

[۱] ان الشعائر التی تقدم فی الصرف مطلقا بعد العمارة الامام والخطیب والمدرس والوقادوالفراش الخ (بحر کوئٹہ ص ۲۱۵/ج ۵/ کتاب الوقف)

[۲] تقع فرضاً فی القصبات والقری الکبیرة فیها اسواق وفیما ذکرنا اشارة الی انه لاتجوز فی الصغیرة التی لیس فیها قاض ومنبر وخطیب(شامی مختصراً کراچی ص ۱۳۸/ج ۲/ کتاب الصلوٰة، باب الجمعة، حلبی کبیر ص ۵۴۹، فصل فی صلوة الجمعة، مطبوعه لاهور، مجمع الانهر ص ۱/۲۴۵، باب الجمعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، اختلفوا فی مایتعلق به المصریة فقیل مافیه امیر یقیم الحدود ...... وقیل مافیه اربعة الاف اجال الی غیر ذلک ولیس هذا کله تحدیدا بل اشارة الی تعیینه وتقریب له الی الا ذهان وحاصله ادارة الامر علی رأی اهل کل زمان فی عدهم المعمورة مصرا فما هو مصر فی عرفهم جازت الجمعة فیه وما لیس بمصر لم یجز الخ، الکوکب الدری ص ۱/۱۹۹، ابواب الجمعة، باب فی ترک الجمعة من غیر عذر، بحث الجمعة فی دیارنا، مکتبه یحیوی سهارنپور)

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر آمدنی زائد ہے جس کی نہ فی الحال ضرورت ہے نہ مستقبل میں ضرورت کا اندازہ ہے اور تحفظ کی کوئی قابل اطمینان صورت نہیں، تو دوسری مسجد اور دوسرے دینی مدرسہ میں حسب ضرورت ووسعت سے صرف کرنا درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۲۹ھ

مسجد قدیم کی آمدنی مسجد جدید پر خرچ کرنا

سوال:۔ پہلی مسجد کی آمدنی منقولہ مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پہلی مسجد جب غیر آباد ہوگئی تو اس جگہ کی حفاظت کردی جائے اور اس کی آمدنی کو دوسری منقولہ مسجد میں صرف کیا جائے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ومثله حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما وكذا الرباط والبئر اذا لم ينتفع بهما فيصرف وقف المسجد والرباط والبئر الى اقرب مسجد اورباط اوبئر اليه (درمختار كراچى ص ۴/۳۵۹، كتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد اوغيره، سكب الانهر ص ۲/۵۷۹، كتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص۵/۲۵۳، كتاب الوقف، فصل فى احكام المسجد) قلت وهذه الرواية وان كانت منقولة فى صورة خراب المسجد وغيره لكن ماكان مبنى الحكم الاستغناء كان الحكم عاما وان لم يخرب وهذا ظاهر عندى (امدادالفتاویٰ جديد ص ۵۹۳/ج ۲/ كتا ب الوقف، مطبوعه زكريا ديوبند)

[2] فيصرف وقف المسجد الى اقرب مسجد (درمختار مع ردالمحتار كراچى، ص ۳۵۹/ ج ۴/ كتاب الوقف مطلب فيما لوخرب السمجد اوغيره، الدرالمنتقى ص ۲/۵۷۹، كتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

مسجد قدیم کی آمدنی کا مصرف

سوال:۔(۱) اور پہلی مسجد کے علاوہ مسجد کی زمین موقوفہ ہے موضع کے معتبر لوگوں کی رائے یا بغیر رائے کے موقوفہ جگہ میں کسی قسم کا نفع اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) موقوفہ زمین کی آمدنی کہاں خرچ کی جائے اور کیسے خرچ کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلاف غرض واقف اس کا استعمال ناجائز ہے، بلکہ اس کی شرطوں کے موافق استعمال کرنا چاہئے[1]، اگر وہ مسجد کے منافع کے لئے وقف ہے تو اس کو کرایہ پر دیکر اس کا کرایہ مصالح مسجد پر صرف کیا جائے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی آمدنی سے امام صاحب کا حجرہ وغیرہ بنانا

سوال:۔(۱) مسجد کیلئے ہمارے گاؤں کی کچھ زمین مسجد بن جانے کے بعد متفرق

---

[1] شرط الواقف كنص الشارع اى فى المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (الدرالمختار مع ردالمحتار كراچى ص ۴۳۳/ج۴/ كتاب الوقف، مطلب فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع، بحر كوئٹه ص ۵/۲۴۵، كتاب الوقف، النهر الفائق ص ۳/۳۲۶، كتاب الوقف، مطبوعه دارالفكر بيروت)

[2] مسجد له مستغلات واوقاف اراد المتولى ان يشترى من غلة الوقف للمسجد دهنا او حصيرا او حشيشا او آجرا او جصا لفرش المسجد او حصى قالوا ان وسع الوقف ذالك للقيم وقال تفعل ماترى من مصلحة المسجد كان له ان يشترى للمسجد ماشاء الخ، (هنديه كوئٹه ص ۲/۴۶۱، كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد، الفصل الثانى، خانيه على الهندية كوئٹه ص۳/۲۹۷، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجدا! الخ)

کاموں کے لئے وقف ہے، کسی میں مسجد بنانے کا ذکر ہے کسی میں مرمت کرانے کا ذکر ہے، کسی میں مسجد کی روزمرہ کی ضروریات کا ذکر ہے، کسی میں مسجد کی زیبائش وآرائش کا ذکر ہے، اب ان زمینوں کی مخلوط آمدنی سے نمازیوں کی سہولت کیلئے غسل خانہ، بیت الخلاء امام صاحب کی قیام گاہ وغیرہ وغیرہ بنانا درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسجد سے متعلق زمینوں کی آمدنی سے مذکورہ ضروریات بنانا اوران میں حسب مصالح وہ روپیہ خرچ کرنا شرعاً درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی دوکانوں کو کرایہ پر اور شادی کی آمدنی سے امام کی تنخواہ

سوال: ۔ مسجد کا پیسہ جو دوکانوں کے کرایہ اورشادی کے موقعہ پر حاصل ہوتا ہے، اس سے امام کی تنخواہ دے سکتے ہیں، یانہیں؟ نیز غسل خانہ وغیرہ کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے روپیہ کو تنخواہ میں دینا، اور مسجد کے حمام اور غسل خانہ میں صرف کرنا شرعاً

---

[1] مسجد لہ اوقاف مختلفۃ لابأس للقیم ان یخلط غلتھا کلھا (شامی کراچی ص ۳۶۱/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوہ، بحر کوئٹہ ص ۵/۲۴۹، کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد) ویبدأ من غلتہ بعمارتہ ثم ماھو اقرب لعمارتہ کامام مسجد ومدرس مدرسۃ ثم السراج والبساط کذلک الیٰ اٰخر المصالح (الدرمختار مع الشامی کراچی ص ۳۶۶، ج ۴، کتاب الوقف، مطلب یبداء من غلۃ الوقف بعمارتہ، بحر کوئٹہ ص ۵/۲۱۳، کتاب الوقف، سکب الانھر ص ۲/۵۸۷، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی آمدنی سے تنخواہ وضع کرنے کا قانون

سوال:۔ مسجد کا ملازم جو اذان دینے کی وجہ سے مؤذن کہلاتا ہے، مسجد کی صفائی بھی کرتا ہے، اور پانی کا انتظام بھی کرتا ہے، نیز دوسرے کام مسجد کے کرتا ہے، جن کی تنخواہ ماہوار پاتا ہے، اس کے پاس قابل کاشت تھوڑی سی زمین بھی ہے، غریب ہونے کے باعث وہ کچھ دیگر بیوپار بھی کرتا ہے، اگر وہ مسجد کے کام سے غیر حاضر رہ کر مذکورہ بالا کاموں کے علاوہ اور دوسری محنت ضروری یا ذریعہ معاش اختیار کرے تو ان غیر حاضر ایام یا اوقات کی تنخواہ مسجد کے سرمایہ سے لینے کا اسے حق ہے کہ نہیں، یا مسجد کی مجلس منتظمہ کو ایسے غیر حاضر ایام کی تنخواہ دینے کا اختیار ہے کہ نہیں، جبکہ اول الذکر ذرائع معاش کفایت کرتے ہوں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منتظمہ کمیٹی کو لازم ہے کہ اس کے لئے چھٹی کا ضابطہ تجویز کردے، کہ مثلاً ایک ماہ میں ایک روز یا دو روز یا سال بھر میں پندرہ روز یا ایک ماہ (جیسا حالات کے مناسب ہو) تم رخصت لے سکتے ہو، اس کے علاوہ غیر حاضر رہے تو تنخواہ وضع ہوگی، مسجد کا روپیہ بے محل خرچ کرنے کا اختیار نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/۹۲ھ

---

[۱] مستفاد:۔ فيقدم اولا العمارة الضرورية ثم الاهم فالاهم من المصالح والشعائر بقدر مايقوم به الحال (شامی کراچی ۳۶۸/ ج۴/ كتاب الوقف، مطلب يبدأ بعد العمارة بماهو اقرب اليها، البحر کوئٹہ ص۲۰۵/۵، كتاب الوقف، مجمع الانهر ص۵۸۷/۲، كتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت) (حاشیہ نمبر:۲/ اگلے صفحہ پر)

لائبریری مسجد میں اور مسجد کی آمدنی سے لائبریری چلانا

سوال:۔ یہاں پر مسجد کے ایک کمرہ میں ایک لائبریری قائم ہے جس میں کچھ مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ہے اور کچھ سیاسی اخبار تجلی اور نشیمن وغیرہ بھی پڑھے جاتے ہیں، اور ایک ملازم مقرر ہے، استفتاء یہ ہے کہ مسجد کے روپیہ سے اخباروں کی قیمت ادا کی جاتی ہے، اور مسجد ہی کے روپے سے ملازم کو تنخواہ دی جاتی ہے، یہ لائبریری کے اخراجات مسجد کے روپیہ سے دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو زمین جائیداد دوکان مسجد کے لئے وقف ہو یا جو چندہ مسجد کے نام پر وصول کیا گیا ہو اس سے کوئی لائبریری قائم کرنا، رسائل واخبار منگانا اور لائبریری کے ملازم کو تنخواہ دینا شرعاً درست نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] المتولی اذا امر المؤذن ان یخدم المسجد وسمیٰ له اجراً معلوما لکل سنة قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمه الله تعالیٰ تصح الاجارة لانه یملک الاستیجار لخدمة المسجد ثم ینظر ان کان ذلک اجر عمله اوزیادة یتغابن فیه الناس کانت الاجارة للمسجد فاذانقد الا جر من مال المسجد حل للمؤذن اخذه وان کان فی الاجر زیادة علی مایتغابن فیه الناس کانت الاجارة للمتولی لانه لایملک الاستیجار للمسجد بغبن فاحش فاذا ادی الاجر من مال المسجد کان ضامنا وان علم المؤذن بذلک لایحل له ان یاخذ من مال المسجد (بحر کوئٹه ص ۵/۲۴۲، کتاب الوقف، عالمگیری کوئٹه ص ۲/۴۶۱، کتاب الوقف، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد، فتح القدیر ص ۶/۲۴۰، کتاب الوقف، الفصل الاول فی المتولی، دارالفکر بیروت)

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۳۳/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، بحر کوئٹه ص ۵/۲۴۵، کتاب الوقف، الدرالمنتقی مع المجمع ص ۲/۶۰۸، کتاب الوقف، فصل اذا بنی مسجدا، دارالکتب العلمیة بیروت)

مسجد کا روپیہ سود پر قرض دینا

سوال:۔ اگر مسجد، یتیم خانہ، مدرسہ عربی کا چندہ یا دوکان وجائیداد کی آمدنی امام مہتمم ومدرس کی تنخواہ دینے کے بعد رقم تحویل میں بچی رہتی ہے، اگر کوئی دیانتدار ہزار روپیہ یکمشت اس آمدنی سے لے بغرض تجارت اور طے شدہ رقم سالانہ مثلاً دوسو روپیہ دیتا رہے خواہ اس کو نفع ہو یا نقصان، اور جس وقت رقم طلب کی جاوے گی یکمشت ادا بھی کردے گا، تو ایسی چندہ وآمدنی والی رقم دینا شرعاً درست ہے یا نہیں، جس کی آمدنی مدرسہ وغیرہ میں صرف ہو جس میں ترقی زیادہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

دوسو روپے سالانہ کی جو رقم بطور ترقی وآمدنی حاصل ہوگی یہ سود ہے، سود کا معاملہ حرام ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

عیدگاہ اور مسجد کا روپیہ قرض دینا

سوال:۔ عیدگاہ یا مسجد کے لئے لوگوں نے چندہ کیا اس روپیہ سے قرض دینا اور لینا کیسا ہے؟

---

[۱] اَحَلَ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوٰ (سورہ بقرہ، پارہ ۳/ آیت: ۲۷۵/

ترجمہ: -اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کردیا ہے۔ (بیان القرآن)

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز نہیں وہ امانت ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۹/۶۶ھ

مسجد کا دھان اُدھار دینا

سوال: ۔ مسجد کا کچھ دھان اس کی زمین میں کھیتی کرنے والوں کو اُدھا دیدیا اور پیدا وار کے موسم میں ادھار کیا تھا تو اس وقت بھاؤ سستا ہوا ہے، اور جس وقت دھان دیا تھا، اس وقت مہنگا ہوتا ہے، اس طرح دو تین سو روپیہ مسجد کا نقصان ہوتا ہے، لہٰذا اس طریقہ پر مسجد کا دھان قرض دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

شرعاً یہ درست نہیں، مسجد کا جس قدر نقصان ہو رہا ہے اس کا ضمان لازم ہے[۲]، جتنا دھان دیا تھا اگر اتنا ہی وزن کر کے واپس مل گیا تو ضمان لازم نہیں، اگر چہ قیمت میں فرق ہو[۳]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین // // //

---

[۱] لیس للمتولی ایداع مال الوقف والمسجد الاممن فی عیالہ ولااقراضہ فلو اقرضہ ضمن وکذا المستقرض (بحر کوئٹہ ص ۲۳۹/ ج۵/ کتاب الوقف، عالمگیری ص ۴/۳۳۸، کتاب الودیعۃ، الباب الاول الخ، مطبوعہ کوئٹہ، البحر الرائق ص ۷/۲۷۵، کتاب الودیعۃ، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ)

[۲] لیس للمتولی ایداع مال الوقف ...... (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

مسجد کا روپیہ تجارت کے لئے دینا

سوال: ۔مسجد کی جو رقم جمع تھی اس رقم کو متولی صاحب نے اپنے ایک رشتہ دار کو بیوپار کرنے کے لئے دیدی، اس شخص نے مسجد کا کوئی حصہ طے نہیں کیا، اس تجارت میں کافی نفع ہوا، اس نے مسجد کی رقم واپس کرتے ہوئے مبلغ ۲۲۵/روپیہ زائد دیدئے، یہ زائد رقم جو اس نے دی ہے یہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور آئندہ یہ رقم مسجد کا متولی کسی صورت سے اپنے رشتہ دار کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کی رقم متولی کے پاس امانت ہے، کسی کو بیوپار کیلئے دینے کا اس کو حق نہیں، ہرگز کسی کو نہ دی جائے[1] جو رقم دی تھی، وہ بطور قرض تھی، قرض میں یہ شرط کرنا کہ واپسی کے وقت

(**حواشی صفحہ گذشتہ**)............والمسجد الا ممن فی عیاله ولا اقراضه فلو اقرضه ضمن الخ، بحر کوئٹه ص ۲۳۹/۵، کتاب الوقف، عالمگیری ص۳۳۸/۴، کتاب الودیعة، الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، بحر کوئٹه ص۲۷۵/۷، کتاب الودیة.

[۳] وكذا كل مايكال ويوزن لمامرأنه مضمون بمثله فلاعبرة بغلائه ورخصه (درمختار مع الشامی کراچی ص۱۶۲/ج۵/ کتاب البیوع، فصل فی القرض، عالمگیری ص۱۱۷/۳، کتاب البیوع، الفصل السادس فی تفسیر الربا واحکامه، مطبوعه کوئٹه، مجمع الانهر ص۱۲۰/۳، باب الربا، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

الدیون تقضیٰ بامثالها الخ (شامی کراچی ص۸۳۸/۳، کتاب الایمان، باب الیمین، فی الضرب الخ، مطلب الدیون تقضی بامثالها الخ.

(**حاشیہ صفحہ هذا**)

[۱] لیس للمتولی ایداع مال الوقف والمسجد الا ممن فی عیاله ولا اقراضه فلو اقرضه ضمن (بحر کوئٹه ص ۲۳۹/ج۵/ کتاب الوقف، عالمگیری کوئٹه ص۳۳۸/۴، کتاب الودیعة، الباب الاول، البحرالرائق کوئٹه ص۲۷۵/۷، کتاب الودیعة)

اتنی رقم زائد لی جائے گی جائز نہیں، کہ یہ سود ہے[1]، لیکن اگر بغیر شرط کے قرض لینے والا یہ کہہ کر قرض واپس کردے کہ اتنی رقم تو قرض تھی یہ واجب الادا ہے، اور اتنی رقم میں بلا کسی التزام کے اپنی طرف سے زائد دیتا ہوں، تو یہ شرعاً درست ہے، اور حدیث پاک سے ثابت ہے، اس کا استعمال کرنا درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/۸۸ھ

مسجد کا پیسہ تجارت کے لئے

سوال:۔ مسجد کے پیسہ سے مسجد کیلئے تجارت کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کا پیسہ متولی کے پاس امانت ہوتا ہے، اس میں اور کسی قسم کا تصرف کرنا روزگار وغیرہ میں لگانا جائز نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] کل قرض جرنفعا حرام (درمختار مع الشامی کراچی ص ۱۶۶/ج۵/ کتاب البیوع، قبیل باب الرباء، قواعد الفقہ ص ۱۰۲، رقم القاعدۃ: ۲۳۰، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند، تکملۂ فتح الملھم ص ۵۶۸/۱، کتاب البیوع، باب الربوٰ، مطبوعہ کراچی، اعلاء السنن ص ۴۹۸/۴، کتاب الحوالۃ، باب کل مرض جرمنفعۃ فھو ربا، مطبوعہ کراچی)

[2] عن جابرؓ قال کان لی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دین فقضالی وزاد لی (مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۳/ کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثالث)

[3] ولایجوز للقیم شراء شئی من مال المسجد لنفسہ ولا البیع لہ وان کان فیہ منفعۃ ظاھرۃ للمسجد (بحر کوئٹہ ص ۲۳۹/ج۵/ کتاب الوقف، البحرالرائق ص ۲۷۵/۷، کتاب الودیعۃ، مطبوعہ کوئٹہ، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۳۸/۴، کتاب الودیعۃ، الباب الاول)

مسجد کی آمدنی سے جنازہ کی چارپائی خریدنا

سوال:۔ رواجاً مسجد میں جو سریر اور چارپائی مردوں کے نہلانے اور قبرستان لے جانے کے واسطے مہیا کی جاتی ہے وہ مساجد کی موقوفہ جائیداد کی آمدنی میں سے بنانا جائز ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ وقف مساجد کے مصارف کے لئے ہوتا ہے، اور یہ چیزیں اہل محلّہ اور عام مسلمانوں کی سہولت کے لئے ہوتی ہیں، تو مسجدوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوسکتا، لہٰذا دلائل کے ساتھ مسئلہ کی شرعی صورت تحریر فرمائیں، کہ ان امور میں وقف کی آمدنی کا صرف کرنا جائز ہوگا یا ناجائز؟ وقف ناموں میں بالعموم جزئیات نہیں ہوتیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناجائز ہے، "لیس لقیم المسجد ان یشتری جنازة وان ذکر الواقف ان یشتری جنازة کذافی السراجیه" فتاویٰ عالمگیری، ص۴۶۲ رج ۲ ر[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور

مسجد و مدرسہ کی رقوم بطور قرض ایک دوسرے میں صرف کرنا

سوال:۔ ضرورت ہو تو مسجد کی رقم مدرسہ میں اور مدرسہ کی رقم مسجد میں بطور قرض لے

---

[۱] عالمگیری کتاب الوقف الفصل الثانی من الباب الحادی عشر فی المسجد، مطبوعه مصر کوئٹه. خانیه علی الهندیة کوئٹه ص۲۹۷/۳، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داراه مسجدا، بزازیه علی الهندیة کوئٹه ص ۲۶۹/۶، کتاب الوقف، الرابع فی المسجد ومایتصل به.

کر استعمال کی جا سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر قرض وصول ہونے پر اعتماد ہو ضائع ہونے کا احتمال نہ ہو تو منتظمہ کمیٹی کے مشورہ سے درست ہے۔ ''للمتولی اقراض مال المسجد بامر القاضی اھ، شامی ص ۴۰۳/ج ۴[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

ورکنگ کمیٹی کا مسجد کے فنڈ سے قرض لیکر مدرسہ میں خرچ کرنا

سوال:۔ مذکورۂ بالا ادارہ کی ورکنگ کمیٹی میں ایک ایسی جامع مسجد ہے جو مدرسے کا انتظام کرتی ہے، جو مدرسہ سے متصل ہے، اور اس مسجد کی آمدنی کچھ وقف سے ہے، اور کچھ مسجد کی دوکانیں کے کرایہ سے، تو کیا یہ کمیٹی مجاز ہے کہ اگر مدرسہ کے فنڈ میں روپیہ نہ ہو تو مسجد سے قرض لے کر مدرسین کی تنخواہ وغیرہ میں صرف کرے نیز جو رقم قرض کے نام سے مسجد سے لی جائے، وہ واجب الادا ہوگی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے روپے سے قرض لے کر مدرسہ میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں، مسجد کا روپیہ امانت ہے اس میں تصرف کا حق نہیں، جو رقم اس طرح لی گئی ہو اس کو جلد از جلد واپس کیا جائے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] شامی کراچی ص ۴۱۷/ج ۵/ کتاب القضاء، مطلب للقاضی اقراض مال الیتیم ونحوہ، بحر کوئٹہ ص ۵/۳۳۹، کتاب الوقف) (حاشیہ نمبر:۲/اگلے صفحہ پر)

مسجد کا روپیہ رویت ہلال کمیٹی میں خرچ ہوسکتا ہے یا نہیں

سوال:۔گھورکھپور شہر میں جامع مسجد کمیٹی کی طرف سے ایک رویت ہلال کمیٹی قائم ہوئی، اس سلسلے میں کچھ روپے خرچ ہوئے، اور روپے مذکورہ بالا جامع مسجد کے پیسے سے خرچ ہوئے، سوال صرف یہ ہے کہ مسجد کا پیسہ رویت ہلال کے سلسلہ میں ازروئے شریعت خرچ ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ جبکہ وقف نامہ میں اس کی صراحت موجود ہے، کہ اس موقوفہ یا نذر کی آمدنی مصلیوں کے مفاد میں خرچ کریں؟

الجواب حامداً ومصلیا

رویت ہلال کا تعلق اس مسجد کے ساتھ مخصوص نہیں، لہٰذا اس مسجد کے وقف کا پیسہ اس سلسلہ میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں " لان شرط الواقف کنص الشارع "[1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کے روپیہ سے قبرستان کی زمین خریدنا

سوال:۔ایک پڑی ہوئی زمین جس کا مالک ایک ہندو تھا اس زمین کے کچھ کچھ حصہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] لیس للمتولی ایداع مال الوقف والمسجد الا ممن فی عیاله ولا اقراضه فلو اقرضه ضمن وکذاالمستقرض (البحر کوئٹہ ص ۲۳۹/ ج۵/ کتاب الوقف، الودیعة لا تودع ولا تعار ولاتواجر لاترهن وان فعل شیئا منها ضمن (هندیة کوئٹه س ۴/۳۳۸، کتاب الودیعة، الباب الاول، الاشباه والنظائر ص ۱۵۰، الفن الثانی، کتاب الامانات والودیعة، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۳۳/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، بحر کوئٹه ص ۵/۲۴۵، کتاب الوقف، النهر الفائق ص ۳/۳۲۶، کتاب الوقف، مطبوعه بیروت.

میں تقریباً سو سال سے مسلمانوں نے قبرستان بنا رکھا ہے اب وہ زمین اس ہندو سے ایک مسلمان نے خریدلی، لیکن قبرستان اسی طرح برقرار رکھا، پھر اس زمین کو مسجد کے قریب ہونے کی وجہ سے مسجد کے متولی صاحب نے گاؤں کے دو چار آدمی کے مشورہ سے مسجد کے روپے سے مسجد کے نام پر خرید لیا، اس نیت سے کہ قبرستان رہے گا، اب سوال یہ ہے کہ جس حصے میں قبرستان ہے وہ حصہ قبرستان رکھا جاسکتا ہے، یا نہیں؟ مسجد کی کمیٹی (قبرستان رکھا جائے یا نہ رکھا جائے) اس بارے میں کچھ فیصلہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ یا قبرستان رکھنے کیلئے اور کوئی صورت ہے؟ اگر قبرستان کو باقی نہ رکھا جائے تو فتنہ ضرور ہوگا۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس زمین کو خریدنے میں جتنا روپیہ مسجد کا خرچ ہوا ہے وہ روپیہ سب مسلمان چندہ کرکے مسجد کو دیدیں اور اس زمین کو قبرستان ہی رکھیں، مسجد کے روپے سے قبرستان کیلئے زمین خریدنے کا حق نہیں ہے، لہٰذا مسجد کا روپیہ وصول ہونا ضروری ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۲۶ھ

ایک مسجد کا روپیہ دوسری مسجد کے لئے قرض دینا

سوال:۔ ہمارے گاؤں کی مساجد کی ٹرسٹ الگ الگ ہیں، ایک مسجد میں بالکل پیسہ نہیں ہے، تو دوسری مسجد کے وقف سے اس کا خرچ چلاسکتے ہیں، یا قرض لے سکتے ہیں یا نہیں؟

---

[۱] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار کراچی ص ۴۳۳/ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف الخ، بحر کوئٹه س ۵/۲۴۵، کتاب الوقف، النهر الفائق ص ۳/۳۲۶، کتاب الوقف، مطبوعه بیروت)

الجواب حامداً ومصلیاً

متولی باہمی مشورہ سے ایک وقف سے دوسرے وقف کو بطور قرض حسب ضرورت رقم دے سکتے ہیں پھر اس کی واپسی ضروری ہے ”یجب علیه ان یجعل لکل نوع منها بیتاً یخصه ولایخلط بعضه ببعض وانه اذااحتاج الیٰ مصرف خزانة ولیس فیها مایفی به یستقرض من خزانة غیرها ثم اذاحصل للتی استقرض بها مال یردالی المستقرض رد المحتار“[۱] ص۵۷/ج۲/

یہ اس وقت ہے جبکہ متولی مشترک ہو یا کوئی منتظمہ کمیٹی مشترک ہو کہ وہ سب اوقاف کا انتظام کرتی ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تحفظ مسجد کیلئے لڑے جانے والے مقدمہ کے مصارف مسجد کی رقم سے

سوال:۔ ایک مسجد ہے اس کے اردگرد کی زمین مسجد ہذا کے نام وقف ہے، جس کا اندراج سنی سینٹرل وقف بورڈ لکھنؤ میں ہے، وقف بورڈ کی طرف سے، مسجد ہذا کے ایک رجسٹرڈ متولی ہیں، متعلقہ مسجد کے کچھ لوگ مسجد کے اردگرد کی زمین میں مدرسہ بنانا چاہتے تھے متولی نے اس میں رکاوٹ کی، کیونکہ اس زمین کی گھاس پھونس کی آمدنی میں مدرسہ بننے سے وقف مسجد کو کافی مالی نقصان پہنچا تھا، اور شرعی اعتبار سے بھی مسجد کی وقف جائیداد میں مدرسہ تعمیر کرنا

---

[۱] شامی کراچی ص۳۳۷/ج۲/ کتاب الزکاة، مطلب فی بیان بیوت المال ومصارفها. البحرالرائق کوئٹه ص۱۱۹/۵، قبیل باب احکام المرتدین، مجمع الانهر ص۴۸۶/۲، قبیل باب المرتد، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

جائز نہیں، ایسی شکل میں آپس میں جھگڑا ہو گیا، اور خلاف لوگوں نے متولی کے خلاف دوسری پارٹی بنالی اور اپنا نام نہاد متولی بھی بنالیا، اور یہ لوگ اسی کے پاس متعلقہ مسجد کا پیسہ جمع کرنے لگے، ان لوگوں نے متولی کو الگ کرانے کے لئے وقف بورڈ کو متولی کے خلاف شکایتی درخواستیں بھی بھیجی جوانکوائری پر جھوٹی ثابت ہوئی، اور متولی الگ نہ ہو سکے، اس خصوصیت کو مدنظر رکھتے ہوئے، ان لوگوں نے فوجداری جھگڑا کیا، جس پر مقدمہ چالو ہو گیا، ایسی صورت کو ملحوظ رکھتے ہوئے نیچے لکھے جوابات درکار ہیں۔

(۱) اس مقدمہ میں رجسٹرڈ متولی مسجد کا پیسہ خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) نام نہاد متولی مسجد کا پیسہ اس مقدمہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۳) ایسی شکل میں خلاف پارٹی کے لوگوں کو الگ پیسہ جمع کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کی وقف شدہ زمین میں زبردستی مدرسہ بنانے کا حق نہیں[1]، اگرچہ دینی مدرسہ بنانا اور دینی تعلیم کو عام کرنا بہت بڑے اجر وثواب کی چیز ہے[2]، مگر ناحق طریقہ کو ہرگز اختیار نہ کیا جائے، اور اس کے لئے متولی سے جھگڑا کرنا اور اس کو تولیت سے الگ کرانا اور مقدمہ لڑانا

---

[1] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۳۳/ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولھم شرط الواقف، کنص الشارع، شامی زکریا ص ۶/۶۴۹، المصدر السابق، مطبوعہ دیوبند، وفیہ ص ۶/۵۷۱، مطلب من له الاستغلال لایملک السکنیٰ، النهر الفائق ص ۳/۳۲۵، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹہ ص ۵/۲۴۵، کتاب الوقف)

[2] قال رسول اللہ ﷺ من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله اوعامله (الترغیب والترهیب مطبوعہ دارالفکر ص ۱۲۰/ج ۱/ کتاب العلم، الترغیب فی نشر العلم والدلالة علی الخیر)

ترجمہ:- رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی خیر پر رہنمائی کرے اس کو اس پر عمل کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔

P

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Masjid ke Paise ka Doosri Jaga

بہت مذموم اور گناہ ہے[1]۔

(۱) اگر اس مقدمہ کی کامیابی میں مسجد کا تحفظ ہے اور اسکی جائیداد کا تحفظ ہے تو رجسٹرڈ متولی کو اس میں مسجد کا روپیہ خرچ کرنا درست ہے کہ یہ درحقیقت مسجد ہی کیلئے ہے[2]۔

(۲) سوال میں تحریر کردہ حالات کے تحت اسکو مسجد کا روپیہ خرچ کرنا جائز نہیں[3]۔

(۳) نہ جھگڑالو آدمی کا ساتھ دیا جائے نہ اس کے لئے چندہ کیا جائے[4]، بلکہ جھگڑا ختم

---

[1] قد منا انه لايعزله القاضي بمجرد الطعن في امانته بل بخانية ظاهرة ببينة (شامي كراچي ص ۳۸۰/ ج۴/ كتاب الوقف، مطلب يأثم بتولية الخائن، شامي زكريا ص ۶/۵۷۸، المصدر السابق، مطبوعه ديوبند، البحرالرائق كوئٹه ص ۵/۲۴۵، كتاب الوقف، عالمگيرى كوئٹه ص ۲/۴۲۵، كتاب الوقف، مطلب يعزل المتولى بمجرد الطعن)

[2] مستفاد: ويبدا من غلته بعمارته ثم ماهو اقرب لعمارته كامام مسجد ومدرس مدرسة يعطون بقدر كفايتهم ثم السراج والبساط كذالک الى اٰخر المصالح (درمختار مع الشامي كراچي، ص ۳۶۸/ج۴/ كتاب الوقف مطلب يبداء بعد العمارة بما هواقرب اليها، شامي زكريا ص ۵۶۱، ۶/۵۵۹، المصدر السابق، مطبوعه ديوبند، الدرالمنتقى مع مجمع الانهر ص ۲/۵۸۷، كتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص ۲/۳۶۸، كتاب الوقف، الباب الثالث في المصارف، لو استولى عليه ظالم ولم يمكنه دفعه عنه الا بصرف مالاه فصرف لايضمن، منحة الخالق على هامش البحر الرائق كوئٹه ص ۵/۲۴۰، كتاب الوقف.

[3] مستفاد:— ولابأس بنقشه خلامحرابه بجص وماء ذهب لوبماله الحلال لامن مال الوقف (قال الشامي) واما من مال الوقف فلاشک انه لايجوز للمتولى فعله مطلقاً لعدم الفائدة فيه (در مختار مع الشامي كراچي ص ۶۵۸/ج ۱/ كتاب الصلوٰة، مطلب كلمة لابأس دليل على ان المستحب غيره لان الباس الشدة. عالمگيرى كوئٹه ص ۱/۱۰۹، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، فصل كره غلق باب المسجد.

عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ جس کام میں مسجد کا فائدہ نہیں اس میں مسجد کا روپیہ خرچ کرنا جائز نہیں تو ایسی جگہ جہاں مسجد کا نقصان ہے مسجد کا روپیہ خرچ کرنا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔

[4] ولاتعاونو اعلى الاثم والعدوان. سورۂ مائده پاره ۶/آيت ۲/

ترجمہ:- گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو (بیان القرآن)

کرا کے صلح کی کوشش کی جائے، اسی میں خیر ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴۰۱/۴/۳۰ھ

مسجد کی آمدنی سے تعلیم دینا

سوال:۔ مسجد کی آمدنی سے قرآن شریف کی تعلیم دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ مدرسہ اس مسجد کے تابع ہے یعنی بانی نے مسجد بنائی اور اس کے تابع ہی مدرسہ بنایا اور ہدایت کی کہ یہ مدرسہ مسجد کے تابع رہے گا، اور مسجد کی آمدنی سے مدرسہ چلایا جائے گا، تو شرعاً یہ درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کے پیسے سے غسلخانہ کے لئے بالٹی خریدنا

سوال:۔ مسجد کے وقف مال میں سے مسجد کے غسل خانوں میں غسل کے واسطے بالٹی خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ یا کوئی شخص بالٹی خرید کر مسجد کو وقف کرتا ہے تو کیا اس بالٹی کو عوام الناس

---

[1] واطیعوا اللّٰہ ورسولہ ولاتنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللّٰہ مع الصابرین. سورۂ انفال پارہ ۱۰/ آیت ۴۶/

ترجمہ :- اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اُکھڑ جاوے گی، اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ (بیان القرآن)

[2] شرائط الواقف معتبرۃ اذالم تخالف الشرع (شامی کراچی ص ۳۴۳/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب شرائط الواقف معتبرۃ، بحر کوئٹہ ص ۲۴۵/۵، کتاب الوقف، النھر الفائق ج ۳، ص ۳۲۶، کتاب الوقف، مطبوعہ بیروت)

کے غسل کے واسطے غسل خانہ میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مصالح مسجد کیلئے جو وقف ہو اس کی آمدنی سے غسل کیلئے بالٹی خریدنا اور غسل خانہ مسجد میں رکھدینا تاکہ نمازی وقت ضرورت اس سے غسل کرلیا کریں جائز ہے، اسی طرح کوئی شخص بالٹی ہی خرید کر اس مقصد کیلئے وہاں رکھدے تب بھی درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹/۱۶/۹۱ھ

مسجد کے پیسہ سے بیت الخلاء اور غسلخانہ بنانا لہوولعب کی تقریب میں شرکت

سوال:۔ مسجد کے پیسہ سے مسجد کے امام کیلئے پائخانہ بنانا جائز یا نہیں؟ اور نمازیوں کے لئے پانی کے انتظام کے بابت خرچ کرنا کیسا ہے؟ اور شادی وغیرہ میں اگر محلّہ کی چند عورتیں جمع ہو کر گیت گاتی ہیں، تو اس شادی میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ یعنی کھانا وغیرہ خصوصاً علماء کے لئے کیا حکم ہے؟ شادی وغیرہ میں ہم اپنے رشتہ داروں کی دعوت وغیرہ کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور مسجد کی زمین پر ٹھیکہ دینا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں اس شرط پر ہوتا ہے، کہ تمہاری زمین سال بھر تک رہے گی تم ہمیں اتنے من اناج دینا؟

---

[1] ویبدأ من غلته بعمارته ثم ماهوا قرب بعمارته کامام مسجد ومدرس مدرسة ثم السراج البساط کذالک الی اخر المصالح (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۶۶/ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب یبدا من غلة الوقف بعمارته، بحر کوئٹه ص ۲۱۱/۵، کتاب الوقف، هندیه کوئٹه ص ۲/۳۶۸، کتاب الوقف، الباب الثانی فی المصارف)

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح غسلخانہ، وضوخانہ مسجد کے پیسہ سے بنایا جاتا ہے، اسی طرح مؤذن وامام کیلئے پاخانہ بنانے کی ضرورت ہوتو وہ بھی درست ہے، وضو استنجا، غسل کیلئے پانی کا انتظام بھی مسجد کے پیسہ سے درست ہے[1]، گانا باجہ بجانا جائز نہیں[2]، جس محفل میں گانا، بجانا ہو اس میں شرکت اور کھانا درست نہیں، خاص کر علماء وصلحاء کیلئے[3]، مسجد کی ضروریات ومصالح کیلئے جو زمین وقف ہو اس کی آمدنی اسمیں خرچ کی جائے اسکو ٹھیکہ پر دینا درست ہے، سال بھر کا کرایہ نقد روپیہ تجویز کیا جائے، یا غلہ مثلاً اتنی مقدار فلاں قسم کا اناج ہم کو ایک سال میں دینا اور جو

---

[1] والذی یبداء بہ من ارتفاع الوقف ای من غلتہ عمارتہ ثم ماھو اقرب الیٰ العمارۃ واعم للمصلحۃ کالامام للمسجد والمدرس للمدرسۃ یصرف الیھم الی قدر کفایتھم ثم السراج والبساط کذلک الیٰ اخر المصالح (شامی کراچی ص۳۶۷/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب یقرب بعد العمارۃ بما ھو اقرب الیھا، البحر الرائق ص۲۱۳/۵، کتاب الوقف، مطبوعہ کوئٹہ، عالمگیری کوئٹہ ص ۲/۴۶۲، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر)

[2] استماع صوت الملاھی کضرب قصب ونحوہ حرام (درمختار مع الشامی کراچی ج۶/ ص ۳۴۹/ کتاب الحظر والاباحۃ، بزازیہ علی الھندیہ ص ۶/۳۵۹، کتاب الکراھیۃ، الفصل الثالث فی مایتعلق بالمناھی، مطبوعہ کوئٹہ، مجمع الانھر ص۲۱۸/۴، کتاب الکراھیۃ، فصل فی المتفرقات، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

[3] دعی الی ولیمۃ وثمۃ لعب اوغناء قعد وأکل فان قدرعلی المنع فعل والا صبر ان لم یکن ممن یقتدی بہ فان کان المقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد وان علم اولا لایحضر اصلاً (درمختار مع الشامی کراچی ص۳۴۸/ج۶/ کتاب الحظر والاباحۃ، سکب الانھر ص۲۱۷، ۲۱۸/۴، کتاب الکراھیۃ، فصل فی المتفرقات، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، بحر کوئٹہ ص۱۸۸/۸، کتاب الکراھیۃ، قبیل فصل فی اللبس)

تمہارا دل چاہے زمین میں کاشت کرنا سب طرح درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۶/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ ۱۲/۲۷/۸۹ھ

مسجد کے پیسہ سے بیت الخلاء اور غسلخانہ بنانا

سوال:۔ مسجد کے پیسہ سے مسجد کے امام کے لئے پائخانہ بنانا جائز ہے یانہیں؟ اور نمازیوں کے لئے پانی کے انتظام کی بابت خرچ کرنا کیسا ہے؟ اور شادی وغیرہ میں اگر محلّہ کی چند عورتیں جمع ہوکر گیت گاتی ہیں، تو اس شادی میں شرکت کرنا کیسا ہے؟ یعنی کھانا وغیرہ خصوصاً علماء کے لئے کیا حکم ہے؟ شادی وغیرہ میں ہم اپنے رشتہ داروں کو دعوت وغیرہ کر سکتے ہیں یانہیں؟ اور مسجد کی زمین پر ٹھیکہ دینا کیسا ہے؟ ہمارے یہاں اس شرط پر ہوتا ہے کہ تمہاری زمین سال بھر تک رہے گی تم ہمیں اتنے من اناج دینا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح غسلخانہ، وضو خانہ مسجد کے پیسہ سے بنایا جاتا ہے، اسی طرح مؤذن وامام کیلئے پاخانہ بنانے کی ضرورت ہو تو وہ بھی درست ہے، وضو، استنجاء، غسل کیلئے پانی کا انتظام بھی مسجد کے پیسہ سے درست ہے[2]، گانا باجہ بجانا..................

---

[1] قال بعض المشائخ انما یجوز فی الوقف ماتعا رفه الناس ثمنا واجرة من العروض فی البیاعات والاجارات مثل الحنطة والشعیر الخ، عالگیری ص ۲/۴۲۱، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف الخ، تاتارخانیه کراچی ص ۵/۷۵۴، کتاب الوقف، تصر القیم فی الاوقاف،

[2] ویبداء من غلاتها بمافیه عمارة الوقف واجر االقوام علیها واداء مؤنها فما فضل من ذٰلک یصرف الیٰ عمارة المسجد ودهنه وحصیره ومافیه مصلحة المسجد (خانیة علی الهندیة ج۳/ص ۲۸۸/ کتاب الوقف) مکتبه کوئٹه. شامی کراچی ص۴/۳۶۷، کتاب الوقف، مطلب یعزب بعد العمارة بما هو اقرب الیها، بحر کوئٹه. ص۵/۲۱۳، کتاب الوقف،

.... جائز نہیں[1]، جس محفل میں گانا بجانا ہو اس میں شرکت اور کھانا درست نہیں، خاص کر علماء وصلحاء کیلئے[2]، مسجد کی ضروریات ومصالح کیلئے جو زمین وقف ہو اسکی آمدنی اسمیں خرچ کی جائے، اس کو ٹھیکہ پر دینا درست ہے، سال بھر کا کرایہ نقد روپیہ تجویز کیا جائے، یا غلہ مثلاً اتنی مقدار فلاں قسم کا اناج ہم کو ایک سال میں دینا اور جو تمہارا دل چاہے زمین میں کاشت کرنا سب طرح درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۲/۸۹ھ

مسجد کی آمدنی سے امام مسجد کا حجرہ واستنجاء خانہ بنوانا

سوال:۔ مسجد کی دوکان کے روپئے سے امام کے لئے حجرہ بنانا یا استنجاء خانہ بنانا کیسا ہے؟ اور امام کے لئے حجرہ بنانا کیا متولی مسجد کے ذمہ ضروری ہے؟ اور نہ بنانے کی صورت میں امام مسجد میں ظہر سے عشاء تک رہے اور ریح وغیرہ اس میں خارج ہو تو کیسا ہے؟ کیونکہ ریح تو اپنے قابو میں نہیں، اور جس شخص کو ابتلاء زیادہ ہو تو کیا کرے؟ مسجد میں ریح خارج کرنا کیسا

---

[1] أن الملاهی کلها حرام استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام الخ، الدرالمختار علی ردالمحتار ج۶/ص ۳۴۹/ کتاب الخطر والاباحة، مکتبه کراچی. البحرالرائق کوئٹه ص۱۸۸/۸، کتاب الکراهیة، قبیل فصل فی اللبس، مجمع الانهر ص۲۱۸/۴، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] فان کان مقتدی ولم یقدرعلی المنع خرج ولم یقعد لأن فیه شین الدین ...... وان علم اولا باللعب لایحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی به اولا، (الدرالمختار کراچی ج۶/ص۳۴۸/ کتاب الحظر والاباحة، عالمگیری کوئٹه ص۵/۳۴۳، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، مجمع الانهر ص۲۱۷، ۴/۲۱۸، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

ہے؟ نیز متولی امام کے لئے پنکھا و بجلی لگوا سکتا ہے یا نہیں اگر چہ وقف ہی کا پیسہ ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حجرۂ امام اور استنجاء خانہ مسجد کی دو کانوں کے کرائے سے بنانا درست ہے، وقف کے روپے سے بھی بنانا درست ہے[1] حجرہ نہ ہو اور امام شب و روز مسجد میں رہائش اختیار کرے اس سے مسجد کا احترام باقی نہیں رہتا[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۱۴۰۱ھ

غسل خانہ وغیرہ میں روشنی کا انتظام

سوال:۔ زید کے چھوٹے بھائی نے اپنے صرفہ سے مسجد میں بجلی لگوائی اور وہی بل ادا کرتا ہے، صرف دو بلب اندر باہر لگے ہوئے ہیں، غسلخانہ میں کوئی روشنی نہیں، زید جب خود فارغ ہو جاتا ہے، تو بجلی بند کر دیتا ہے، حالانکہ اور نمازی مشغول رہتے ہیں، اگر کہا جاتا ہے تو

---

[1] ویبدا من غلته بعمارته ثم ماهو اقرب لعمارته کا مام مسجد ومدرس مدرسة یعطون بقدر کفایتهم ثم السراج والبساط کذالک الیٰ اخر المصالح (درمختار مع الشامی کراچی ص۳۶۸/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب یبدا من غلة الوقف بعمارته، البحرالرائق کوئٹه ص۲۱۳/۵، کتاب الوقف، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۵۸۷/۲، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[2] ولایجوز اخذالاجرة منه ولا ان یجعل شیئا منه مستغلاً ولاسکنی (درمختار مع الشامی کراچی ص۳۵۸/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، البحرالرائق کوئٹه ص۲۵۱/۵، کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، مجمع الانهر ص۵۹۸/۲، کتاب الوقف، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت) والنوم فیه ای فی المسجد لغیر المعتکف مکروه، (حلبی کبیر ص۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور، عالمگیری کوئٹه ص۳۲۱/۵، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد)

کہتا ہے کہ ہم ہی نے تو بجلی لگوائی ہے بل زیادہ آئیگا، اگر کہا جاتا ہے کہ تم صرفہ لے لو تو انکار کرتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ بجلی کافی نہیں ہے تو جہاں جہاں ضرورت ہو مسجد والے وہاں روشنی کا انتظام کرلیں خواہ چراغ سے ہو یا بجلی سے، ان صورتوں میں جس قدر زائد خرچ ہو وہ مسجد والے دیدیا کریں[۱]، جس نے ثواب کیلئے بجلی لگوائی ہے اس کو ضرور ثواب ملے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام یا مؤذن کو تنخواہ میں زمین دینا

سوال:۔ مسجد کی زمین امام صاحب یا مؤذن صاحب کو تنخواہ میں دینا کیسا ہے؟ مثلاً پانچ بیگہ زمین امام یا مؤذن کو دیدیا اور کہدیا کہ آپ کو مسجد کی خدمت کے معاوضہ میں پانچ بیگہ زمین دیا، آپ اپنی ضرورت کو اس سے پوری کریں خواہ اس زمین سے امام یا مؤذن کو کافی ہو یا نہیں؟ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ ہندوستانی زمین عشری ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں امارتِ شرعیہ والے ہندوستان کی زمین کو عشری کہتے ہیں جو کہ درست معلوم نہیں ہوتا، اگر عشری نہیں ہے تو کوئی شخص سمجھ کر دیدے تو کیا اس کو بدعت کہیں گے؟

---

[۱] اراد ان یشتری للمسجد دهنا او حصيرا، فان كان المسجد مستغنيا عن الدهن محتاجا الى الحصير فالحصير افضل، وان كان على العكس فشرا الدهن افضل، (عالمگیری کوئٹہ ج۲، ص ۴۸۲، كتاب الوقف، الباب الرابع عشر فى المتفرقات، المحيط البرهاني ص ۹/۱۳۲، كتاب الوقف، الفصل الرابع والعشرون فى المساجد فى المسائل التى تعود الى بانى المسجد، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل، خانيه على هامش الهندية كوئٹہ ص۳/۲۹۷، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً.

الجواب حامداً ومصلیاً

اس معاملہ پر امام یا مؤذن رضامند ہو جائے اور مسجد کو نقصان نہ ہو تو یہ بھی درست ہے[۱]، جو زمین حکومت ہند کی ملک قرار پا گئی پھر اسکی طرف سے جس کو بھی دی گئی وہ عشری نہیں رہی، ان پر عشر کو واجب کہنا غلط ہے، البتہ بغیر وجوب کے ہی پیداوار میں سے بطور صدقہ حسب حیثیت دیدیا کریں تو موجب ثواب اور باعث خیر و برکت ہے، عشری زمین وہ ہے جس کو امام المسلمین نے بذریعہ حرب فتح کر کے غازیوں میں تقسیم کر دیا ہو، اور پھر اس پر برابر ملک مسلم چلی آ رہی ہو غیر مسلم کا اس پر کبھی مالکانہ قبضہ نہ ہوا ہوا۔ کذا فی ردالمحتار[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

مسجد کی رقم سے وضو کا پانی گرم کرنا

سوال:۔ جو روپیہ مسجد میں جمع ہو اس سے پانی گرم کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو روپیہ مسجد کی مصالح کیلئے جمع ہو اس روپیہ سے نمازیوں کے لئے سردی کے زمانہ

---

[۱] وکل ماصلح ثمنا ای بدلا فی البیع صلح اجرة، فدخل فیه الاعیان فانها صلح بدلا فی المقایضة فتصلح اجرة (درمختار مع الشامی کراچی ص ۶/۴، اول کتاب الاجارة، هندیه کوئٹه ص ۴/۴۱۲، کتاب الاجارة، الباب الاول، مجمع الانهر ص ۳/۵۱۳، کتاب الاجارة، مطبوعه بیروت.

[۲] ارض العرب وما اسلم اهله طوعاً اوفتح عنوة وقسم بین جیشنا عشریة (درمختار مع الشامی کراچی ص ۱۷۶/ج ۴/ کتاب الجهاد، باب العشر والخراج والجزیه، بحر کوئٹه ص ۵/۱۰۴، باب العشر والخراج والجزیة، هندیة کوئٹه ص ۲/۲۳۷، کتاب السیر، الباب السابع فی العشر والخراج والجزیة)

میں پانی گرم کرنا درست ہے تاکہ وہ بآسانی وضو کرلیا کریں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مساجد کا روپیہ حکومت کو دینا

سوال: ۔کیا مساجد کا روپیہ حکومت کو ہنگامی حالات میں دینا جائز ہے؟ نیز مساجد کا روپیہ کہاں کہاں خرچ کرنے کی اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مساجد کا روپیہ، وقف کا روپیہ جو کہ امانت ہے، متولی کو مسجد کے علاوہ کسی جگہ بھی خرچ کرنے کی اجازت نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱۰/۱۱۹۱ھ

---

[1] مسجد لہ مستغلات واوقاف ارادالمتولی ان یشتری من غلة الوقف للمسجد دهنا اوحصیراً اوحشیشا اوآجرا اوجصا لفرش المسجد اوحصی قالو اان وسع الواقف ذلک للقیم وقال تفعل ماتری من مصلحة المسجد کان له ان یشتری للمسجد ماشاء (هندیه کوئٹه ص ۴۶۱/ج ۲/ کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص۲۹۷/۲، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً، المحیط البرهانی ص۱۳۶/ ۹، کتاب الوقف، نوع آخر فی المسائل التی تعود الی قیم المسجد، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل)

[2] شرط الواقف کنص الشارع ای فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۶۴۹/ ۶، کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، البحرالرائق کوئٹه ص۲۴۵/ ۵، کتاب الوقف، النهرالفائق ص ۳۲۶/۳، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

متعلقین مسجد کو انعام

سوال:۔ زید ایک مسجد میں قرآن کا ترجمہ بیان کرتا ہے، اور مقررہ امام کی عدم موجودگی میں نماز پڑھاتا ہے، اہل مسجد رمضان المبارک میں جب کہ قاری اور سامع کو بعد ختم قرآن انعام دیتے ہیں، اس موقع پر زید کو بھی کچھ رقم دیتے ہیں تو زید کو اس رقم کا لینا درست ہے یا نہیں، اگر وہ رقم بطور چندہ کے لوگ اپنے پاس جمع کر کے دیں تو کیسا ہے، یا انعام کے نام سے جمع کریں اور اگر مسجد کے فنڈ میں سے دیں، جس مسجد میں دوکان کی آمد اور بیاہ برات موقع پر ہونے والی آمد جمع ہو تو اس میں سے زید کو دینا اور اس کو لینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

متعلقین مسجد جو کہ سال بھی خدمت کرتے ہیں ان کو تنخواہ کے علاوہ رمضان المبارک میں اہل مسجد زیادہ دیتے ہیں اس میں مضائقہ نہیں درست ہے، چاہے وقف مسجد کی آمدنی سے دیں، یا چندہ کر کے[1] جب کہ چندہ کرنے میں جبر نہ ہو[2] تقریبات کے موقع پر جو کچھ آمدنی

[1] یجوز صرف شئی من وجوہ مصالح المسجد الی الامام اذاکان یتعطل لو لم یصرف الیہ یجوز صرف الفاضل عن المصالح الی الامام الفقیر باذن القاضی (الیٰ قولہ) قال الامام للقاضی ان مرسومی المعین لایفی بنفقتی ونفقۃ عیالی فزاد القاضی فی مرسومہ من اوقاف المسجد بغیر رضاء اھل المحلۃ الامام مستغن وغیرہ یوم بالمرسوم المعھود تطیب لہٗ الزیادۃ اذاکان عالما تقیا، ج۵/ص۲۴۷/ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ، (بحر زکریا دیوبند ج۵/ ص۴۱۴/ کتاب الوقف، قبیل فصل فی احکام المساجد) قال أبو نصر للقیم ان یفعل مافی ترکہ خراب المسجد (ھندیہ رحیمیہ دیوبند،ص ۳۴۹/ج۲/ کتاب الوقف ،الباب الحادی عشر فی المسجد)

[2] لایحل مال امرأ لابطیب نفس منہ الحدیث (مشکوٰۃ شریف ص۲۵۵/ باب الغصب الفصل الثانی، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، شعب الایمان للبیہقی ص۲/۷۶۹، الباب الثامن والثلاثون باب فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ، مکتبہ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمۃ)
ترجمہ:۔ کسی آدمی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

ہوتی ہے اس آمدنی سے بھی دینا درست ہے، محض قرآن کریم سنانے کی اجرت دینا درست نہیں انعام کے نام سے دی جائے یا کسی اور نام سے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

مسجد کی آمدنی سے افطار کرنا

سوال:۔ جامع مسجد اور دیگر مساجد متعلقہ میں رمضان شریف میں اسی آمدنی (مسجد کی ملحقہ دوکانوں اور موقوفہ مکانات) سے نمازیوں کو افطار کرایا جاتا ہے، آیا یہ جائز ہے یا نا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس پر جو دوکان وقف ہے اور واقف نے افطار کی اجازت دی ہے، اسکی آمدنی سے اسی مسجد میں افطار کیلئے صرف کرنے کی اجازت ہے، واقف کی اجازت نہ ہو تو درست نہیں، ہاں اگر واقف کے زمانہ سے دستور برابر چلا آرہا ہو تو بھی درست رہے گا[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

---

[1] ان القرآن بالأجرة لایستحق الثواب وقال العینی ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننامن قرأة الاجزاء بالأجرة لایجوز (شامی کراچی ج۶/ ص۵۶/ کتاب الاجارة، مطلب تحریر مهم فی عدم جواز الاستیجار علی التلاوة الخ، شامی زکریا ص۷۷/۹، المصدر السابق، مجمع الانهر ص۳/۵۳۳، باب الاجارة الفاسدة، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مجموعه رسائل ابن عابدین ص ۱۷۱/۱، رساله شفاء العلیل وبل الغلیل فی حکم الوصیة بالختمات والتهالیل، مطبوعه ثاقب بکڈپو دیوبند)

[2] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ص۴۳۳/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، مسجد له مستغلات واوقاف الی قوله واراد (المتولی) ان یصرف شیئا من ذلک .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کی آمدنی سے حافظ تراویح کو انعام دینا

سوال: ۔ختم تراویح اورشبینہ کے موقع پراسی آمدنی سے حفاظ کوانعامات تقسیم کئے جاتے ہیں، حالانکہ وقف کنندگان میں سے کسی کی تحریر میں ان مدات میں خرچ کا کوئی اشارہ نہیں ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

تراویح میں قرآن کریم سنانے والوں کوروپیہ دینادرست نہیں[1]، ہاں اگروہ ہمیشہ کاامام بھی ہواوراس کورمضان المبارک میں اصل تنخواہ سے زائدکچھ دیاجائے ،تواسی مسجد کےاوقاف سے دینے کی اجازت ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)..........الی امام المسجد او الی موذن المسجد فلیس له ذلک الا اذا کان الواقف شرط ذلک، المحیط البرھانی ص۱۳۷/۹، کتاب الوقف، نوع آخر فی المسائل التی تعود الی قیم المسجد، مطبوعه ڈابھیل، عالمگیری کوئٹه ص۴۶۳/۲، کتاب الوقف، مطلب الوقف علی عمارته ومصالحه، خلاصة الفتاوی ص۴۲۶/۴، کتاب الوقف، الفصل الرابع فی المسجد، مطبوعه رشیدیه کوئٹه)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] قال العینی فی شرح الھدایة ویمنع القاری للدنیا والا خذ والمعطی اثمان فالحاصل ان ماشاع فی رماننا من قراء ة الاجزاء بالاجرة لایجوز (شامی کراچی ص۵۶/۶، کتاب الاجارة، مطلب تحریر مھم فی عدم جواز الاستئجار علی التلاوة والتھلیل ونحوہ ممالا ضرورة الیه. شفاء العلیل وبل الغلیل در رسائل ابن عابدین ص۱۸۰/۱، سھیل اکیڈمی لاھور، مجمع الانھر ص۵۳۳/۳، باب الاجارة الفاسدة، دارالکتب العلمیة بیروت.

[2] تجوز الزیادة من القاضی علی معلوم الامام اذاکان لایکفیه وکان عالماً تقیاً، (منحة الخالق علی البحرالرائق کوئٹه ص۲۴۷/ ج۵/ کتاب الوقف، الاشباہ والنظائر ص۱۰۴، الفن الثانی، کتاب الوقف، مطبوعه اشاعت الاسلام دھلی)

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Masjid ke Paise ka Doosri Jaga

عیدین و جمعہ کے موقعہ پر مسجد کی آمدنی سے عام شاہراہ پر فرش بچھوانا

سوال:۔ جمعۃ الوداع اور عیدین کے موقعہ پر اندر صحن اور کوٹھے کی جگہ بھر جاتی ہے، اور مسجد کے باہر پورب، اتر، دکھن، پختہ سرکاری سڑک ہے، اس پر لوگ صف قائم کر کے نماز ادا کرتے ہیں، اس سلسلہ میں جامع مسجد کی آمدنی سے کرایہ پر شامیانے اور دریاں بچھوائی جاتی ہیں، جس پر سالانہ پانچ سو روپے خرچہ آتا ہے، کیا حدود مسجد کے باہر مسجد کی انتظامی کمیٹی پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ شامیانہ اور دریوں کا انتظام مسجد کی آمدنی سے کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ انتظام بھی اسی مسجد کے نمازیوں کیلئے ہے، اسلئے حرج نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۳/۱۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۳/۱۸ھ

رقم مسجد تراویح کے حافظ پر خرچ کرنا

سوال:۔ آیا مسجد کی رقم سے تراویح سنانے والے حافظ کا خرچ طعام دیا جاسکتا ہے، صرف دو وقت کھانا یا اس کی قیمت دینا ہے؟

---

[1] ویبدأ من غلته بعمارته ثم ماهوا قرب لعمارته کا مام مسجد ومدرس مدرسة یعطون بقدر کفایتهم ثم السراج والبساط کذالک الیٰ اٰخر المصالح (درمختار مع الشامی کراچی ج۴/ ص۳۶۶، ۳۶۸/ کتاب الوقف، مطلب یبداء بعد العمارة بما هو اقرب الیها، سکب الانهر علی مجمع الانهر ص۲/۵۸۷، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص۵/۲۱۳، کتاب الوقف)

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں دینا چاہئے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

مسجد کی فاضل رقم کا مصرف

سوال:۔ مساجد کی لاکھوں روپیہ کی غیر سودی رقم جو بینک میں جمع ہے جس پر خوامخواہ سود چڑھتا رہتا ہے، اور حکومت اس میں سے لون لیا کرتی ہے، تو کیا ان مساجد کی وہ غیر سودی رقم جبکہ ان مساجد کی حالیہ ضروریات نیز مستقبل کی متوقع ضروریات سے بھی فاضل ہے، تو اس رقم کو مالی اعتبار سے نہایت کمزور، ضرورت مند مساجد کی تعمیر اور مرمت میں اس رقم کا کچھ حصہ استعمال کرنا یا مؤذن اور اماموں کی تنخواہوں میں دینا یا مکاتب ومدارس دینیہ کی امداد یا جدید مکاتب دینیہ قائم کرنا یا غریب بچوں کو وظیفہ دینا، یہ روپیہ ان مذکورہ مدوں میں صرف ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر مسجد کی رقم اصالۃً اسی مسجد میں صرف کی جائے، اگر اس مسجد میں ضرورت نہ ہو اور آئندہ بھی ضرورت متوقع نہ ہو یا رقم کی حفاظت دشوار ہو اور ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو پھر قریب کی مسجد میں اس کے بعد بعید کی مسجد میں حسب ضرورت ومصالح مسجد کی تعمیر، صرفہ پانی،

---

[۱] متولی المسجد اذا اشتریٰ بالغلة التی اجتمعت عنده (الیٰ قوله واذا ارادان یصرف شیئاً من ذٰلک الی امام المسجد فلیس له ذٰلک (فتاویٰ عالمگیری، مصری، ص ۴۶۳/ج ۲/ کتاب الوقف الفصل الثانی من الباب الحادی عشر فی المسجد، محیط برهانی ص۱۳۷/۹، کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون فی المساجد نوع آخر فی المسائل التی تعود الی قیم المسجد الخ، مطبوعه مجلس علمی گجرات)

روشنی، تنخواہ امام ومؤذن میں صرف کرنا درست ہے، جب تک یہ مصارف موجود ہوں تو مسجد کے علاوہ دیگر مواقع مثلاً مدارس مکاتب کی تعمیر یا وہاں کے ملازمین کی تنخواہوں یا تعلیم پانے والے طلبہ کے وظیفوں میں ہرگز صرف نہ کریں [۱]

اگر مساجد میں صرف کرنے کی دور نزدیک کی کوئی صورت نہ رہے تو پھر دینی مدراس ومکاتب کے مواقع مذکورہ میں صرف کرنا درست ہوگا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۸۷ھ

اوقاف مساجد کے مصارف

سوال:۔ اوقاف مساجد کے مصارف کیا کیا ہیں، وقف واقف کی ملکیت سے نکل جاتا ہے، منذور علی اللہ کی دوصورتیں ہیں، ایک مشروط اور ایک غیر مشروط مثلاً واقف نے دس روپے نقد جائے نماز کی خرید کو دیئے ایسا وقف جائے نماز خرید کر ہی ہوسکتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دس روپے غیر مشروط مسجد کو دیئے اس وقف کو کارکنان مسجد متعلقات مسجد میں کہیں بھی خرچ کرسکتے ہیں، یا نہیں نیز کیا ایسے نقد کو امام وغیرہ کی تنخواہ میں دینا جائز ہے، یا نہیں؟ جب کہ یہ اجرت ادائے گی فرض میں شامل ہے؟

---

[۱] ومثله حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما فيصرف وقف المسجد الى اقرب مسجد اليه مختصراً (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۵۹/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد اوغيره، الدرالمتقى مع المجمع ص ۲/۵۷۹، کتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيرت، عالگمیری کوئٹه ص ۲/۴۷۸، کتاب الوقف، الباب الثالث عشر فی الاوقاف التی يستغنى عنها الخ)

قلت:- وهذه الرواية وان كان منقولة فی صورة الخراب وغيره لكن ماكان مبنی الحكم الاستغناء كان الحكم عاما وان لم يخرب وهذاظاهر عندی (امدادالفتاویٰ ص ۵۹۳/ج۲/ جديد كتاب الوقف، مطبوعه زكريا ديوبند)

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کسی نے مصالح مسجد کے لئے وقف کیا ہے تو امام خطیب، قیم، روشنی، چٹائی وغیرہ یہ اس کے مصارف ہیں "**لو وقف علی المصالح للامام والخطیب والقیم وشراء الدھن والحصیر اھ الاشباہ والنظائر مع الحموی**[1] **ص ۲۷۱/**" "وقف" امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ملک واقف میں رہتا ہے، مگر اس کی منفعت کا تصدق لازم ہوتا ہے، اور صاحبین کے نزدیک ملک واقف سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں ہوجاتا ہے، اور اسکی منفعت کو صرف کیا جاتا ہے، جیسا کہ جواب نمبر ا رکی عبارت[2] منقولہ میں مذکور ہے جو نقد معطی نے یہ کہہ کر دیا کہ یہ فلاں چیز مسجد کے لئے خریدی جائے تو اس کے خلاف کرنے کا حق نہیں، جو نقد بلا تعیین کے مصالح مسجد کیلئے دیتا ہے، اس کی تنخواہ امامت وقیم وغیرہ میں بھی صرف کرنا درست ہے، جیسا کہ عبارت اشباہ سے مستفید ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] **اراد المتولی ان یشتری من غلة الوقف للمسجد دھنا او حصیرا او حشیشا او آجرا او حصا لفرش المسجد او حصی قالوا ان وسع الواقف ذلک للقیم وقال تفعل ماتری من مصلحة المسجد کان له ان یشتری للمسجد ماشاء ...... ولو قال علی مصالحه یجوز فی دھنه وبواریه ایضا (ھندیه کوئٹه ص ۲/۴۶۱، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، محیط برھانی ص ۹/۱۳۶، الفصل الحادی والعشرون فی المساجد، مطبوعه مجلس علمی گجرات، بحر کوئٹه ص ۵/۲۱۱، کتاب الوقف)**

[2] **الوقف ھو لغة الحبس وشرعاً حبس العین علی حکم ملک الواقف والتصدق لمنفعة عنده وعندھما ھو حبسھا علیٰ حکم ملک الله تعالیٰ وصرف منفعتھا علی من احب ولو غنیا فیلزم فلایجوز له ابطاله ولایورث عنه وعلیه الفتویٰ (درمختار مع الشامی کراچی ص۳۳۷/ ج۴/ اوّل کتاب الوقف، محیط برھانی ص ۸/۴۹۰، کتاب الوقف، الفصل الثانی، مطبوعه مجلس علمی گجرات، ھندیة کوئٹه ص ۲/۳۵۲، کتاب الوقف، الباب الاول)**

مسجد اور مدرسہ کی دوکان ومکان کے کرایہ کا مصرف

سوال: ۔ ہمارے یہاں مسجد اور مدرسہ کی دوکانات اور مکانات ہیں، ان کی آمدنی کس طرح خرچ کریں، کیامدرسہ کی آمدنی مسجد میں اور مسجد کی مدرسہ میں خرچ کر سکتے ہیں، یانہیں

الجواب حامداًومصلیاً

جو دوکان یا مکان مسجد کی ملک ہو، اس کی آمدنی مسجد کی ضروریات لائٹ اور امام مسجد کی تنخواہ میں دینا اور خرچ کرنا شرعاً درست ہے[1]، جو دوکان یا مکان مدرسہ کی ملک ہو اس کا روپیہ دوسری جگہ خرچ نہ کیا جائے، مدرسہ کا روپیہ مسجد میں نہ خرچ کریں اسی طرح مسجد کا روپیہ مدرسہ میں خرچ نہ کریں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۱/۸۸ھ

---

[1] ویبدأ من غلته بعمارته ثم ماهو اقرب بعمارته کامام مسجد ومدرس مدرسة یعطون بقدر کفایتهم ثم السراج والبساط کذٰلک الی اٰخر المصالح (درمختار مع الشامی کراچی ۴/ ص ۳۶۶/ کتاب الوقف، مطلب یبداء من غلة الوقف بعمارته، بحر کوئٹه ص ۲۱۱/۵، کتاب الوقف، الدرالمنتقی ص۵۸۷/۲، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

[2] اتحدالواقف والجهة جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الاخر علیه وان اختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین اورجل مسجداً ومدرسة ووقف علیها اوفاقا لایجوز له ذٰلک ای الصرف المذکور (درمختار مع الشامی کراچی، ص ۳۶۰/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوه، مجمع الانهر ص ۵۹۶/۲، کتاب الوقف، مطبوعه بیروت، بحر کوئٹه ص ۲۱۶/۵، کتاب الوقف)

مسجد کی آمدنی سے تنخواہ میں تقلیل اور اسکول میں خرچ

سوال: ۔مساجد کے اماموں کی تنخواہ ۶۰/۵۰/۷۰ روپے ماہانہ دیجاتی ہے، جو بہت ہی قلیل ہے، حالانکہ آمدنی بہت کافی ہے، لیکن اس آمدنی کو مسجد کے لئے اور اماموں کی تنخواہ میں اضافہ کرنے کے بجائے اسکول میں دنیوی تعلیم کیلئے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے، اور دنیوی تعلیم بھی بہت ناقص ہے، تو مساجد کی اسّی فیصد آمدنی اسکول میں دنیوی تعلیم پر خرچ کرنا جائز ہے، دینی تعلیم نہیں دی جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب ایک مسجد کی آمدنی دوسری مسجد میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں[1]، تو پھر مسجد کی آمدنی اسکول میں خرچ کرنا کیسے جائز ہوگا، جولوگ خرچ کرتے ہیں، وہ گنہگار ہیں، ان کے ذمہ ضمان لازم ہے، ایسے لوگوں کو اوقاف کا منتظم بنانا بھی درست نہیں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۰/۹۲ھ

---

[1] اتحدالواقف والجهة جاز للحاكم ان يصرف من فاضل الوقف الاخر عليه وان اختلف احدهمالايجوز له ذلك (درمختار مع الشامي كراچى ،ص ۳۶۰/ج۴/ بحذفٍ، كتاب الوقف مطلب فى نقل انقاض المسجد ونحوه، بحر كوئٹه ص ۵/۲۱۶، كتاب الوقف، مجمع الانهر ص ۲/۵۹۶، كتاب الوقف، مطبوعه بيروت)

[2] فاستفيد منه انه اذاتصرف بمالايجوز كان خائنا يستحق العزل (بحر كوئٹه ج۵/ ص ۲۳۴، كتاب الوقف، شامى كراچى ص ۴/۳۸۰، كتاب الوقف، مطلب ياثم بتولية الخائن، مجمع الانهر ص ۲/۶۰۲، كتاب الوقف، فصل اذا بنى مسجدا، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

مسجد کا چندہ عمومی کام میں خرچ کرنا

سوال:۔ چند حضرات نے مسجد کے لئے روپیہ جمع کیا تھا لیکن وہ روپیہ عمومی کام میں صرف کرنا چاہتے ہیں، اگرچہ باقاعدہ حساب مع رسیدوں کے موجود ہے، لیکن سب چندہ دہندگان کا موجود ہونا ان کے گھروں پر جاکر دریافت کرنا ایک امر مشکل ہے، ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح چندہ جمع کیا گیا ہے (ان کو جمع کرکے یا گھروں پر جاکر) اس طرح ان سے اجازت لے لی جائے، یا ان کا چندہ واپس کردیا جائے، جب رسیدیں بھی موجود ہیں تو اس میں کیا مشکل ہے، یا اعلان کردیا جائے، کہ اس چندے کو فلاں کام میں خرچ کیا جائے گا، جس کو نامنظور ہو وہ اپنا چندہ واپس لے لے، اور یہ اعلان اس طرح کیا جائے، کہ چندہ دہندگان تک بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی نہ کسی طرح پہنچ جائے، مثلاً ایک اشتہار چھاپ کر تقسیم کردیا جائے، یا محلوں اور مساجد میں کہہ دیا جائے، غرض اپنی وسعت کے مطابق اعلان کردیں یا واپس کردیں، اس سے زائد کی ذمہ داری نہیں [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ
دارالعلوم دیوبند ۱۳/۲/۸۹ھ

---

[۱] سئل عن وقف انهدم ولم یکن له شی یعمر منه ولا امکن اجارته ولاتعمیره هل تباع انقاضه من حجر وطوب وخشب؟ اجاب اذا کان الامر کذلک صح بیعه بامر الحاکم ویشتری بثمنه وقف مکانه فاذا لم یمکن رده الی ورثة الوقف ان وجدوا ولایصرف للفقراء، (شامی کراچی ص ۴/۳۷۶، کتاب الوقف، مطلب فی الوقف اذا خرب ولم یمکن عمارته)

مسجد کے روپیہ سے کسی غریب کی حالت کو سدھارنا

سوال:۔ جن مساجد کے پاس کافی روپیہ جمع ہے وہ غرباء کو قرض دیکر ان کی حالت سدھار سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اسکی اجازت نہیں[1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/ ۹۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ ۲۱/۱/ ۹۵ھ

کمرۂ مسجد میں مدرسہ ہے اس کا کرایہ مسجد کو

سوال:۔ (۱) ہمارے محلّہ کی مسجد میں ایک کمرہ ایسا ہے جس میں عرصۂ دراز سے پیش امام رہتا تھا، اوراس میں بچوں کو دینی تعلیم دیتا تھا، ایک موقع پر جب کوئی پیش امام نہیں تھا، زید نے مسجد مذکور کے متولی عمر کے کہنے سے کسی تنخواہ کا معاملہ کئے بغیر امامت شروع کردی، اوراس کمرہ میں خود رہنے کے بجائے ایک مولوی صاحب کو بچوں کی تعلیم کیلئے مقرر کردیا، بچوں سے کوئی فیس نہیں رکھی گئی، مولوی صاحب کی تنخواہ آٹے کی چٹکی اور چندہ سے اہل محلّہ کی طرف سے دی جاتی رہی، متولی عمر نے اس کمرہ کا راستہ بیرون مسجد کردیا، اورکہا کہ اب اس کمرہ کو کرایہ پر دے گا، زید نے کہا کہ آپ اس کمرہ کا کرایہ نہ لگائیے، ہم نماز تو پڑھایا ہی کرتے ہیں، اس کمرہ کا کرایہ ہماری تنخواہ سمجھ لینا، مدرسہ کرایہ دینے سے مجبور ہے

---

[1] ان القیم لیس له اقراض مال المسجد (بحر کوئٹه ص ۲۳۹/ ج۵/ کتاب الوقف)

لیکن عمر اپنی بات پر جم گیا، اکثر واقفین مسجد متولی عمر کی اس رائے کے خلاف ہیں، سب کا خیال یہی ہے کہ جب تک امام کے لئے دوسرا کمرہ نہ بن جائے، اس وقت تک اس کمرہ کا کرایہ لگانا مناسب نہیں، متولی عمر نے یہ وعدہ کیا کہ کچھ عرصہ کرایہ دیدو تا کہ مسجد اس پیسہ سے دوسری طرف کھپریل ڈال دے اور پھر اس طرف مدرسہ منتقل کر دینا، اس معاہدہ کے تحت مدرسہ نے چودہ ماہ تک مبلغ ۲۱۰/ روپیہ مسجد کو کرایہ دیا، اور مدرسہ کے ذمہ دار زید برابر نماز پڑھاتے رہے، اس درمیان میں متولی عمر سے کرایہ کی پریشانی برابر کہی جاتی رہی، لیکن متولی عمر نے دوسری طرف کھپریل کا انتظام نہیں کیا، حتیٰ کہ وہ وقت بھی آ گیا، جبکہ مدرسہ کرایہ دینے سے بالکل مجبور ہو گیا، اور تا ہنوز مجبور ہے، کچھ عرصہ کے بعد متولی عمر نے مسجد کے دوسرے حصے کی طرف چھت بنوائی ہے، لیکن ایک دوسرے پیش امام کو مقرر کر دیا، اور وہ نئی جگہ ان کے حوالہ کر دی اور مدرسہ کے معزز سیکریٹری کے نام عدالت میں کرایہ داری اور تخلیہ کا مقدمہ دائر کر دیا ، زید اور دیگر واقفین مسجد کے لئے یہ صورت حال بہت پریشان کن ہے، خود عمر کو بھی اس مقدمہ سے تشویش ہے، اور اس تنازعہ کا کوئی مناسب حل شریعت کی روشنی میں چاہتا ہے، زید کا کہنا ہے کہ چونکہ ہم نے متولی عمر کے کہنے سے امامت کی ہے، اس لئے ہمیں تنخواہ کے مطالبہ کا حق ہے، متولی عمر ہمیں امامت کا معاوضہ سابقہ پیش امام حضرات کی تنخواہ کی مناسبت سے دیدیں، وہی روپیہ ہم مدرسہ کی طرف سے بطور کرایہ ادا کریں گے، دریافت طلب یہ امور ہیں، کہ زید کو اب صورتِ مسئولہ میں اپنی تنخواہ کے مطالبہ کا حق حاصل ہے؟

(۲) کیا عمر مسجد کی طرف سے زید کو گذشتہ مہینوں کی تنخواہ دینے اور مدرسہ سے کرایہ لینے کی اس صورت میں معاملہ کرنے کا مجاز ہے؟

(۳) اور مسجد کا متنازعہ مدرسہ کرایہ پر دیا جائے یا بلا کرایہ پر دیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

تنخواہ کا معاملہ نہیں ہوا تھا، لہٰذا زید کو تنخواہ کے مطالبہ کا کوئی حق نہیں[۱] خاص کر جبکہ وہاں تنخواہ دار امام کے بغیر ہی نماز و جماعت ہو رہی تھی۔

(۲) عمر کو مسجد سے زید کی گذشتہ امامت کی تنخواہ دینے کا اختیار نہیں[۲]، وہ کمرہ اگر امام کے رہنے اور تعلیم دینے کے لئے بنایا گیا تھا، تو اس کو کرایہ پر دینا اور اس کا کرایہ وصول کرنا درست نہیں[۳]، اگر کرایہ کیلئے بنایا گیا تھا، تو کرایہ پر دینا اور کرایہ وصول کرنا درست ہے[۴]۔

(۳) کا جواب نمبر ۲/ سے ظاہر ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/۸۵ھ

---

[۱] ولااجرة لعمل بلاشرط الاجرة الخ اعانة الطالبین، ج۳/ص ۱۲۱/ مطبوعه بیروت، کتاب الاجارة.

[۲] حوالۂ بالا

[۳] ولا تصح اجارة من له السکنی الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۶/۵۶۹، کتاب الوقف، مطلب فیما لو آجر من له السکنی.

[۴] ان الواقف اذا اطلق او عین الاستغلال کان للاشتغلال وان قید بالسکنی تقید بها الخ شامی زکریا ص ۶/۵۷۱، کتاب الوقف، مطلب من له الاشتغلال لا یملک السکنی.

فصل پانزدھم:- اشیاءمسجد کا استعمال

مسجد کی چیزوں کا ذاتی کام میں استعمال کرنا

سوال:۔ مسجد کا سامان مسجد کے علاوہ تصرف کر سکتے ہیں یا نہیں؟ مسجد کا سامان مثلاً ڈول، لوٹا، لالٹین، موم بتی وغیرہ، اسی طرح مسجد کی اینٹ، قرضاً لیکر باہر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اسی طرح مسجد کے صحن میں اگر خشک کرنے کی غرض سے کپڑا پھیلائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ جملہ امور ممنوع ہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۸۸ھ

مسجد کے لوٹے ذاتی کام میں استعمال کرنا

سوال:۔ جتنے مسجد میں لوٹے رکھے ہیں نمازی اور بے نمازی ان کو تمام کاموں میں استعمال کرتے ہیں، ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے لوٹے تمام کاموں میں استعمال کرنا درست نہیں، صرف وضو، استنجاء، غسل میں استعمال کریں، پانی پینے یا کہیں کوئی معمولی کپڑا نماز کیلئے دھونے کی بھی گنجائش ہے مسجد سے باہر

---

[1] مستفاد :. لایحمل الرجل سراج المسجد الی بیته (عالمگیری ،کوئٹه ،ص ۱۱۰/ج ۱/ کتاب الصلوٰة قبیل الباب الثامن ولایشغل المسجد بالمتاع (الاشباه والنظائر،ص ۲۰۳/مطبوعه اشاعة الاسلام دھلی ، الفن الثالث ، القول فی احکام المسجد)، خانیة علی هامش الهندیة ص۲۹۴ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل، یجعل داره مسجداً.

اپنے مکان وغیرہ میں لیجانا اور استعمال کرنا منع ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حرره العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کا فرش یا روپیہ اپنے کام میں لانا

سوال:۔ مسجد کی کوئی چیز مثلاً فرش دری بچھائی جائے یا روپیہ بلاکسی عذر امام صاحب خود اپنے استعمال میں لاسکتے ہیں کہ نہیں یا بستی کا کوئی آدمی کسی شادی وغیرہ میں کرایہ پر لیجاسکتا ہے یانہیں، طالب علم مسجد کا تیل اپنے کام میں بلاکسی عذر کے استعمال کرسکتا ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مسجد کا فرش دری وغیرہ امام یا کسی اورکو اپنے ذاتی استعمال میں لانے کا حق نہیں نہ کرایہ پر دینا درست ہے، مسجد کا روپیہ بھی کسی اورکو اپنے کام میں لانا جائز نہیں[۲] مسجد کے لئے تیل جس شخص نے دیا ہے، اگر امام یا کوئی طالب علم اپنے کام میں لانا چاہے تو دینے والے کی اجازت سے لاسکتا ہے بلا اجازت نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۴/۸۸ھ

---

[۱] کمایستفاد ممافی الهندیه ،ولایحمل الرجل سراج المسجد الی بیته، (عالمگیری ص ۱۱۰/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، الباب السابع فیما یفسد الصلوٰة ومایکره فیها، فتاوی البزازیة علی هامش الهندیه کوئٹه ص ۲۷۰ ج ۶، کتاب الوقف الرابع فی المسجد وما یتصل به، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۰ ج ۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد.

[۲] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ،ص ۴۳۳/ج ۴/ کتاب الوقف مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع)، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۴۵ ج ۵ کتاب الوقف، النهر الفائق ص ۳۲۵ ج ۳ کتاب الوقف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] مستفاد : .بعث شمعا فی شهر رمضان الی مسجد فاحترق وبقی منه ثلثه اودونه لیس للامام ولاللمؤذن ان یأخذ بغیر اذن الدافع (بحرکوئٹه ،ص ۲۵۰/ج ۵/کتاب الوقف فصل فی احکام المساجد)، شامی زکریا ص ۵۷۴ ج ۶ کتاب الوقف، مطلب فی الوقف اذا خرب ولم یمکن عمارته.

مسجد کے کسی حصہ کو اپنے ذاتی مفاد کے لئے مخصوص کر لینا

سوال:۔ مسجد کے کسی حصہ سے اپنا ذاتی فائدہ حاصل کرنا جائز ہے، یا نہیں؟ اس کے صحن یا اسکی چھت وغیرہ پر پودے وغیرہ لگا کر اس کا پھل استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے کسی حصہ کو اپنے ذاتی فائدہ کے لئے مخصوص کر لینا جائز نہیں ہے، حتی کہ نماز کے لئے بھی اپنی جگہ مخصوص کرنے کا حق نہیں کہ وہاں کسی کو کھڑا ہونے اور نماز پڑھنے سے روکے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۰؍۱۰؍۹۲ھ

مسجد کا لوٹا اور جگہ مخصوص کرنا

سوال:۔ اگر کوئی نمازی مسجد میں اپنی وضو کے لئے ایک لوٹا مخصوص کر لے اور اپنی نماز کیلئے جگہ مخصوص کر لے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے ہر لوٹے سے ہر نمازی کو وضو کرنے کا حق ہے، اسی طرح مسجد کے ہر حصہ میں ہر نمازی کو نماز پڑھنے کا حق حاصل ہے، اس لئے کوئی شخص کسی خاص لوٹے کے استعمال سے یا کسی خاص حصہ میں نماز پڑھنے سے اپنی خصوصیت کی بناء پر کسی نمازی کو منع نہیں کر سکتا، البتہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ خود کسی خاص لوٹے سے اس کے اچھا یا بڑا یا کسی اور وصف کی بناء پر وضو کیا کرے کسی

---

[1] ولایتعین مکان مخصوص لاحد حتی لو کان للمدرس موضع من المسجد یدرس فیه فسبقه غیره الیه لیس له ازعاجه واقامته منه (البحر ، کوئٹه ،ص ۳۴، ج ۲ ، کتاب الصلوٰة فصل لما فرغ من بیان الکراهة فی الصلوٰة)، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۶ ج ۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها، الاشباه والنظائر ص ۲۰۲ القول فی احکام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

اورلوٹے سے نہ کرے، بلا وجہ شرعی مسجد کے کسی خاص حصہ کو نماز کے لئے متعین کرنا منع ہے کہ یہ تخصیص بلا مخصص شرعی ہوگی[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۷/۵۸ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ......صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۳/رجب ۵۸ھ

مسجد کا کوئی لوٹا اپنے لئے خاص کرنا

سوال:۔زید مسجد کا ایک لوٹا اپنے لئے مخصوص کر لیتا ہے، دوسرا کوئی استعمال کرتا ہے تو ناراض ہوتا ہے، اوراس کو ناپاک سمجھتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا یہ طریقہ غلط ہے، اگر اس کو وہم ہے کہ دوسرے کے استعمال سے لوٹا ناپاک ہوجاتا ہے تو اس وہم کو چھوڑ دے، اگر نہ چھوڑ سکے تو اپنا لوٹا خرید کر علیحدہ رکھے، اور نماز کے وقت لے آیا کرے تاکہ دوسرے کو اسکے استعمال کرنے کی نوبت ہی نہ آئے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] و(یکره) تخصیص مکان لنفسه قال فی القنیة له فی المسجد موضع معین یواظب علیه وقد شغله غیره قال الاوزاعی ،له ان یزعجه ،ولیس له ذلک عندنا اھ ای لان المسجد لیس ملکالاحد بحر عن النهایة (شامی کراچی ،ص ۶۶۲/ج ۱/کتاب الصلوٰة ،باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها مطلب فیمن سبقت یده الی مباح)، البحر الرائق کوئٹه ص۳۴ ج۲ کتاب الصلوة، فصل لما فرغ من بیان الکراهة، فی الصلوة، الاشباه والنظائر ص۲۰۲ القول فی احکام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام، دهلی.

[2] متولی المسجد لیس له أن یحمل سراج المسجد، الی بیته وله أن یحمله من البیت الی المسجد، خانیة علی هامش الهندیه کوئٹه ص۲۹۴/۳ کتاب الوقف، باب الرجل، یجعل داره مسجداً، فتاوی البزازیه علی هامش الهندیه کوئٹه ص۲۷۰ ج۶ کتاب الوقف، الرابع فی المسجد وما یتصل به عالمگیری کوئٹه ص۴۶۲ ج۲ الفصل الثانی من الباب الحادی عشر.

مساجد کے لوٹے وغیرہ عیدگاہ میں لیجانا

سوال:۔ زمانۂ قدیم سے نظام حیدرآباد کے ذمہ سے یہاں معمول یہ ہے کہ عیدین کے موقعہ پر متولیان عیدگاہ و منتظمین ان مساجد سے جہاں نماز عید نہیں ہوتی ہے، وہاں کے متولیوں کی اجازت سے جاءنماز اور وضو کے برتن وغیرہ مصلیان کے لئے لے جاتے ہیں، اور بعد نماز عید وہاں پہنچادیتے ہیں، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ عمل از روئے شرع درست ہے یا نہیں، بعض لوگ معمول قدیم کو لیتے ہوئے تعامل ثابت کرتے ہیں، اور جواز کا قول فرماتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ چونکہ دور آصفیہ میں محکمۂ اوقاف کے عملے اور تھے اور حکومت وقف کی اجازت سے ایسا کیا گیا، اور مساجد کے ہر قسم کے انتظامات وہی لوگ کرتے تھے، تو جبکہ وہ عملہ عرصے سے چلا آرہا ہے، تو تعامل سے ثابت ہے جس مسئلہ میں نص موجود نہیں اس میں تعامل حجت ہے، مگر اس وقت غور طلب بات یہ ہے کہ فی زمانہ اگرچہ محکمۂ اوقاف ہے، اور مساجد کو کچھ اس سے فائدہ پہنچتا ہے، مگر کلیۃً دعویٰ نہیں کیا جاسکتا بلکہ مساجد کی بہتیری ضرورتوں کو عوام پورا کرتے ہیں، اس میں سے مساجد کی صفیں اور دیگر سامان ہے

نیز واقفین کے شرائط ہوسکتے ہیں اس طرح عیدگاہ کیلئے بسہولت دوسرے طریقے پر انتظام ممکن ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

واقف نے اگر کوئی وقف اس تصریح کے ساتھ کیا ہو، کہ عیدگاہ میں بھی اس کی آمدنی سے خرید کردہ سامان صف اور ظروف وضو وغیرہ لے جائیں، تو لیجانا درست ہے، "**لان شرط الواقف کنص الشارع**"[۱] لیکن آج جب کہ صف اور ظروف وضوء کا نظم عوام کے چندہ سے تو اس کو وقف

[۱] درمختار مع الشامی کراچی، ص۴۳۳/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع، بحر کوئٹہ ص۲۴۵ ج۵ کتاب الوقف، النھر الفائق ص۳۲۶ ج۳ کتاب الوقف، دار الکتب العلمیۃ بیروت.

سابق پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے جو چیز جس مسجد کیلئے دی جائے اس کو اسی مسجد میں استعمال کیا جائے، عیدگاہ میں نہ لے جائیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۳/۹۶ھ

ایک مسجد کا لوٹا، صف وغیرہ واپسی کے وعدہ پر دوسری مسجد کے لئے لینا

سوال:۔ کسی مسجد سے دوسری مسجد کے لئے لوٹے، صف وغیرہ واپسی کے وعدہ پر لئے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ براہ کرم مندرجہ بالا امور کے بارے میں شرعی احکام سے آگاہ فرما کر محلّہ اور مسجد سے متعلق لوگوں کے تنازعہ کو ختم کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان اشیاء کو واپسی کے وعدہ پر بھی نہ لیا جائے[۲] ہاں اگر وہاں ضرورت سے زائد ہو تو خرید لیا جائے[۳] فروخت کرنے پر اعتراض ہو تو نہ خریدا جائے، دوسری جگہ سے انتظام کر لیا جائے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] اتحدالواقف والجهة جاز للحاكم ان يصرف من فاضل الوقف الاخر عليه وان اختلف احدهما بأن بنى رجلان مسجدين اورجل مسجداً ومدرسة ووقف عليهما اوقافاً لايجوز له ذلک ای الصرف المذكور درمختار على الشامى كوئٹه ص۴۰۸/۳، ومطبوعه زكريا ص۵۵۱/۶، كتاب الوقف، مطلب فى نقل انقاض المسجد ونحوه، بحر كوئٹه ص۲۱۶ ج۵ كتاب الوقف، مجمع الأنهر ص۵۹۶ ج۲ كتاب الوقف، دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] اتحدالواقف والجهة جاز للحاكم ان يصرف من فاضل الوقف الاخر عليه وان اختلف احدهما بان بنى رجلان مسجدين ورجل مسجداً ومدرسة ووقف عليهما اوقافاً لايجوز لهٗ ذلک ای الصرف المذكور (درمختار مع الشامى كراچى، مختصراً، ص۳۶۰/ج۴/ كتاب الوقف، مطلب فى نقل انقاض المسجد ونحوه)، مجمع الأنهر ص۵۹۶ ج۲ كتاب الوقف، فصل إذا بنى مسجداً، دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص۲۱۶ ج۵ كتاب الوقف. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کا سامان ذاتی مصرف میں لانا

سوال:۔ جب آدمی مکان تعمیر کرا رہا تھا، اول سے آخر تک مسجد کے حوض کے اندر سے پانی استعمال کیا مسجد کا سامان بھی استعمال کیا مثلاً ڈیگ فاوڑا، لکڑے وغیرہ تو کیا اس طریقہ سے ہر آدمی مسجد کے سامان کو استعمال کرسکتا ہے؟ شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے سامان کو اسطرح استعمال کرنا درست نہیں ناحق ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۹۲ھ

مسجد کی الماری میں اپنا تجارتی سامان رکھنا

سوال:۔ ایک مولوی صاحب مسجد میں بچوں کو پڑھاتے ہیں اوران کے پاس اپنا مکان بھی ہے، باوجود مکان ہونے کے مسجد کی الماری جوعین عبادت گاہ میں ہے، تجارتی کتابیں رکھتے ہیں جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں الماری اس لئے بنائی جاتی ہے کہ اس میں مسجد کی چیزیں مثلاً قرآن پاک، پنکھا،

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۳] مستفاد :.حشیش المسجد اذاکانت له قیمة فلاهل المسجد ان یبیعواه (هندیه ،کوئٹه ، ص ۴۵۹/ج۲/ کتاب الوقف ، الباب الحادی عشر فی المسجد)، بحر کوئٹه ص ۲۵۱ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، محیط برهانی ص ۱۳۱ ج۹ کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون، مجلس علمی گجرات.

(**صفحه هذا**) [۱] مستفاد :. لایحمل الرجل سراج المسجد الی بیته (عالمگیر ی،بلوچستان کوئٹه، ص ۱۱۰/ج۱/ قبیل الباب الثامن فی صلوٰة الوتر)، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، خانیه علی هامش الهندیة کوئٹه ص۲۹۴ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً.

مصلٰی وغیرہ رکھا جائے[۱] کسی کو اپنا سامان تجارت کے لئے رکھنا مستقل طور پر اس کا حق نہیں الماری خالی کردی جائے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں دینی کتابیں وغیرہ رکھنا

سوال: ۔اپنی ساری دینی کتابیں اور کچھ غیر دینی مثلا جنتری وغیرہ مسجد کی الماری میں رکھتا ہوں بوجہ حفاظت، کیونکہ گھر میں ان کے رکھنے کے لئے جگہ نہیں ہے،اور کبھی کبھی ایک جوڑا کپڑا استعمال کیلئے اور ناشتہ کی چیز مثلاً گڑ، میٹھائی ،دوا،صابن، تیل ،سر میں لگانے کا کنگھا (میں امام ہوں) جواب دہی فرماویں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مسجد میں اپنا گھریلو سامان،صابن،گڑ، میٹھائی، کپڑے وغیرہ نہ رکھیں[۳] کہ یہ اعتراض کی چیز ہے،اگر مسجد میں حجرہ سہہ دری،وضوخانہ وغیرہ ہوتو وہاں رکھیں جہاں مستقل رات کو سوتے ہوں، ایسی کتابیں جن سے نمازی بھی فائدہ اٹھائیں مسجد میں رکھ لیں،تو حرج نہیں[۴]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

۱ ولابأس بان یتخذ فی المسجد بیت یوضع فیه الحصیر ومتاع المسجد به جرت العادة من غیر نکیر (حلبی کبیری مطبوعه رحیمیه دیوبند ص۵۶۸/فصل فی احکام المسجد) هندیه کوئٹه ص۱۱۰ ج۱ کتاب الصلاة، قبیل الباب الثامن فی صلاة الوتر، فتح القدیر ص۴۲۲ ج۱ قبیل باب صلاة الوتر، مطبوعه دار الفکر بیروت.

۲ ولایشغل المسجد بالمتاع (الاشباه والنظائر ،مطبوعه اشاعة الاسلام ، دهلی ، ص۲۰۲/الفن الثالث القول فی احکام المسجد)، مجمع الأنهر ص۳۷۹ ج۱ باب الاعتکاف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۴۴۰ ج۳ باب الاعتکاف.

۳ ولایشغل المسجد بالمتاع الا للخوف فی الفتنة العامة (الاشباه والنظائر، ۲۰۳ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کے چراغ میں اپنا وظیفہ پڑھنا

سوال:۔تیل وغیرہ اور روشنی جو مسجد میں ہو اس سے فقط جس وقت عشاء کی نماز ختم ہونے کا وقت ہو نماز ہی کے کام میں لا سکتے ہیں، یا نمازی و امام مسجد یا کوئی دوسرا آدمی اس روشنی سے قرآن مجید یا وظیفہ وظائف کے پڑھنے کے وقت کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نماز کیلئے جب تک روشنی رہنے کا معمول ہو اس وقت تک اس روشنی میں قرآن شریف اور وظیفہ وغیرہ پڑھنا بلاشبہ درست ہے، اور اس کے بعد یعنی جب روشنی چراغ گل کر دیا جاتا ہو اس وقت تیل دینے والے کی اجازت سے روشنی کرنا اور اس میں قرآن شریف وغیرہ پڑھنا درست ہے، بلا اجازت نہیں چاہئے، اور اگر تیل وقف کی آمدنی سے خریدا گیا ہے، مگر واقف نے یہ شرط نہیں کی کہ تمام رات مسجد میں چراغ روشن رہے تب بھی قرآن شریف وغیرہ پڑھنے کے لئے علاوہ وقت نماز کے چراغ کو روشن کرنا درست نہیں[1] کذا فی الہندیہ، ص۱۰۳۳/۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۵/۵۶ھ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) مطبوعه اشاعة الاسلام دهلی،الفن الثالث ،القول فی احکام المسجد)، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۴۴۰ ج۳ باب الاعتکاف، مجمع الأنهر ص۳۷۹ ج۱ باب الاعتکاف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۴] لا یکره احضاره کدراهم یسیرة او کتاب ونحوه البحر الرائق کوئٹه ص۳۰۴ ج۲ باب الاعتکاف، شامی زکریا ص۴۴۰ ج۳ باب الاعتکاف، النهر الفائق ص۷۴ ج۲ باب الاعتکاف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحه هذا) [۱] ولو وقف علی دهن السراج للمسجد لایجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین ولایجوز ان یترک فیه کل اللیل الافی موضع جرت العادة فیه بذلک کمسجد بیت المقدس ومسجدبیت النبی صلی الله علیه وسلم والمسجد الحرام اوشرط الواقف ترکه فیه کل اللیل کماجرت العادة به فی زماننا (الهندیه مصری ،ص ۴۵۹/ج۲/ کتاب الوقف، الفصل الاول من الباب الحادی عشرفی المسجد)، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف فصل احکام المسجد، خانیة علی هامش الهندیة کوئٹه ص۲۹۹ ج۳ کتاب الوقف باب الرجل یجعل داره مسجدا.

مسجد کا ہیٹر اپنی ضرورت یا تلاوت کے لئے استعمال کرنا

سوال: ۔بجلی کا ہیٹر نمازی یا منتظم مسجد استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یا تلاوت کے وقت استعمال ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

منتظمین یا عام نمازی جس وقت عام ضرورت کے وقت استعمال کریں تو درست ہے، خاص کر آدمی اپنی تلاوت کے لئے استعمال نہ کرے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۴/۹۵ھ

مسجد کی کتاب کو مکان پر رکھ کر مطالعہ کرنا

سوال: ۔ایک امام مسجد نے ایسے محلّہ میں امامت کرنا شروع کی کہ جس محلّہ کے مسلمان امورغیر شرعی میں زیادہ مبتلا تھے امام کا دل غیر شرعی امور میں مسلمانوں کو دیکھ کر کڑھتا مگر مجبور تھا کہ ان کی اصلاح کیسے کی جائے، جب ان کو مسئلہ بتاتا تو لوگ ثبوت طلب کرتے ،مگر امام صاحب کے پاس کوئی ایسی کتاب مستند نہیں تھی جو ان کو دکھا سکتے ، امام صاحب نے چندہ جمع کر کے ایک قرآن مترجم حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا خرید لیا اور تفسیر حقانی بھی خریدی ،امام صاحب مذکورہ کتابیں مکان میں رکھ کر مطالعہ کر کے لوگوں کو سناتے ہیں، ثبوت کیلئے ان کو کتابیں دکھاتے ہیں، جس سے مسلمانوں کی کافی اصلاح ہوتی جارہی ہے، کیا یہ کتابیں امام مکان میں رکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس شکل

---

[۱] مستفاد:. ان ارادانسان ان یدرس الکتاب بسراج المسجد ان کان سراج المسجد موضوعاً فی المسجد للصلوٰۃ قیل لابأس به وان کان موضوعاً فی المسجد لاللصلوٰۃ بان فرغ القوم من صلاتهم وذهبوا الی بیوتهم وبقی السراج فی المسجد قالو الابأس بأن یدرس به الی ثلث اللیل وفیما زادعلیٰ الثلث لایکون له حق التدریس (هندیه ،کوئٹه ،ص ۴۵۹/ج۲/ کتاب الوقف ،الباب الحادی عشر فی المسجد)، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۲۹۹ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً، المحیط البرهانی ص۱۳۲ ج۹ کتاب الوقف، نوع آخر فی المسائل التی تعود الی بانی المسجد، مطبوعه ڈابھیل.

میں کوئی گناہ تو نہیں ہوتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چندہ دینے والوں کو اطلاع کردے کہ میں نے آپ کے دیئے ہوئے پیسوں سے کتابیں خریدی ہیں، ان کو مکان پر رکھ مطالعہ کرتا ہوں، ان کو اعتراض نہ ہو تو بس کافی ہے[1]، اگر ان لوگوں نے امام کو پیسے کا مالک بنادیا تھا تو پھر کسی قسم کا بھی اعتراض نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۷/۹۲ھ

مسجد کا تیل یا ڈھیلا اپنے گھر لیجانا

سوال:۔ بہت سے آدمی مسجد کے چراغ میں سے ہاتھ پیروں میں تیل لگاتے ہیں، اور بہت سے آدمی مسجد کے اندر سے ڈھیلے لے جاکر گھر پر رکھ لیتے ہیں، وہیں پر استنجاء میں استعمال کرتے ہیں ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان دونوں باتوں کی اجازت نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] مستفاد :بعث شمعا فی شهر رمضان الی مسجد فاحترق وبقی منه ثلثه اودونه لیس للامام ولا للمؤذن ان یأخذ بغیر اذن الدافع (بحر،کوئٹہ،ص ۲۵۰/ ج۵/ کتاب الوقف فصل فی احکام المساجد)، شامی زکریا ص ۵۷۴ ج۶ کتاب الوقف، مطلب فی الوقف اذا خرب ولم یمکن عمارته.

[2] لان حقهم فی المنافع لاالعین (قوله لاالعین)لانهاحق المالک اوحق اللّٰه تعالیٰ علیٰ الخلاف ومنه یوخذ عدم جواز قسمة حصر المسجد العتیقة بین المستحقین وکذا مابقی من شمع رمضان وزیته للإمام (شامی کراچی ،ص۳۷۷/ج۴/ کتاب الوقف،مطلب فی الوقف اذاخرب ولم یمکن عمارته، متولی المسجد لیس له أن یحمل سراج المسجد الی بیته وله أن یحمل من البیت إلی المسجد، خانیه علی هامش الهندیه کوئٹہ ص۲۹۴ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً، عالمگیری کوئٹہ ص۴۶۲ ج۲ الفصل الثانی من الباب الحادی عشر، فتاوی البزازیة علی هامش الهندیة کوئٹہ ص۲۷۰ ج۶ کتاب الوقف الرابع فی المسجد وما یتصل به.

مسجد کی سیڑھی وغیرہ اپنے گھر میں لیجا کر استعمال کرنا

سوال:۔ متولیٔ مسجد کی اجازت سے کوئی شخص مسجد کی سیڑھی تپائی گھر لیجا کر استعمال کرے، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو چیز مسجد کے پیسہ سے خریدی گئی، اور دوسرے لوگ اپنی ضرورت کیلئے مسجد سے مانگتے ہیں تو ان کو عام طور پر وہ چیز نہ دی جائے[۱] ہاں اگر مسجد کے مصالح کا تقاضا ہے تو دے سکتے ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/۹۱ھ

مسجد کا گرم پانی گھر لیجانا

سوال:۔ ایک شخص اہل محلّہ سے کچھ چندہ لیکر اور اپنا زرِ کثیر خرچ کر کے ایک مسجد تعمیر کرے اور پھر مسجد کی مخصوص ضروریات کیلئے یعنی فقط بوریئے تیل لوٹے اور مرمت مسجد کے لئے مکان اور دوکان وقف کردی ہے اس کی آمدنی ہمیشہ مذکورہ ضروریات مسجد پر خرچ ہوتی ہے اہل محلّہ تقاضہ کرتے ہیں کہ اس کی آمدنی کو گرم پانی کے مصارف پر خرچ کیا جائے، اور صاحب وقف کہتا ہے کہ مذکورہ مخصوص ضروریات کے لئے وقف کیا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے؟

علاوہ ازیں یہ بھی دریافت طلب چیز ہے کہ رواج ٹھیر گیا ہے کہ اہل محلّہ مسجد میں پانی گرم کرتے ہیں نمازیوں کیلئے ہر بے نمازی اس سے غسل کرتا ہے، اور گھروں میں لیجاتے ہیں، بے نمازی کا غسل کرنا اور گھر عورتوں اور مردوں کا نمازی ہو یا غیر نمازی ہو گھروں میں لیجانا جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱] مستفاد :. لایحمل الرجل سراج المسجد الی بیته (عالمگیری کوئٹه، ص ۱۱۰/ج۱/ کتاب الصلوٰةقبیل الباب الثامن)، فتاوی الزازیة علی هامش الهندیة کوئٹه ص ۲۷۰ ج۶ کتاب الوقف الرابع فی المسجد وما یتصل به، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد.

الجواب حامداً ومصلیاً

جب واقف گرم پانی کرنے کی اجازت نہیں دیتا بلکہ صراحۃً منع کرتا ہے، تو شرط الواقف کنص الشارع[۱] کے ماتحت پانی گرم کرنے میں آمدنی کو خرچ کرنا درست نہیں، ہاں اگر واقف اجازت دیدے تو جائز ہے جو لوگ اپنے دام خرچ کر کے نمازیوں کے لئے پانی گرم کرتے ہیں، ان کو اختیار ہے کہ وہ کسی بے نمازی کو استعمال نہ کرنے دیں، نیز کسی کو اپنے گھر نہ لیجانے دیں، جو شخص بلا ان کی اجازت اپنے گھر لیجائے گا گنہگار ہوگا کیونکہ یہ پانی مسجد کے روپے سے گرم نہیں ہوتا، بلکہ اہل محلّہ خود گرم کرتے ہیں، اور دار و مدار اہل محلّہ کی اجازت پر ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۱۱/۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/ ذی قعدہ ۵۴ھ

مسجد کا کنواں، نل، ڈول، رسّی استعمال کرنا

سوال:۔ اگر مسجد میں کنواں یا نل لگا ہوا ہو تو اس کنویں سے پانی فقط وضو برائے نماز نمازی ہی کام میں لاسکتے ہیں، یا دیگر آدمی محلّہ کے باشندے خرچہ ضروری میں کام لاسکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے کنویں کا پانی علاوہ نماز کے دوسرے کام میں بھی لانا درست ہے[۳]، لیکن احتیاط ضروری

---

[۱] درمختار مع الشامی کراچی، ص ۴۳۳/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع)، شامی ص ۶۴۹ ج ۶ مطبع زکریا دیوبند، النھر الفائق ص ۳۲۵ ج ۳ کتاب الوقف، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، البحر الرائق ص ۲۴۵ ج ۵ کتاب الوقف.

[۲] فان شرائط الواقف معتبرۃ اذالم تخالف الشرع وھو مالک فلہ ان یجعل مالہ حیث شاء مالم یکن معصیۃ ولہ ان یخص صنفا من الفقراء ولوکان الوضع فی کلھم قربۃ (شامی کراچی ص ۳۴۳/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب شرائط الواقف معتبرۃ، شامی زکریا ص ۵۲۷ ج ۶، النھر الفائق ص ۳۲۵ ج ۳ کتاب الوقف، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہے یعنی وہ کنواں اگر مسجد کے فرش پر ہے تو اسکا خیال رکھنا چاہئے کہ مسجد کا فرش نجاست سے ملوث نہ ہو[۱]، نیز مسجد کے ڈول، رسی کا استعمال درست نہیں، ہاں اگر ڈول، رسی، دینے والے نے عام اجازت دی ہو تو درست ہے، اور مسجد کے نل کو اتنا زیادہ اور زور سے استعمال نہ کیا جائے کہ جلد خراب ہو جائے اور اگر مسجد کی آمدنی سے لگایا ہے تو ضروریات نماز کے علاوہ استعمال نہ کیا جائے[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کے نل سے اہل محلّہ کا پانی لینا

سوال:۔ ہمارے یہاں مسجد میں جو نل لگا ہوا ہے محلّہ کے چھ مکانات کے لوگ اس نل سے اپنی ضروریات کے لئے پانی استعمال کرتے ہیں، اس میں کوئی گناہ تو نہیں ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس نل سے اہل محلّہ کو پانی لینا درست ہے مگر احتیاط سے استعمال کریں، اگر خراب ہو جائے تو اس کی اصلاح بھی کرا دیا کریں، یہ بات نہ ہو کہ پانی تو اہل محلّہ بھریں اور مرمت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۳] **نوٹ**:۔ بشرط یہ کہ قریب میں کوئی دوسرا ایسا کنواں نہ ہو جس سے دوسرے آدمی اپنی ضرورت پوری کرسکیں (امداد الفتاویٰ جدید، ص۵۱۷/ج۲/) ولا بأس أن يشرب من الحوض والبئر ويسقي دابته ويتوضأ منه، البحر الرائق كوئٹه ص۲۵۵ ج۵ كتاب الوقف فصل في احكام المسجد، عالمگيرى كوئٹه ص۴۶۵ ج۲ الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر والخانات والحياض.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] لان تنظيف المسجد واجب (بدائع كراچى ص۱۱۵/۲/ كتاب الاعتكاف، حلبى كبير ص۶۱۲، فصل في احكام المسجد، طبع لاهور، البحر الرائق كوئٹه ص۳۰۳/۲ باب الاعتكاف.

[۲] بعث شمعا في شهر رمضان الى مسجد فاحترق وبقي منه ثلثه اودونه ليس للامام ولاللمؤذن ان يأخذ بغير اذن الدافع، ولو كان العرف في ذلك الموضع أن الامام والمؤذن يأخذه من غير صريح الاذن في ذلك فله ذلك، (بحر، كوئٹه، ص ۲۵۰/ج۵/ كتاب الوقف، فصل في احكام المساجد)، شامى زكريا ص۵۷۴ ج۶ كتاب الوقف، مطلب في الوقف، اذا خرب ولم يمكن عمارته.

مسجد کے ذمہ رہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۵/۹۰ھ

مسجد کے ٹانکہ سے محلّہ والوں کا پانی لے جانا

سوال:۔ مسجد میں ٹانکہ ہے اس میں نل لگے ہیں، شہر سے بذریعہ نل پانی ٹانکہ میں آتا ہے، پانی کا ٹیکس مسجد کمیٹی ادا کرتی ہے محلّہ کے لوگ آکر اپنی ضروریات کا پانی لے جاتے ہیں، وضو کرنے کی جگہ مسجد کے اندر ہے، اس جگہ پر باوضو مصلی حضرات پیر رکھ کر مسجد میں آتے ہیں، باہر کے بچے مسجد کے اندر نل سے پانی لے جاتے ہیں، باہر کی خراب مٹی مسجد میں بھرتی ہے، سوال یہ ہے کہ مسجد کے ٹانکے سے محلّہ کے لوگ اپنی ضروریات کے لئے پانی لے جاسکتے ہیں، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ پانی کنویں کے پانی کی طرح نہیں ہے، کہ ہر شخص کو لینے کا اختیار ہو بلکہ یہ گھڑے میں رکھے ہوئے پانی کی طرح ہے کہ مالک نے اپنی ضرورت کیلئے گھڑے میں بھر رکھا ہے وہ اس پانی کا مالک ہوگیا، کسی شخص کو بغیر اس کی اجازت کے لینے کا حق نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۹/۹۹ ۱۳ھ

---

[1] **نوٹ**:۔ اہل محلّہ کے لئے مسجد کے نل سے پانی لینا اسی صورت میں درست ہے جبکہ ان لوگوں کی طرف سے اجازت ہو جن کے چندہ سے وہ لگایا گیا ہے، اور اگر وہ خاص مسجد ہی کیلئے لگایا گیا ہے، تو پانی لینا درست نہیں۔

مستفاد: ولووقف علی دھن السراج للمسجد لایجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین ویجوز ان یترک فیه کل اللیل الا فی موضع جرت العادة فیه بذالک او شرط الواف ترکه فیه کل الیل، الھندیه ص ۲/۴۵۹، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر، البحرالرائق کوئٹه ص ۵/۲۵۰، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، المحیط البرھانی ص ۹/۱۳۱، الفصل الحادی والعشرون فی المساجد نوع آخر فی المسائل اللتی تعود الی بانی المسجد، مطبوعه ڈابھیل، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کی اشیاء کا امام ومؤذن کیلئے استعمال

سوال:۔ مسجد کا متفرق سامان امام یا مؤذن حسب ضرورت استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں دو قسم کی چیزیں ہوتی ہیں، قسم اول اہل محلّہ دیتے ہیں، وہ اگر امام صاحب کو اپنے حجرہ میں استعمال کی اجازت دیں تو درست ہے[1] قسم دوم منتظمین مسجد کیلئے خریدتے ہیں، اگر وہ اجازت دیں تو ان کی اجازت سے درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

باجازت متولی مسجد کا تیل امام ومؤذن کیلئے

سوال:۔ مسجد میں جو عموماً عام لوگ تیل ڈال جاتے ہیں، آیا اس تیل کو امام ومؤذن مسجد

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] والمحرزفی کوزوحب لاینتفع به الا باذن صاحبه لملکه باحرازه (درمختار مع رد المحتار کراچی، ص ۴۳۹/ج۶/ کتاب احیاء الموات ،فصل فی الشرب)، مجمع الأنهر ص۲۳۷ ج۴ کتاب احیاء الموات، طبع دارالکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص۸۰ج۱۰ کتاب احیاء الموات، فصل فی مسائل الشرب، فصل فی المیاه، طبع دارالفکر بیروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] مسجد له مسغلات واوقاف الی قوله واذا اراد ان یصرف شیئاً من ذلک الی امام المسجد او الی موؤذن المسجد، فلیس له ذلک الا اذا کان الواقف شرط ذلک فی الوقف، المحیط البرهانی ص۱۳۷/۹ کتاب الوقف، نوع آخر فی المسائل التی تعود الی قیم المسجد، عالمگیری کوئٹه ص۴۶۳/۲ کتاب الوقف، مطلب الوقف علی عمارته ومصالحه، خلاصة الفتاوی ص۴۲۶/۴ کتاب الوقف، الفصل الرابع فی المسجد واوقافه، مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

[2] الواقف ومحل الجهة ان اتحدث بان کانا وقفا علی المسجد احدهما الی العمارة والآخر الی امامه او مؤذنه والامام والمؤذن لا یستقر لقلة المرسوم للحاکم الدین ان یصرف من فاضل وقف المصالح والعمارة الی الامام والمؤذن باستصواب اهل المحلة البحر الرائق کوئٹه ص۲۱۶ ج۵ کتاب الوقف، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۵۵۱ ج۶ کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص۲۶۱ ج۶ کتاب الوقف، قبیل نوع فی الفاظ جاریة فی الوقف.

ہذا میں اپنے حجرہ میں باذن متولی جلاسکتا ہے یا نہیں اوراس کا یہ اذن ازروئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تیل دینے والوں کی بھی اجازت ورضامندی ہے تو جائز ہے[1] اور متولی کا اذن بھی معتبر ہے ورنہ نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کا تیل امام کیلئے

سوال:۔امام کو کوئی شئی مسجد کی اپنے تصرف میں لانا مثل تیل وغیرہ شرعاً کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر واقف نے اس کے متعلق امام کو اجازت دی ہے اوراس کی مقدار متعین کردی ہے، اورامام غریب ہے تو امام کو بقدرِ تعینِ واقف اس کا صرف کرنا درست ہے، اوراگر واقف نے تو اجازت نہیں دی لیکن امام کی تنخواہ کا جز قرار دیا ہے، مثلاً ہر ماہ اتنے روپیہ اوراتنا تیل تنخواہ مقرر کی گئی ہے، تب بھی امام کو اس تعین کے ماتحت اس میں تصرف کرنا درست ہے، اگر کوئی معاملہ واقف سے یا ملازم رکھنے والے سے نہیں کیا گیا تو امام کو مسجد کے چراغ سے مسجد میں رہتے ہوئے فائدہ اٹھانا

[1] بعث شمعا فی شهر رمضان الی مسجد فاحترق وبقی منه ثلثت أو دونه لیس للإمام ولا للمؤذن أن یأخذ بغیر اذن الدافع ولو کان العرف فی ذلک الموضع ان الامام والمؤذن یأخذه من غیر صریح الإذن فی ذلک فله ذلک، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، شامی کراچی ص۳۷۷ ج۴، کتاب الوقف، مطلب فی الوقف، اذا خرب فلم یمکن عمارته،

[2] واذا ارادان یصرف شیئاً من ذلک الیٰ امام المسجد اوالی مؤذن المسجد فلیس له ذلک الا أن کان الواقف شرط ذلک فی الوقف، (عالمگیری مصری ص۴۶۳/ج۲/ کتاب الوقف، الفصل الثانی من الباب الحادی عشرفی المسجد)، المحیط البرهانی ص۱۳۷ ج۹ کتاب الوقف الفصل الحادی والعشرون فی المساجد نوع آخر منه فی المسائل التی تعود الی قیم المسجد، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل گجرات، خلاصة الفتاوی کراچی ص۴۲۶ ج۴ کتاب الوقف، الفصل الرابع فی المسجد وأوقافه ومسائله.

جن اوقات میں مسجد کی ضرورت کے لئے چراغ روشن کیا جاتا ہے، دیگر سب نمازیوں کی طرح درست ہے، تیل کو فروخت کرنا اپنے گھر لیجا کر جلانا وغیرہ درست نہیں۔

"واذا اراد ان یصرف شیئاً من ذٰلک الیٰ امام المسجد او الیٰ موذن المسجد فلیس له ذلک الا ان کان الواقف شرط ذٰلک فی الوقف کذافی الذخیرة ولو شرط الواقف فی الوقف الصرف الیٰ امام المسجد وبین قدره یصرف الیه ان کان فقیراً وان کان غنیا لایحل وکذا الوقف علیٰ الفقهاء الموذنین کذافی الخلاصة[1]، ان ارادانسان ان یدرس الکتاب بسراج المسجد ان کان سراج المسجد موضوعاً فی المسجد للصلوٰة قیل لابأس به وان کان موضوعاً فی المسجد لاللصلوٰة بان فرغ القوم من صلاتهم وذهبو االیٰ بیوتهم وبقی السراج فی المسجد قالوالابأس بان یدرس به الیٰ ثلث اللیل وفیما زاد علیٰ الثلث لایکون له حق التدریس کذافی فتاویٰ قاضی خاں اھ عالمگیری"[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/صفر ۵۶ھ
الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ......صحیح عبداللطیف غفرلہ ۸/صفر ۵۶ھ

---

[1] الهندیه مطبوعه مصر ص۴۶۳/ج۲/ کتاب الوقف، الفصل الثانی من الباب الحادی عشر فی المسجد، خلاصة الفتاوی کراچی ص۴۲۶ ج۴ کتاب الوقف، الفصل الرابع فی المسجد وأوقافه ومسائله المحیط البرهانی ص۱۳۷ ج۹ کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون فی المساجد، نوع آخر منه فی المسائل التی تعود الی قیم المسجد، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

[2] الهندیه ،مصری، ص۴۵۹/ج۲/ کتاب الوقف، الفصل الاول من الباب الحادی عشر، البحرالرائق کوئٹه ص۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد، المحیط البرهانی ص۱۳۲ ج۹ کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون فی المساجد نوع آخر منه فی المسائل التی تعود إلی بانی المسجد، مطبوعه مجلس علی ڈابهیل، خانیه علی هامش الهندیه کوئٹه ص۲۹۹ ج۳ کتاب الوقف باب الرجل یجعل داره مسجداً.

مسجد کا تیل وغیرہ امام کو استعمال کرنا

سوال:۔ (۱) پیش امام اور مؤذن وغیرہ کو تنخواہ میں جو کہ چار پانچ روپیہ کی ہوتی ہے، یا علاوہ تنخواہ کے ضرورت سمجھ کر ویسے ہی مذکورہ اشیاء یا ان کے دام متولی ان کو دے سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اور یہاں اکثر مسجدوں میں پیش امام وغیرہ کی تنخواہ نہیں ہے، اور اکثر پیش امام مذکورہ چیزیں اپنا حق سمجھ کر اپنے گھر میں خرچ کرتے ہیں، اور ان پر اکثر مقتدی ومتولی کچھ بھی اعتراض نہیں کرتے، بلکہ اکثر کہہ بھی دیتے ہیں کہ یہ آپ کا حق ہے، آپ لیجایا کریں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) اگر مسجد میں دینے والوں کی طرف سے اس کی اجازت ہے تو درست ہے۔

(۲) اگر مسجد میں دینے والے یہ کہہ دیتے ہیں، کہ یہ اشیاء ہم نے آپ کو دی ہیں، آپ اپنے گھر میں لیجا کر استعمال کر لیں تو امام کو ایسا کرنا درست ہے[۱] اور دینے والے کے علاوہ اگر دوسرے مقتدی اجازت دیتے ہیں تو انکی اجازت غیر معتبر ہے، اگر دینے والے دیتے ہیں مسجد میں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مسجد کی اشیاء میں امام کو شرعاً اس قسم کا حق حاصل ہوتا ہے، تو ان کا یہ خیال غلط ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵۹/۶/۲۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ یکم رجب ۵۹ھ

صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم

---

[۱] وفی البحر لیس للامام ولا للمؤذن ان یأخذہ بغیر اذن الدافع، البحر الرائق ص ۵/۲۵۰، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، واذا ارادان یصرف شیئاً من ذٰلک الی امام المسجد اوالیٰ مؤذن المسجد فلیس لہ ذٰلک الا ان کان الواقف شرط ذلک فی الوقف (الھندیہ مصری ص ۴۶۳/ج ۲/ کتاب الوقف الباب الحادی عشر، خلاصۃ الفتاوی کراچی ص ۴/۴۲۶، کتاب الوقف، الفصل الرابع فی المسجد واوقافہ ومسائلہ)

حمام کے کوئلہ سے امام کا چائے بنانا

سوال:۔ جس جگہ لکڑی بافراغت ملتی ہے، تو حمام کیلئے جو کوئلہ وغیرہ دیا جاتا ہے، تو امام اس سے چائے وغیرہ پکا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جن لوگوں نے لکڑی دی ہے اگر وہ اجازت دیدیں کہ امام اپنے استعمال میں بھی لائے تو امام کیلئے اجازت ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۷/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ // // //

بچی ہوئی موم بتی بیچ کر امام کی تنخواہ وغیرہ میں لگانا

سوال:۔ موم بتی وغیرہ جو ضروریات مسجد سے زیادہ ہو جائے اس کو فروخت کر کے دوسرا کام جیسے مسجد کے امام کی تنخواہ، مؤذن کی تنخواہ، مسجد کی چٹائی وغیرہ میں لگانا جائز ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ یہ کام خلاف مقصود واقف ہیں، کیونکہ واقف نے صرف جلنے کے لئے دیا ہے، دیگر یہ کہ کوئی شخص کچھ زمین مسجد کے خرچ کے لئے وقف کیا اور اس کا کوئی مصرف ذکر نہیں کیا تو اس زمین کی آمدنی سے کون کون سے کام کرنے جائز ہوں گے، صرف بناء مسجد کے متعلق خرچ کرنا ہوگا، یا تنخواہ امام ومؤذن اور مسجد کی چٹائی، بتی وغیرہ میں بھی خرچ کرنا جائز ہوگا؟

---

[1] بعث شمعا فی شهر رمضان الی مسجد فاحترق وبقی منه ثلثه اودونه لیس للامام ولاللمؤذن ان یاخذ بغیر اذن الدافع (البحر،ص ۲۵۰/ج۵/ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد کوئٹه، شامی زکریا ص ۵۷۴ ج۶ کتاب الوقف، مطلب فی الوقف، إذا خرب ولم یمکن عمارته،

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص موم بتی مسجد کیلئے دے اس سے دریافت کرلیا جائے کہ اگر مسجد کی ضرورت سے زائد ہو تو اسے فروخت کر کے مسجد کی دیگر ضروریات میں صرف کرنے کی اجازت ہے وہ جب اجازت دیدے تو پھر کوئی اشکال نہیں[۱]۔ مسجد کی مصالح کیلئے اگر کسی نے زمین وقف کردی ہے، تو اسکی آمدنی کو امام کی تنخواہ، مؤذن کی تنخواہ، چٹائی، موم بتی وغیرہ میں صرف کرنا شرعاً درست ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کا چراغ گل کرنا اور ضرورت سے زائد چراغ جلانا

سوال:۔ ان مثالوں کے متعلق کیا رائے ہے، ان میں کونسی مثال صحیح ہے کون غلط ہے، چراغ بڑھانا، چراغ گل کرنا، چراغ کو پھونک سے زائل کیا جائے، چراغ گل کرتے وقت بتی کو تیل میں ڈبو دینا چاہئے، تیل کے افراط ہونے پر تین مرتبہ مسجد میں چراغ جلانا چاہئے، نماز پڑھنے کی حالت میں جیب سے رومال نکال کر ناک پوچھنے کی عادت کیسی ہے؟

---

[۱] کمایستفاد: بعث شمعا فی شھر رمضان الی مسجد فاحترق وبقی منه ثلثه اودونه لیس للامام وللمؤذن ان یاخذبغیر اذن الدافع (بحر کوئٹه ، ص۲۵۰/ ج۵/ کتاب الوقف فصل فی احکام المساجد، شامی زکریا ص۵۷۴ ج۶ کتاب الوقف، مطلب فی الوقف اذا خرب ولم یمکن عمارته،

[۲] مسجد له مستغلات واوقاف ارادالمتولی ان یشتری من غلة الوقف للمسجد دھنا اوحصیراً اوحشیشا اواجرا اوجصا لفرش المسجد اوحصی قالو اان وسع الواقف ذٰلک للقیم وقال تفعل ماتریٰ من مصلحة المسجد کان له ان یشتری للمسجد ماشاء (الھندیه ص ۲/۴۶۱، کتاب الوقف ،الفصل الثانی من الباب الحادی عشرفی المسجد)، المحیط البرھانی ص۹/۱۳۶ کتاب الوقف الفصل الحادی والعشرون فی المساجد نوع آخر منه فی المسائل التی تعود الی القیم، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل گجرات، خانیه علی ھامش الھندیة کوئٹه ص۳/۲۹۷ کتاب الوقف باب الرجل یجعل داره مسجداً.

الجواب حامداً ومصلیاً

چراغ بڑھانا، گل کرنا، بجھانا، تینوں طرح درست ہے، وقت ضرورت پھونک سے بھی گل کرنا درست ہے، بتی ڈبو کر گل کرنا بھی درست ہے، بلاضرورت زیادہ جگہ چراغ جلانا درست نہیں ہے[۱]، نماز پڑھنے کی حالت میں جیب سے رومال نکال کر اگر عمل کثیر کی حد تک پہنچ جائے تو مفسد نماز ہے[۲]، ورنہ مکروہ ہے اس کی عادت کر لینا بہرحال مذموم وقبیح ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۸/۸۹ھ

مسجد میں چراغ کب تک جلے

سوال:۔ ایک مسجد میں چراغ تیل سے بھر کر مغرب کی نماز سے پہلے جلا دیا جائے اور پھر عشاء کی نماز ختم ہونے پر جب کہ نمازیوں کے آنے کی امید نہ رہے تو کیا چراغ بجھا دینا بہتر ہے یا نہیں یا صبح تک اس کا بجھانا مناسب ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب آدمیوں کے آنے کی توقع نہ رہے، تو چراغ بجھا دینا چاہئے[۳]۔ فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/۵/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ......صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/ج ۱/۵۵ھ

---

[۱] الاستفسار اسراج السراج الکثیر الزائد عن الحاجة لیلة البرأة اولیلة القدر فی الاسواق والمساجد کماتعارف فی امصارنا هل یجوز الاستبشار هو بدعة نفع المفتی والسائل ص ۱۲۷/(مکتبه رحیمیه دیوبند)، تنقیح الفتاوی الحامدیة، ص ۳۵۹ج ۲ مسائل من الحظر والاباحة، مطلب من البدع المنکر ایقاد القنادیل الکثیرة، مطبوعه مصر، غمز عیون البصائر شرح الاشباه والنظائر کراچی، ص ۱۹۲ ج ۳ القول فی احکام المسجد.

[۲] ویفسد ها کل عمل کثیر لیس من اعمالها الخ درمختار علی الشامی زکریا، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کا چراغ کب تک جلے اور فرش کب تک بچھے

سوال:۔ مسجد میں تیل جوجمع رہتا ہے، اس کا کسی چراغ میں جلانے کا کیا حکم ہے، اور کتنی دیر تک حکم ہے یا کہ حجرہ اور پیر صاحب کے راستہ میں آنے جانے کی سہولت کے لئے، چراغ جلانے درست ہیں اور تمام رات جلتے رہتے ہیں، اور مسجد کے فرش وفروش عام لوگوں کی مجلس جمانے کیلئے بچھانے درست ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جب تک عامۃً لوگ نماز پڑھتے ہوں مسجد میں چراغ جلایا جائے، وضوخانہ اورغسل خانہ وغیرہ اورراستہ میں بھی حسب ضرورت چراغ جلایا جاسکتا ہے، مسجد کے فرش نماز وجماعت کے لئے بچھانا درست ہے، اگر فرش ہر وقت بچھا رہتا ہو اور پیر صاحب اوران کے مریدین مجلس جما کر اس پر بیٹھ جائیں تو مضائقہ نہیں، اگر نماز کے بعد فرش کو لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے تو پھر ایسے وقت میں مجلس جما کر بیٹھنے کیلئے مستقلاً فرش مسجد کو استعمال نہ کیا جائے [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۰/۹/۸۵ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ج۲/ص ۳۸۴/ باب مایفسد الصلوٰۃ الخ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۱ ج۲ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیھا، حلبی کبیر ص ۴۱۸ فصل فیما یفسد الصلوۃ، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند.

[۳] ولووقف علی دھن السراج للمسجد لایجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین(عالمگیری، مصری،ص ۴۵۹/ج۲/ کتاب الوقف،الفصل الاول من الباب الحادی عشر)

(صفحہ ہٰذا) [۱] ولو وقف علی دھن السراج للمسجد لایجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین ولایجوز ان یترک فیه کل اللیل الافی موضع جرت العادةفیه بذلک (الھندیه ،کوئٹه ، ص ۴۵۹/ج۲/کتاب الوقف ،الباب الحادی عشرفی المسجد)، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، المحیط البرھانی ص ۱۳۲، ۱۳۱ ج۹ الفصل الحادی والعشرون فی المساجد، نوع آخر فی المسائل التی تعود الی بانی المسجد، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل گجرات.

مسجد کی بجلی دوسرے کو دینا

سوال:۔ کیا مسجد سے دوسرے شخص کو بجلی اور روشنی دی جا سکتی ہے جبکہ کوئی نقصان نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جہاں تک ہو سکے مسجد کی بجلی کا تعلق دوسرے سے نہ ہونا چاہئے اگر چہ اس سے مسجد کی بجلی میں کوئی فرق نہ آوے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

مسجد کے پنکھے کا استعمال

سوال:۔ (۱) ہماری مسجد کے امام صاحب دس بجے شب میں اعتکاف کی نیت کرتے ہیں، اور مسجد میں سو جاتے ہیں، اور مسجد کے پنکھے استعمال کرتے ہیں، اور امام صاحب دو بجے شب میں اعتکاف ختم کر دیتے ہیں، پنکھوں کا چلانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) چند روزہ دار حضرات مسجد کا پنکھا استعمال کرتے ہیں اور مسجد میں سو جاتے ہیں، ویسے تو روزہ خود عبادت ہے فرض ہے، تو ان لوگوں کو پنکھے کا استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) مسجد کا پنکھا چلا کر کلام پاک دور کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور مسجد میں سونا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جس نے مسجد کے لئے پنکھا دیا ہے، اگر پنجگانہ نماز کے لئے دیا ہے تو دیگر اوقات

---

[1] یستفاد مما یلی : لایحمل الرجل سراج المسجد الی بیته (عالمگیری، ص ۱۱۰/ ج ۱/ کتاب الصلوٰۃ قبیل الباب الثامن، خانیه علی هامش الهندیه کوئٹه ص ۲۹۴ ج ۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۵۰ ج ۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد.

میں اس پنکھے کو استعمال نہ کیا جائے، امام اور دوسرے لوگ اس میں سب برابر ہیں[۱]

(۲) اسکا جواب بھی نمبرا: سے ظاہر ہے۔(۳) اس کا حال بھی یہی ہے۔

تنبیہ:۔بہتر یہ ہے کہ یہ پنکھا استعمال کرنے والے حضرات مسجد کو پنکھا استعمال کرنے کی وجہ سے جس قدر مصارف زیادہ ہوں دیدیں[۲] اور جس نے مسجد کو پنکھا دیا ہے، وہ بھی دوسرے اوقات میں استعمال کرنے کی اجازت دیدے، غرض نہ مسجد پر مصارف زیادہ پڑیں نہ پنکھا دینے والے کے منشاء کے خلاف ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۸/ ۱۳۹۹ھ

بجلی کا پنکھا غیر اوقات نماز میں چالو کرنا

سوال:۔مسجدوں میں بجلی اور پنکھے وغیرہ لگے ہوئے ہیں، نماز کے علاوہ دوسری ضروریات کے واسطے ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ جیسے تلاوت کلام پاک، مطالعۂ کتب، تبلیغی تعلیم وغیرہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پنکھے چونکہ نماز کے وقت استعمال کرنے کے لئے لگائے گئے ہیں، ان کو دیگر اوقات میں استعمال کرنے کی اجازت نہیں،[۳] اوقات نماز میں جب نماز کے لئے کھولے جائیں تو مطالعہ کی بھی

---

[۱] مستفاد:ولووقف علی دھن السراج للمسجد لایجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین (الیٰ قوله) الا فی موضع جرت العادة فیه بذلک اوشرط الواقف ترکه فیه کل اللیل (الهندیه ،کوئٹه، ص ۴۵۹/ج ۲/کتاب الوقف ،الباب الحادی عشرفی المسجد)، بحر کوئٹه ص ۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، خانیه علی الهندیه کوئٹه ص ۲۹۹ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً.

[۲] لا بأس بالجلوس فی المسجد لغیر الصلاة لکن لو تلف به شیء یضمن، هندیه کوئٹه ص ۱۱۰ ج ۱ قبیل الباب الثامن فی صلاة الوتر، خانیه علی الهندیة کوئٹه ص ۱/۶۶ ، کتاب الطهارة، باب التیمم، فصل فی المسجد. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

اجازت ہے ”شرط الواقف کنص الشارع“۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۹۲ھ

مسجد کے بیت الخلاء کا استعمال

سوال:۔ (۱) عمر کی مسجد کے قرب وجوار میں شیعہ رافضی لوگوں کی دوکانیں ہیں، پیشاب پاخانہ کے لئے مسجد میں آتے ہیں اور حوض مسجد میں وضو بھی کرتے ہیں، نماز مسجد ہذا میں پڑھتے ہیں، ان کے مسجد میں آنے سے کوئی حرج تو نہیں ہے ان کو مسجد میں آنے سے روکنا چاہئے یا نہیں؟

(۲) مسجد کے بیت الخلاء میں رفع حاجت کے لئے بہت سے غیر نمازی لوگ بھی آتے ہیں، مصلیان مسجد کا کہنا ہے کہ بیت الخلاء کو تالا لگا دو اگر تالا لگایا جاتا ہے تو نمازی اور غیر نمازی دونوں کو تکلیف ہوتی ہے، جبکہ مسجد کا کوئی نقصان یا تکلیف نہیں ہے اس کے بارے میں شرعی حکم سے آگاہ کریں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسجد اصالۃً نماز کے لئے ہے[۲]، نماز کے خاطر طہارت وضو وغیرہ کی بھی وہاں اجازت ہے لیکن نماز نہ پڑھنا اور مسجد کے بیت الخلاء حوض کو استعمال کرنا بڑی بے غیرتی کی بات ہے، ان کو

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] حوالۂ بالاتحت عنوان ”مسجد میں ٹھہرنا اور پنکھا استعمال کرنا“ رقم الحاشیۃ ا۔

(صفحہ ھذا) [۱] درمختار مع الشامی کراچی، ص۴۳۳/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع)، النھر الفائق ص۳۲۵ج۳ کتاب الوقف مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۴۵ ج۵ کتاب الوقف.

[۲] لان المسجد مابنی الا لھا من صلوٰۃ واعتکاف وذکر شرعی وتعلیم علم وتعلمہ وقرأۃ قرآن (بحر زکریا دیوبند ص۶۰/ج۲/ کتا ب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا)، البحر الرائق کوئٹہ ص۳۴ج۲ المصدر السابق، غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کراچی، ص۲۳ القول فی احکام المسجد، حلبی کبیر ص۶۱۷ فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور، ص۶۱۱.

اس سے روکدیا جائے، اگر قدرت ہو[۱]

(۲) مسجد کے بیت الخلاء پر تالا لگادیا جائے، اورصرف اوقات نماز میں کھولدیا جائے، تاکہ جولوگ نماز کے لئے مسجد میں آئیں وہ اپنی ضرورت پوری کرسکیں، مسجد پرسب کی ذمہ داری نہیں ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

درخت مسجد کے پھل کا استعمال

سوال:۔ایک مسجد ہے اوراس مسجد کے اندر درخت ہے، اوراس درخت میں پھل لگا ہے، اورپھل پک چکا ہے، تو کیا یہ پھل کسی شخص کے لئے کھانا جائز ہے؟ اوراگراس مسجد میں کوئی تبلیغی جماعت پہنچ جائے تو یہ پھل اس جماعت والوں کو کھلا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجوب حامداًومصلیاً

ظاہر ہے کہ وہ درخت مسجد کا ہے پھل کی قیمت مسجد میں دیدی جائے پھر جس کو دل چاہے کھلا دیا جائے۔[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده فإن لم یستطع فبلسانه فإن لم یستطع فبقلبه وذلک اضعف الایمان،مشکوٰۃ شریف ص۲۳۶ ج۲ کتاب الاداب باب الامر بالمعروف مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مسلم شریف ص ۵۱ ج ۱ کتاب الایمان باب بیان کون النهی من الایمان مطبوع سعد بکڈپو دیوبند.

[۲] مستفاد، ولو وقف علی دهن السراج للمسجد لا یجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین، عالمگیری کوئٹه ص۴۵۹ کتاب الوقف، الفصل الاول من الباب الحادی عشر فی المسجد، خانیة علی هامش الهندیة کوئٹه ص ۲۹۹ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً بحر کوئٹه ص ۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

مسجد کی چھت سے گری ہوئی لکڑی کو پانی گرم کرنے کے لئے استعمال کرنا

سوال:۔ مسجد کی چھت سے اتری ہوئی لکڑی وغیرہ سے مسجد کے نمازیوں کے لئے پانی گرم کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر وہ سامان بیکار ہے لکڑی وغیرہ تو مسجد کی ضرورت کے لئے ہے، اس سے پانی گرم کرنا درست ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۱/۹۱ھ

مسجد کا گرم پانی بےنمازیوں کو استعمال کرنا

سوال:۔ مسجد کا گرم پانی جو وضو کے لئے ہوتا ہے، اس سے بےنمازی کا غسل کرنا، ہاتھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] لوغرس شجرة للمسجد فثمرتها للمسجد، شامی زکریا ص۴۳۵/۲، کتاب الصلوة، مطلب فی الغرس فی المسجد، فی فتاویٰ اهل سمر قند مسجد فيه شجرة تفاح يباح للقوم ان يفطروا بهذا التفاح قال الصدرالشهيدرحمه اللّٰه تعالیٰ المختارانه لايباح كذافی الذخيرة (هنديه ، بلوچستان كوئٹه، ص۴۷۷/ج۲/ كتاب الوقف،الباب الثانی عشرفی الرباطات والمقابر الخ)، خانية علٰی هامش الهنديه كوئٹه ص ۳۱۰،۳۱۱ كتاب الوقف فصل فی الاشجار، المحيط البرهانی ص۱۴۹ ج۹ كتاب الوقف الفصل الثالث والعشرون فی المسائل التی تعود الی الاشجار مطبوعه مجلس علمی ڈابھیل گجرات.

(صفحہ ہٰذا) [۱] يستفاد ،حصير المسجد اذاصار خلقا واستغنی اهل المسجد عنه وقد طرحه انسان ان كان الطارح حيا فهوله وان كان ميتاً ولم يدع له وارثاً ارجوان لابأس بأن يدفع اهل المسجد الی فقير وينتفعوا به فی شراء حصير اٰخر للمسجد (الهنديه ،كوئٹه ،ص ۴۵۸/ج۲/ كتاب الوقف، الباب الحادی عشر، خانيه علی هامش الهنديه كوئٹه ص۲۹۳/۳، كتاب الوقف، باب الرجل، يجعل داره مسجدا، البحرالرائق كوئٹه ص۲۵۲/۵، كتاب الوقف، فصل فی احكام المسجد)

منہ دھونا، کپڑا دھونا کیسا ہے؟ جبکہ عشاء کے بعد اگر اس کو استعمال نہ کیا تو فجر میں وہ خود بخود ٹھنڈا ہو جائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو پانی مسجد میں نمازیوں کے لئے گرم کیا جائے بے نمازیوں کا اس کو منہ دھونے یا کپڑے دھونے کیلئے استعمال کرنا درست نہیں[1]، بہت بے غیرتی ہے، مکان پر بھی نہ لے جائیں[2]، احاطہ مسجد ہی میں وضو کریں، عشاء کے بعد بچا ہوا گرم پانی بھی کسی دوسرے کام میں استعمال نہ کریں، اگر چہ وہ صبح تک ٹھنڈا ہو جائے گا، پھر گرم کرنے کی ضرورت پیش آئے گی، گرم پانی تحصیل طہارت کے لئے ہے خواہ جسم کی طہارت ہو یا کپڑے کی، پس اگر کپڑے پر نجاست لگ گئی تو غسل کے ساتھ اس کو بھی دھونے کی اجازت ہے، مستقلاً کپڑے اس پانی سے صاف نہ کریں، اعلیٰ بات یہ ہے کہ اپنے گھر سے وضو کر کے آئیں[3] لیکن ہر ایک کیلئے اس کا انتظام آسان نہیں، نیز مسجد میں پانی گرم اور وضو وغسل

---

[1] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی، ص ۴۳۳/ ج ۴/ کتاب الوقف ، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع)

[2] ولا یجوز الوضوء من الحیاض المعدة للشرب فی الصحیح ویمنع من الوضوء منه وفیه وحمله لاهله ان ماذونا جاز والا لا، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۶۱۱، ۶۱۲ ج ۹ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، المحیط البرهانی ص ۱۴۱ ج ۹ کتاب الوقف، الفصل الثانی والعشرون فی الرباطات، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، عالمگیری کوئٹہ ص ۱۱۰ ج ۱ قبیل الباب الثامن فی صلاة الوتر.

[3] عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلم (الیٰ قوله)انه اذاتوضا فاحسن الوضوء ثم خرج الیٰ المسجد لایُخْرِجُه الا الصلوٰة لم یخط خطوة الا رفعت له بها درجة وحط عنه بها خطیئة (مشکوٰة شریف، مطبوعه یاسرندیم دیوبند ،ص ۶۸/کتاب الصلوٰة باب المساجد)، ترمذی شریف ص ۱۳۲ ج ۱ ابواب السفر، باب ما جاء فی فضل المشی الی المسجد، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسند احمد ص ۲۵۲ ج ۲ مسند ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عن، مطبوعه دار الفکر بیروت.

ترجمہ: . حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی وضو کرتا ہے، اور اچھی طرح کرتا ہے، تو پھر مسجد کی جانب نماز ہی کیلئے نکلتا ہے، تو وہ نہیں چلتا ہے کوئی قدم مگر اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے، اور اس کی ایک خطا معاف ہو جاتی ہے۔

کے نظم کا عرف عام ہو چکا ہے، اس لئے مسجد کی طرف سے انتظام کرنا بھی غلط نہیں ہے، بلکہ نمازیوں کے لئے سہولت کا ذریعہ ہے جس سے ان کی نماز و جماعت کی پابندی ہوتی ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسافر کے لئے مسجد کی چٹائی کا استعمال

سوال:۔ مسافر اگر مسجد کی چٹائی لیٹنے کے لئے استعمال کرے تو کیا یہ فتویٰ کی رو سے درست ہے اور تقویٰ کی رو سے ناجائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتویٰ کی رو سے درست ہے اور تقویٰ کی رو سے احتیاط اولیٰ ہے، حرام نہیں[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں

سوال:۔ یہاں پر عام دستور ہے کہ مسجد کی بوسیدہ چٹائی قبر میں ڈال دیتے ہیں، اور

---

[۱] للقیم ان یفعل ما فی ترکه خراب المسجد (عالمگیری، کوئٹه، ص۴۶۲ج۲، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، قاضیخان علی الهندیة کوئٹه ص۲۹۲ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً.

[۲] ولابأس للغریب ولصاحب الدار ان ینام فی المسجد فی الصحیح من المذهب والا حسن ان یتورع فلاینام (الهندیه، کوئٹه ،ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس، فی آداب المسجد الخ، حلبی کبیر ص۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۲/۴۳۵، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها مطلب فی الغرس فی المسجد،

پھر اس کے عوض میں نئی چٹائی خرید کر رکھ جاتے ہیں، کیا یہ دستور جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قبر میں میت کے نیچے چٹائی بچھانا مکروہ ہے۔ کذا فی الطحطاوی[۱]) مسجد میں اگر کسی شخص نے چٹائی لا کر بچھادی اور اب وہ بوسیدہ ہوگئی اور مسجد میں استعمال کے قابل نہ رہی تو بچھانے والے اصل مالک کو اختیار رہے کہ جو چاہے کرے، کذا فی الفتاویٰ الہندیہ[۲]، اگر یہ مسجد کے پیسہ سے خریدی گئی تو اس کو مسجد کے کسی کام میں لائیں یا فروخت کر کے پیسہ مسجد میں خرچ کر دیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۵/۸۹ھ

مسجد کا لوٹا مصلّٰی باہر لے جا کر استعمال کرنا

سوال:۔ مسجد کا لوٹا، مصلّٰی وغیرہ مسجد کے باہر لے جا کر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کا لوٹا مسجد کے باہر نہ لے جائیں، جبکہ احاطہ مسجد میں ضرورت پوری ہونے کا انتظام

---

[۱] ویکرہ القاء الحصیر فی القبر (مراقی مع الطحطاوی، مطبوعہ، مصر، ص۵۰۳/ احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها)، البحر الرائق کوئٹہ ص۱۹۳ ج۲ کتاب الجنائز فصل السلطان احق بصلاته، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۱۳۹/۳، باب صلاة الجنازة مطلب فی دفن المیت،

[۲] رجل بسط من ماله حصیرا فی المسجد فخرب المسجد ووقع الاستغناء عنه فان ذٰلک یکون له (الهندیه، کوئٹه، ص ۴۵۸/ج۲/ کتاب الوقف، الباب الحادی عشرفی المسجد، خانیه علی هامش الهندیة کوئٹه ص۲۹۳ ج۳ کتاب الوقف باب الرجل یجعل داره مسجداً، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۲ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد.

[۳] حصیر المسجد اذا صار خلقا واستغنی اهل المسجد عنه الی قوله أرجو أن لا بأس بأن یدفع الی فقیر أو ینتفعوا به شراء حصیر آخر للمسجد، عالمگیری کوئٹه ص۴۵۸ ج۲ کتاب الوقف الفصل الاول من الباب الحادی عشر فی المسجد، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۲ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، خانیه علی هامش الهندیة کوئٹه ص۲۹۳ ج۳ کتاب الوقف باب الرجل یجعل داره مسجداً.

ہے، مسجد کا مصلّٰی بھی خارج مسجد استعمال نہ کریں، خاص کر بیٹھ کر باتیں کرنے کے لئے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

مسجد کی جائے نماز وغیرہ کا محافظ مؤذن ہے تقریبات میں استعمال کرنے کی اجازت نہیں

سوال:۔ مسجد کا مصلّٰی ودیگر جائے نمازاں جو کہ چندے کا ہے، وہ امام کی ذمہ داری میں رہنا چاہئے یا کسی اور کی، یہاں پر لوگ اپنے مکان میں رکھتے ہیں مسجد میں نہیں لاتے جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، اور کہتے ہیں کہ ہم نوکر تھوڑا ہی ہیں، جو لاد کر لاویں اور لے جاویں، مسجد کے جائے نماز شادی کی تقریبات، بستر وغیرہ کے بچھانے کے استعمال میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی حفاظت کے لئے ملازم رکھا جائے[۲] مثلاً مؤذن اذان بھی کہے اور مسجد کی صفائی اور حفاظت بھی کرے، اس کی تحویل ونگرانی میں سامان جائے نماز وغیرہ بھی رہے کہ مسجد کی چیز صحیح جگہ پر خرچ ہو اور نمازیوں کو بھی تکلیف نہ ہو[۳] مسجد کی جائے نماز شادی کی تقریبات وغیرہ میں

---

[۱] مستفاد: لایحمل الرجل سراج المسجد الیٰ بیته (عالمگیری، کوئٹه، ص۱۱۰/ج۱/ کتاب الصلوٰة قبیل الباب الثامن فی صلوٰة الوتر)، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۰ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص۲۹۴ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً.

[۲] وللمتولی أن یستاجر من یخدم المسجد بکنسه ونحو ذلک بأجرة مثله، فتح القدیر ص۲۴۰ج۶ کتاب الوقف الفصل الاول فی المتولی مطبوعه دار الفکر، عالمگیری کوئٹه ص۴۶۱ج۲ کتاب الوقف، الفصل الثانی من الباب الحادی عشر فی المسجد.

[۳] المتولی اذا امر المؤذن ان یخدم المسجد وسمی له اجر امعلومالکل سنة قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضلؒ تصح الاجارة.البحر،ج۵/ص۲۴۲/کتاب الوقف، خانیه علی هامش الهندیة ص۲۹۴،۲۹۳ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً،

استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تبلیغی جماعت کے لئے اشیاءِ مسجد کا استعمال

سوال:۔ (۱) یہاں جامع مسجد شہر علی گڈھ میں تبلیغی جماعتیں آتی رہتی ہیں، اور اپنا قیام مسجد میں کرتی ہیں اور اپنا اجتماع مسجد میں کرتی ہیں، نماز ظہر کی جماعت اور سنت ونفل سے فراغت کے بعد وہ اپنی کتاب پڑھنا، دین کی باتیں کرنا شروع کرتی ہیں، اسی درمیان میں وہ مسجد کا پنکھا بھی چلاتی ہیں، بجلی خرچ کرتی ہیں اور مسجد کا پنکھا استعمال کرتی ہیں، اس کا خرچ بھی مسجد کے وقف پر پڑتا ہے، جب کہ مسجد کے وقف کی انتظامیہ کمیٹی کی جانب سے صرف اوقات جماعت میں پنکھا استعمال کرنے کی اجازت ہے لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا ان جماعتوں کو اپنے اوقات میں مسجد کا پنکھا بجلی وغیرہ استعمال کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا مسجد کے وقف کی انتظامیہ کمیٹی کو شرعاً یہ جائز ہے کہ وہ اس قسم کے اخراجات مسجد کی وقف آمدنی پر ڈالیں۔

(۳) کیا مسجد کی وقف انتظامیہ کمیٹی کو شرعاً یہ اختیار ہے کہ وہ کسی بھی فرد یا جماعت کو غیر اوقات فرض نماز یا جماعت میں مسجد کی املاک استعمال کرنے کی اجازت دے۔

(۴) کیا یہ شرعاً جائز ہے کہ کوئی فرد یا جماعت کوئی کتاب پڑھتے وقت بجلی کا پنکھا استعمال کرے اور بجلی کا خرچ اپنی جیب سے ادا کرے یا اپنے ٹھہرنے اور سونے کے لئے بجلی کا پنکھا استعمال کرے۔

(۵) کیا مسجد کی املاک کو غیر نماز کے مقصد میں استعمال کرنا جائز ہے؟

---

[1] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی، ۴۳۳/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۴۵ ج۵ کتاب الوقف، النھر الفائق ص۳۲۶ ج۳ کتاب الوقف مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

وقف مسجد کا پیسہ مسجد کی اور وقف کے تحت وقف کی انتظامیہ کمیٹی کی نگرانی وتجویز سے صرف کیا جاتا ہے، منشاء واقف کے خلاف خرچ کرنے کی اجازت نہیں[1] بلکہ کمیٹی کو بھی حق نہیں کہ وہ اجازت دے۔

(۱) اجازت نہیں[2] (۲) اجازت نہیں[3] (۳) صرف اوقات جماعت تک محدود نہ رکھے، بلکہ جماعت سے قبل اور بعد کی سنتوں ونفلوں نیز مسبوق کی نماز پوری ہونے تک کی گنجائش دیدی جائے[4] معمولی تاخیر ہوجائے تو وہ قابل تسامح ہے۔

(۴) یہ جماعتیں دینی کام نماز وغیرہ ہی کیلئے نکلتی ہیں اور مساجد میں قیام کرتی ہیں، اور ان کے اس کام سے بہت بڑا نفع ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، ان جماعتوں کو مسجد میں رہنے ٹھہرنے اپنی کتاب سنانے کی اجازت دیدی جائے، اور ان کے ساتھ پورا تعاون کیا جائے[5]، جماعتیں اوقات جماعت ونماز کے علاوہ بجلی کو استعمال کریں اور اس کا صرفہ دیدیں یہ صرفہ مسجد پر نہ ڈالیں،

---

[1] ویجوز الدرس فی المسجد وإن كان فيه استعمال اللبود والبوارى المسبلة لاجل المسجد، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد.

[2] شرط الواقف كنص الشارع ای فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به (درمختار مع الشامی کراچی، ص ۴۳۳/ ج۴/ کتا ب الوقف ،مطلب فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع)، النهر الفائق ص ۳۲۵ ج۳ كتاب الوقف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۴۵ ج۵ کتاب الوقف.

[3] وتعاونو اعلىٰ البر والتقوىٰ پاره ۶/ سورۂ مائده آیت ۲/.

ترجمہ:. اور نیکی اور تقوے میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو۔ (بیان القرآن)

[4] ولو وقف على دهن السراج للمسجد لا يجوز وضعه جميع الليل بل بقدر حاجة المصلين ويجوز الٰى ثلث الليل أو نصفه إذا احتيج اليه للصلاة فيه ...... وإن كان موضوعا فى المسجد لا لصلاة بأن فرغ القوم من صلاتهم وذهبوا الٰى بيوتهم وبقى السراج فى المسجد قالوا لا بأس بأن يدرس فه إلى ثلث الليل، عالمگیری کوئٹہ ص ۴۵۹ ج۲ كتاب الوقف الفصل الاول من الباب الحادى عشر فى المسجد، خانیه علی هامش الهندية کوئٹہ ص ۲۹۹ ج۳ کتاب الوقف باب الرجل يجعل داره مسجداً، البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد. (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

انتظامیہ کمیٹی کو وہ صرفہ ان جماعتوں سے قبول کر لینا چاہئے۔

(۵) ان جماعتوں کا قیام نماز کے لئے ہے، مقصد نماز کے خلاف کسی غلط یا غیر مقصود کیلئے نہیں، اس لئے اگر یہ مسجد کا لوٹا، چٹائی، نل، ڈول، رسّی استعمال کریں تو اس میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے[1] البتہ جو مصارف زیادہ ہوں بجلی کیلئے وہ ان سے وصول کر لئے جائیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۸/۹۰ھ

حجرۂ مسجد میں کتابت

سوال:۔ اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد کے حجرے میں رہتا ہے اور وہاں کتابت بھی کرتا ہے، تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مقصد حفاظت مسجد ہے تو درست ہے[2] فتاویٰ عالمگیری، ص۷۰/ج۴/۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد سے متعلق جگہ پر کھانا پکانا

سوال:۔ مسجد کا حصہ جہاں شرعی احکامات لاگو نہیں ہوتے، جہاں ناپاکی کی حالت میں

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۵] الخیاط اذاکان یخیط فی المسجد یکرہ الا اذاجلس لدفع الصبیان وصیانۃ المسجد فحینئذ لابأس بہ وکذا الکاتب اذاکان یکتب باجریکرہ وبغیر اجر لا(عالمگیری، کوئٹہ، ص۱۱۰/ج۱/ کتاب الصلوٰۃ الباب الثامن، حلبی کبیر ص۶۱۱ فضل فی احکام المسجد، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور، البحر الرائق ص۳۵ج۲ باب مایفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا، فصل لما فرغ من بیان الکراھۃ الخ.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ، شامی زکریا ص۶/۶۶۵، کتاب الوقف، مطلب مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ والعرف یصلح مخصصاً، النھر الفائق ص۳/۳۲۵، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت،

[۲] ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر:۵/

نہیں جاسکتے ہیں وہاں دیگ میں کھانا پکایا جاتا ہے، اور وہیں بیٹھ کر کھاتے ہیں، کیا یہ صحیح ہے یہ ایک رسم بنتی جارہی ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ جگہ مسجد کی ہے تو اس کو اس طرح اپنے ذاتی کام میں استعمال کرنا درست نہیں اس سے پرہیز کرنا چاہئے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۶/۱۴۰۰ھ

مسجد کا سامان مانگنا

سوال: ۔مسجد کا سامان مثلاً سیمنٹ، قلعی، روغن وغیرہ اگر چھٹانک دو چھٹانک مانگ لے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کی چیز بلا اجرت اور بلا قیمت لینے کا حق نہیں، نہ اجازت سے نہ بلا اجازت، جو چیز اجرت پر دینے کے لئے ہو اس کو اجرت پر لینا درست ہے[2] اور جو چیز فروخت کرنے کے لئے ہو اس

[1] ویکرہ کل عمل من عمل الدنیا فی المسجد (ہندیہ ،کوئٹہ ،ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراھیة الباب الخامس فی آداب المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۱ فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاھور، البحر الرائق ص۳۶ج۲ باب ما یفسد الصلاة وما یکرہ فیھا تحت فصل، قبیل باب الوتر والنوافل، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[2] ولا تجوز اجازة الوقف إلّا باجر المثل ...... ولا تجوز اعارة الوقف والاسکان فیه، متولی الوقف إذا أسکن رجلا بغیر أجرة ذکر ھلال رحمه اللّٰه لا شیء علی الساکن وعامة المتأخرین من المشایخ رحمھم اللّٰه أن علیه اجر المثل ...... وعلیه الفتویٰ عالمگیری کوئٹہ ص ۴۲۰، ۴۱۹ ج۲ الباب الخامس فی ولایة الوقف الخ مطلب فی وجوب اجرة المثل، ومطلب اذا اسکن المتولی الخ، شامی زکریا ص ۵۴۰ ج۶ کتاب الوقف مطلب سکن داراً ثم ظھر انھا وقف یلزمه أجرة ما سکن، مطبع دیوبند، خانیه علی ھامش الھندیة کوئٹہ ص۳۳۳ج۲ کتاب الوقف فصل فی اجارة الاوقاف ومزارعتھا.

کی قیمت دیکر لینا درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۴/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دیوبند

مسجد کا سامان اور مکان جو استعمال کرے وہ کرایہ دے

سوال:۔ مسجد کے مکانات اس کے درودیوار کے استعمال کا حق کس کو حاصل ہے؟ امام مسجد مؤذن اور متولی میں سے زیادہ حق کس کو ہے، مثلاً سیڑھی اور دوسری اشیاء کے متعلق؟ امام مؤذن اور متولی کا کیا حق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے مکانات کے استعمال کی کسی کو بھی اجازت نہیں، جو استعمال کرے معاوضہ دے[۲]، امام یا مؤذن کو اگر کوئی مکان یا کمرہ دیا جائے، تو وہ حق الخدمت میں دیا جائے یعنی اس

---

[۱] وإذا رأى حشيش المسجد فرفعه انسان جاز إن لم يكن له قيمة فإن كان له ادنٰى قيمة لا ياخذه إلا بعد الشراء من المتولي أو القاضي أو أهل المسجد أو الامام وكذا الجنائز العتق أو الحصر المقطعة والمنابر والقناديل المكسرة، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۱ ج۵ كتاب الوقف فصل فى أحكام المسجد، عالمگيرى كوئٹه ص ۴۵۹ ج۲ كتاب الوقف الباب الحادى عشر فى المسجد وما يتعلق به خانيه على هامش الهندية كوئٹه ص ۲۹۹ ج۳ كتاب الوقف باب الرجل يجعل داره مسجداً.

[۲] ولاتجوز اعارة الوقف والا سكان فيه ،متولى الوقف اذااسكن رجلابغير اجرة (الىٰ قوله) وعامة المتأخرين من المشائخ رحهمهم الله تعالىٰ ان عليه اجرالمثل سواء كانت الدار معدة للاستغلال اولم تكن صيانة للوقف وعليه الفتوىٰ(عالم گيرى ،كوئٹه ،ص ۴۲۰/ ج۲/ كتاب الوقف الباب الخامس، مطلب إذا اسكن متولى الوقف رجلا بغير أجرة، شامى كراچى ص۴۰۸ ج۴ كتاب الوقف، مطلب سكن المشترى دار الوقف، مجمع الأنهر ص ۱۰٦ ج۲ كتاب الوقف، فصل إذا بنى مسجداً دار الكتب العلمية بيروت.

کے ساتھ معاملہ کیا جائے کہ آپ کو اتنی تنخواہ ملے گی اور رہنے کے لئے کمرہ ملے گا[۱] متولی اگر استعمال کریں تو وہ بھی کرایہ ادا کریں، سیڑھی اور دیگر اشیاء مسجد کو بھی بلا معاوضہ کسی کو استعمال کرنے کا حق نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دار العلوم دیوبند ۳/۶/۱۳۹۵ھ

---

[۱] ولو أذن قیم مؤذنا لیخدم مسجداً وقطع له الاجر وجعل ذٰلک اجرة المنزل وهو اجر المثل جاز (بحر ،کوئٹه ، ص ۲۴۱/ج۵/ کتاب الوقف)

[۲] واذا رأی حشیش المسجد فرفعه انسان جاز ان لم یکن له قیمة فان کان لهٗ ادنی قیمة لایاخذه الا بعد الشراء من المتولی اوالقاضی اواهل المسجد اوالامام وکذا الجنائز العتق اوالحصر المقطعة والمنابر والقنادیل المکسرة (بحر،کوئٹه ،ص ۲۵۱/ج۵/ کتاب الوقف ، فصل فی احکام المساجد)، هندیه کوئٹه ص۴۵۹ ج۲ کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، محیط برهانی ص ۱۳۱ ج۹ کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون فی المساجد، طبع مجلس علمی گجرات.

فصل شانزدھم: مسجد کی چیزیں کرائے پر دینا

مسجد کی دوکان کرایہ پر ہے، کرایہ کا اضافہ نہ کرایا جائے تو کیا حکم ہے

سوال:۔(۱) ایک دوکان زیر مسجد بغرض مصارف مسجد ۱۹۵۳ء میں مسجد کے ساتھ ہی ساتھ تعمیر کر دی گئی یہ دوکان ایک مسلمان کو ۴۰/ ماہواری کرایہ پر دی گئی اس سال کی تعمیرات پر اور اس سال کے بعد بھی سال رواں ۶۶ء کی تعمیرات پر بھارت کا قانون کنٹرول لاگو نہیں ہے، یعنی کرایہ میں اضافہ ہوسکتا ہے اور اگر اضافہ پر کرایہ دار راضی نہ ہو تو بے دخل ہوسکتا ہے، مگر ابھی تک کمیٹی انتظامیہ مسجد نے کوئی کارروائی اضافہ کرایہ یا بیدخلی کی نہیں کی، صرف زبانی کرایہ دار سے بار بار اضافہ کیلئے کہا گیا انہوں نے ہر مرتبہ صاف انکار کر دیا، اب اخبارات سے معلوم ہوتا ہیکہ کوئی ترمیم قانون میں پیش ہونے والی ہے، جس سے کنٹرول کا قانون ۵۳ء کی بنی ہوئی عمارات پر لاگو ہوگا، اگر قانوناً اضافہ کرایہ یا بیدخلی عمل میں آسکتی ہو اور انتظامیہ کمیٹی نے کوئی باضابطہ کاروائی نہیں کی تو آیا شرعاً ممبران کمیٹی قابل مواخذہ ہیں یا اگر قانون مانع اضافہ کرایہ و بیدخلی منظور ہوگئی تو ممبران اس سے قابل برئیت ہیں یا نہیں؟ قبل کے بارے میں ممبران کی برئیت اور مواخذہ کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے؟

(۲) ایک مسلمان کو مسجد کی دوکان پر باجود اصرار انتظامیہ کمیٹی دربارہ اضافہ کرنے کرایہ یا تخلیہ وانکار کرایہ دریں امور شرعی حق دوکان مسجد پر قبضہ رکھنے کا ہے اور کنٹرول کے قانون کی پناہ لینے اور اس سے مستفید ہونے کا حق شرعاً ہے یا شرعاً کرایہ دار کو لازم ہے، کہ دوکان کے کرایہ میں اضافہ کرے حسب مرضی انتظامیہ کمیٹی ورنہ خالی کر دے؟

الجواب حامداًومصلیاً

(۱) جبکہ دوکان کی حیثیت ایسی ہے کہ اس کو کرایہ دار زیادہ کرایہ پر لینے کے لئے آمادہ ہیں

جس میں یقیناً مسجد اور وقف کا نفع ہے، اور قانوناً کوئی روکاوٹ بھی نہیں اور موجودہ کرایہ پر دینے اور موجودہ کرایہ دار سے خالی کرانے میں کوئی مضرت ومفسدہ بھی نہیں تو اس سے خالی نہ کرانا اور زیادہ کرایہ پر نہ دینا حق تلفی ہے، ذمہ داران ممبران ومتولی سے مواخذہ ہوگا اگر آئندہ کوئی ایسا قانون بن گیا کہ کرایہ میں نہ اضافہ کرایا جائے نہ خالی کرایا جائے تو مسجد کا یہ مستقل نقصان اور خسارہ ہوگا، جو کہ ذمہ داران کی سستی اور بے توجہی کی وجہ سے ہوگا، اور اس کی مکافات دشوار ہو جائے گی، ضابطہ میں ان خسارہ کا معاوضہ وصول کرنے کا مسجد کا حق نہیں البتہ وہ مواخذہ دار ضرور ہیں [1]

(۲) شرعاً ایسے کرایہ دار کو قبضہ رکھنا اور کرایہ مناسب دوکان میں اضافہ نہ کرنا شرعاً درست نہیں ، اگر وہ حسب مرضی انتظامیہ کمیٹی کرایہ میں اضافہ نہیں کرتا تو اس سے دوکان خالی کرانا لازم ہے [2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۵/۸۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۵/۸۶ھ

مسجد کی کرسی اونچی کر کے نیچے دوکانیں بنا کر کرایہ پر دینا

سوال:۔ غیر مسلموں کے محلّہ میں ایک مسجد ہے، مسلمانوں کے اب چار پانچ مکان ہیں

---

[1] والموقوف اذا اٰجرہ المتولی بدون اجر المثل لزم المستاجر لاالمتولی لکن قال فی البحروینبغی ان یکون ذلک خیانة من المتولی لوعا لمابذلک (درمختار مع الشامی کراچی، ص۴۰۷/ج۴/ کتاب الوقف ،مطلب اذا اٰجر المتولی بغبن فاحش کان خیانة، شامی زکریا ص۶۱۳، ۶۱۴ ج۶ المصدر السابق، مجمع الأنھر ص۶۰۰ ج۲ کتاب الوقف تحت فصل، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] ویؤجر باجرالمثل فلایجوز بالأقل (الیٰ قولہ) ولوزادا جرہ علی اجرمثلہ قیل یعقد ثانیابہ علی الاصح والمستاجر الاول اولیٰ من غیرہ فان قبلھا فھو الاحق والا اٰجر ھامن الثانی (درمختار مع الشامی کراچی، مختصراً ۴۰۴/ج۴/کتاب الوقف مطلب فیما زاد اجرا لمثل بعد العقد، شامی زکریا ص۶۱۰، ۶۰۸ ج۶ المصدر السابق، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۳۵، ۲۳۶ ج۵، کتاب الوقف.

جوکہ مسجد کے صرفہ کی کفالت نہیں کر سکتے ،اس مسجد کی حالت شکستہ ہے، گرنے کے قریب ہے، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مسجد کو از سرِ نو بنایا جائے ،مسجد کی کرسی بہت اونچی ہے اس کا فرش تقریباً ۳/فٹ اوراونچا کر کے نیچے دوکانیں نکلوا کر اس پر از سرِنو مسجد کی تعمیر کرائی جائے، تاکہ اخراجات مسجد کی کفالت مسجد ہی کر سکے۔

نوٹ:۔ مسجد کا ملبہ سب مسجد ہی میں لگادیا جائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے گر جانے کا اندیشہ ہوتو از سرِ نو تعمیر کر لی جائے[1]، جو جگہ نماز کے لئے متعین ہے وہ شرعی مسجد ہے،اب کرسی کو اونچا کر کے اس کے نیچے دوکان بنا کر کرایہ پر دینا درست نہیں ،احترام مسجد کے خلاف ہے، کرایہ دار دوکان میں اپنے کام کرے گا،جن کی مسجد میں اجازت نہیں[2]، اور مسجد کو کرایہ پر دینا درست نہیں[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۲/۵ھ

---

[1] مسجد مبنی آرا درجل ان ینقضه وبینیه أحکم لیس له ذلک الا ان یخاف ان ینهدم (شامی کراچی، ص ۳۵۷/ج۴/ کتاب الوقف،مطلب فی احکام المسجد، النهر الفائق ص ۳۲۹ ج۳ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد، دار الکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص ۲۵۱ ج۵، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد.

[2] قیم المسجد لایجوز له ان یبنی حوانیت فی حد المسجد اوفی فنائه لان المسجد اذا جعل حانوتا ومسکنا تسقط حرمته وهذالایجوز (عالم گیری، کوئٹه ، ص ۴۶۲/ج۲/ کتاب الوقف الباب الحادی عشر، فتاویٰ قاضیخاں ص۲۹۳ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً الخ، مطبوعه کوئٹه، فتح القدیر ص ۲۳۶ ج ۶، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[3] لایجوز اخذ الاجرة منه ولاان یجعل شیئاً منه مستغلا (درمختار مع الشامی کراچی ، ص۳۵۸/ ج۴/ کتاب الوقف،مطلب فی احکام المسجد، بحر کوئٹه ص ۲۵۱ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، سکب الأنهر ص۵۹۴ ج۲ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

مسجد کی زمین میں کرائے دار کے لئے دوکان بنانا

سوال:۔ ایک جگہ مسجد کی ہے اس میں کوئی دوسرا شخص دوکان بنالے اور مسجد کو سالانہ کچھ مقرر کر کے دینا چاہے بعد وصولیٔ رقم دوکان مسجد کی ہوجائے گی یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اسکی صورت اس طرح کرلی جائے کہ مسجد کی زمین اس شخص کو کرایہ پر دیدی جائے، اور کرایہ پیشگی لے کر اس سے دوکان بنوادی جائے، جب دوکان مکمل ہوجائے تو وہ کرایہ دار کے حوالہ کردی جائے، اس طرح وہ دوکان مسجد کی ہوگی، اور کرایہ دار کو اتنی مدت استعمال کا حق ہوگا، جس کا کرایہ وہ پیشگی ادا کرچکا ہے، یہ بھی درست ہے، کہ خالی زمین دیدی جائے، جس کا کرایہ وہ مسجد کو ادا کرتا رہے اور کرایہ دار خود اس میں تعمیر کرلے، پھر جب مدت کرایہ داری ختم ہوجائے تو اپنی تعمیر ہٹالے، خالی زمین مسجد کو دیدے، یا بعینہ تعمیر ہی مسجد کو دیدے[1]، خالی زمین کرایہ پر دیتے وقت یہ شرط نہ کی جائے کہ اس زمین کا کرایہ یہ ہے کہ اس پر دوکان تعمیر کر کے اتنی مدت بعد وہ تعمیر مسجد کو دیدے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۲/۲۳ھ

---

[1] ولو استاجر ارضا موقوفة وبنى فيها حانوتا وسكنها (الىٰ قوله)ثم ينظر ان كان رفع البناء لايضر بالوقف رفعه لانه ملكه وإن كان يضربه فليس له رفعه وإن كان ملكه فليس له أن يضر بالوقف ثم إن رضى المستأجر أن يتملكه القيم للوقف بالقيمة مبنيا أو منزوعا أيهما ما كان اخف يتملكه القيم الخ، (البحر كوئٹه ص ۲۳۷/ج۵/ كتاب الوقف، محيط برهانى ص۳۵ج۹ كتاب الوقف، الفصل السابع فى تصرف القيم فى الاوقاف، طبع مجلس علمى گجرات، هنديه كوئٹه ص۴۲۲ج۲ كتاب الوقف، الباب الخامس فى ولاية الوقف.

حوض کی جگہ کرایہ کیلئے دوکان بنانا

سوال:۔ یہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہے، جس میں وضو کے لئے حوض بھی ہے، اس مسجد کی آمدنی کچھ نہیں ہے، متولی صاحب کل مصارف اپنی جیب سے برداشت کرتے ہیں اب ان کا خیال ہے کہ حوض کی جگہ ٹونٹی لگوائیں اور حوض کو ختم کر کے ایک عمارت بنوادیں تاکہ متولی صاحب کے بعد بھی اس کے کرایہ سے مسجد کی ضروریات پوری ہوتی رہیں، اور کوئی دشواری پیش نہ آئے، کیا شرعاً اس کا حق متولی کو حاصل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر نمازیوں کو وضو کی تنگی نہ ہو اور جو کام حوض سے لیا جاتا ہے وہ سہولت سے ٹونٹی سے حاصل ہو، نیز عمارت بنانے سے مسجد کی ہوا اور روشنی میں رکاوٹ نہ ہو تو مسجد کے مفاد کے پیش نظر وہاں کے سمجھدار آدمیوں کے مشورہ سے ایسا کرنا درست ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۰/۸۵ھ

مسجد پر بورڈ لگا کر کرایہ وصول کرنا

سوال:۔ اس سوال کے ہمراہ مسجد کا فوٹو مرسل ہے یہ مسجد عام شاہراہ پر ہے، اس مسجد کے اوپر دو بورڈ بغرض اشتہار ریڈیو لگائے گئے ہیں، جس سے مسجد کی کچھ آمدنی میں اضافہ ہو جاتا ہے، حالانکہ مسجد کا متولی ہے، اور مسجد ایک کاروباری علاقہ میں واقع ہے، مسلم تاجران کافی رقم دینے کو ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

---

[1] أن المسجد المحتاج إلى النفقة توجر قطعة منه بقدر ما ينفق عليه، تقريرات الرافعي على الشامي زكريا ص ۸۰ ج ۶ كتاب الوقف، شامی كراچی ص ۳۷۶ ج ۴ كتاب الوقف، مطلب الوقف إذا خرب ولم يمكن عمارته.

(۲) مسجد کی کھلی چھت پر اس قسم کا پہلا اشتہار ہے، آئندہ متولی نہ معلوم کس کس قسم کا بورڈ آویزاں کرا کر مسجد کی بے حرمتی کریں گے، کل کو لکھا جائے گا گنیش اسٹور، لکشمی کمپنی کیا اس لادینی حکومت میں اس اشتہار بازی کو متولی روک سکتا ہے، ضرورت ہے کہ اس کا فوری سد باب کیا جائے، ان حالات کے پیش نظر یہ مساجد پر اشتہار بازی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

مسجد کی ضرورت پوری کرنے کے لئے دوکانیں تو بنائی جاسکتی ہیں، لیکن خود مسجد کو کرایہ پر چلانا اور اس سے روپیہ کمانا جائز نہیں[۱] جو کچھ وجوہِ اعتراض وہاں کے مسلمانوں نے پیش کی ہیں، وہ بھی اہم ہیں، ان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اس لئے مسجد کے منتظم صاحب کو چاہئے کہ وہ ہرگز ایسا معاملہ نہ کریں، اگر بورڈ بغرض اشتہار لگادیا ہے، تو اس کو اتار کر معاملہ ختم کر دیں، خاص کر ایسی حالت میں جبکہ مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لئے وہاں کے اہل ہمت آمادہ اور خواستگار ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند

کسی حصۂ مسجد کو ذریعۂ آمدنی بنانا

سوال:۔ جو لوگ مسجد کے اوپر نہاتے ہیں اور نیچے کرایہ کی دوکانیں ہیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

۱؎ ولایجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیئا منه مستغلا (درمختار مع الشامی کراچی ص۳۵۸/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق ص ۲۵۱ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد، مطبوعه ماجدیه کوئٹه، سکب الأنهر ص ۵۹۴ ج۲ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد بالائی منزل کو قرار دینا اور تحتانی حصہ میں دکانیں بنالینا کہ اوپر نماز ہوتی رہے نیچے خرید وفروخت بازاری کام ہوتا رہے، احترام مسجد کے خلاف ہے اوپر نیچے سب جگہ مسجد ہی ہونی چاہئے[۱] کسی حصۂ مسجد کو آمدنی کا ذریعہ بنالینا درست نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰؍۷؍۹۴ھ

مسجد کی وقف زمین کو کرایہ پر دینا

سوال:۔ موقوفہ جگہ کرایہ پر دینا کسی کام کے لئے چاہے مکان یا زراعت کرنے کے لئے جائز ہے یا نہیں، اور مالک دینے کا کون ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

کرایہ پر دینا اور اس میں زراعت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ واقف کی غرض کے خلاف نہ ہو[۳] اور اس کے کرایہ پر دینے کا حق واقف کو یا متولی کو ہے[۴] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وحاصله ان شرط كونه مسجداً ان يكون سفله وعلوه مسجداً لينقطع حق العبد عنه (شامی کراچی، ص ۳۵۸؍ج۴؍ کتاب الوقف،مطلب فی احکام المسجد، بحر ص ۲۵۱ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المساجد، مطبوعه کوئٹه، فتح القدیر ص۲۳۴ ج۶ کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] ولا يجوز اخذ الأجرة منه ولا ان يجعل شيئاً منه مستغلاً، در مختار مع الشامی کراچی ص۳۵۸ ج۴ کتاب الوقف مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق ص ۲۵۱ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المساجد مطبوعه ماجدیه کوئٹه، سکب الأنهر ص۵۹۴ ج۲ کتاب الوقف فصل فی احکام المسجد، دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] مراعاة غرض الواقفین واجبة(شامی کراچی،ص ۴۴۵؍ج۴؍ کتاب الوقف،مطلب مراعاة غرض الواقفین واجبه، البحر الرائق ص۲۴۵ج۵ کتاب الوقف مطبوعه ماجدیه کوئٹه، النهر الفائق ص۳۲۵ ج۳ کتاب الوقف، دار الکتب العلمیة بیروت. (حاشیہ ۴ اگلےصفحہ پر)

مسجد کی جگہ سینما کے لئے کرایہ پر دینا

سوال:۔ ہماری مسجد کی مسجد سے الگ ایک خالی جگہ پڑی ہے، اس کو سینما والے کرایہ پر لینا چاہتے ہیں، وہ اس جگہ پر اپنی فلم کا بورڈ لگائیں گے اور تیس روپیہ ماہانہ دیں گے تو وہ کرایہ پر دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اگر دے سکتے ہیں تو اس کا مصرف کیا ہوگا؟ کیا کرایہ کا روپیہ بھنگیوں کو بطور تنخواہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(فلم) سینما معصیت ہے، اس کے لئے یا اس کے بورڈ کے لئے مسجد کی جگہ کرایہ پر دینا اعانت معصیت ہے، اس سے پرہیز کیا جائے، اگر کسی قول پر گنجائش نکلتی بھی ہے تب بھی مسجد کا معاملہ ہونے کی وجہ سے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سودی کاروبار کے لئے مسجد کی دوکانیں کرایہ پر دینا

سوال:۔ مسجد کی ملکیت میں ایک مکان ہے جس کو ایک صاحب کرایہ پر لینا چاہتے ہیں، کرایہ معقول ملے گا، مگر ان کا کاروبار خالص سود کے لین دین کا ہے، ان کو کرایہ پر مکان دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ صاحب سودی کاروبار ہی کے لئے کہہ کر لیتے ہیں تو مسجد کا مکان ان کو کرایہ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۲] لان التصرف فی مال الوقف مفوض الی المتولی الخ شامی کراچی، ج۴/ص۴۵۸/کتاب الوقف مطلب لیس للمشرف التصرف، البحر ص۲۴۳ ج۵ کتاب الوقف، مطبوعہ سعید کراچی، فتح القدیر ص۲۲۴ ج۶ کتاب الوقف، دار الفکر بیروت.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان، سورۂ مائدہ، پ۶/آیت۲/

ترجمہ:. اور گناہ وزیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو .(بیان القرآن)

پر نہ دیا جائے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۸۹ھ

مسجد کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے برتنوں کو کرایہ پر دینا

سوال:۔ مسجد کی انتظامیہ کمیٹی نے اخراجات کے مکمل کرنے کے لئے مسجد کی آمدنی سے کچھ برتن خریدے جو شادی اور دوسری تقاریب کے لئے کرایہ پر دیئے جاتے ہیں، اور اس کا جو بھی کرایہ وصول ہوتا ہے، اس سے اخراجات مکمل کئے جا رہے ہیں، کیا برتنوں کا اس طرح پر کرایہ وصول کرنا اور مدرسہ و مسجد کے انتظامات میں لانا شرعاً درست ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں، وہ کرایہ مذکورہ ضروریات میں صرف کرنا درست ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۳/۸۹ھ

مسجد کی اشیاء کو عاریت پر دینا

سوال:۔ مسجد کی مٹکیاں، لوٹے، گلاس، پنکھے، سائبان مسلمانوں کو عاریۃً بیاہ شادی یا غمی میں دینا یا لیجانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

ناجائز ہے، ان سب کو مسجد میں معطی کی شرائط کے موافق استعمال کرنا چاہئے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۲/۵۲ھ

---

[1] (ایضاً) حوالہ بالا

[2] مستفاد: المتولی اذا اشتریٰ من غلة المسجد حانوتا او دراً او مستغلا اٰخر جاز (بقیہ اگلے صفحہ پر)

ناجائز فعل کیلئے کرایہ پر برتن دے کر مسجد میں خرچ کرنا

سوال:۔ مسجد کے متولی نے دیگیں، شامیانے، بچھونے، کپ رکابی وغیرہ کرایہ پر دینے کے لئے خرید رکھی ہیں، اور لوگ ان کو جائز وناجائز تقریبات مثلاً قوالی، رنڈی وغیرہ کی تقریب میں لے جاتے ہیں، اس سے جو کرایہ وصول ہوتا ہے، اس کو مسجد میں لگانا کیسا ہے؟ اور متولی کا کرایہ پر دینا لینا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناجائز آمدنی سے جو کرایہ آئے وہ مسجد میں خرچ نہ کیا جائے[1] نیز ناجائز تقاریب میں یہ چیزیں کرایہ پر نہ دی جائیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۳/۹۵ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) لان هذا من مصالح المسجد (بحر كوئٹه ۲۰۷/ج۵/ كتاب الوقف، عالمگيری ص ۴۶۲ ج ۲ كتاب الوقف، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد الخ، مطبوعه كوئٹه.

[۳] شرط الواقف كنص الشارع (درمختار مع الشامی كراچی ،ص ۴۳۳/ج۴/ كتاب الوقف ، مطلب فی قولهم شرط الواقف كنص الشارع، الاشباه والنظائر ص۱۰۴ الفن الثانی كتاب الوقف، مطبوعه اشاعة الاسلام دهلی، النهر الفائق ص۳۲۵ج۳ كتاب الوقف مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۲۴۵ ج۵ كتاب الوقف مطبوعه الماجديه كوئٹه.

(صفحه هذا) [۱] امالو انفق فی ذلک مالا خبيثاً اومالاسببه الخبيث والطيب فيكره لان الله تعالیٰ لايقبل الا الطيب فيكره تلويث بيته بمالايقبله (شامی كراچی، ص۶۵۸/ج۱/ مكروهاة الصلوٰة مطلب كلمة لابأس دليل علی ان المستحب غيره لان الباس الشدة، حاشية الطحطاوی علی الدر ص۲۷۸ ج۱ باب ما يفسد الصلاة، مطبوعه دار المعرفة بيروت، مرقاة شرح مشكوٰة ص۲۸۶ ج۳ باب الكسب، الفصل الاول، مطبوعه بمبئی.

[۲] وجاز اجارة بيت بسواد الكوفة الابغيرها علی الاصح ليتخذ بيت نارأوكنيسة اوبيعة اوبياع فيه الخمر وقالا لا ينبغی ذلک لانه اعانة علی المعصية وبه قالت الثلاثة(درمختار مع الشامی كراچی، مختصراً ،ص ۳۹۲/ج۶/ كتاب الحظر والاباحة،فصل فی البيع)، **(بقيه اگلے صفحه پر)**

بلا مجبوری کے کرایہ دار کو تکلیف دینا

سوال:۔ کرایہ دار کو جوانہوں نے تکلیف دی ہے وہ جائز ہے یا ناجائز اگر وہاں مکان بنے تو پہلا حق پرانے کرایہ دار کو (جو تقریباً بیس سال سے رہ رہا تھا) ہے یا کسی اور کو غور فرما کر ضروری تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا وجہ شرعی کرایہ دار کو کیا کسی کو بھی تکلیف دینا جائز نہیں[۱] اگر مصالح مسجد سے قطع نظر کرتے ہوئے اس کو جبراً نکالا ہے تو یہ ظلم ہے اس کی تلافی لازم ہے[۲] فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی زمین کو مدرسہ کے لئے کرایہ پر لینا

سوال:۔ یہاں ایک عجیب رسم ہے کہ شادی بیاہ میں لوگ مسجد میں تو روپیہ دیتے ہیں، مگر مدرسہ کا نام لو تو زیادہ سے زیادہ ۲/روپیہ تو اس وقت ہمارے پاس مسجد کا روپیہ ۳۰۰/موجود ہے، اور مسجد میں کوئی ضرورت بھی نہیں ہے تو میں یہ سوچ رہا ہوں کہ حضرت والا سے دریافت کروں کہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۰۲ ج۸ کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، تبیین الحقائق ص ۲۹ ج۶ کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، مطبوعه امدادیه ملتان.

(صفحه هذا) [۱] ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قا ل، لاضررولا ضرار (موطأ امام لک ،ص ۱ ۱ ۳/ کتاب الاقضیه القضاء فی المرفق دار الکتاب دیوبند)

ترجمہ:۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ کوئی انسان اپنے بھائی کو نہ تو اولاً نقصان پہنچائے اور نہ بدلہ کے طور پر۔

[۲] فعل العبد أن یتوب قبل الموت من کل معصیة توبة نصوحاً ویتدارک ما فرط من تقصیره فی فرائض اللّٰه ویرد المظالم إلی اهلها حبة حبة ویستحل کل من تعرض له بلسانه شتما أو قذفاً أو استهزاء أو غیبة ویده ضربا وسوء ظنه بقلبه ویطیب قلوبهم، تفسیر روح البیان ص ۲۸۰ ج۵ سورۂ نساء آیت، ۱۰۹ مطبوعه دار الفکر.

مسجد ہی کے صحن کے کنارے تھوڑی سی زمین ہے وہ بھی مسجد ہی کی چہار دیواری کے اندر ہے، مگر صحن سے خارج ہے مثلاً نقشہ یہ ہے:۔

غسلخانہ	یہ زمین خالی ہے
صحن	حجرہ امام
مسجد	
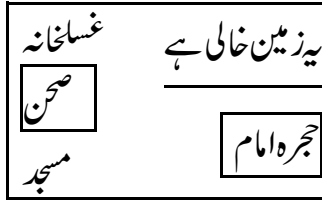
تو کیا خالی زمین کیلئے اینٹ منگوا کر مسجد کے روپیہ سے ایک مکتب کی شکل میں قائم کردوں جس سے بچے سکون سے تعلیم حاصل کرسکیں، لہٰذا اگر کوئی گنجائش نکلتی ہو تو بہت ہی جلد جواب مرحمت فرمادیں، یا دوسری صورت یہ بھی ہے کہ جن لوگوں کا روپیہ ہے ان سے مشورہ لوں کہ تم اپنے روپئے مدرسہ کی نیت سے دیدو تاکہ مکتب بن جائے، بچے بارش سے اور دھوپ سے بچ جائیں، جو بھی صورت جواز کی ہو مطلع فرمادیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ روپیہ مسجد کی مصالح کے لئے دیا گیا ہے، تو روپیہ دینے والے اور نمازیوں سے مشورہ کر کے اس خالی جگہ میں درسگاہ بنوادیں جو کہ مسجد کی ملک ہوگی، اور پھر اس کو مدرسہ کیلئے کرایہ پر لےلیں مدرسہ کرایہ مسجد کو ادا کرتا رہے، جس سے مسجد کا بھی فائدہ ہو اور بچوں کو تعلیم کی بھی سہولت ہوجائے[1] بچوں پر مختصر فیس مقرر کردیں، جو بچے مستحق زکوٰۃ ہوں ان کو مد زکوٰۃ سے وظیفہ دیدیا کریں تاکہ وہ فیس ادا کریں، اور اس فیس سے اپنی ضروریات اور مدرسہ کی ضروریات کرایہ مکان وغیرہ پوری کرلیا کریں، اول اول دشواری ہوگی، پھر حق تعالیٰ شانہٗ نصرت فرمائیں گے، اور آپ باہر کے بچوں کو مدرسہ میں رکھ سکیں گے، اور ان کیلئے دوسری ضروریات کا انتظام کرسکیں گے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] لو كانت الارض متصلة ببيوت المصر يرغب الناس فى استيجار بيوتها ...... كان للقيم أن يبنى فيها بيوتا فيواجرها، هنديه كوئٹه ص ۴۱۴ كتاب الوقف، الباب الخامس فى ولاية الوقف وتصرف القيم الخ، خانيه على الهنديه كوئٹه ص ۳۰۰ ج۳ كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً.

صحن مسجد سے درخت کاٹ کر برآمدہ برائے کرایہ بنانا

سوال: ۔مسجد کی پورب کی جانب درخت لگے تھے، انہیں صاف کر کے صحن مسجد میں شامل کر دیا گیا، اس پر میری اور میرے بھائی کی رائے ہے کہ برآمدہ مسجد کے اندر بنا کر اوپر ایک کمرہ بنایا جائے، دوکان مسجد پر پاخانہ اور صدر دروازے کے آگے حال میں بنوائی جائے، اور ایک کرایہ دار نمازی بچے دار آباد کیا جائے، آبادی ہندوؤں کی ہے، نمازی آدمی رکھا جائے تاکہ مسجد میں نماز وغیرہ پابندی سے ہوا کرے، اسکی بابت علماء دین کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس جگہ درخت تھے اگر وہ خارج مسجد تھی تو محض درختوں کو کٹوا کر چبوترہ مسجد کے برابر بنوا دینے سے وہ جگہ مسجد نہیں بنی[1] اگر اس پر چھت ڈال کر وہاں کوئی مکان اور بیت الخلاء وغیرہ اس طرح بنوا دیا جائے کہ اس کا راستہ دروازہ باہر کو رہے اور بدبو وغیرہ مسجد میں نہ آئے تو شرعاً اس کی اجازت ہے[2] پھر اس مکان کو کرایہ پر بھی دیا جاسکتا ہے، جو حصہ نماز کیلئے مخصوص ہے اس کے اوپر مکان بنانا اور کرایہ پر دینا درست نہیں[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۹۴ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ // //

---

[1] التسليم فى المسجد ان تصلى فيه الجماعة باذنه وعن ابى حنيفة رحمه الله تعالىٰ فيه روايتان فى رواية الحسن عنه يشترط اداء الصلوٰة فيه بالجماعةباذنه اثنان فصاعداً كماقال محمد رحمه اللّٰه تعالىٰ والصحيح رواية الحسن (هنديه ،كوئٹه ،ص۴۵۵ /۲/ كتاب الوقف الباب الحادى عشرفى المسجد، قاضى خاں على الهندية كوئٹه ص ۲۹۰ ج۲ كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً، سكب الأنهر مع مجمع الأنهر ص ۵۹۴ ج۲ كتاب الوقف، فصل، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] قيم يبيح فناء المسجد ليتجر فيه القوم او يضع فيه سررا أجره ليتجر فيه الناس فلا بأس إذا كان لصلاح المسجد ويعذر شاء اللّٰه إذا لم يكن ممر العامة، البحر البحر الرائق كوئٹه ص ۲۴۹ ج۵ كتاب الوقف، فصل فى احكام المساجد، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۲۰ ج۵ كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

E:\F.M.Fainal\Jild-22\Masjid Ki Chizain Kiraey per dena

جتنی زمین خریدی اس سے زائد پر مکان بنالیا

سوال:۔ (۱) یٰس نے مسجد کی زمین مکان بنانے کیلئے کرایہ پر لی اور حرکت یہ کی کہ جتنی زمین لی تھی اس سے زیادہ زمین پر مکان بنالیا، یہ حرکت یٰس کی جائز تھی یا نہیں؟

(۲) یٰس یہ مکان انجمن اسلامیہ والوں کو بیچ کر پاکستان چلا گیا انجمن اسلامیہ انٹر کالج والے یہ کہہ رہے ہیں کہ جو اس مکان کے باہر (مسجد کی) زمین ہے وہ بھی ہماری ہے اس سلسلہ میں دو باتیں معلوم کرنی ہیں، (الف) مکاں کے اندر جو زائد زمین ہے انجمن اسلامیہ والوں کو اس زائد زمین کو مسجد کو دینا چاہئے یا نہیں؟ (ب) مکان کے باہر والی مسجد کی زمین پر انجمن اسلامیہ والے قبضہ کرنے کی فکر میں ہیں، ان کو ایسا کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۳) انجمن اسلامیہ والے ایسی حرکتیں کرنے کے سبب فاسق قرار پائینگے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ناجائز تھی[۱]

(۲) اگر واقعہ اسی طرح ہے تو (الف) وہ زائد زمین مسجد کو دے دیں[۲] یا اس کا بھی

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۳] لا یجوز لقیم المسجد ان یبنی حوانیت فی المسجد او فنائه البحر الرائق کوئٹه ص۲۴۹ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص۲۹۳ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً، عالمگیری کوئٹه ص۴۶۲ ج۲ کتاب الوقف، مطلب الوقف علی عمارته ومصالحه.

(**صفحہ ہذا**) [۱] لایجوز التصرف فی مال غیره بلا اذنه ولاولایته (درمختار مع الشامی کراچی، ص۲۰۰/ج۶/ کتاب الغصب ،مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، الاشباه والنظائر ص۱۵۷، الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعه مکتبه إشاعت الإسلام دهلی، قواعد الفقه ص۱۱۰ رقم القاعدة: ۲۷۰، الرسالة الثالثة، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[۲] یجب ردعین المغصوب (درمختار علی الشامی کوئٹه ،ص ۱۲۸/ج۵/کتاب الغصب مطلب فی رد المغصوب، مجمع الأنهر ص۸۷ج۴ کتاب الغصب، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری دار الکتاب ص۱۱۹ ج۵ کتاب الغصب، الباب الأول.

کرایہ تجویز کرلیں جیسے کہ پُلس نے مسجد سے کرایہ پر لی ہے (ب) اس پر قبضہ کا کوئی حق نہیں یہ غصب ہوگا[1] جو کبیرہ گناہ ہے اوراس کا واگزار کرانا ضروری ہوگا[2]

(۳) مسجد کی زمین پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے بلاشبہ فاسق اور سخت گنہگار ہیں[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ملاحظہ ہو اسی جواب کا حاشیہ نمبر ا۔

[2] وحكمه الاثم لمن علم انه مال الغير ورد العين قائمة والغرم هالكة (درمختار مع الشامي كوئٹه ،ص ۱۲۶ / ج۵ / اول كتاب الغصب)

[3] من غصب رجلاً أرضاً ظلماً، لقى الله وهو عليه غضبان الزواجر ص۵۰۴ ج۲ باب الغصب، الكبيرة السابعة والعشرون بعد المأتين، مطبوعه مكتبۂ نزار مصطفى الباز مكة المكرمة، المعجم الكبير للطبراني ص۱۸ ج۲۲ رقم الحديث (۲۵) مطبوعه دار إحياء التراث العربي، بيروت.

فصل هفدهم: مسجد کے لئے چندہ کرنا

چندۂ مسجد کا حکم

سوال:۔ زید نے کچھ روپیہ اپنے پاس سے اور کچھ چندہ سے جمع کیا مسجد کے حصہ کو بڑھانے کے واسطے مگر وہ روپیہ ابھی تک کسی خرچ میں نہیں آیا تھا کہ زید کا انتقال ہوگیا، اب وہ حصہ داران اس شخص سے جس کے قبضہ میں وہ روپیہ ہے لیکر مہتمم مسجد کو ادا کردیں تاکہ وہ مسجد میں لگادیں، اگر وہ روپیہ دینے سے انکار کرے تو اس شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی شخص کو وہ روپیہ خود رکھنا جائز نہیں، اگر زید نے اس کے خرچ کرنے کے متعلق اس شخص کو وصیت کی ہے تب تو مہتمم اور اہل محلّہ کے مشورہ کے موافق مسجد میں صرف کردے، ورنہ مہتمم مسجد کو دیدے یا جن سے زید نے بطور چندہ وصول کیا ہے (انکو دیدے) خود رکھنے اور اپنے خرچ میں لانے سے یہ شخص خائن اور غاصب ہوگا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، مظاہر علوم سہارنپور

مسجد کا خرچ ذاتی پیسے سے ہو یا چندہ سے

سوال:۔ (۱) میں ضلع بلندشہر میں رہتا ہوں اس کے ایک محلّہ میں مسجد شیشہ والی موجود

---

[1] ویتعلق بکونها أمانة احکام منها وجوب الرد عندطلب المالک لقوله تعالیٰ ان اللّٰه یأمرکم ان تودو االا مانات الیٰ اهلها حتی لو حبسها بعد الطلب فضاعت ضمن (بدائع کراچی ص۲۱۰/۶، کتاب الودیعة، عالمگیری ص۳۳۸/۴ کتاب الودیعة الباب الاول، مطبوعه کوئٹه، رجل جمع مالاً من الناس ینفقه فی بناء المسجد وانفق من تلک الدراهم فی حاجة نفسه ثم رد بدلها فی نفقة المسجد لا یسعه أن یفعل ذلک وإذا فعل ان کان یعرف صاحب المال رد الضمان علیه أو یساله لیأذن له بانفاق الضمان فی المسجد، خانیه علی الهندیة کوئٹه ص۲۹۹/۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً الخ.

ہے، جس کی تعمیر اپنی معرفت شیخ خیراتی صاحب نے اپنے آباء واجداد والی زمین میں اپنے ذاتی پیسہ سے کرائی تھی، اور تاحیات برابر مسجد مذکورہ کا کل اہتمام، انتظام مرمت وغیرہ اپنے ہی ذاتی پیسہ سے کرتے رہے، اس مسجد میں کبھی کسی کا چندہ کا پیسہ نہ شیخ خیراتی صاحب نے لگایا، ان کی وفات پر ان کی تجہیز وتکفین بھی اسی مسجد کے ایک حصہ میں ہوئی، جہاں ان کی تولیت تک ان کا قیام رہا تھا، بعد وفات شیخ خیراتی صاحب مرحوم ان کی اولاد دراولاد مسجد کی نگہداشت، مرمت وغیرہ کا کام خود انجام دیتی رہی، اور اب تک وہی انجام دے رہے ہیں، اور کسی کا کوئی چندہ کا پیسہ اس مسجد میں نہیں لگایا گیا ہے، اور اپنے ذاتی پیسہ سے ہی کل کام انجام دیتے ہیں، اس مسجد میں کتبہ بھی ہمارے مورثِ اعلیٰ شیخ مرحوم صاحب کا لگا ہوا ہے، اب محمد ولی شیخ املی وغیرہ اس قصبہ کے لوگ ہم کارکنان کے کام میں رخنہ انداز ہیں، یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اس مسجد میں عام مسلمانوں کا ہی چندہ کا پیسہ لگایا جائے، صرف شیخ خیراتی کی اولاد دراولاد کا کوئی حق نہ رکھا جائے۔

قبلہ مولانا صاحب ان لوگوں کے اس خیال سے چندہ کی رقم مسجد میں لگانے سے ہم اور ہمارے دیگر برادران خاندان کو سخت اعتراض ہے، جبکہ ہم لوگ اپنے ذاتی پیسہ سے لگا کر کام انجام دے رہے ہیں، اور آئندہ لگانے پر تیار ہیں، کسی شخص سے کوئی حاجت چندہ مانگ کر پیسہ لگانے کی نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ مسجد مذکورہ کا کل اہتمام، انتظام اولاد دراولاد شیخ مرحوم پر لازم ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کچھ اشخاص بغیر ہماری مرضی واجازت اپنی کوشش سے چندہ کریں تو ان لوگوں کا یہ فعل یعنی چندہ کرکے مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں، مہربانی فرما کر جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جبکہ بانیٔ مسجد کی اولاد اپنے ذاتی پیسہ سے مسجد کی ضروریات پوری کرتی اور انتظام درست رکھتی ہے، اور کسی قسم کی کوئی شکایت نہیں ہے، تو دوسرے لوگوں کو دخل دینے اور انتظام سنبھالنے اور چندہ کرکے تعمیر وغیرہ وہاں بنانے کا حق نہیں، ان لوگوں کا یہ اقدام غلط ہے، نہ کسی اور تصرف کا حق ہے، اگر کوئی انتظامی شکایت ہو تو متولی ومنتظم سے کہہ کے اسکا انتظام کرالیں، ہاں ان کے

E:\F.m.Fainal\Jild-22\Masjid ke Liye Chanda

پاس پیسہ نہ ہوتو پھر ضروریاتِ مسجد کے لئے چندہ کرلیا جائے۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۷/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین // //

مسجد و مدرسہ کے نام سے مشترکہ چندہ کرنا

سوال:۔ ایک بستی والے مسجد و مدرسہ کی تعمیر کرنا چاہتے ہیں جس کا چندہ ایک جگہ کرنا چاہتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اگر چندہ یکجا کرلیا جائے اور چندہ دہندہ سے کہہ دیا جائے کہ ہم مسجد و مدرسہ دونوں تعمیر کرنا چاہتے ہیں، اور چندہ دینے والا یہ کہہ دے کہ دونوں میں سے کسی میں استعمال کرلو تو کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ یا دونوں کا علیحدہ علیحدہ چندہ ہونا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد اور مدرسہ دونوں کے لئے مشترکہ چندہ کرنا درست ہے اور جب یہ اعلان کردیا کہ دونوں کی تعمیر ہوگی اور دونوں کیلئے لوگ چندہ دے رہے ہیں تو پھر کیا تردد ہے، علیحدہ علیحدہ کرنا چاہے، تو اس کی بھی اجازت ہے، پھر جو چندہ جس کے لئے وصول کیا ہے، اس کو اسی میں صرف کرنا چاہئے، ایک کا چندہ دوسرے مصرف میں صرف نہ کرے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۲/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۲/۹۲ھ

---

[1] لایجعل القیم فیه من الاجانب ماوجد فی ولد ا لواقف واهل بیته من یصلح لذلک (الی قوله) ومفادهٗ،تقدیم اولاد الواقف ،(شامی کراچی، ص ۴۲۴/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب لایجعل الناظر من غیر اهل الوقف) عالمگیری ص ۴۱۲ ج۲ کتاب الوقف الباب الخامس فی ولایة الوقف، مطبوعه کوئٹه، البحر الرائق ص ۲۳۲ ج۵ کتاب الوقف، مطبوعه ماجدیه کوئٹه.

[2] مستفاد: اتحدالواقف والجهة جاز للحاکم ان یصرف من فاضل الوقف الأخر علیه وان اختلف احدهما بأن بنی رجلان مسجدین اورجل مسجداً ومدرسة ووقف علیها اوفاقاً **(بقیه اگلے صفحه پر)**

E:\F.m.Fainal\Jild-22\Masjid ke Liye Chanda

مسجد و مدرسہ کے لئے مشترک چندہ سے مسجد کی توسیع اور مدرسہ کے لئے دوکان بنانا

سوال:۔ مسجد سے ملحق ایک جگہ نئے مدرسہ کی تعمیر کے لئے چندہ کرکے مشترک پیسہ سے خریدی گئی، اور ضرورت کے مطابق مسجد میں اضافہ کردیا گیا، اور چار دوکانیں بنوائی گئیں، دوکانوں کے کرایہ کی آمدنی سے لاگت وصول ہوکر مسجد کے حساب میں قریب قریب پوری جمع ہوچکی ہے، مدرسہ کی تعمیر کا سلسلہ آیا تو چاروں دوکانیں مدرسہ کی ملکیت مان کر اوپر مدرسہ کی تعمیر کرادی گئی جوکہ دوکانیں اور مدرسہ کی عمارت مسجد کے ایک سائڈ میں واقع ہے، مسجد اور مدرسہ ایک ہی بنایا گیا ہے، ایک مسجد کے خرچہ سے فاضل آمدنی مدرسہ میں لگائی جاسکتی ہے، یانہیں؟ کیا خریدی ہوئی زمین کی تقسیم مدرسہ اور مسجد میں کردینی درست ہے، یانہیں؟ کیا یہ تقسیم جائز ہوئی یانہیں؟ جبکہ دونوں ادارے قومی ہیں، اس تقسیم کی کارروائی باضابطہ تحریر میں ہے، جس میں ہے کہ یہ دوکانیں مدرسہ کی ملکیت ہیں اور رہیں گی، مسجد کی ملکیت کاغذات سرکاری میں غلط درج ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ تعمیر مدرسہ اور توسیع مسجد کے لئے مشترک چندہ کیا گیا اور اس مشترک رقم سے زمین خریدی گئی، اور حسب ضرورت مسجد میں اضافہ کرلیا گیا، اور ایک جانب میں دوکانیں بنوائی گئیں، توجس طرح مسجد میں جس قدر اضافہ کیا گیا، وہ زمین مخصوص طور پر مسجد کی ہوگئی، بلکہ مسجد بن گئی، اس میں کوئی دوسرا کام مستقل کرنا مثلاً مدرسہ بنانا صحیح اور درست نہیں ہے[1]، اسی طرح اگر ارباب

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) لایجوز ذلک ای الصرف المذکور (درمختار مع الشامی کراچی ،مختصراً، ص ۳۶۰ ر ج ۴ر کتاب الوقف ،مطلب فی نقل انقاض المسجد ونحوہ، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۱۶،۲۱۷ ج۵ کتاب الوقف، مجمع الأنہر ص ۵۹۶ ج۲ کتاب الوقف، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

(صفحہ ہذا) [1] کمایستفاد :لو تمت المسجدیۃ ثم ارادالبناء منع فیجب ہدمہ ولو علیٰ جدار المسجد مع انہ لم یاخذ من ہواء المسجد شیئاً ولا یوضع الجذع علی جدار المسجد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مدرسہ کے نزدیک مناسب ہو کہ دو کانیں مدرسہ کیلئے مخصوص کردی جائیں اور ان کے کرایہ کی آمدنی مدرسہ میں صرف ہو اور ان کے اوپر مدرسہ تعمیر کرلیا جائے، تو یہ بھی درست ہے، ان کا جو کرایہ مسجد میں جمع کردیا گیا ہے اس کو مسجد سے واپس نہ لیا جائے، کیونکہ اس وقت مدرسہ کی تعمیر کا سلسلہ نہ تھا، اور ان میں صرف شدہ رقم مشترک تھی، جس کا حاصل یہ تھا کہ حسب ضرورت مسجد و مدرسہ میں صرف کیا جائے گا، کاغذی اندراجات صحیح کرائے جائیں تا کہ آئندہ نزاع نہ ہو۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۲/۸۹ھ

چندۂ مسجد وانجمن سے مٹھائی وغیرہ

سوال:۔ ایک جگہ نہر کے محکمہ میں مسلمان ملازموں نے ایک مسجد عام چندہ سے بنائی اور اس میں امام مقرر کیا جس کو چندہ اکھٹا کرکے تنخواہ بھی دیتے ہیں، ایک انجمن بھی آبادیٔ مسجد کے لئے بنائی گئی ہے، اس کے اکثر ممبر یہی اہل کار ہیں، اپنی اپنی تنخواہوں میں سے حسب حیثیت آٹھ آنہ، روپیہ، دوروپیہ، پانچ دس روپیہ دیتے ہیں، وہ سب روپیہ جمع کرکے خزانچی کے پاس جمع کردیا جاتا ہے، اس انجمن کے چند ممبر مخصوص عہدوں پر بعد انتخاب ممتاز کئے گئے ہیں، مثلاً صدر ناظم، خزانچی، سفیر، یہ ممتاز اصحاب مسجد کی خدمت بلا معاوضہ کرتے ہیں، چونکہ ان کی رہائش اس جگہ دائمی نہیں ہوتی، بلکہ تبدیل بھی ہوجاتی ہے اس تبدیلی کے موقعہ پر اس ممتاز مخصوص صاحب کو اس خدمت کا شکریہ ادا کرنے کے واسطے ٹی پارٹی کی جاتی ہے، احباب جمع ہوتے ہیں، جن میں چندہ نہ دینے والے بھی شامل ہوتے ہیں، اس موقع پر کچھ رقم اس جمع شدہ چندہ سے خرچ کیجاتی ہے، مثلاً

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) وا ن کان من اوقافه ولایجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیئاً منه مستغلا ولاسکنی (درمختار مع الشامی کراچی، مختصراً، ص۳۵۸/ج۴/کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق ص ۲۵۱ ج۵ کتاب الوقف فصل فی احکام المساجد، مطبوعه سعید کراچی، بزازیة علی الهندیة کوئٹه ص ۲۸۵ ج۶ کتاب الوقف الثامن فی المتفرقات.

مٹھائی وغیرہ خرید کر حاضرین کو تقسیم کی جاتی ہے، اب دریافت طلب یہ امور ہیں:۔

(۱) یہ جمع شدہ چندہ مال وقف ہے یا نہیں؟

(۲) اس ممتاز مخصوص صاحب کی خدمت کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی ٹی پارٹی پر جمع شدہ چندہ سے مٹھائی وغیرہ خرید کر تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اس مٹھائی کو چندہ نہ دینے والے احباب کھا سکتے ہیں، یا نہیں؟

(۴) چندہ دینے والے اصحاب جو اس وقت شریک نہیں ہوئے انکا حق باقی ہے یا نہیں

(۵) اس طرح کرنے کے لئے سب چندہ دینے والوں کی اجازت ضروری ہے یا صرف ان ممتاز اصحاب کا فیصلہ کافی ہے۔

(۶) اس جمع شدہ رقم میں مد عمارت، تیل مسجد، عطیہ غیر مسلم وغیرہ بھی شامل ہو اور ان کے خرچ کا الگ الگ حساب بھی کوئی نہیں، سب رقم ایک جگہ جمع ہے اس کا کیا حکم ہے، ان سب امور کا شرعی فیصلہ ارشاد فرمایا جائے تاکہ اس کے موافق عمل کیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) یہ جمع شدہ مال وقف نہیں۔

(۲) اگر چندہ دینے والوں کی اجازت ہے اور اس چندہ کا مصرف یہ بھی ہے تو یہ مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنا شرعاً درست ہے ورنہ نہیں[1]

(۳) اگر چندہ دینے والوں کی طرف سے اس مٹھائی کو کھانے کے لئے چندہ دہندہ ہونا شرط نہیں کیا گیا، بلکہ ان کی طرف سے نہ چندہ دینے والوں کو بھی اجازت ہے، تو ان کو کھانا بھی جائز ہے[2]

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنہ ولاولایتہ(درمختار مع الشامی کراچی، ج۶/ ۲۰۰/ کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، الاشباہ والنظائر ص۱۵۷ الفن الثانی کتاب الغصب، مطبوعہ اشاعۃ الاسلام دھلی، قواعد الفقہ ص۱۱۰ مطبوعہ دار الکتاب دیوبند.

[2] حوالہ بالا۔

(۴) اگران کی طرف سے تاکید ہے کہ ہمارا حق باقی رکھا جائے، تب تو حق باقی رکھا جائے، اگران کی طرف سے اجازت ہے کہ ہمارا حق باقی رکھنے کی ضرورت نہیں تو باقی رکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) اگر چندہ دہندہ گان نے ممتاز ارکان کو فیصلہ کا اختیار دیا ہے، تب تو ان ممتاز ارکان کا فیصلہ کافی ہے، اگر اختیار نہیں دیا تو کافی نہیں بلکہ سب کی رائے اور اجازت ضروری ہے

(۶) بہتر یہ ہیکہ مسجد کا مد اور انجمن کا مد علیحدہ علیحدہ رکھا جائے، تا کہ ہر ایک کا چندہ صحیح مصرف پر صرف ہو، غیر مسلم اگر مسجد میں دے اور اس کے مذہب کے اعتبار سے مسجد میں دینا ثواب ہو تب تو اس کو مسجد میں صرف کیا جائے[1]، ورنہ انجمن میں، اور اب تک چونکہ سب رقم ایک جگہ جمع ہے ،لہٰذا جو کچھ خرچ ہوا وہ سب مشترک خرچ ہوا اگر چندہ دہندگان کی اجازت ہو تو خرچ شدہ رقم کو انجمن کے حساب میں لگا کر مسجد کی رقم کو برقرار اور موجود تصور کیا جائے، اور حساب علیحدہ علیحدہ کرلیا جائے، اگر اجازت نہ ہو تو دونوں کے حساب میں شمار کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبداللطیف الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

جو چندہ برآمدۂ مسجد کے لئے کیا گیا ہے اس سے کرایہ کی دوکانیں بنانا

سوال:۔ میرے چچا مولانا منظور احمد خاںؒ نے محلّہ کی مسجد جس کے وہ متولی بھی تھے، مسجد کے برآمدے کی ضرورت محسوس کی، اکثر رمضان میں نمازیوں کی زیادتی کی وجہ سے صحن مسجد

[1] شرط وقف الذمی أن یکون قربة عندنا وعندهم کالوقف علی الفقراء أوعلی مسجد القدس (شامی کراچی، ج۴/ص ۳۴۱/ کتاب الوقف ،مطلب قدیثبت الوقف بالضرورة، بحر ص ۱۸۹ ج۵ کتاب الوقف مطبوعه ماجدیه کوئٹه، بدائع الصنائع کراچی ص ۳۴۱ ج۷ کتاب الوصایا.

تک نمازی آجاتے تھے، اور موسم برسات وسرما میں بڑی دقت محسوس ہوتی تھی، جس کو اکثر عارضی شامیانہ سے رفع کیا جاتا تھا، انہوں نے اس تکلیف کو دور کرنے کیلئے اپنے ایک شاگرد کو افریقہ لکھا کہ ہمارے محلّہ کی مسجد میں برآمدے کی سخت ضرورت ہے، اور اہل محلّہ اتنے مخیّر نہیں آپ وہاں سے کچھ چندہ اس مد میں فراہم کر کے بھجوادو، چنانچہ وہاں سے جواب میں یہ آیا کہ حضرت اس برآمدے کا نقشہ بنوا کر بھیجدیں تو پھر میں کوشش کر کے اس مد میں چندہ بھجوا سکوں گا، وہاں سے آٹھ، نوسو رقم آگئی، اور جواب آیا یہاں سے اور مجھ سے اتنی ہی رقم وصول ہوئی ہے، جوارسال ہے، چنانچہ یہ رقم مدرسہ مظاہر علوم میں امانت جمع کردی گئی، اب کچھ اہل محلّہ یہ چاہتے ہیں کہ اس رقم سے مسجد میں دو کانیں بنوادی جائیں، تاکہ مسجد خود کفیل ہوسکے اپنے خرچ کی، یہ مسجد بہت قدیم ہے اور ہمیشہ اس کا خرچ اہل محلّہ کی اعانت سے ہی چلتا رہا ہے، اور دو دو کان اور ایک مکان اس کے لئے وقف ہے، حضرت مولانا کی بھی برآمدے کی خواہش تھی، اور جن صاحب نے روپیہ اور چندہ دیا ہے، وہ بھی برآمدہ کے لئے دیا ہے، ایسی حالت میں کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جس مقصد کے لئے چندہ لیا گیا اور دینے والوں نے دیا ہے، اسی مقصد میں وہ روپیہ خرچ کیا جاوے، دوسرے مقصد میں اس کے خرچ کرنے کی اجازت نہیں، لہٰذا اس روپیہ سے برآمدہ ہی بنوایا جائے، اور دوکان یا کسی اور کام میں یہ روپیہ خرچ کرنا درست نہیں ہے[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۵/۹۰ھ

---

[۱] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی، ص۴۳۳/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع، بحر ص۲۴۵ ج۵ کتاب الوقف، مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ، النھر الفائق ص۳۲۵ ج۳ کتاب الوقف، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

اذان خانہ کے لئے چندہ کیا گیا اس سے مسافر خانہ بنانا

سوال:۔ ہمارے گاؤں کے دوآدمیوں نے مسجد میں اذان خانہ بنوایا ہے، اس غرض سے باہر دیہات میں جا کر رقم چندہ جمع کیا ہے، اوراس رقم کو اہل کار اور پنچ لوگوں نے قبضہ میں لیکر مسجد کا اذان خانہ تو درکنار مسجد کے کسی بھی کام میں نہ لاتے ہوئے، مسافر خانہ وغیرہ کی درستی میں صرف کر دیا جسکی وجہ سے جن صاحبوں نے چندہ جمع کیا ہے وہ بہت ناراض ہیں، اور ہر وقت کہتے ہیں اہل کار پنچوں سے کہ ہماری رقم جو خرچ کر دی واپس کر دو، ہم ایک وضوخانہ بنانا چاہتے ہیں ،مگر پنچ کہتے ہیں کہ مسجد اور مسافر خانہ ایک ہی ہے، مسجد میں خرچ نہیں ہوا تو کیا ہوا، اپنی جماعت کا مکان تو درست ہوگیا، اب ازروئے شرع کیا کریں، کیا مسجد کی رقم دوسرے کاموں میں خرچ کرنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب اذان خانہ بنوانے کے لئے چندہ جمع کیا گیا ہے، اور چندہ دینے والوں نے یہ کہہ کر چندہ دیا تو پنچ لوگوں کے لئے اس کا کسی دوسرے کام میں خرچ کرنا جائز نہیں، ان کے ذمہ ضمان واجب ہے، جولوگ اپنا چندہ واپس مانگ رہے ہیں ان کو واپس مانگنے کا حق ہے، اور پنچ لوگوں کے ذمہ اسکا واپس کرنا ضروری ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۵/۹۰ھ

مسجد کے لئے چندہ ایک مٹھی چاول ہر روز

سوال:۔ مسجد کے چندہ کیلئے محلّہ کے گھر میں ایک برتن رکھا ہوا ہے تا کہ ہر روز ایک مٹھی

[1] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ، ص ۴۳۳/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، النهر الفائق ص ۳۲۵ ج ۳ کتاب الوقف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ص ۲۴۵ ج ۵ کتاب الوقف، مطبوعه ماجدیه کوئٹه.

چاول اس میں ڈال دیا کریں ایک ماہ میں تقریباً ۵۶ر مٹھی چاول ہر گھر سے آتا ہے، اس کو فروخت کر کے مسجد کا کام بخوبی چلتا رہتا ہے، یہاں پر لوگ مسجد کے چندہ کے عادی نہیں ہیں، اور بھی مسجد وں میں یہی صورت ہے تو یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب وہ لوگ خوشی سے اسکا چندہ دیتے ہیں تو اس سے مسجد کا کام چلانا درست ہے[۱]، یہ طریقہ بہت اچھا ہے اللہ برکت دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۸۹ھ

جبراً چندہ لینا

سوال:۔ محرر تھانہ کہتا ہے کہ میں مسجد شریف کے لئے زمینداروں سے چندہ کرونگا کیونکہ لوگ ایسے نیک کام میں امداد بالکل نہیں دیتے، اس لئے میں ان سے کہونگا کہ مسجد کے لئے ضرور چندہ دو، بہر حال وصول کرونگا، کار خیر کے لئے میرا ذاتی نہیں ہے، اس پر محرر صاحب سے کہا گیا کہ جو شخص چندہ خوشی سے دے ان سے بہ سہولت لیا جائے، اس پر انہوں نے فرمایا جس طرح دیں مسجد کے لئے ہے، ضرور کچھ نہ کچھ لونگا، اس کے متعلق کیا حکم ہے، اسکے متعلق وہی قرضہ والی صورت مسطورۂ بالا لیجائے تو درست ہے یا نہیں جواب سے جلدی مطلع فرماویں، مسجد شریف کا کام شروع ہونے والا ہے، تا کہ اس جواب کے آنے سے پہلے شروع نہ ہو جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبراً چندہ وصول کرنا ناجائز ہے جو اپنی خوشی سے دے اس سے لے لیا جائے جو نہ دے اس

---

[۱] لایحل مال امرأ الا بطیب نفس منه (مشکوة شریف، اصح المطابع دیوبند، ص۲۵۵ باب الغصب والعاریة، شعب الإیمان للبیهقی ص۲۹۷ ج۲ الباب الثامن والثلاثون، باب فی قبض الید عن الأموال المحرمة، مکتبه نزار مصطفی الباز.

ترجمہ: نہیں حلال ہے، کسی آدمی کا مال مگر اس کی رضامندی سے۔

پر جبر کرنا گنہ ہے اور ایسے مال کا مسجد میں لگانا بھی ناجائز ہے "**لان اللّٰہ تبارک وتعالیٰ لایقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بمالایقبلہ**اھ شرنبلالیہ اھ شامی[1]، ص ۶۸۸ / ج ا"، جبراً تو لینا جائز ہی نہیں[2] قرض لیکر دے یا کسی اور طرح جس سے جس قدر روپیہ لیا ہے اس کا واپس کرنا ضروری ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۶/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ......صحیح عبداللطیف ۱۰/ جون ۱۹۵۷ھ

مسجد کے لئے جبراً چندہ لینا

سوال:۔ جبراً کسی شخص کو دباؤ دے کر ناجائز چندہ وصول کرنا مسجد کے واسطے کیسا ہے ،مہربانی فرما کر حامل پرچہ ہذا کو جواب دے کر مشکور فرمائیں ، اور جواب علیحدہ علیحدہ تحریر فرمانا اور صاف صاف یعنی مفصل؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں اگر ایسا کیا ہے تو اس چندہ کی واپسی لازم ہے،اس کو مسجد وغیرہ میں خرچ کرنا منع ہے۔[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۷/۵۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ......صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۷/۵۷ھ

---

[1] شامی کراچی ،ص ۶۵۸ / ج ا / مکروھات الصلوٰۃ ،مطلب فی احکام المسجد، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص۲۸۶ ج۳ کتاب البیوع باب الکسب الفصل الاول مطبوعہ ممبئی، طحطاوی علی الدر ص۲۷۸ ج ا کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلاۃ الخ، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت.

[2] عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا لا تظلموا، الا لا یحل مال امرائ الا بطیب نفس منہ الخ، مشکوٰۃ شریف ص۲۵۵ باب الغصب والعاریۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

[3] لان اللّٰہ تعالیٰ لایقبل الا الطیب فیکرہ تلویث بیتہ بمالا یقبلہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کی تعمیر کیلئے زبردستی چندہ لینا

سوال:۔ایک گاؤں ہے،جس کے باشندے نہایت ہی گمراہی میں مبتلا ہیں، زنا کاری ،سودخوری،شراب نوشی عام ہے،اس گاؤں میں ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے،جس کا چندہ زبردستی وصول کیا تھا،آیا اس صورت میں مسجد کی تعمیر درست ہے یانہیں؟ نیز اس مسجد میں نماز درست ہے، یانہیں؟ جبکہ گاؤں کے لوگ نہایت ہی غربت میں مبتلا ہیں، نیز کسی غیر مسلم کے چندے سے مسجد کی تعمیر درست ہے یانہیں؟اس مسجد میں نماز درست ہوگی یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ اعمال بھی غضب خداوندی کے موجب ہیں،اورزبردستی چندہ وصول کرنا بھی منع ہے[1] جن لوگوں سے زبردستی چندہ لیا گیا وہ اب معاف کردیں،اورخدا کے نام پر دیئے ہوئے پیسہ کوقبول کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں،اس مسجد میں سب ہی آکر گناہوں سے توبہ کریں،اعمال قبیحہ سے باز آجائیں،نماز اس مسجد میں درست ہوگی،غیر مسلم سے تعمیر مسجد کیلئے چندہ مانگنا بڑی بے غیرتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند // //

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) (شامی کراچی، ص ۶۵۸/ج ۱/ مکروهات الصلوٰۃ مطلب فی احکام المسجد، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۸۷ ج ۳ کتاب البیوع باب الکسب الفصل الاول مطبوعه ممبئی، طحطاوی علی الدر ص ۲۷۸ ج ۱ باب ما یفسد الصلاۃ الخ مطبوعه دار المعرفة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] لایحل مال امرإ الا بطیب نفس منه (مشکوٰۃ شریف، مطبوعه اصح المطابع دیوبند، ص ۲۵۵/ کتاب البیوع، با ب الغصب، شعب الایمان للبیهقی ص ۲۶۹ ج ۲ الثامن والثلاثون فی قبض الید عن الاموال المحرمة، مطبوعه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه، کنز العمال ص ۹۲ ج ۱ الفرع الثانی فی احکام الایمان المتفرقة، مطبوعه مؤسسة الرسالة بیروت.

ترجمہ:. نہیں حلال ہے کسی شخص کا مال اس کی رضامندی کے بغیر۔

مسجد کیلئے چندہ دیکر واپس لینا

سوال:۔(۱) مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں بہت سے لوگوں نے چندہ دیا تھا، اور امداد کی تھی، مسجد کی تعمیر کی اجازت ہر محلّہ جات کے سر برآوردہ اصحاب سے لی گئی، تو فرمایا کہ بسم اللہ کرو اور کام شروع کرو، پھر کچھ اختلاف ہوگیا، جس سے وہ لوگ اپنا چندہ جو اسی مسجد کیلئے دیا تھا، اور مسجد کی تعمیر کے بہت سے سامان بھی خرید لئے گئے تھے، ایسی صورت میں شرعاً وہ لوگ کیا اپنی امداد اور زر چندہ واپس لے سکتے ہیں یا نہیں، اور متولی مسجد پر کیا یہ ذمہ داری عائد ہوسکتی ہے کہ وہ ان کا چندہ واپس کردے اور متولی کو شرعاً اس کا اختیار حاصل ہے یا نہیں؟

(۲) اس مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں جن اصحاب نے امداد کی تھی اس میں بہت سے حضرات نے اپنے دادا، دادی، نانا، نانی ودیگر خویش واقارب مرحومین ونیز اپنی نابالغ اولاد اور آنحضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وخلفائے راشدین، مہدیینؓ کی جانب سے کی تھی، کیا ان رقوم کو بھی وہ حضرات واپس لے سکتے ہیں؟

اور متولی ان رقوم کو ان اصحاب کو شرعاً واپس دے سکنے کا اختیار رکھتے ہیں، اب اس میں بعض حضرات مسجد ٹیڑھی ہونے کے پردہ میں عوام کو ورغلاتے ہیں کہ اس میں تو نماز ہی صحیح وجائز نہ ہوگی، اور دوسری مسجد تعمیر کراکر جمعہ الگ پڑھا جائیگا، اس پر عرض ہے کہ تفریق بین المسلمین وتفریق جماعت کا کتنا بڑا ثواب یا عذاب ہے، اور دوسری مسجد بنواکر یا دوسری جگہ جامع مسجد ہذا کو چھوڑ کر جمعہ ادا کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ بینوا بالکتاب توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جبکہ وہ چندہ سب کا مخلوط ہے اور اس کا سامان بھی خرید لیا گیا ہے تو اب واپس لینے کا حق نہیں رہا، نہ متولی کو واپس دینے کا حق ہے[۱]

---

[۱] الصدقة كالهبة لا تصح الا بالقبض ولا رجوع فى الصدقة لان المقصود هو الثواب وقد حصل، هداية ص۲۹۳ ج۳ كتاب الهبة فصل فى الصدقة، مطبوعه تهانوى ديوبند، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) اس چندہ کا حکم بھی مثل نمبر۲ رکے ہے، ایسی مسجد کے قبلہ میں اتنے معمولی فرق سے نماز میں نقصان نہیں آتا اتنی اتنی باتوں پر تفریق کرنا اور مسجد کو چھوڑ نا شرعاً سخت مذموم وممنوع ہے، ویسے ہی جگہ جگہ مسلمان مختلف صورتوں سے تباہ ہورہے ہیں، لہٰذا ایسی باتوں سے حد درجہ احتیاط واجتناب لازم ہے، اور دوسری مسجد بنوانے سے اگر رضاء خداوندی مقصود نہ ہو بلکہ اپنی بات کی ضد یا تفریق بین المسلمین یا کوئی اور نام ونمود مقصود ہوتو ایسی مسجد بنانے سے ثواب نہیں ہوتا، بلکہ بہت سے علماء نے اس کو مسجد ضرار کے حکم میں تحریر فرمایا ہے، اگر چہ شرعی مسجد بن جانے کے بعد نماز درست ہوگی "**وقيل كل مسجد بنى مباهاة اورياءً وسمعة اولغرض سوى ابتغاء وجهه اوبمال غيرطيب فهو لا حق بمسجد الضرار**اھ **مدارک،قال صاحب الكشاف وعن عطاء لما فتح الله الامصار علىٰ يد عمر**ؓ **امرالمسلمين ان يبنوا المساجد وان لايتخذوفى مدينة مسجدين يضاراحد هما صاحبه هذا لفظه فالعجب من المشائخين المتعصبين فى زماننا يبنون فى كل ناحية مساجد طلبا للاسم والرسم واستعلاء لشانهم واقتداء بآبائهم ولم يتاملوامافى هذه الأية والقصة من شناعة حالهم وسوء افعالهم** اھ **تفسيرات احمديه وقال فى المنهية ونهى الصلوٰة فى مسجد الضرار مخصوص به فلايتعدىٰ الىٰ ملحقاته الاكليل**[ا]، **ص** ۲۸۴ ر ج ۴.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۹؍۳؍۶۷ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ؍؍ ؍؍

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) عالمگیری ص۴۰۶ ج۴ كتاب الهبة الباب الثانى عشر فى الصدقة، مطبوعه كوئٹه، سكب الأنهر ص ۵۰۹ ج۳ كتاب الهبة فى المتفرقات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحه هذا) [ا] الاكليل ص ۲۸۴ ج۴ سوره توبه آيت ۱۰۷، مدارك التنزيل، ص ۲۶۶ ج۲ سوره توبه آيت ۱۰۷ مطبوعه مصر، تفسيرات احمديه ص ۴۵ ۱ ج۲ سوره توبه آيت ۱۰۷، مطبوعه ممبئى.

چندہ حوض کیلئے جمع کیا گیا پھر اسکو دوسرے کام میں خرچ کرنا

سوال:۔(۱) مال یا جائیداد وقف کر دینے کے بعد واقف کا کوئی حق رہتا ہے یا نہیں

(۲) اگر واقف اس صراحت کے ساتھ کوئی رقم وقف کرے کہ فلاں کام میں صرف کیا جائے، اس کے علاوہ مال کسی دوسرے کام میں صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) علاوہ متولیان اوقاف کے کوئی شخص جس کے پاس رقم موجود ہوا مانت ہو اپنی مرضی سے اس کام کے علاوہ جس کام کے لئے وہ وقف کی گئی ہے، صرف کر سکتا ہے یا نہیں؟

تشریح سوال:۔ نمبر ا/ سے ۳/ تک:۔ حوض جامع مسجد بھرنے کے لئے بستی کے تمام مسلمانان نے چندہ جمع کیا تھا کہ اس رقم سے کوئی موٹر کوئیں میں لگوائیں تا کہ حوض بھرائی میں آسانی ہو، چندہ میں رقم قلیل جمع ہوئی جس سے موٹر فٹ نہ ہو سکا، ایک ہاؤس پاور کی موٹر لگوائی تھی، اس نے کام نہیں کیا، وہ واپس کر دیا گیا اور اس کی رقم واپس لے لی گئی، صرف کنوئیں میں بجلی فٹنگ کو اس لئے باقی رکھا گیا کہ آئندہ مزید چندہ جمع ہونے پر بڑی موٹر لگوائی جا سکے، بجلی کا سامان مسجد کے کنوئیں میں فٹ موجود ہے، بستی کے مسلمانوں نے پھر چندہ جمع نہیں کیا اور جمع شدہ رقم سے کنوئیں میں مسلمانوں کے مشورہ سے ہینڈ پائپ لگا دیا گیا جس سے ایک بار حوض بھی بھرا گیا اور چند روز بعد وہ ہینڈ پائپ خراب ہو گیا، چونکہ اس بستی میں کوئی مستری نہیں ہے، بار بار باہر سے مستری بلوانے اور درست کرانے کی وجہ سے پمپ نکلوا کر مسجد کے حجرہ میں رکھوا دیا گیا، اس زمانہ میں جبکہ موٹر کی فٹنگ کا کام چالو تھا حوض کے خالی ہو جانے اور مسلمانوں کی تکلیف کے باعث جمعہ کے بعد مسلمانوں اور متولیوں کے مشورہ سے اس جمع شدہ رقم سے حوض بھرائی میں پیسہ دیدیا گیا، اور متولی مسجد نے حوض بھرائی میں اوقاف سے کوئی پیسہ نہیں دیا، پھر اسی جامع مسجد کی چند دوکانات کو تعمیر کرنے کے سلسلہ میں مزید چندہ مسلمانوں کی جانب سے جمع کیا گیا، اور تعمیری کام کو شروع کر دیا گیا، چندہ ہوتا رہا، اور کام کا سلسلہ جاری رہا، پھر ایک وقت ایسا آیا کہ لوگوں نے چندہ جمع کرنا

بند کر دیا اور دینے والے بھی سست پڑ گئے، اور لینے والے بھی سست ہو گئے، اور مزدوروں کی مزدوری دینے کا فکر تھا اور رقم زیر تحویل بالکل موجود نہ تھی، تو جمعہ کے دن تمام مسلمانوں کے سامنے اپیل کی گئی کہ موٹر کے نام سے جو رقم جمع کی گئی تھی جس میں سے کچھ تو ہینڈ پائپ پر صرف ہوگئی، کچھ زیر تحویل ہے، سب کی طرف سے اجازت ہو تو اس میں سے کچھ رقم مزدوری دیدی جائے، اس پر بعض لوگوں نے اجازت دیدی اور بعض ساکت رہے، لیکن سب کے علم میں یہ بات آ چکی تھی، اس پر وہ بقایا رقم جو کہ موٹر کے لئے جمع کی گئی مزدوری میں ادا کر دی گئی، لیکن واقف تو ایک شخص ہے نہیں اور واقف نے کوئی مال یا جائیداد واقف نہیں کی ہے، صرف پیسہ چندہ سے جمع کیا ہے، اور تمام بستی کے مسلمان اس کے واقف ہیں، انہیں کے مشورہ سے موٹر کی جگہ ہینڈ پمپ لگا تھا، اور پھر بقیہ رقم انہیں کے علم ومشورہ سے اسی جامع مسجد کے تعمیری کام میں صرف ہوئی، اب متولی صاحب کا اعتراض ہے کہ یہ رقم وقف شدہ ہے، متولی کو اس کے صرفہ کا حق ہوتا ہے کسی دیگر شخص کا حق نہیں، یہ رقم واپس کی جائے، تو سامان بجائے موٹر کے ہینڈ پمپ وغیرہ کا ہے، وہ بھی متولی لینے کے لئے تیار نہیں، جو لوگ اس میں کارکن تھے متولی ان سے جھگڑا کرنے کو تیار ہیں، اور اس میں متولی کا جھگڑا کرنا اس وجہ سے ہے کہ کمشنری اوقاف صدر جمہوریہ کی طرف سے متولی کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ آمدنی سے ایک آنہ فی روپیہ اوقاف میں جمع کریں، اس طرح سولہ سو کچھ روپیہ کا مطالبہ ہے، جس میں سے کچھ رقم جائداد وقف سے متولی ادا کر چکے ہیں، اور گیارہ سو روپیہ کا اور مطالبہ ہے جس میں ادانہ کرنے کی صورت میں متولی کی جائیداد سے وصول کرنے کے نوٹس آرہے ہیں، اور مقامی عدالت کے ذریعہ وصولی ہوگی، بذریعہ جائداد قرقی، اس پر متولی کی جانب سے اس ہینڈ پمپ کی رقم کا مطالبہ اپنی جائیداد کی حفاظت کے سلسلہ میں مطالبہ رقم خرچ شدہ کا کہاں تک درست ہے اور پھر اس رقم کو لے کر کمشنری اوقاف میں بھیجنا کہاں تک درست ہے؟

(۲) اگر واقف اس صراحت کے ساتھ رقم وقف کرے کہ فلاں چیز میں صرف کی جائے، تو کیا اس کے علاوہ دیگر کام میں صرف کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ تو کیا رقم ہینڈ پمپ اور موٹر کی جو تمام

مسلمانوں کی جانب سے جمع شدہ ہے اورلوگ اچھی طرح واقف ہیں اور سبھی کے مشورہ سے تیسرا شخص خرچ کرر ہاہے، تو کیا متولی کو یہ حق ہے کہ وہ اس موٹر کی رقم کوبطور تاوان جھگڑا کر کے وصول کر کے اپنی جائیداد کا تحفظ کرے۔

(۳) علاوہ متولی کے کوئی اورشخص وقف شدہ رقم امانت کواپنی مرضی سے اس کام کے علاوہ جس کام کے لئے وہ وقف کی گئی ہے، صرف کرسکتا ہے، یانہیں؟ متولی کے علاوہ شخص موٹر کی فٹنگ میں کوشاں رہے، انہوں نے اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کیا ہے بلکہ تمام مسلمانوں کے علم ومشورہ سے یہ کام کرتے رہے ہیں، ان تشریحات کے ملاحظہ کے بعد جواب دیں، تا کہ تنازعہ دور ہو۔

الجواب حامداًومصلیاً

۱/۲/۳/حوض بھرنے کیلئے موٹر لگانے کے لئے جو چندہ کیا گیا ہے، وہ وقف نہیں، چندہ دینے والے چاہیں خوداس کوخرچ کریں، یا متولی کے سپرد کردیں یا کسی اور کے سپرد کریں، سب طرح درست ہے، کسی کواعتراض کا حق نہیں، پھر جب ہینڈ پمپ سب کی مرضی سے لگا دیا تو یہ بھی درست ہوا، تعمیرات کے سلسلہ میں جومزدوری باقی رہ گئی وہ چندہ دہندگان کی اجازت سے دیدی گئی یہ ٹھیک ہوا، خواہ صراحۃً اجازت دی گئی ہو یا اعلان پر سکوت کرنے سے، اوراس رقم کا ضمان لینے کا حق نہیں[1]، وہ سرکاری مطالبہ کی جواب دہی اس طرح کریں کہ چندہ کی رقم وقف نہیں تھی، چندہ دینے والوں نے جہاں چاہا اپنی مرضی سے اس کوخرچ کیا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۹۱ھ

---

[1] کمایستفاد: ولو ان قوماً بنوا مسجداًوفضل من خشبهم شئی قالو ایصرف الفاضل فی بنائه ولایصرف الی الدهن والحصیرهذا اذاسلموه الی المتولی لیبنی به المسجد والا یکون الفاضل لهم یصنعون به ماشاء وا(عالم گیری ،کوئٹه ،ص۴۶۴/ج۲/ کتاب الوقف ،الباب الحادی عشرفی المسجد، بحر ص۲۵۰ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، مطبوعه ایچ ایم سعید کراچی، خانیه علی الهندیة کوئٹه ص ۲۹۹ ج۳ کتاب الوقف، قبیل فصل فی وقف المشاع الخ.

چندہ کے ضمان کی ایک صورت چندہ وقف نہیں ہوتا

سوال:۔ پبلک نے مسجد بنانے کے واسطے روپیہ چندہ کر کے جمع کیا، اس میں سے کچھ روپیہ مسجد کا سامان خریدنے کے لئے زید کو دیا، زید عمر کے پاس سے وہ چیز خرید کر لایا، لیکن وہ چیز پبلک کو ناپسند آئی، زید اس چیز کو واپس کرنے کے لئے عمر کے پاس گیا، عمر نے کہا کہ اس وقت میرے پاس روپیہ نہیں ہے، دوسرے وقت آکر روپیہ لے لینا، اس وقت زید نے عمر سے کہا تم یہ روپیہ بکر کے ہاتھ دیدو، عمر نے وہ روپیہ بکر کو دیدیا، روپیہ نہ پہنچنے پر دوبارہ زید عمر کے پاس آیا، عمر نے کہا کہ میں نے روپیہ بکر کو دیدیا اب زید نے جب بکر سے روپیہ طلب کیا تو بکر نے ٹال مٹول کر کے دھوکہ دیا اب وہ روپیہ بکر دیتا ہی نہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہ روپیہ جائیداد موقوفہ میں شامل ہوگا یا نہیں؟ اگر جائیداد موقوفہ میں شامل ہو تو اس روپیہ کا ذمہ دار زید ہوگا یا بکر؟ اور کس سے روپیہ وصول کیا جائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں وہ روپیہ زید کے ذمہ واجب الادا ہے، یعنی پبلک زید سے وصول کر سکتی ہے، اور زید بکر سے[1] چندہ کا روپیہ وقف نہیں ہوتا، اس لئے اس کو جائیداد موقوفہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا، البتہ اگر اس روپیہ سے کوئی شئی قابل وقف خرید کر مسجد میں وقف کر دی جائے تو وہ شئی وقف ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ......صحیح عبد اللطیف غفرلہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/محرم ۶۰ ھ

---

[1] ویتعلق بکونها أمانة احکام منها وجوب الرد عند طلب المالک لقوله تعالیٰ ان اللّٰه یأمرکم ان تودوا الامانات إلی اهلها حتی لو حبسها بعد الطلب فضاعت ضمن، بدائع کراچی ص ۲۱۰ ج۶ کتاب الودیعة، عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۸ ج۴ کتاب الودیعة الباب الاول، سکب الأنهر ص ۴۶۷ ج۳ کتاب الودیعة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

افطار کیلئے دیا ہوا روپیہ مسجد کے دوسرے کام میں صرف کرنا

سوال:۔ ہمارے قصبہ میں دوتین مسجدیں ہیں، رمضان شریف میں افریقہ سے ہمارے یہاں کے اشخاص افطار کے واسطے چندہ روپے روانہ کرتے ہیں، اور یہاں مسجد کے متولی صاحب ان روپوں میں سے بعض روپے افطار میں خرچ کرتے ہیں، اور اکثر روپے مسجد کے اور کام میں خرچ کرتے ہیں، اور کبھی ان روپوں میں سے اکثر افطار کے لئے خرچ کرتے ہیں، اور بعض مسجد کے اور کام کے لئے خرچ کرتے ہیں، دونوں طرف مساوی خرچ ہوتا ہے، ان تینوں صورتوں میں کیا یہ شرعاً جائز ہے کہ جو روپئے صرف افطار کے لئے وصول ہوں اس میں سے مسجد کے لئے بھی خرچ کئے جائیں، صحیح جواب مع حوالہ کتب کے عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب دینے والے محض افطار کے لئے دیتے ہیں، تو بغیر انکی اجازت کے دوسرے کام میں صرف کرنا جائز نہیں، کیونکہ متولی ایسی حالت میں معطی کا وکیل ہے، اور وکیل کو مؤکل کے امر کے خلاف صرف کرنا درست نہیں، ہکذا فی کتب الفقہ[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۷/رجب ۵۹ھ

الجواب صحیح، سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

مسجد میں پمپ کے لئے چندہ کیا گیا کچھ باقی بچا خرچ نہیں ہوا اس کو کیا کیا جائے

سوال:۔ مسجد ہذا میں ایک کنواں ہے جس پر الیکٹرک (بجلی) کا پمپ نصب ہے، نل کا پانی

---

[1] وجملة الامر ان کل ماقید به المؤکل ان مفیداً من کل وجه یلزم، رعایته اکده بالنفی اولا وان مفیداً من وجه یجب مراعاته ان اکده بالنفی (شامی کراچی، مختصراً، ص۵۲۳/ج۵/کتاب الوکالة فصل لایعقد وکیل البیع والشراء، بحر کوئٹه ص۱۶۸ ج۷ کتاب الوکالة، فصل الوکیل بالبیع والشراع لا یعقد الخ.

کافی نہ ہوتو کنویں پر بجلی کے پمپ سے پانی بھرلیا جاتا ہے، آج کل پانی اور بجلی کی شدید قلت ہوگئی ہے، الیکٹرک کے صرفہ پر تحدید کردی گئی ہے، مسجد کے حوض میں الیکٹرک کے پمپ سے پانی بھرنے پر اس کو ہر ایک شخص (مسلم وغیر مسلم) بھر کر لیجانے لگا مسجد کے اصحاب رائے کی رائے ہوئی کہ مسجد کے کنویں پر اور ایک ہاتھ کا پمپ لگا دیا جائے تا کہ جس کو ضرورت ہو وہ لیجا سکے اس کے لئے مسلم احباب میں چندہ کیا گیا اور ہاتھ کا پمپ لگا دیا گیا پمپ لگانے کے بعد کچھ چندہ کے پیسے بچ گئے ان پیسوں کے مصرف میں اختلاف ہورہا ہے، اس مسجد میں ایک مدرسہ شعبۂ حفظ کا قائم کیا گیا اس مدرسہ کی تنخواہ چندہ سے دی جاتی رہی لیکن ماہ صیام کی تنخواہ مدرس صاحب کی باقی ہے، کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ مدرس صاحب کو یہ دیجائے کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ بجلی برابر نہیں آرہی ہے، اس لئے خارج از مسجد قندیل لگا کر اس میں گیس جلایا جائے، کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ وہ چندہ کے پیسے محفوظ رکھے جائیں، جب پمپ خراب ہوجائے تب اس کو استعمال کیا جائے، سب آپ کے جواب کے منتظر ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلان کردیا جائے کہ اتنے پیسے بچ گئے ہیں، آپ لوگوں کی اجازت ہوتو مدرس کی تنخواہ میں دیدیں اگر رائے ہوتو قندیل کا انتظام کردیا جائے، جس کی وہ لوگ اجازت دیں وہاں خرچ کردیں، یا خود سوچ لیں کہ کہاں زیادہ ضرورت ہے پھر اعلان کردیں کہ بچے ہوئے پیسے فلاں ضرورت میں خرچ کرنے کی تجویز ہے، کسی صاحب کو اعتراض وانکار تو نہیں پھر کوئی اعتراض نہ ہوتو خرچ کردیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹؍۱؍۹۳ھ

---

[1] کیونکہ چندہ معطیین کی ملک ہوتا ہے لہٰذا ان کی رضامندی سے خرچ کرنا درست ہے۔

(امدادالفتاویٰ، ص ۵۹۳؍ ج ۲؍ کتاب الوقف، طبع ادارۂ تالیفات اولیاء دیوبند)

دروازۂ مزار پر صندوق کے چندہ سے مؤذن وامام کی تنخواہ

سوال: ۔کچھار ضلع میں موضع قولرقل میں ایک مزار ہے، جولنگر شاہ کے مشہور مقام میں ہے ،اس احاطہ میں ایک مسجد بھی ہے،لوگ آتے جاتے مقام کے سامنے جوصندوق رکھا ہوا ہے،اس میں روپے ڈالتے ہیں، ہندو مسلمان وغیرہ ہرقوم کے لوگ ڈالتے ہیں،کس کی کیا نیت ہے معلوم نہیں کیا مسجد کے مؤذن اور امام کی تنخواہ اس صندوق کے روپے سے دینا درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہ ہوتو ان روپے کو کیا کیا جائے؟ یہ آمدنی کبھی بند نہ ہوگی ،مقامی کمیٹی کے لوگ کہتے ہیں کہ ہرسال میں بیس سے تیس ہزار روپے وصول ہوتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

ظاہرتو یہ ہے کہ یہ روپیہ مسجد ومزار کے تحفظ وضروریات کیلئے اس میں ڈالتے ہیں پس یہ روپئے دونوں ہی ضروریات میں صرف کرنا درست ہیں ،اگر وہاں ایک مکتب قائم کردیا جائے، تو زیادہ مناسب ہے تاکہ مسجد بھی آباد رہے اور صاحب مزار کو بھی ثواب ملتا رہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۸/۹۹ ۱۳ھ

مسجد میں بدعتی کا چندہ

سوال: ۔کوئی بدعتی مسجد میں چندہ دے تو اسکے روپے کو مسجد میں خرچ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] انمایحل للمتولی الاذن فیما یزید الوقف به خیراً (شامی کراچی، ص۴۵۴/ج۴/کتا ب الوقف مطلب انمایحل للمتولی الاذن فیما یزید الوقف به خیراً)، والذی یبتدأ به من ارتفاع الوقف عمارته شرط الواقف أولا ثم ما هو اقرب إلی العمارة واعم للمصلحة کالامام للمسجد والمدرس للمدرسة (إلی قوله) کذالک إلی آخر المصالح، بحر کوئٹه ص۲۱۳ ج۵ کتاب الوقف، الدر مع الشامی کراچی ص۳۶۶ ج۴ کتاب الوقف، مطلب یبدأ من غلة الوقف بعمارته، الدر المنتقی مع المجمع ص۵۸۷ ج۲ کتاب الوقف، طبع بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

خرچ کیا جا سکتا ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بریلوی، دیوبندی کی مسجد میں امداد کرنا

سوال:۔ یہاں دو عقائد کے لوگ ہیں ایک دوسرے کی مسجد میں امداد دے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس مسجد میں دیوبندی مسلک کا امام ہو اور ایسے ہی نمازی ہوں اس مسجد کی امداد کے متعلق بریلوی سے دریافت کرلیں وہ اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ علمائے دیوبند کا فتویٰ ان کے نزدیک کیسے معتبر ہوگا، یہ بھی ان سی دریافت کرلیں کہ دیوبندی آدمی ان کی مسجد میں امداد کرے تو اس کا قبول کرنا کیسا ہے؟ ہمارے نزدیک ہر مسجد کی امداد کرنا حسب ضرورت درست ہے، کیونکہ مسجد خانۂ خدا ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶/۲/۹۶ھ

گولک کی آمدنی مسجد کی تعمیر میں لگانا

سوال:۔ جماعت کی آمدنی کے لئے ایک ڈبہ بنا کر اس کو مؤذن یا اور کوئی شخص دو کانوں

---

[1] مستفاد:. فصح وقف الذمی بشرط کونہ قربة عندنا وعندهم (بحر،مکتبه ماجدیه، کوئٹه، ص ۱۸۹/ ج ۵/ اول کتاب الوقف، عالمگیری ص ۳۵۲،۳۵۳ ج ۲ کتاب الوقف، الباب الاول فی تعریفه، شامی زکریا ص ۵۲۴ ج ۶ کتاب الوقف.

[2] فیه ان التعاون فی بنیان المسجد من افضل الاعمال لانه لما یجری للانسان اجره بعد موته، عمدة القاری ص ۲۰۹ ج ۲ الجزء الرابع، کتاب الصلاة، باب التعاون فی بناء المسجد، مطبوعه دار الفکر بیروت.

اور مکانوں کو لیجا کر جو رقم وصول ہوتی ہے، جس میں ہم قوم اور غیر قوم دونوں طبقہ کے آدمی پیسہ ڈالتے ہوں تو اس مبلغ کو مسجد کی تعمیر میں لگا سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

لگا سکتے ہیں[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹؍۱۲؍۹۱ھ

لاوارث میت کے کفن کیلئے چندہ کیا، کچھ بچ گیا اس کو مسجد میں خرچ کرنا

سوال:۔ایک لاوارث شخص مر گیا جس کے کفن کے لئے چندہ کیا گیا، بعد کفن دفن کچھ چندہ بچ گیا تو اس کو مسجد میں خرچ کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً

جن لوگوں نے چندہ دیا ہے، ان کی اجازت سے مسجد میں بھی خرچ کر سکتے ہیں[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴؍۱؍۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین 〃 〃

---

[1] مستفاد :. ويبدأ من غلته بعمارته ثم ماهو اقرب لعمارته(درمختار مع الشامی کراچی، ص ۳۶۶/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب يبدأ من غلة الوقف بعمارته، ان شرط وقف الذی ان يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف على الفقراء او على مسجد القدس، شامی زکریا ص ۵۲۴ ج ۶ کتاب الوقف، مطلب، قد يثبت الوقف بالضرورة، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۸۹ ج۵ کتاب الوقف، منحة الخالق على هامش البحر ص ۱۸۹ ج۵ کتاب الوقف طبع كوئٹه.

[2] لايجوز التصرف فی مال غيره بلا اذنه ولا ولايته (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لاوارث کا مال مسجد میں

سوال :۔ نظام الدین نامی ایک شخص تھا وہ انتقال کر چکا اور کچھ سامان اور روپیہ چھوڑ گیا ہے، اور کوئی اس کا وارث بھی نہیں ہے، کہ جس پر تقسیم کیا جائے، اور نہ اس نے کوئی وصیت کی ہے، اب محلّہ والوں کی خواہش ہے کہ اس کا مال مسجد میں صرف کردیا جائے، تو کیا یہ صرف کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے؟ نیز اگر مسجد میں صرف نہ کیا جاسکے تو اس کی شکل کیا ہوگی؟ اور کس پر صرف کیا جائیگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس شخص کا دور نزدیک کوئی وارث نہیں تو موجودہ حالت میں اس کے ترکہ کو مدرسہ یا مسجد میں صرف کیا جائے، کذافی درمختار، ص۷۴۹/ج۵[1] **ثم یوضع فی بیت المال لا إرثابل فیئاً للمسلمین کذافی الشامی**[2] ص ۸۹/ج۲/ **ورابعها الضوائع مثل مالایکون له اناس وارثون قوله ورابعها فمصرفه جهات الخ موافق ممانقله ابن الضیاء فی شرح الغزنویة عن البزدوی من انه یصرف الی المرضی والزمنی واللقیط وعمارة**

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) (در مختار مع الشامی کراچی ، ص۲۰۰/ج ۶/ کتاب الغصب مطلب فیما یجوز التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح)، مسجد له مستغلات وأوقاف أراد المتولی أن یشتری من غلة الوقف للمسجد دهناً أو حصیراً أو حشیشاً أو آجراً أو جصاً لفرش المسجد أو حصی قالوا ان وسع الواقف ذلک للقیم وقال تفعل ما تری من مصلحة المسجد کان له أن یشتری للمسجد ما شاء، عالمگیری کوئٹه ص ۴۶۱ ج۲ کتاب الوقف الباب الحادی عشر فی الوقف الفصل الثانی، خانیه علی الهندیه ص۲۹۷ ج۳ کتاب الوقف باب الرجل یجعل داره مسجداً الخ مطبوعه کوئٹه.

(صفحہ ہٰذا) [1] درمختار مع الشامی کراچی ،ص۷۶۲/ج۶/ کتاب الفرائض، مجمع الأنهر ص۷۴۹ ج۴ کتاب الفرائض، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، سکب الأنهر ص۲۹۷ ج۴ کتاب الفرائض مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] شامی کراچی ،ص ۳۳۸/ج۲/ کتاب الزکوٰة ،قبیل بال المصرف.

القناطیر والرباطات والثغور والمساجد وماشبه ذالک فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بھیک مانگا ہوا روپیہ مسجد میں دینا

سوال:۔ ہمارے ایک قریب کے گاؤں میں ایک مؤذن بانگی نے اپنے قرب وجوار میں مدزکوۃ، فطرہ، چرم قربانی، چالیسواں، دسواں کا پیسہ اور غلہ وغیرہ بھیک مانگ کر چندہ کر کے جمع کیا، حج کرنے کیلئے جملہ رقم سات سو اکھٹا ہوئی تھی، تو اس گاؤں میں جس مسجد میں بانگی تھے اس مسجد کی تعمیر کیلئے گاؤں والے اس میں چندہ اکھٹا کررہے تھے، تو بانگی نے جذبہ میں آکر سب روپیہ مسجد کی تعمیر میں دیدیا تو بتائیے اس روپئے کو مسجد میں لگانا درست ہے یہ بھی ہے کہ مسجد غریب بھی نہیں ہے، اس لئے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایسے روپیہ کو ایسی مسجد میں لگانا درست نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس کو اس طرح بھیک مانگنے کی اجازت نہیں تھی، لیکن جو روپیہ اس کی ملک ہو چکا اور اس نے مسجد میں دیدیا وہ مسجد کے لئے درست ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رجب کے کونڈے کی قیمت مسجد میں

سوال:۔ رجب کے کونڈے جس میں پوریاں، شیرینی، کھیر وغیرہ بھرتے ہیں، ان کو تبرک ہوجانے کے خیال سے گھروں میں استعمال نہیں کرتے، اور مسجد میں لے جاتے ہیں، کیا ان کونڈوں

---

[1] إذا تصدق على المحتاج بشيء ملكه صار له كسائر ما يملكه ويستكسبه فله أن يهدى به غيره كماله أن يهدى بسائر امواله بلا فرق، طیبی شرح مشکوٰۃ ص۵۷ ج۴ کتاب الزکاۃ باب من لا تحل له الصدقة، مطبوعه زکریا دیوبند، مرقاة شرح مشکوٰۃ ص۴۴۷ ج۲ کتا ب الزکاۃ باب من لا تحل له الصدقة فصل اول مطبوعه ممبئی.

کوفروخت کر کے ان کی قیمت مسجد کے کسی کام میں صرف کر سکتے ہیں، جیسے مرمت، صفائی، تیل، فرش وغیرہ۔

الجواب حامداًومصلیاً

ان کونڈوں کی اصل شرعاً کچھ نہیں ہے[1] اگر بہ نیت ثواب دیں تو حسب نیت معطی ان کا استعمال مسجد میں درست ہے۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰؍۷؍۶۱ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۴؍شعبان ۶۱ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴؍شعبان ۶۱ھ

مرحوم کا قرضہ مسجد میں دینا

سوال:۔ زید عمر سے قرض لیتا ہے، اور کسی مجبوری کی وجہ سے اس کوادا نہیں کر پاتا اب عمر مر جاتا ہے، اور کچھ دن بعد خود زید بھی مر جاتا ہے، اب زید کے ورثاء اس قرض کوادا کرنا چاہتے ہیں ، یہ قرض کس کوادا کیا جائے گا، کیا اس قرض کو مدرسہ مسجد یا مسجد کے کسی مکان میں لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ کسی بیوہ یتیم محتاج کو دیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جس نے قرض لیا تھا اس کے ورثاء کے ذمہ لازم ہے کہ مقدار قرض مرحوم کے ترکہ سے اس

---

[1] کان ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ إذا رأی الناس وما یعدون لرجب کرہ ذلک، مصنف ابن ابی شیبة ص۱۰۲ ج۲ مکتبة الدار السلفیة بمبئی.

[2] المالک ھو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف شاء، بیضاوی شریف ص۷ ج۱ سورة الفاتحة، مطبوعہ رشیدیہ دھلی،

شخص کے ورثاء کو دیں جس سے قرض لیا تھا، کسی اور بیوہ یتیم، محتاج، مدرسہ، مسجد کو دینا کافی نہیں [۱]
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲/۱۱/۸۵ھ

مقروض کا قرض خواہ کی طرف سے قرض مسجد میں دینا

سوال:۔ایک شخص کے ذمہ کچھ قرض ہے جس کا قرض ہے اس شخص نے یہ کہا کہ میرا روپیہ جو تمہارے ذمہ واجب ہے وہ مسجد میں دیدو، قرضدار نے بقدر اس کے قرض کے مسجد میں روپیہ اپنی جانب سے دیا، لیکن یہ بات معلوم ہونے پر کہ تم کو پہلے قرض ادا کرنا چاہئے تھا مسجد میں روپیہ والا جو مقروض ہے یہ کہتا ہے کہ میں نے جو کچھ مسجد میں دیا ہے، وہ میں بخوشی قرضہ والے کی جانب سے اسکے حق میں ادا کرتا ہوں اور اس کا ثواب بھی، بخوشی کہتا ہوں کہ جس کا قرضہ میرے ذمہ ہے اسکو حق تعالیٰ دیں، یہ لفظ جس کا روپیہ ہے اس کے روبرو کہے تو یہ مسجد میں دیا ہوا روپیہ اس کے قرض میں مجرا ہو جائیگا اور وہ ثواب کا مستحق ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

اس طرح قرض ادا ہو جائے گا [۲] اور اس کا ثواب بھی ملے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

---

[۱] علیه دیون ومظالم جهل اربابها یشمل ورثتهم فلو علمهم لزمه الدفع الیهم
(درمختار مع الشامی زکریا ،ص ۴۴۳/ج۶/کتاب اللقطة،مطلب فیمن علیه دیون ومظالم جهل اربابها، سکب الأنهر ص ۱۵۳ ج۲ کتاب اللقطة مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، شرح فقه اکبر ص ۱۹۴، بیان اقسام التوبة، مطبوعه مجتبائی دهلی.

[۲] ولو امره أی أمر رجل مدیونه بالتصدق بما علیه، صح أمره بجعله المال للّٰه تعالیٰ وهو معلوم، شامی کراچی ص ۵۱۹ ج۵، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، مجمع الأنهر ص ۳۱۶ ج۳ کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص ۲۶۷ ج۴ باب الوکالة بالبیع والشراء مطبوعه امدادیه ملتان.

مانگا ہوا پیسہ مسجد میں صرف کرنا

سوال:۔ ہمارے محلّہ میں ایک ضعیف العمر بڑھیا رہتی ہے، جس کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے، وہ مانگنے کا پیشہ کرتی ہے، محلّہ والے اس کی مدد کرتے ہیں، لہٰذا مانگا ہوا پیسہ کچھ اس کے پاس جمع ہوگیا تو اس نے مسجد کے واسطے ایک جائے نماز اور ایک قرآن شریف اور ایک تسبیح منگوادی ہے لوگوں کو اعتراض ہے وہ کہتے ہیں کہ نہ اس پر نماز جائز ہے، اور نہ بڑھیا کو کوئی ثواب ملے گا، بڑھیا ابھی زندہ ہے کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلاضرورت مانگنا گناہ ہے[2] لیکن جب اس نے پیسہ مانگا اور اہل محلّہ نے بخوشی اس کو دیا تو وہ بڑھیا مالک ہوگئی، اور اس نے جو کچھ مسجد میں دیا ہے، وہ دینا صحیح ہے، اس مصلے پر نماز بلاشبہ جائز ہے، بڑھیا کو سمجھا دیا جائے کہ اب تم کو مانگنا درست نہیں[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] اذا تصدق علی المحتاج بشیء ملکه صار له کسائر مایملکه ویستکسبه، فله ان یهدی به غیره کما له ان یهدی بسائر امواله بلا فرق، طیبی شرح مشکوة ص۵۷/۴، کتاب الزکوة، باب من لاتحل له الصدقة، مطبعه زکریا بکڈپو دیوبند، مرقاة شرح مشکوة ص۴۴۷/۲، کتاب الزکوة، باب من تحل له الصدقة، فصل اول، مطبوعه ممبئی،

[2] قال النووی فی شرحه اتفق العلماء علی النهی عن السوال بغیر ضرورة واختلف اصحابنا فی مسئلة القادر علی الکسب علی وجهین اصحهما انها حرام ظاهر الاحادیث والثانی حلال مع الکراهة بثلاثة شروط ان لایذل نفسه ولایلح فی السوال ولایکلف بالمسئول (مرقاة شرح مشکوٰة ،مطبوعه بمبئی، ص۴۵۲/ج۲/ باب من لاتحل له المسئلة ومن تحل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل ہیژدھم:- متفرقات مسجد

ایک مسجد کے متعلق اختلاف کہ وہ سنیوں کی ہے یا شیعوں کی؟

سوال:۔ایک مسجد جواب سے تقریباً ڈیڑھ سو سال قبل مختلف اقوام کے افراد نے بنوائی تھی جس میں حضرات سادات اہل سنت والجماعت بھی شریک تھے زمین کے متعلق زیادہ قرینہ یہ ہے کہ حضرات سادات کی ہی تھی جو مذہباً اہل سنت والجماعت تھے، مسجد عالم وجود میں آئی اس وقت سے تاوقت تحریر استفتاء ہٰذا اہل سنت والجماعت کے عمل دخل میں چلی آرہی ہے، شیعہ صاحبان میں سے ایک آدھ آدمی نماز پڑھتے رہتے ہیں تقریباً ۵۰/۶۰ ر سال قبل یہ مسجد دوبارہ تعمیر ہوئی اس مرتبہ مسجد مذکور کی تعمیر ایک ہندو عورت جو کہ شیعہ ہوگئی تھی، اس نے کچھ رقم دی تھی اور کچھ رقم ایک سنی صاحب نے دی، باقی اہل محلّہ کے تمام افراد نے مل کر دی، مسجد تعمیر ہوئی تب سے آج تک اہل سنت والجماعت کی نگرانی میں رہی، تمام اخراجات امام مؤذن دیگر ضروریات کے کفیل اہل سنت والجماعت ہیں، ان حالات کے ہوتے ہوئے

شیعہ صاحبان نے خفیہ طور سے مسجد مذکور کو شیعہ وقف بورڈ لکھنؤ میں وقف کردیا جسکا علم اہل سنت والجماعت کو بالکل نہیں اس مسجد کے برابر میں شیعہ صاحبان کا امام باڑہ ہے اسی نسبت پر دونوں کو ایک جگہ بتلا کر وقف کردیا پھر مسلم سنی وقف بورڈ کی جانب سے امام مسجد کے نام نوٹس آیا کہ آپ اس مسجد کو وقف کرادو، چنانچہ جب ہم لوگوں نے قدم اٹھایا تو شیعہ صاحبان نے شیعہ وقف بورڈ کا وقف نامہ پیش کر کے ہمارا وقف بند کرادیا اور یہ دعویٰ کیا کہ یہ مسجد ہمارے بڑوں نے بنائی ہے، لہٰذا یہ مسجد ہماری ہے، معاملہ عدالت میں پہنچ گیا

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرعاً اس مسجد کا حق دار کون ہیں، (نوٹ) ١٩٦٧ء کے بندوبست میں مسجد مذکور کے رقبہ میں مسجد وقبرستان لکھا ہوا ہے، امام باڑہ کا کوئی نام نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں تحریر کردہ حالات کے پیش نظر وہ مسجد اہل سنت والجماعت کی مسجد ہے[1] مسجد کے لئے زمین وقف ہونے کے بعد اگر کسی دفعہ تعمیر میں غیر مسلم بھی چندہ دیدے تو اسکو دعویٰ ملکیت کا حق نہیں ہوجاتا۔[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ٢/٧/١٤٠٠ھ

---

[1] الحكم بالظاهر واجب عند تعذر الوقوف على الحقيقة، مبسوط (دارالفكر) ص ١٣٠/ ج١٧/ باب الحميل والمملوك والكافر)

[2] اذاتم ولزم لايملك ولايملك اى لايكون مملوكا لصاحبه ولايملك اى لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه، (درمختار مع الشامي كراچى ص ٣٥٢/٤، كتاب الوقف، مطلب مهم فرق ابويوسف بين قوله موقوفة وقوله فموقوفة على فلان، شامى زكريا ص ٥٤٥/٦، المصدر السابق، فتح القدير ص ٢٢٠/٦، كتاب الوقف، مطبوعه دارالفكر بيروت، مجمع الانهر ص ٥٨١/٢، كتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

مسجد کا غلہ فروخت کرنیوالا ضامن بنا تو اس سے قیمت وصول کی جاسکتی ہے؟

سوال:۔ مسجد کا غلہ کسی ایک آدمی نے فروخت کردیا، اور پیسوں کا ذمہ دار فروخت کرنے والا ہوگیا کہ پیسے آجائیں گے، لیکن خریدار نے پیسے نہیں دیئے تو فروخت کرنے والے سے پیسے وصول کرنا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فروخت کرنیوالا مسجد کو قیمت دے اور خریدار سے وصول کرے یا معاف کرے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱/۱۴۰۱ھ

برمے کی مشین بدل دی تو کیا اب بھی اول برما لگانیوالے کو ثواب ملے گا

سوال:۔ ہمارے یہاں مسجد میں کنویں کے اندر پانی نکالنے کا برما ہے جس کو ہینڈ پمپ کہتے ہیں، لگا ہوا ہے، یہ چونکہ دس گیارہ سال سے لگا ہوا تھا، اس لئے بوجہ پرانا ہونے کے اکثر خراب رہتا تھا، جس کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف اٹھانی پڑتی تھی، اور اس کی مرمت بھی

---

[1] وحکمها (ای الکفالة) لزوم المطالبة علی الکفیل بما هوعلی الاصیل نفسا اومالاً (درمختار مع الشامی کراچی ص ۲۸۴/ج۵/ کتاب الکفالة، مطلب فی کفالة نفقة الزوجة، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۵۶/۷، مطبوعه دیوبند، البحرالرائق کوئٹه ص ۲۰۶/۶، کتاب الکفالة، بدائع زکریا ص ۲۱۱/۴، بیان حکم الکفالة)

ہمیشہ ہوتی رہتی تھی، اس برمے سے اہل محلّہ اور بازار کے لوگ فیضیاب ہوتے تھے، اس برمے کی مکمل مرمت کرانے میں خرچ کافی آرہا تھا، اس لئے بعض لوگوں نے بغیر اطلاع منتظمہ کمیٹی مسجد مذکورہ برمے کی مشین بدل کر دوسری مشین لگادی، لیکن پہلے برمے کا کچھ سامان (ہینڈ پمپ) اس نئے برمے میں بھی بطریق سابق لگا رہا۔

اب قابل دریافت امر یہ ہے کہ پہلے برمے لگوانے والے کو ثواب اب بھی ملے گا، یا ختم ہو گیا؟ جب کہ اس کا کچھ مذکورہ سامان اس نئے برمے میں بھی موجود ہے۔

اگر برمے میں سے مذکورہ سامان (ہینڈ پمپ) نکال دیئے جائیں تو بھی اس کو بدستور ثواب ملتا رہے گا، یا ختم ہو جائے گا؟ جبکہ یہ سابقون اولون میں ہے، بعد میں لوگوں نے اس کی سنت میں عمل کیا ہے، اور یہ صرف الداعی علی الخیر نہیں بلکہ خود فاعل بھی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تک پہلا کچھ بھی سامان موجود ہے اس کو ثواب پہنچتا رہے گا، اگر سب سامان بدل دیا گیا تب بھی برمے کو فٹ کرنے کیلئے جو راستہ پانی تک پہلے شخص کا بنوایا ہوا ہے، وہ باقی ہے اس کا ثواب پہنچتا ہی رہے گا۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۷/۹۶ھ

---

[1] من سن سنة حسنة فعمل بها كان له اجرها ومثل اجرمن عمل بها (ابن ماجه رشيديه دهلى ص۱۸ / بـاب مـن سـن سنة حسنة أوسيئة، مشكوة شريف ص۳۳/ ۱، كتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، مسلم شريف ص ۳۴۱/ ۲، كتاب العلم، باب من سن سنة حسنة الخ، مطبوعه مكتبه سعد ديوبند، ان التعاون فى بنيان المسجد من افضل الاعمال لانه ممايجرى للانسان اجره بعد موته ومثل ذلك حفر الآبار، عمد القارى ص ۲۰۹/ ۲، الجزء الرابع، كتاب الصلاة، باب التعاون فى بنيان المسجد، مطبوعه دارالفكر بيروت)

ترجمہ:- جس شخص نے اچھا طریقہ ایجاد کیا اور اس پر عمل کیا تو اس کے لئے اس عمل کا اجر ہے، اور ان لوگوں کے اجر کے برابر ہے، جنہوں نے اس پر عمل کیا۔

غیر مسلم کا مسجد کے لئے نذر ماننا اور پھر اس میں نماز پڑھنا

سوال:۔ایک بزرگ کے مزار پر جہاں سالانہ عرس ہوتا ہے، ایک بزرگ عبدالرحیم شاہ صاحب (مدفون در بنارس) نے ایک مسجد بنائی تھی، جوشہید ہوگئی، ایک ہندو تیلی نے منت مانی کہ اگر مراد پوری ہوگی تو مسجد بنواؤنگا، اور کنواں کھدواؤنگا، مراد پوری ہوگئی اس نے یہ دونوں کام کردیئے، اس مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ اس نے ثواب کی نیت سے خدا کو راضی کرنے کیلئے وہ مسجد بنوائی ہے، تو وہاں نماز درست ہے، اور اس کنویں کا پانی استعمال کرنا بھی درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

پھینکے ہوئے سیمنٹ کو درست کر کے فروخت کیا گیا اور اس سے مسجد کا فرش بنایا گیا

سوال:۔او، این، جی، سی کمپنی کا بورڈنگ کنڈکٹر نے اعلیٰ افسر کے آرڈر سے کمپنی کے

---

[1] احدهامایکون قربة عندنا وعند هم وهذه الوصية صحيحة (الیٰ قوله) ولواوصیٰ بثلث ماله بأن يحج عنه قوم من المسلمين اويبنى به مسجد للمسلمين ان كانت ذلک لقوم بأعيانهم صحت الوصية (هنديه رحيميه ديوبند ص ۲۴۵ / ج ۴ / كتاب الوصايا، الباب الثامن فی وصية الذمی والحربی، ان شرط وقف الذمی ان يكون قربة عندنا وعندهم كالوقف علی الفقراء او علی مسجد القدس، شامی زكريا ص ۵۲۴ / ۶، كتاب الوقف، مطلب قد ثبت الوقف بالضرورة، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۸۹ / ۵، كتاب الوقف، منحة الخالق علی هامش البحر ص ۱۸۹ / ۵، كتاب الوقف، مطبوعه كوئٹه)

گودام میں رکھا ہوا سیمنٹ گودام سے خارج کر کے پھینک دیا ہے، لیکن کمپنی کے ایریئے میں چھوڑ رکھا تھا، پھر اس کو مزدور نے ریفائن کر کے بستہ بندی کی اور فی بوریہ ۲۵٪ روپے قیمت دیکر خریدا گیا ہے، حسب مناسب رات کو ۹ ربجے ٹھیلہ کر کے وہ سیمنٹ مناسب مقام پر رکھ کر اس سے مسجد کا فلور سطح سفلی تیار کیا گیا ہے، تقریباً ۹ ربجے بورے صرف کر کے یہ کام انجام دیا گیا ہے، پھر تقریباً مہینہ بھر نماز پڑھی جاتی رہی، بعد میں مقامی معتبر حضرات کو شبہ ہوا کہ اس میں نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ آپ سے شرعی رائے طلب کرتے ہیں، برتقدیر عدم جواز مستقبل میں یہ فلور توڑ کر پھینکی جائے یا کوئی دوسری صورت اختیار کی جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر اس کو بیکار قرار دیکر پھینک دیا گیا تھا، کہ جس کا دل چاہے اٹھالے تو اب نماز میں کوئی شبہ نہ کریں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۴ ر۱ ر۱۴۰۱ھ

آپسی نااتفاقی کی بناء پر ایک مسجد کو ویران کرنا

سوال:۔آپس کی نااتفاقی کی بناء پر کسی نے یہ کہا کہ یہ مسجد ہماری ہے، تو دوسرے فریقان نے الگ مسجد تیار کر لی، اور وہ مسجد ایسی جگہ میں تیار کر لی ہے کہ اس زمین کا مقدمہ چل رہا ہے، جس کے قبضہ میں وہ زمین ہے اس نے مسجد بنالی اس خیال سے کہ پہلی مسجد ویران ہو

---

[1] رجل القی شاة میتة علی الطریق فجاء اخر واخذ صوفها کان لهٗ ان ینتفع به (الهندیه بلوچستان کوئٹه ص۲۹۳ / ج۲ / کتاب اللقطة، البحر کوئٹه ص۱۵۳ /۵، کتاب اللقطة، القی شیئا وقال من اخذه فهو له، فلمن سمعه او بلغه ذلک القول ان یأخذه الخ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۴۵ /۶، کتاب اللقطة، مطلب القی شیئا وقال من اخذه فهو له)

جائے، اوراس میں نماز پڑھنے کے لئے کوئی نہ جائے، اوراب پہلی مسجد میں نمازی نہیں ہیں کم ہیں ایک یادو آدمی نماز پڑھ لیتے ہیں، تواس مقدمہ والی مسجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ پہلے یہ قبرستان تھا، مگراب اس میں کوئی قبر نہیں ہے، لیکن کسی سے یہ بھی معلوم ہوا ہے، کہ اس میں کچھ قبریں اب بھی ہیں، پرانی اورایک پختہ مزاراب بھی موجود ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بہت غلط کام کیا کہ پہلی مسجد کوآپس کی نااتفاقی کی وجہ سے ویران کردیااس کا وبال بہت سخت ہے[1]، اگر دوسری جگہ مسجد بنالی گئی اور سامنے کوئی قبر نہیں[2]، اور وہ جگہ مالک نے مسجد کے واسطے دیدی ہے[3]، یا پہلے سے قبرستان کے لئے وقف ہے، مگراب وہاں مردے دفن نہیں ہوتے بلکہ دفن کے لئے دوسری جگہ موجود ہے، تواس مسجد میں بھی نماز درست ہے[4]، اب دونوں مسجدوں کوآباد کیا جائے، اورآپس کی لڑائی کوختم کیا جائے[5]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ واعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۱۴۰۱ھ

---

[1] ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا (سورۂ بقرہ پارہ، ۱/ آیت ۱۱۴/

ترجمہ:- اوراس شخص سے زیادہ اورکون ظالم ہوگا جوخداتعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر کئے جانے سے بندش کرے اوران کے ویران ہونے میں کوشش کرے (بیان القرآن)

[2] قال محمد رحمہ اللّٰہ تعالیٰ اکرہ ان تکون قبلۃ المسجد الی المخرج والحمام والقبر (الیٰ قولہ) ھذا کلہ اذالم یکن بین المصلی وبین ھذہ المواضع حائط اوسترۃ اما اذا کان لایکرہ ویصیر الحائط فاصلا (عالمگیری بلوچستان کوئٹہ ص ۳۱۹، ۳۲۰/ ج۵/ کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی المسجد، البحر کوئٹہ ص ۵/۲۵۱، کتاب الوقف، فصل فی احکام الساجد، حلبی کبیر ص ۳۶۶، باب کراھیۃ الصلاۃ، فروع من الخلاصۃ، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور پاکستان) (باقی حواشی اگلے صفحہ پرملاحظہ ہوں)

مخصوص مسجد کو جان کے اندیشہ سے چھوڑنا

سوال:۔جس مسجد پر فساق کا غلبہ ہو، جس مسجد پر فسق و فجور کے خلاف کسی دینی حکم کو شائع نہ کیا جاسکتا ہو، اور جس مسجد میں ادائیگی نماز کے لئے جاتے ہوئے نمازیوں پر قاتلانہ حملہ کیا جاتا ہو جبکہ وہ لوگ کسی فساد میں بھی شریک ہوتے ہوں، اور جس مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے موضع کے تین چوتھائی مسلمان اپنی آبرو کا خطرہ محسوس کرتے ہوں کیا وہ مسجد پورے موضع کی جامع مسجد رہنے کے قابل ہے؟ کیا اس صورت میں اس جدید تعمیر شدہ مسجد میں عام نمازیں اور بشمول نماز جمعہ جائز ہے یا نہیں؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۳ من بنى مسجداً لم يزل ملكه عنه حتى يفرزه عن ملكه بطريقه ويأذن بالصلوٰة فيه (عالمگيرى بلوچستان كوئٹه ص ۴۵۴/ج ۲/ كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد، البحر كوئٹه ص ۵/۲۴۸، كتاب الوقف، فصل فى احكام المسجد، شامى زكريا ص ۶/۵۴۵، كتاب الوقف، مطلب فى احكام المسجد)

۴ لوان مقبرة من مقابر المسلمين عفت فبنى قوم عليها مسجداً لم ارىذٰلك بأسا وذٰلك لا ن المقابر وقف من اوقاف المسلمين لدفن موتاهم لايجوز لاحد ان يملكها فاذا درست واستغنى عن الدفن فيهاجاز صرفها الى المسجد (عمدة القارى دارالفكر ص ۱۷۹/ج ۲/ الجزء الرابع، كتاب الصلوٰة، بيان حكم نبش قبور المشركين، شامى زكريا ص ۳/۱۳۹، كتا بالصلاة، باب صلاة الجنائز، مطلب فى دفن الميت، عالمگيرى كوئٹه ص ۲/۲۶۹، كتاب الوقف، الباب الثانى عشر فى الرباطات والمقابر والخانات)

۵ واطيعوا للّٰه ورسوله ولاتنازعوافتشلواوتذهب ريحكم واصبروا ان اللّٰه مع الصابرين سورۂ انفال، پارہ ۱۰/ آیت ۴۶/

ترجمہ:-اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جاوے گی اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں (بیان القرآن)

الجواب حامداً ومصلیاً

جس شخص کوایک مسجد میں جانے سے جان کا یا عزت کا خطرہ ہو وہ دوسری مسجد میں جا کر نماز ادا کرلے، حسب ضرورت ومصلحت ایک سے زائد مساجد میں بھی جمعہ درست ہے[1]، جھگڑے اور فساد سے پورا پورا پرہیز کیا جائے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۵/۵/۱۴۰۱ھ

مسجد کی چھت سے بجلی کے تار گزروانا

سوال: ۔ مسجد کے عقب میں کوئی راستہ نہیں ہے کچھ اشخاص کی آراضی بلاتعمیر پڑی ہوئی ہے، اگر کوئی شخص یا چند اشخاص مسجد کے شمال کی جانب بجلی محکمۂ بجلی سے لینا چاہیں اور وہ آراضی کے مالکان اجازت نہ دیں تو کیا مسجد کی چھت پر سے بجلی کے تار گزروا دیئے جائیں؟

اس کے کچھ اشخاص مخالف ہیں کہ بجلی تار گزروانے سے بجلی لینے والوں کو قانونی حق ہو جائیگا، مسجد کو دوبارہ از سرِ نو تعمیر کرانا ہے؟

---

[1] فقد ذکر الامام السرخسی ان الصحیح من مذهب ابی حنیفة جواز اقامتها فی مصر واحد فی مسجدین واکثر (شامی کراچی ص۱۴۵/ج۲/ کتاب الصلوٰة، باب الجمعة، مطلب فی جواز استنابة الخطیب، عالمگیری کوئٹه ص۱/۱۴۵، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة، البحر کوئٹه ص۲/۱۴۲، کتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة)

[2] واطیعوا الله ورسوله ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم واصبروا ان الله مع الصابرین . سورۂ انفال پارہ ۱۰/ آیت ۴۶/

ترجمہ :- اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی، اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔ (بیان القرآن)

الجواب حامداًومصلیاً

افتادہ آراضی کے مالکان اجازت نہیں دیتے، قانونی حق سے تحفظ کے لئے تو یہ خطرہ مسجد کو بھی ہوگا، پھر جبکہ مسجد کو از سرِ نو تعمیر کرانا بھی تجویز ہے، تو اس کا لحاظ بھی رکھا جائے کہ تعمیر کے وقت پریشانی لاحق نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۹۱ھ

مسجد کی بجلی کا تار کسی کے مکان پر

سوال:۔ اگر مسجد میں بجلی لگانے سے تار کسی دوسرے شخص کے مکان کے اوپر کو آجائے اور صاحب مکان موجود نہ ہو آنے پر وہ ناراض ہو تو بجلی لگوانے والے خود اس کو الٹا برا سخت بات کہیں تو کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر اس کے مکان پر تار آنے سے نقصان ہے تو اس کو وہاں سے ہٹا کر ایسا طریقہ اختیار کیا جائے، کہ اس کو نقصان نہ پہنچے ورنہ وہیں رہنے دیا جائے[1]، ذرا ذرا سی بات پر نزاع کرنا اور اشتعال کی بات کہنا برا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/۸۷ھ

---

[1] ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لاضرر ولاضرار (موطا امام مالک ص ۳۱۱/ کتاب الاقضیة، القضاء فی المرفق، (لاضرر ولاضرار) ای لا یضر الرجل اخاہ فینقصه شیئا من حقه، فیض القدیر ص ۶/۴۳۱، رقم الحدیث ص ۹۸۹۹، مطبوعه دارالفکر بیروت)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی انسان اپنے بھائی کو نہ تو اولاً نقصان پہنچائے اور نہ بدلے کے طور پر۔

مسجد سے ملا کر اپنی تعمیر کرنا

سوال:۔ مسجد سے آگے کی سمت (مغرب کی جانب) یاباز ومیں کسی طرف مسجد سے متصل ایک شخص کی زمین ہے، اور وہ شخص اپنی اس زمین میں عمارت بنوار ہاہے جوکہ مسجد کی عمارت سے (یعنی دیوار سے) ہی شروع کرتاہے، اگر چہ وہ زمین اسی کی ملکیت میں ہے لیکن قانون گورنمنٹ کے اعتبار سے اس کوکم ازکم تین فٹ جگہ چھوڑ کرعمارت بنانا چاہئے، لیکن وہ شخص اس کے لئے رضامند نہیں ہے، قانون کے لحاظ سے تواس کونوٹس دیکر روکا جاسکتا ہے تحفظ مسجد کے لئے کیونکہ اگر یہ شخص دیوار سے دیوار ملاکر شروع کرتاہے تواس کی وجہ سے مسجد کو نقصان پہنچے گا، اس مسجد کا پرنالہ اوراس کے روشن دان وغیرہ بند ہوجائیں گے، جس سے مسجد کو نقصان کا اندیشہ ہے، توکیا ایسی حالت میں قانون کے ہوتے ہوئے بمطابق شرع بھی اس کی مملوکہ زمین سے مسجد کے تحفظ کے مدنظر بلارضاء رب الارض نوٹس دے کر روکا جاسکتا ہے، یانہیں؟ بینوا وتوجروا.

الجواب حامداًومصلیاً

مسجد کی چھت کا پانی گرنے کیلئے جگہ کا چھوڑ نا حق مسجد ہے[1]، لہٰذا تحفظ مسجد کے لئے بھی اس کوروکنے کی ضرورت ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۵/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۵/۹۱ھ

---

[1] یستفاد: مما یلی: بیعت دار کبیرة میزابها علی منهرة من جماعة فاتخذ کل واحد منهم حصته داراً علی حدة ووضع میزابها علی تلک المنهرة فکثرت المیازیب علیها فهل للجیران منعهم منها؟ فا جاب بعض المفتین فی زماننا لیس للجیران منعهم (الهندیه کوئٹه ص ۳۷۱/ ج۵/ کتاب الکرهیة، الباب التاسع والعشرون)

کفن کا مصلی مسجد میں

سوال:۔ مردوں کو کفنانے کے لئے جو کپڑا خریدا جاتا اس میں سے بعض حضرات ایک مصلّے کی صورت میں تھوڑا سا کپڑا بچا کر مسجد میں دیتے ہیں، آیا اس مصلے کا استعمال اہل مسجد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ یعنی اس کو مصلّے کے طور پر استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ کپڑا اجزو کفن نہیں ورثاء کی ملک ہے، اس کا رواج ختم کیا جائے، ورثاء اگر بالغ ہوں اور میت کو ثواب پہنچانے کیلئے کوئی چیز مصلی وغیرہ مسجد میں دیں تو اس کا استعمال کرنا درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۹/۸/۱۴ھ

مسجد میں رومال یا مصلّی رکھ دینا

سوال:۔ مسجد میں یا کسی حلقہ وغیرہ میں کوئی شخص جائے اور جا کر وہاں کوئی کپڑا وغیرہ اپنی نشست کیلئے رکھ دے تو آیا کوئی دوسرا شخص اس جگہ آ کر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں؟ اور اگر کوئی بیٹھ

---

[1] لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلااذنہ ولا ولایتہ (درمختار مع الشامی کراچی ص ۲۰۰/ ج ۶/ کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، الاشباہ والنظائر ص ۱۵۷، الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعہ اشاعۃ الاسلام دھلی، قواعد الفقہ ص ۱۱۰، الرسالۃ الثالثۃ،رقم القاعدۃ: ۲۷۰، مطبوعہ اشرفی دیوبند، المالک ھو المتصرف فی الاعیان المملوکۃ کیف یشاء، بیضاوی شریف ص ۷، سورۃ الفاتحۃ، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ دھلی)

جائے تو پہلے شخص کو اس دوسرے شخص سے جھگڑا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شخص آکر کسی جگہ بیٹھ گیا پھر کوئی فوری ضرورت پیش آئی جس کو پورا کرتے ہی لوٹ کر آئیگا مثلاً تھوکنا ناک صاف کرنا، وضوکرنا وغیرہ اور جاتے وقت اپنی جگہ کپڑا رکھ کر چلا گیا تو اس میں مضائقہ نہیں، اور دوسرے شخص کو اسکی جگہ بیٹھنا بھی نامناسب ہے، اور اگر کوئی شروع ہی سے کپڑا رکھدے اور اپنے کاروبار میں مشغول رہے اور نماز کے وقت آکر اپنی جگہ پر قبضہ جمائے یہ غیر مستحسن ہے ایسی حالت میں دوسرے شخص کو اگر تنگی کی وجہ سے جگہ میسر نہ آئے تو اس کے کپڑے کو ہٹا کر بیٹھنا درست ہے، مگر ہاتھ سے نہ ہٹائے، ورنہ اس کی ضمان میں داخل ہوجائیگا، اگر تنگی نہ ہو بلکہ وسعت ہو تو دوسری جگہ بیٹھ جائے "ولو فرش لہٗ نحو سجادة ففيه وجهان فقيل يجوز لغيره تنحيتها والجلوس في موضعها لان السبق بالاجسام لابما يفرش ولا يجوز الجلوس عليها بغير رضاه نعم لايرفعها بيده اوغيرها لان لا تدخل في ضمانه وقيل لايجوز تنحيتها لانه ربما يفضى الىٰ الخصومة ولانه سبق اليه بالحجر فصار كحجر الموت، طحطاوی مع المراقی ص ۳۰۴[1] وهذاكمن بسط بساطاً اومصلى اى سجادة فى المسجد اوالمجلس فان كان المكان واسعاً لايصلى ولايجلس عليه غيره وان كان المكان ضيقاً جاز لغيره ان يرفع البساط ويصلى فى ذٰلك المكان ويجلس اھ مراقی[2] ص ۳۵۹/ والمسئلة مذكورة فى شرح الهداية[3] وردالمحتار ايضاً[4]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۶/ ۶۰ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ صحیح عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] طحطاوی مع المراقی مصر ص ۴۳۸/ کتاب الصلوٰة، باب الجمعة. (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

P

D:\f.m.3\Kitabaul Waqf\Mutfarriqat Masasjid

ٹاؤن ایریا کمیٹی سے سستی قیمت پر ٹین کی چادریں خرید کر مسجد میں استعمال کرنا

سوال:۔ قصبہ میں ٹاؤن ایریا کمیٹی ہے اس میں چار مسلمان ممبر اور چھ دیگر ہیں، چیرمین نے پرانی ٹین کی استعمال شدہ چادریں ہندوؤں کو بطور دان دینی چاہیں ان کی تعداد ۳۱/ ہے، اور قیمت تقریباً بارہ سوروپے ہے، ان چادروں کو ایک مسلم سوسائٹی دان میں نہ لیکر صرف ایک سوروپے میں خرید کر ڈالنا چاہتے ہیں، شرعی حکم سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب ٹاؤن ایریا کمیٹی بااختیار ہے وہ مفت بھی دینے کی مجاز ہے، تو اس سے خرید کر بھی ان چادروں کا مسجد میں استعمال کرنا درست ہے اگرچہ قیمت کم لگائی گئی ہو[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حواشی صفحہ گذشتہ)

[2] مراقی الفلاح مصری ص ۹۸/ کتاب الصلوٰۃ، باب احکام الجنائز، فصل فی حملها ودفنها.

[3] فتح القدير طبع دار الفكر ص ۲۴۰/ ج ۶/ كتاب الوقف، قبيل الفصل الاول فی المتولی)

[4] شامی کراچی ص ۶۶۲/ ج ۱/ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکره فيها، مطلب فيمن سبقت يده الى مباح.

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1] المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوکة کیف یشاء من الملک (بیضاوی شریف مطبوعه دار الفکر ص ۵۶/ ج ۱، سورۂ فاتحه، تحت آیت: ۳، شرح المجلة ص ۶۵۴/ ۱، الباب الثالث فی المسائل المتعلقة بالحیطان والجیران، المادة: ۱۱۹۲، مطبوعه اتحاد بکڈپو دیوبند)

مسجد کے نام پر دینی درسگاہ بنانا

سوال:۔ یہاں کے مسلمانوں کا ارادہ ہے کہ اس شہر میں اسلامی مسجد بچوں کیلئے دینی درسگاہ قائم کی جائے جس کے لئے مسجد تعمیر کمیٹی نے کام شروع کیا ہے، لیکن تعمیر کمیٹی میں سے چندافراد کا ارادہ ہے کہ اگر یہاں کی حکومت کو یہ بتلایا جائے کہ مسلمانوں کی جماعت یہاں پر ایک مشرقی وضع قطع پر یوتھ سینٹر تعمیر کرنا چاہتی ہے، اس طرح جمع شدہ رقم پر حکومت اور لوکل کارپوریشن سے ۷۵/فی صد گرانٹ ملنے کا کافی امکان ہے، لیکن اس کے برعکس اگر یہ بتلایا جائے کہ ہم لوگ مسجد بنانے والے ہیں، تو حکومت مذہب کے نام سے کچھ بھی مدد دینے کے لئے تیار نہیں، لیکن یوتھ سینٹر کے نام سے گرانٹ مل سکتی ہے، جو وضع قطع میں مینارہ، گنبد نما، بلڈنگ ہوگا، اس میں ایک کمرہ عبادت کے لئے مخصوص کردیا جائے، اس طریقہ پر ایک پنتھ دوکاج والا معاملہ ہوتا ہے، گرانٹ بھی مل جائے گی، لیکن اس کے برعکس تمام مسلمانوں سے یہی مطالبہ کیا جائے گا، کہ وہ بچوں کے لئے مسجد و دینی درسگاہ بنارہے ہیں، تو کیا اس طریقہ پر جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد وہ جگہ ہے جس کو نماز کیلئے وقف کردیا جائے، اس پر کسی کو مالکانہ تصرف کا حق نہ رہے، اس کا راستہ بھی الگ ہوا ایسا نہ ہو کہ راستہ کسی کے مکان کے اندر ہو اور وہ جب چاہے اپنا مکان بند کردے اور مسجد میں آنیوالے نہ آسکیں، وہاں اذان و جماعت کی اجازت ہو، پھر وہ جگہ مستقل کسی دوسرے کام (تعلیم وغیرہ) کیلئے مخصوص نہیں ہوسکتی، اور نماز پڑھنے سے وہاں منع نہیں کیا جاسکتا[1]، اگر اسی طرح وہاں کے قانون کے مطابق مسجد بنانے کی گنجائش نہیں بلکہ

---

[1] من بنى مسجداً لم يزل ملكه عنه حتى ....(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کچھ مدت بعد مسجد کو توڑ کر مستقلاً دوسرے کام میں استعمال کرنے کا خطرہ ہے تو بہتر یہی ہے کہ وہاں دینی درسگاہ کے نام سے تعمیر کی جائے، اور اسکے کسی ہال میں نماز و جماعت کا بھی انتظام رہے اور چندہ بھی یہی بتا کر لیا جائے، کہ دینی درسگاہ بنائی جائے گی، جس میں نماز و جماعت کا بھی انتظام ہوگا، حکومت سے حاصل شدہ رقم بھی اس میں صرف ہوسکتی ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // //

مسجد نما اور درمیان میں قبر بنانے کا حکم

سوال: ۔ایک شخص تعلیم یافتہ نہیں ہے، ہاں نماز پڑھانے کے لئے چند سورتیں یاد ہیں اس کو بھی صحیح طریقہ پرنہیں پڑھتا، اگر کوئی کہتا ہے تو غیر مسلموں کا سہارا لے کر مسلمانوں کی مخالفت اس درجہ میں کرتا ہے کہ ان کو موقع پا کر گرفتار بھی کرا دیتا ہے، اس بناء پر اہل مسجد نے انکے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی، اور جب وہ نہیں گیا تو وہاں کے مسلمین نے اس کا بائیکاٹ کر دیا، اب مسلمانوں میں سے کوئی اس کا ہم نوا نہیں رہا، لیکن چونکہ غیر مسلم کے اس کے ہمدرد ہیں اس بناء پر غیر مسلموں کے روپے سے ایک مزار کے اوپر مسجد کا نمونہ بنا کر بیٹھا ہے، اور مزار کا چڑھاوا وغیرہ کھاتا ہے، اور جو کچھ ذہن میں آتا ہے تقریر بھی کرتا ہے، مسجد کے باہر کے حصہ میں پہلی صف میں جو مزار ہے وہ بیچ دروازہ کے بالکل لگتا ہے، مسجد مذکورہ کے بننے سے اور اس شخص

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............یفرزه عن ملكه بطريقة ويأذن بالصلوٰة فيه اما الا فراز فلانه لايخلص لله تعالىٰ الا به ويشترط مع ذٰلك ان تكون الصلوٰة باذان واقامة، بحذف (عالمگيری مصری ص ۴۵۴-۴۵۵/۲/ كتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، زيلعی ص ۳۲۹، ۳/۳۳۰، كتاب الوقف، فصل من بنى مسجدا، مطبوعه امداديه ملتان، بحر كوئٹه ص ۵/۲۴۸، فصل فی احكام المساجد)

کے رہنے سے مسلمانوں کی عزت، آبرو، جان مال کا خطرہ ہے، لہٰذا اس مسجد میں اور اس شخص کے پیچھے نماز کا پڑھنا کیسا ہے؟ مسجد ضد بازی سے بنائی گئی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ جگہ مسجد بنانے اور نماز پڑھنے کے لئے نہیں دی گئی بلکہ مالک کی اجازت ومنشاء کے خلاف ایک شخص نے مسجد نما بنالی ہے اور قبر درمیان میں ہے کہ فرش پر جب نماز پڑھنے والے سجدہ کرتے ہیں تو قبر کی طرف سجدہ ہوتا ہے تو وہاں نماز نہ پڑھی جائے [1] اور اس شخص کو امام نہ بنایا جائے [2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۷/۹۲ھ

مسجد میں روپیہ دینے کا وعدہ کر کے روپیہ نہ دینا

سوال:۔ مسمیٰ ابوالحسن نے اپنے والد کی طرف سے محلّہ کی مسجد میں تین سو روپیہ متولی مسجد کو دینے کا وعدہ کرلیا اور ایک تحریر مہاجن کو جس سے ابوالحسن کا لین دین تھا، دیدی

---

[1] تکره فی ارض الغیر لومزروعة اومکروبة الا اذا کانت بینهما صداقة اورأی صاحبها لایکرهه فلابأس (شامی کراچی ص ۳۸۱/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی الصلوٰة فی الارض المغصوبة، طحطاوی علی المراقی ص ۱۹۲، فصل فی المکروهات، مطبوعه مصر، فتح القدیر ص۴۱۸/۱، ویکره للمصلی الخ، مطبوعه دارالفکر بیروت)

وکذاتکره فی مقبرة ولابأس بالصلوٰة فیها اذاکان فیها موضع اعد للصلوٰة ولیس فیه قبر ولانجاسة ولاقبلته الی قبر مختصراً (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۸۰/ ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی اعراب کائنا ماکان)

[2] لوقد موافاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم (حلبی کبیری ص۵۱۳/ مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، فصل الاولی بالامامة)

کہ تین سو روپیہ متولی مسجد کو برائے محلّہ کی مسجد دیدینا، مگر اب ۶/۵ / ماہ بعد ابوالحسن روپیہ دینے سے اعراض کررہا ہے، تو کیا روپیہ لکھ دینے کے بعد اب بھی ابوالحسن کو ترمیم و تنسیخ کا حق حاصل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ وقف کی صورت نہیں کہ معاملہ واقف کے قابو سے باہر ہوجائے، اور واقف بے بس ہوجائے بلکہ یہ چندہ ہے اور آئندہ کیلئے وعدہ ہے، جب تک ہوسکے وعدہ کو پورا کرنا چاہئے محض مال کی محبت یا معمولی تنگی کی وجہ سے وعدہ خلافی نہ کی جائے کہ یہ شرعاً مذموم ہے[1]۔ بایں ہمہ اگر ابوالحسن رقم موعودہ نہ دے تو اس سے جبراً وصول کرنے کا حق نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۲۴/۲/۸۸ھ

ایک مسجد میں روپیہ لگانے کا ارادہ کرنے کے بعد دوسری مسجد میں لگانا

سوال:۔ کسی نے روپیہ کسی مسجد میں لگانے کا ارادہ کیا پھر وہ دوسری مسجد میں اس روپیہ کو لگانیکا ارادہ کرتا ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر دوسری مسجد میں زیادہ احتیاج ہے تو لگا سکتا ہے، اگر دوسری مسجد میں زیادہ احتیاج

---

[1] قال العلماء یستحب الوفاء بالوعد بالهبة وغیرها استحبابا موکدا ویکره اخلافه کراهة تنزیه لاتحریم (عمدة القاری مطبوعه دارالفکر ص ۲۲۱/ ج ۱/ الجزء الاول، کتاب الایمان، باب علامة المنافق، مطبوعه دارالفکر بیروت)

نہیں ہے تو بہتر یہ ہے کہ پہلی ہی مسجد میں لگائے گو جائز دوسری میں لگانا بھی ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کی آمدنی کوختم کردینے کا کسی کو بھی حق نہیں

سوال:۔ جامع مسجد دہلی کے چاروں طرف جو دوکانیں بنی ہوئی ہیں، وہ جامع مسجد کی زمین پر بنی ہوئی ہیں، اور جامع مسجد ہی کی ملکیت ہیں، مسجد کو ان دوکانوں سے تقریباً ۲۷؍ ہزار روپے سالانہ کی آمدنی ہے، گورنمنٹ کا محکمہ ڈی ڈی، اے ان تمام دوکانوں کو ہٹا کر باغیچہ وغیرہ بنانا چاہتے ہیں، اگر ایسا ہوگا تو مسجد کی آمدنی، ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی، انہیں حالات کے پیش نظر مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں:۔

(۱) کیا گورنمنٹ کو حق ہے کہ وہ زبردستی مسجد کی آمدنی کوختم کردے؟

(۲) کیا مسجد کے منتظمین کو حق ہے کہ وہ مسجد کی ملکیت اور آمدنی کو اس کام کے لئے ختم کردیں؟

(۳) اگر گورنمنٹ کی اس خواہش کو پورا کیا جائے، تو کن صورتوں میں اس خواہش کو پورا کیا جاسکتا ہے؟

الجواب حامداًو مصلیاً

مسجد سے متعلق وقف کی آمدنی کوختم کرنے کا کسی کو حق نہیں، ایسی خواہش پوری کرنے کے قابل نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶؍۱۲؍۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶؍۱۲؍۹۲ھ

---

[1] اس لئے کہ محض ارادہ کرنے سے لازم نہیں ہوا۔ (حاشیہ نمبر:۲؍اگلے صفحہ پر)

اپنے مکانات فروخت کرنا جس سے کہ مسجد ویران ہوجائے

سوال:۔(۱) ایک چھوٹا سا قصبہ ہے جس میں تقریباً دوسوسال سے مختلف قوم کے لوگ رہتے ہیں، اس میں سوڈیڑھ سوگھر مسلمانوں کے بھی ہیں، اس گلی میں ایک مسجد بھی ہے، کئی سال محلّہ اور مسجد آباد رہی، اب کسی وجہ سے مسلمان ایک ایک کرکے اپنے گھروں کو غیرقوم یعنی کفار کے ہاتھ فروخت کرکے جارہے ہیں، یہ سلسلہ یوں ہی جاری رہا، تو مسجد ویران ہوجائے گی، تو مسجد کا خیال نہ کرتے ہوئے اس طرح مکانات فروخت کرنا کیسا ہے؟ شرعاً جائز ہے یانہیں؟

(۲) اہل ثروت حضرات اس ویران ہونے والی مسجد کا خیال رکھ کرآباد کرنا چاہتے ہیں، تو آباد کرسکتے ہیں؟ مثلاً زکوٰۃ وغیرہ کے روپے جمع کرکے اس سے فروخت شدہ مکانات واپس لیکر کرایہ پران کورکھ سکتے ہیں یانہیں؟

(۳) اگرکوئی مالدار مسجد کا خیال رکھتے ہوئے اسی محلّہ میں نیا گھر تعمیر کرے یا تعمیر کرنے والوں کی امداد کرے تو کیسا ہے؟

(۴) اہل ثروت حضرات کو بار بار اس مسجد کی ویرانی کے اسباب سنائے جاتے ہیں، مگر کوئی ایک بھی اس سے متأثر نہیں ہوتا، اس سلسلے میں خدائی فرمان کیا ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۲؎ قالوا اذاشرط الواقف ،ان لایکون للقاضی اوالسلطان کلام فی الوقف انه شرط باطل وللقاضی الکلام لان نظره اعلیٰ وهذا شرط فیه تفویت المصلحة للموقوف علیهم وتعطیل للوقف فیکون شرطاً لافائدة فیه للوقف ولامصلحة فلایقبل (شامی کراچی ص۳۸۶/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی اشتراط الادخال والاخراج، البحرالرائق کوئٹه ص۲۲۳/۵، کتاب الوقف، شرح منظومه ابن وهبان ص۲۶۰/۱، کتاب الوقف، الثانیة جواز التغیر للقاضی بدون الشرط، مطبوعه الوقف المدنی الخیری دیوبند)

(۵) ایک حدیث سنی گئی ہے، جو حج سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے، وہ یہ ہے کہ ویران ہونے والی مسجد کو آباد کیا جائے، یہ بات درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جہاں تک جواز بیع کا تعلق ہے وہ تو ظاہر ہے کہ مالک کو اپنی ملک فروخت کرنے کا حق حاصل ہے[۱]، اور بطریق شرعی ایجاب وقبول سے بیع صحیح ہوجائے گی[۲]، لیکن حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ان کو اس کا لحاظ چاہئے کہ بغیر مجبوری کے ایسا نہ کریں، مجبوری کی حالت میں تو ہجرت بھی ثابت ہے[۳]۔

(۲) اگر وہ اپنے فروخت کردہ مکانات کو پھر خرید کر مسلمانوں کو کرایہ پر دیدیں، جس سے مسجد آباد ہوجائے، تو یقیناً بہت بڑا اقدام ہوگا مگر اس کی ترغیب ہی دی جاسکتی ہے، مجبور نہیں کیا جاسکتا، اور زکوٰۃ کا روپیہ اس میں خرچ نہیں کیا جاسکتا کہ یہ غرباء کا حق ہے[۴]۔

---

[۱] المالک هو المتصرف فی الاعیان المملوكة كيف يشاء من الملک، تفسیر بیضاوی ص۷/۱، سورۂ فاتحه تحت آیت:۳، مطبوعه مجتبائی دهلی.

[۲] البیع ینعقد بالا یجاب والقبول (هدایه ص۱۸/ ج۳/ کتاب البیوع. مجمع الانهر ص۵/۳، مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت، البحر کوئٹه ص۲۶۲/۵، کتاب البیوع.

[۳] لما قدم اصحاب النبی ﷺ مكة من الهجرة الاولىٰ اشتد عليهم قومهم وسطت بهم عشائرهم ولقوا منهم اذى شديدا فاذن لهم رسول الله ﷺ فی الخروج الی ارض الحبشة مرة ثانية الی قوله وكان عدة من خرج فی هذه الهجرة من الرجال ثلاثة وثمانين رجلا فاقام المهاجرون بارض الحبشة عند النجاشی باحسن جوار طبقات ابن سعد ص۲۰۷/۱، ذکر الهجرة الثانية الی ارض الحبشة، مطبوعه دارالفکر بیروت، تفسیر مظهری کوئٹه ص۲۰۸، ج۲، سورۂ نساء آیت:۹۷.

[۴] مصرف الزكاة هو فقير ومسكين(الیٰ قوله) ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لايصرف الی بناء نحو مسجد (درمختار مع الشامی کراچی ج۲/ص۳۳۹/تا۳۴۴/ باب المصرف، عالمگیری کوئٹه ص۱۸۷، ۱۸۸/۱، الباب السابع فی المصارف، مجمع الانهر ص۳۲۵، ۳۲۸/۱، باب فی بیان احکام المصرف،مطبوعه دارالکتب العلمية بیروت)

(۳) انشاء اللہ اپنی نیت کے پیش نظر اجرِ عظیم کا مستحق ہوگا[1]۔

(۴) ان کے لئے از خود کوئی وعید تجویز نہیں کی جاسکتی، ترغیب دی جاسکتی ہے۔

(۵) مجھے یہ روایت محفوظ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۱/۸۷ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

مکان اور مسجد کے درمیان کتنا راستہ چھوڑا جائے

سوال:۔ ہمارے یہاں جامع مسجد کے پورب جانب ایک صاحب کی جگہ ہے وہ مکان بناتے مسجد کے قریب تک آگئے، اب گاؤں والے روکتے ہیں، کم ازکم بارہ فٹ چھوڑ کر بنانا چاہئے، وہ کہتا ہے کہ اگر میں چھوڑ کر بناتا ہوں تو میرے ایک کمرہ کا نقصان ہوتا ہے اب اس میں فیصلہ شرعی سے مطلع فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عام راستہ کیلئے اتنی جگہ چھوڑ دی جائے جسمیں آدمی اور وہاں کے مطابق بیل گاڑی، چھکڑا وغیرہ بسہولت گزر جائے، اس سے زیادہ چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۹/۹۵ھ

---

[1] انماالاعمال بالنیات (بخاری شریف ج ۱/ص ۲/ حدیث نمبر ۱/ مسند احمد ص۲۵/۱، مسند عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مطبوعہ دارالفکر بیروت، مشکوۃ ص ۱۱، قبیل کتاب الایمان، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند.

ترجمہ:۔ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

[2] اختلفوا فی مقدار عرض الطریق جعل عرضها قدر عرض باب الدار واما فی الارض فبقدر ممر الثور (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۲۶۳/۶، کتاب القسمة، مطلب فی الرجوع عن القرعة، زیلعی ص۲۷۲/۵، کتاب القسمة، امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص۱۵۳/۸، کتاب القسمة.

بڑی مسجد میں قرآن شریف کی طرف پشت کرنا

سوال:۔ صحن مسجد میں حوض ہے جس کی اونچائی فرش مسجد سے تقریباً ڈھائی فٹ ہے حوض محراب تک کا سامنا پڑتا ہے، مسجد میں لوگ تلاوت کرتے رہتے ہیں، اور حوض پر کچھ لوگ وضو بناتے رہتے ہیں، جس سے قرآن پاک کی بیحرمتی کا خیال پیدا ہوتا ہے، کیا حوض کی نوعیت کو باقی رکھتے ہوئے، اس بے حرمتی سے بچنے کی کوئی شکل ہے، نیز قرب و بعد کی بھی کچھ حدیں متعین ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صحن مسجد ختم ہونے پر حوض ہے، اور وہ سطح صحن سے بلند ہے اور مسجد کے اندر یا صحن میں لوگ حوض کی طرف پشت کر کے قبلہ رو ہو کر تلاوت کرتے ہیں، اور حوض پر لوگ وضو کرتے ہیں، تو شرعاً یہ صورت درست ہے[1]، تلاوت کرنے والوں کا جسم حائل ہے قرآن پاک اور وضو کرنیوالوں کے درمیان۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۱۳/۱/۸۹ھ

حفاظت سامان کیلئے مسجد میں تالا ڈالنا

سوال:۔ مسجد میں بوجہ چوری و بغرض حفاظت اگر تالا ڈال دیا جائے تو کیا حکم ہے، جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] مد الرجلين الى جانب المصحف ان لم يكن بحذائه لايكره (عالمگيرى كوئٹه ص ۳۲۲، ج۵، كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد والقبلة والمصحف الخ، فتح القدير ص ۴۲۰/۱، كتاب الصلاة، فصل فى استقبال القبلة، مطبوعه دارالفكر بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً

جبکہ سامان مسجد محفوظ نہیں تو اس کی حفاظت کے لئے تالا ڈالنا درست بلکہ ضروری ہے۔کذافی البحر[1] الرائق، ص۳۳رج ۲رمگر ہرنماز کے وقت وہاں سب کے آنے اورنماز پڑھنے کی اجازت ہونی چاہئے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبدمحمودغفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند۱۴؍۸؍۸۹ھ

مسجد میں تالا لگانا اور چندہ نہ دینے کی وجہ سے مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے سے روکنا

سوال:۔ ہمارے گاؤں میں دو پارٹی ہیں،جس کی اکثریت ہے وہ حنفی کہلاتی ہے، جو اقلیت میں ہے اس کو وہابی کہتے ہیں،ابھی حال میں حنفی پارٹی نے مدرسہ کا چندہ نہ دینے کا الزام لگا کر وہابی پارٹی کا بائیکاٹ کردیا ہے،اقلیت والی پارٹی میں سے ایک شخص کا انتقال ہوگیا تو اکثریت والی پارٹی شریک جنازہ نہیں ہوئی، جب دوسرے موضع کے لوگ کفن دفن کے لئے آئے تو ان کے لئے مسجد کے دروازہ پرتالا لگادیا تا کہ صحن مسجد میں نماز جنازہ نہ ہو،نماز جنازہ قبرستان میں ادا کی گئی،سوال یہ ہے مسجد میں نماز نہ پڑھنے دینا،اورنماز جنازہ ادانہ کرنے دینا،

---

[1] والاغلاق یشبہ المنع (من الصلوٰۃ)فیکرہ قال فی الھدایۃ ولابأس بہ اذا خیف علی متاع المسجد وھو احسن من التقیید بزماننا فالمدار خشیۃ الضرر علی المسجد فان ثبت فی زماننا فی جمیع الاوقات کذلک الافی اوقات الصلوٰۃ (البحر کوئٹہ ص۳۳/۲/ باب مایفسدالصلوٰۃ ومایکرہ، فصل لما فرغ من بیان الکراھۃ، الدرالمختار مع الشامی کراچی ص ۶۵۶/۱، مکروھات الصلاۃ، مطلب فی احکام المسجد، عالمگیری کوئٹہ ص ۱۰۹، ج۱، کتاب الصلاۃ، الباب السابع، فیما یفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، فصل کرہ غلق باب المسجد)

ایسا کرنے والے مسلمان گنہگار ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مسجد میں نماز پڑھنا ہر مسلمان کا حق ہے، مدرسہ میں چندہ نہ دینے سے اس کا کوئی تعلق نہیں، مسجد پر تالا ڈال کر نماز سے روک دینا یا مسجد میں نماز نہ پڑھنے دینا بہت بڑا ظلم ہے "**ومن اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه الایة**"[1] مشرکین مکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے تھے، ان کیلئے یہ سخت وعید کلام پاک میں آئی ہے، ان کو اپنی حرکت سے توبہ کرنا ضروری ہے[2]۔

جو حصہ نماز کے لئے متعین ہے جیسے اندرونی حصہ اور فرش مسجد جہاں گرمی کے وقت نماز پڑھی جاتی ہے، نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، اس فرش سے علیحدہ اگر احاطہ اور چہار دیواری میں زائد جگہ ہو تو وہاں مکروہ نہیں[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] سورۂ بقرہ پارہ: ۱/ آیت: ۱۱۴/

ترجمہ:- اوراس شخص سے زیادہ اورکون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر کئے جانے سے بندش کرے۔(بیان القرآن)

[2] **اتفقوا علی ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة (نووی علی مسلم ص ۲/۳۵۴، اول کتاب التوبة، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، مفهم شرح تلخیص مسلم ص۷/۲۷، کتاب الاذکار والدعوات، باب تجدید الاستغفار والتوبة، مطبوعه دارابن کثیر بیروت.**

[3] **وکرهت تحریما فی مسجد جماعة هوای المیت فیه وحده اومع القوم (درمختار مع الشامی کراچی ص ۲۲۴ /۱/ باب صلوٰة الجنائز، مطلب فی کراهة صلوٰة الجنائز فی المسجد، مجمع الانهر ص ۲۷۲/۱، باب صلاة الجنائز، فصل فی الصلاة علی المیت، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، مراقی مع الطحطاوی ص ۴۹۰، باب احکام الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه مصری)**

کیا کسی مسجد میں چار سال مغرب کی نماز پڑھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے

سوال:۔ شہر برہان پور میں حضرت شاہ نظام الدین بھکاری کے زمانہ سے مغرب کی نماز موصوف کی درگاہ کے پاس ندی کے اندر ہوتی ہے، خطیب جامع مسجد مغرب کی نماز پڑھاتے ہیں، دور دراز سے لوگ اس کے لئے سفر کرتے ہیں، اور یہ مشہور ہے کر رکھا ہے کہ ۴/ سال یا ۷/ سال مغرب کی نماز وہاں ادا کرے تو ایک حج کا ثواب ملتا ہے، کیا اس طرح نماز پڑھنا، پڑھانا، ایسا عقیدہ رکھنا جائز ہے؟ کیا قرآن وحدیث میں اس کی کوئی اصل موجود ہے ؟ اور کیا وہاں اس مسجد میں ۴/ یا ۷/ سال مغرب کی نماز ادا کرنے سے فریضۂ حج ادا ہوجائیگا یا نہیں؟ اور کیا اس شخص کو حاجی کہا جاسکتا ہے؟

افسوس یہ ہے کہ وہ مسجد تفریح گاہ بن گئی ہے، ہندو مسلم، مرد وزن وقت بے وقت مسجد میں گھومتے رہتے ہیں، اور مؤذن ان کو مسجد میں گھما کر رہبری کی قیمت وصول کرتا ہے، تو کیا مسجد کو تفریح گاہ بنانا اور مرد وعورت کا بے خطر اس میں داخل ہونا از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ بے اصل ہے اسکی کوئی اصل شرع میں نہیں ہے تین مساجد کے متعلق مخصوص ثواب کی تصریح احادیث میں موجود ہے (۱) مسجد حرام (۲) مسجد نبوی (۳) مسجد اقصیٰ، ان کے علاوہ کسی اور مسجد کے لئے سفر کرنے کی ممانعت ہے "**لاتشدوا الرحال الا الیٰ ثلاثة مساجد** "**الحدیث**[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۴/۴/۱۴۰۶ھ

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۶۸/ کتاب الصلوٰۃ، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کیلئے پتھر خریدے اور ایک پتھر بطور یادگار دے دیا

سوال:۔ایک بستی کے اندر اہل بستی نے تین آدمیوں کو مسجد کے لئے پتھر کی فرشی لینے کے لئے ایک دوسرے شہر میں بھیجا، یہ لوگ وہاں گئے اور انہوں نے مسجد کے لئے مذکورہ چیزیں خرید لیں، پیسہ وغیرہ دینے کے بعد اور سامان کو لادتے وقت ان میں سے ایک شخص نے دکاندار سے کہا کہ ایک پتھر مجھے بھی دیدیجئے، دوکاندار نے کہا کہ کیا اپنی ذاتی ضرورت کے لئے لے رہے ہو؟ اس نے کہا ہاں، اس پر دوکاندار نے کہا کہ آپ کو جو پتھر دیا جائیگا وہ مسجد کے بھاؤ میں نہیں، اس لئے کہ میں نے مسجد کی وجہ سے بھاؤ میں رعایت کی ہے، تو مذکورہ شخص نے کہا کہ پھر میں نہیں لے سکتا، بلکہ میں تو مسجد کے بھاؤ سے بھی کم پر چاہتا ہوں، اس کے بعد دوکاندار نے کہا کہ آپ اس پتھر کو کس مقصد کے لئے لے رہے ہیں، مذکورہ شخص نے کہا کہ محض یادگار کے لئے لے رہا ہوں، اس لئے کہ اس اطراف میں یہ پتھر نہیں ملتا، اس بات کو سنکر دوکاندار نے کہا کہ میں آپ کو ایک پتھر یادگار کے لئے مفت دیتا ہوں، اور اس نے ایک پتھر نوکروں سے نکلوا کر مسجد کے پتھروں میں رکھوا دیا اور اس شخص کے دونوں ساتھیوں سے کہدیا کہ یہ پتھر میں اس کو دے رہا ہوں، اس کا مسجد کے پتھروں سے کوئی تعلق نہیں ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ پتھر اس کی ذاتی ملکیت ہوگا یا مسجد کی ملکیت مانا جائے گا؟ ایک شخص اس کے مسجد کی ملکیت ہونے پر ”**هدايا العمال**“ اور ابن شیبہ کی حدیث سے استدلال

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............باب المساجد ومواضع الصلوٰة. مطبوعه دارالكتاب ديوبند، بخاری شريف ص ۳۹۴، كتاب الصوم، باب صوم يوم النحر، رقم الحديث (۱۹۹۳)، رقم الباب ص ۶۷، مطبوعه دارالسلام رياض، مسلم شريف ص ۱/۴۴۷، كتاب الحج، باب فضل المساجد الثلاثة، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند)

ترجمہ:- کجاوے نہ کسو مگر تین مسجدوں کے لئے۔

فرماتے ہیں، "**ھذا مالکم وھذہ ھدیة اھدیت لی الخ**" یہ بات ذہن نشین رہے کہ یہ تینوں حضرات مسجد کے اخراجات پر یہ مذکورہ چیزیں خریدنے گئے تھے، جواب باصواب سے مشکور فرمائیں بینواتوجروا۔

الجواب حامداًومصلیاً

اس تفصیل کے تحت یہ پتھر **ھدایا العمال** میں داخل نہیں، اس لئے کہ اول تو انہوں نے یہ پتھر صدقہ وچندہ میں وصول نہیں کئے، بلکہ خریدے ہیں، بخلاف ابن لبید کے کہ یہاں خریداری کا معاملہ نہیں تھا، بلکہ صدقات واجبہ کی وصولیابی تھی بیت المال کے لئے جس میں بے جا رعایت اور فروگذاشت کا مظنہ تھا، یہاں خریداری ہے، بائع نے خود تصریح کردی ہے، کہ مسجد کی خاطر کم قیمت لی ہے، نہ کہ ایک پتھر دیگر زیادہ قیمت لی ہے، دوسرے اصالۃً اس پتھر کا معاملہ بیع کا کیا جارہا تھا، ہدیہ کا نہیں تھا، البتہ قیمت میں رعایت چاہتے تھے، جس کا بائع نے صاف انکار کردیا[1] پھر جب کہ یادگار کے طور پر رکھنے کی بات سنی تو اس نے بلا قیمت ہی دیدیا کہ یہ میری طرف سے یادگار رہے، البتہ وہاں سے لانے میں اس پر جو صرفہ ہوگا وہ مسجد کے ذمہ نہیں ہوگا۔[2]

---

[1] **عن ابی حمید الساعدی قال استعمل النبی ﷺ ابن التبية رجلا من الازد على الصدقة فجاء بالمال فدفع الى النبی ﷺ فقال هذا مالكم وهذه هدية اهديت لی فقال له النبی ﷺ افلا قعدت فی بيت ابيک و امک فتنظر ايهدى لک ام لا ثم قام النبی ﷺ خطيبا الخ، مسلم شريف ص۱۲۳/ ۲، كتاب الامارة، باب تحريم هدايا العمال، مطبوعه سعد بكڈپو ديوبند، مشكوة شريف ص۱۵۶/ ۱، كتاب الزكوة، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.**

[2] **مستفاد ولوجمع مالا لينفقه فی بناء المسجد فانفق بعضه فی حاجته ثم رد بدله فی نفقة المسجد لايسعه ان يفعل ذالک الخ، البحر كوئٹه ص۲۵۱/ ۵، كتاب الوقف، فصل فی احكام المسجد.**

تنبیہ:۔ چونکہ یہ پتھر مسجد کی غرض اور مسجد کے صرفہ سفر کے ذریعہ حاصل ہوا ہے، اس لئے اپنی جانب سے مسجد کو دیدیں تو یہ اعلیٰ بات ہے، مگر مسجد کو مطالبہ کا حق نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/۹۲ھ

مسجد میں جو چیز دی جائے وہ کس کا حق ہے

سوال:۔ جو چڑھاوا مسجد میں آتا ہے، وہ کس کا حق ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں کھانے پینے کی جو چیزیں دی جاتی ہیں، وہ امام اور مؤذن کیلئے دی جاتی ہیں، ان کا ہی حق ہے، اگر مسجد کے لئے کوئی چیز دی جائے مثلاً صف، لوٹا، جائے نماز وغیرہ تو وہ مسجد کی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۵/۹۰ھ

مسجد میں گلگلے اور شیرنی آئے اس کا مستحق کون ہے؟

سوال:۔ مسجد میں گلگلے یا شیرینی تقسیم ہونے کو آتی ہے، لہٰذا اس کو کون کون سے لوگ کھا سکتے ہیں؟

---

[1] لیس لاحد ان یاخذ مال غیرہ بلا سبب شرعی، شرح المجلۃ ص ۶۲/۱، رقم المادۃ: ۹۷، مطبوعہ اتحاد بکڈپو دیوبند، قواعد الفقہ ص ۱۱۰، الرسالۃ الثالۃ رقم القاعدۃ ص ۲۶۹، مطبوعہ دارالکتاب دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر صدقہ بتا کر یہ چیزیں دی جائیں تو انکے مستحق غرباء ہیں[1] اور اگر مؤذن وغیرہ کے لئے دی جائیں، تو مؤذن وغیرہ مستحق ہیں۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۲۵/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مساجد کے شہید کرنے پر فوراً سزا کیوں نہیں دی جاتی

سوال: ۔غیر قوم کو اللہ تعالیٰ ولی اللہ کی درگاہوں کو شہید کرنے پر فوراً سزا دیتا ہے، لیکن اسکے گھروں کو یعنی مساجد کو شہید کرنے پر ان لوگوں کو فوراً سزا کیوں نہیں دیتا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قرآن وحدیث سے کہاں ثابت ہے کہ ولی اللہ کی درگاہ کو شہید کرنے پر فوراً سزا دیتا ہے، ۱۹۴۷ء سے اب تک مشرقی پنجاب میں کتنے اولیاء کی درگاہیں شہید کردی گئیں اور بھی جگہ جگہ ایسا ہوا ہے، مگر فوراً سزا نہیں دی گئی ہے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، اور جہاں فوراً سزا دی گئی ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، مساجد کے شہید کرنے پر فوراً سزا نہیں دی گئی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے[2]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۳/۹۱ھ

---

[1] مصرف الزکاۃ ھو فقیر ومسکین وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ (درمختار مع الشامی کراچی مختصراً ص ۳۳۹/ج ۲/ کتاب الزکوٰۃ، باب المصرف، مجمع الانھر ص ۳۲۴/ ۱، کتاب الزکوۃ، باب فی بیان احکام المصرف، مراقی مع الطحطاوی ص ۱۵۹، کتاب الزکوۃ، باب المصرف، مطبوعہ مصر)

[2] ان اللّٰہ کان علیما حکیما، سورۂ نساء آیت: ۱۱/

ترجمہ: -بالیقین اللہ تعالیٰ بڑے علم اور حکمت والے ہیں۔(بیان القرآن)

محض ضد کی وجہ سے مسجد چھوڑ نا

سوال:۔صرف چند اشخاص جو اس کے ساتھ ہیں باقی تمام گاؤں کے مسلمان اس کے ساتھ شامل نہیں ہیں، اور وہ اشخاص جو کہ دائمی نمازی ہیں ان کو مطلقاً مسجد کے بنانے میں شامل نہ کیا بلکہ وہ اشخاص اب باہر در بدر نمازیں پڑھتے ہیں، آیا اس حال میں مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

محض ضد کی وجہ سے کہ ہمیں شامل نہیں کیا ہم سے مشورہ نہیں لیا، مسجد چھوڑنا اور در بدر نماز پڑھنا منع ہے، نماز مسجد ہی میں پڑھنی چاہئے[1]، اور مسجد بنانے والوں کو بھی بغیر نمازیوں کے مشورہ کے مسجد میں تغیر کرنا یا گرانا بری بات ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ضد کی وجہ سے پہلی مسجد کو گرانا

سوال:۔(۱) اگر مسجد کو امام، متولی سابقہ کے بغیر بنوالیں تو عندالشرع اس میں نماز جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) گاؤں کے سابقہ نمازی اس مسجد میں نماز بالکل نہیں پڑھیں گے، کیونکہ ان کی رضامندی کے بغیر بنائی جارہی ہے، ان کی کوئی صلاح وغیرہ نہیں لی گئی، کیونکہ نمازیوں نے

---

[1] عن انس بن مالکؓ قال قال رسول اللہ ﷺ صلاۃ الرجل فی بیتہ بصلاۃ وصلوتہ فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوۃ وصلوتہ فی المسجد الزی یجمع فیہ بخمسمائۃ صلوۃ، مشکوۃ شریف ص ۷۲، باب المساجد ومواضع الصلاۃ، الفصل الثالث، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

پچھلے سال ہی اس مسجد کی چھت دوبارہ ڈالوائی تھی، انہوں نے مسجد کو جبراً گرادیا آیا اس مسجد کی تعمیر جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) اگر مسجد میں نماز پڑھنی ناجائز ہو تو کیا اور مسجد بنائی جائے، اور اس میں نماز پڑھی جائے تو جائز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ضد اور لڑائی کی وجہ سے مسجد کو گرانا اور از سرِ نو بنانا گناہ ہے[۱]، تاہم اس میں نماز جائز ہے۔

(۲) بلا وجہ شرعی مسجد کو محض ضد کی بنا پر گرادینا حرام ہے، اور نمازیوں کو اس ناراضگی کی وجہ سے کہ ہم سے صلاح نہیں لی گئی، مسجد کو چھوڑ دینا بھی گناہ ہے، جب مسجد کسی نے جہالت اور حماقت سے گرادی ہے، تو اس کا تمام صرفہ اس گرانے والے کے ذمہ واجب ہے اس کے ذمہ اس کی تعمیر ضروری ہے۔

(۳) اور مسجد کے بنانے کی ضرورت نہیں، مسلمانوں کو جہالت اور ضد کو چھوڑ کر آپس میں اتحاد واتفاق سے رہنا چاہئے، آپس کی ضد کا خمار خدا کے گھر پر نکالنا بہت بڑی تباہی اور بربادی کا سبب ہے، امام اور متولی اور گرانے والے اور نمازی سب کو توبہ کرنا، لڑائی مٹا کر اتحاد واتفاق سے خدا کے گھر کا احترام اور اس کو آباد کرنا فرض ہے، ورنہ اسکا وبال سب

---

[۱] لایجوز نقض المسجد ولابیعه ولاتعطیله وان خربت المحلة ولایمنع بناء المساجد الا ان یقصدوا الشقاق والخلاف بان یبنوا مسجدا الی جنب مسجد او قربه یریدون بذلک تفریق اهل المسجد الاول وخرابه، احکام القرآن للقرطبی ص۷۵، تفسیر آیت:۱۱۴، سورۂ بقره، مطبوعه دارالفکر بیروت، تفسیر کشاف ص:۲۱۴، ج:۲، سورۂ توبه آیت:۱۰۷، مطبوعه دارالفکر بیروت، روح المعانی ص:۲۱، ج:۱۱، مطبوعه ادارة الطباعة المصطفائیه دیوبند.

P

D:\f.m.3\Kitabaul Waqf\Mutfarriqat Masasjid

پر آئے گا[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۲۸/۵۷ھ

الجواب صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۲۸/صفر ۵۷ھ۔

غیر آباد مسجد میں میت دفن کرنا

سوال:۔ایک مسجد میں چندسال اہل محلّہ نماز پڑھتے رہے، اور اصل مسجد جو پہلے سے بنائی گئی تھی، وہ اسکے سواء دوسری ہے یہ نئی مسجد صرف چند ایک امکنہ کے مالکوں نے گاہ گاہ نماز ادا کرنے کیلئے بنائی تھی، دراصل ان کی مسجد قدیمی بھی وہی ہے جو اصل مسجد پہلے بنائی تھی، اب چندسال کے بعد یہ نئی مسجد چونکہ اہل مسجد کے مرکھپ جانے سے ویران ہوگئی تھی، اس وجہ سے اگر اس میں کسی میت کو دفن کر دیا گیا ہو بعد میں بعض علماء کا فتویٰ ہے کہ میت کو قبر سے نکالدیا جائے اور بعض کا یہ فتویٰ ہے کہ اب میت کو بناء بر عبارت درمختار وشامی "**ولا یخرج منه الالحق آدمی ،درالخ ، قوله الالحق آدمی احترز عن حق اللّٰه تعالیٰ الخ شامی باب الجنائز**" (نہ نکالا جائے حالانکہ مسجد پھر ویران ہوچکی ہے، اس میں کیا حکم ہے؟)

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسجد فی الحال ویران ہے یعنی اس میں نماز نہیں ہوتی تاہم اس سے اس کی مسجدیت

---

[1] ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰه أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها (سورۂ بقره آيت: ۱۱۴/ قال العلامة الآلوسي، وظاهر الآية العموم في كل مسجد وخصوص السبب لايمنعه (وسعى في خرابها) اى هدمها و تعطيلها اولئك الظالمون المانعون في خرابها، روح المعاني ص ۵۷۲، ۵۷۳/۱، سورۂ بقره آيت: ۱۴، مطبوعه دار الفكر بيروت.

ترجمہ:-اوراس شخص سے زیادہ اورکون ظالم ہوگا جوخدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اسکاذکر کئے جانے سے بندش کرے اوراس کے ویران ہونے میں کوشش کرے (بیان القرآن)

میں فرق نہیں آتا، اس کی مسجدیت ہمیشہ برقرار رہے گی[۱] اس لئے اس میں مردوں کو دفن کرنا ناجائز ہے، کیونکہ یہ غرض بانی وواقف واحترام مسجد کے خلاف ہے[۲] لیکن اگر عدم واقفیت کی بناء پر کسی کو دفن کردیا گیا ہے تو اس کو قبر کھود کر نکالنے کی ضرورت نہیں کہ اس سے میت کی توہین ہوتی ہے، اور نبش قبر بلا حق آدمی کے ناجائز ہے جیسا کہ عام متون میں مذکور ہے[۳]، اور یہاں کسی کا حق فوت نہیں ہوتا، واقف کا اس لئے نہیں کہ اس کی ملکیت نہیں رہی، عام مسلمین کا اس لئے نہیں کہ وہ اس میں نماز نہیں پڑھتے مسجد غیر آباد ہے، لہٰذا آئندہ کے لئے مسجد کی حفاظت کردی جائے کہ کوئی اور میت مدفون نہ ہو، اور دفن شدہ میت کو نہ نکالا جائے، کہ چند روز میں قبر خود زمین کے برابر ہو جائے گی، اور میت کے پرانا ہونے پر قبر کو زمین کے ہموار کرنا، اور اس پر چلنا اور نماز پڑھنا درست ہو جائیگا۔[۴]

---

[۱] ولوخرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجدا عند الامام والثانى ابدا الى قيام الساعة وبه يفتى، الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۶/۵۴۸، كتاب الوقف، مطلب فيما لوخرب المسجد او غيره، النهر الفائق ص ۳/۳۳۰، كتاب الوقف، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، مجمع الانهر ص ۲/۵۹۵، كتاب الوقف، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

[۲] شرط الواقف كنص الشارع اى فى المفهوم والدلالة ووجوب العمل به، الدرالمختار على الشامى زكريا ص ۶/۶۴۹، مطلب فى قولهم شرط الواقف كنص الشارع، البحرالرائق كوئٹہ ص ۵/۱۴۵، كتاب الوقف، النهرالفائق ص ۳/۳۲۵، كتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

[۳] ولايخرج منه بعد اهالة التراب الالحق آدمى (درمختار مع الشامى كراچى ج ۲/ ص ۲۳۸/ باب صلوٰة الجنائز، مطلب فى دفن الميت، البحر ص ۲/۱۹۵، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه ماجديه كوئٹه، النهرالفائق ص ۱/۴۰۳، فصل فى الصلاة على الميت، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[۴] اذابلى الميت وصار تراباً يجوز ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اگر اس سے پہلے وہ مسجد آباد ہو جائے تو قبر پر کھڑے ہو کر یا اس کی جانب رخ کر کے نماز نہ پڑھیں[۱]، اگر گنجائش نہ ہو اور جگہ کی تنگی ہو تو پھر قبر کو ہموار کر دیا جائے، کہ اس صورت میں نمازیوں کا جن کے لئے وقف ہے، حق فوت ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۲/۵۷ھ

الجواب صحیح عبداللطیف، سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۲/۵۷ھ

مسجد کی آبادی

سوال:۔ (۱) ایک مسجد کے محلّہ میں چار پانچ اقوام آباد ہیں ایک قوم کے تقریباً پندرہ سولہ گھر ہیں اور دیگر اقوام کے دو دو ایک ایک گھر ہیں، قوم کثیر ین میں سے صرف دو تین آدمی نماز پڑھتے ہیں، باقی اسی قوم کثیر کے آدمی نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ کسی کے سمجھانے کو مانتے ہیں، اور نہ یہ قوم کثیر معہ نمازیوں کے وقت معینہ بجز ایک دو اشخاص کے پیش امام کی خدمت کرتے ہیں، اس لئے مسجد مذکورہ میں جو کہ قوم کثیر کے نام سے منسوب اور جتھ میں ہے کوئی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............زرعه والبناء عليه ومقتضاه جواز المشي فوقه (شامی کراچی، ص ۲۴۵/ ج ۲/ باب صلوٰة الجنائز، مطلب فی اهداء ثواب القرأة للنبی ﷺ، البحر الرائق ص ۱۹۵، ج ۲، كتاب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، مطبوعه ماجديه كوئٹه زيلعی ص ۲۴۶، ج ۱، باب الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، قبيل باب الشهيد، مطبوعه امداديه ملتان.

(حاشیہ صفحہ هذا)

[۱] وكذا تكره في اماكن كفوق كعبة وفي طريق ومزبلة ومجزرة ومقبرة (قوله ومقبرة) ولا بأس بالصلوٰة فيها اذا كان فيها موضع اعد للصلوٰة وليس فيه قبر ولا نجاسة ولا قبلته الى قبر (شامی كراچی مختصراً ص ۳۸۰/ ج ۱/ كتاب الصلوٰة، مطلب في اعراب كائناما كان، عالمگيری كوئٹه ص ۵/۳۲۰، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۲۹۰، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات)

امام نہیں ٹھہرتا اور اگر دیگر اقوام کے آدمی جن میں آٹھ نو نمازی ہیں یہ قوم کثیر کے ایک دو آدمی سے رائے لیکر کوئی امام رکھ لیتے ہیں تو جب پیش امام کی وقت معینہ پر خدمت کرنے کا موقع آتا ہے تو قوم کثیر انواع واقسام کے عذرات پیش کرتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ کیا امام مسجد ہم سے پوچھ کر رکھا تھا کوئی کہتا ہے کہ یہ امام جو تم نے مقرر آمدنی پر رکھا ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے غرض نہ دینے کی وجہ سے اکثر ناجائز عذر پیش کرتے ہیں، اس لئے مسجد مذکور اکثر امام سے خالی رہتی ہے، اور اقوام قلیلہ تنہا اس مسجد کا خرچہ برداشت نہیں کرسکتی۔

(۲) اور اگر دوسری مسجد میں جانیکا حکم نہیں ہے تو اگر مسجد مذکور سابق کی غیر آبادی کے باعث کوئی غضب الٰہی نازل ہونے لگے تو اقوام قلیلہ کے نمازی غضب الٰہی سے محفوظ رہیں گے، یا قوم کثیر کے ہمراہ مغضوب ہوجائیں گے، مدلل جواب فرمائیں؟

(۳) اگر اقوام قلیلہ کے نمازی قوم کثیر کے ہمراہ رہیں گے تو ایسی حالت میں قوم کثیر اور اس کی مسجد سے کنارہ کرسکتے ہیں، اور غضب الٰہی سے محفوظ رہ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جماعت اصح قول پر واجب ہے اور بعض کے نزدیک فرض عین ہے بعض کے نزدیک فرض کفایہ ہے بعض کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے تارک جماعت بلا عذر پر تعزیر ہے، اگر سب ترک جماعت کی عادت کرلیں، تو امام کو ان سے قتال کرنا چاہئے۔

"قال الحلبی فی الکبیری، ص ۴۷۴/قیل انها فرض عین الا من عذر وهو قول احمد وداؤد وعطاؤ ابی ثور وقیل فرض کفایة وقال محمد فی الاصل اعلم ان الجماعة سنة موکدة لایرخص الترک فیها الابعذرمرض اوغیره واول هذا الکلام یفید السنیة وآخره یفید الوجوب وهو الظاهر ففی الغایة قال عامة مشائخنا انهاواجبة وفی المفید انها واجبة وتسمیتها سنةلوجوبها بالسنة الی ان قال تارکها من غیرعذریعزر وتردشهادته ویأثم الجیران بالسکوت عنه هذا کلها

احکام الواجب[1] الخ۔

مگر ساتھ ہی محلّہ کی مسجد کو آباد رکھنا بھی ضروری ہے، اگر تمام نمازی دوسری مسجد میں نماز کیلئے جائیں گے، یہ مسجد ویران ہوجائیگی،[2] اس لئے جہاں تک ہوسکے مصالحت اور نرمی سے مسجد کو آباد رکھنا چاہئے اگر غرباء امام کا خرچہ برداشت نہیں کرسکتے اور بلا اجرت، امام میسر نہیں آتا، تو امراہی کی رائے سے کسی صالح کو امام مقرر کرلیا جائے۔

(۲-۳) جب دوسری مسجد میں تمام نمازیوں کے جانے اور پہلی مسجد کو چھوڑنے کا حکم نہیں ہے تو مسجد مذکور سابق غیر آباد کیوں ہوگی، اگر اقوام کثیر زبردستی مسجد سے نکالدیں اور نماز نہ پڑھنے دیں اور اقوام قلیل اس فتنہ کیوجہ سے کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھیں تو انشاءاللہ تعالیٰ انکو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنے کیوجہ سے گنہ نہ ہوگا، کیونکہ فتنہ اور فساد سے بچنا ضروری ہے، تاہم فتنہ پر آمادہ ہونا اور مسجد کو چھوڑنا ہرگز ہرگز مسلمانوں کی شان سے نہیں مصالحت سے کسی صالح امام کو مقرر کرلینا چاہئے، تاکہ مسجد بھی آباد رہے اور غضب الٰہی بھی کسی پر نازل نہ ہو[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/۱۱/۵۳ھ

صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۱/۵۳ھ

---

[1] حلبی کبیری ص ۵۰۸-۹/ فصل فی الامامۃ. مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، درمختار علی الشامی کراچی ص ۵۵۲/۱، باب الامامۃ، قبیل مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، البحر مع منحۃ الخالق ص ۳۴۴/۱، باب الامامۃ، مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ.

[2] وان لم یکن لمسجد منزلہ مؤذن فانہ یذھب الیہ ویؤذن فیہ ویصلی وان کان واحدا لان لمسجد منزلہ حقا علیہ فیؤدی حقہ مؤذن مسجد لا بحضر مسجدہ احد قالوا ھو یؤذن ویقیم ویصلی وحدہ وذالک احب من ان یصلی فی مسجد آخر، شامی کراچی ص ۵۵۵/۱، باب الامامۃ، مطلب فی تکرار الجماعۃ فی المسجد، خانیہ علی الھندیۃ کوئٹہ ص ۶۷/۱، فصل فی المسجد،

[3] ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا، (سورۂ بقرۃ آیت: ۱۱۴)

مسجد کا خادم جب بوڑھا اور ضعیف ہو جائے تو کیا کریں

سوال:۔ایک مسجد کا ایک قدیم ملازم ہے جو کام کرتے کرتے بوڑھا ہو گیا ہے، تھوڑا تھوڑا کام کرتا رہتا ہے، تو اس کو پوری تنخواہ مسجد سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس کی طاقت کے موافق کام بھی تجویز کر دیا جائے، اتنی مراعات کی گنجائش ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

خادم مسجد کو وراثت کا حق نہیں

سوال:۔(۱) قصبہ کی جامع مسجد میں زید کے دادا و والد بحیثیت مؤذن وامام مقرر تھے، دادا اور والد کے انتقال کے بعد زید اس کی جگہ نہ سنبھال سکا، لہٰذا مؤذن وامام دوسرے حضرات مقرر ہوئے، البتہ زید کے لئے وہی مراعات جو زید کے دادا و والد کے لئے اس وقت قصبہ کی طرف سے تھی بحال رہی، لیکن اب ساکنان قصبہ زید کی کچھ نازیبا حرکتوں مثلاً مسجد کے انتظامی امور میں بیجا مداخلت وغیرہ کی بناء پر زید سے متنفر ہیں، اور تمام مراعات ختم کر رہے ہیں، شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

---

[1] وللمتولی ان یستاجر من یخدم المسجد یکنسه ونحوه ذلک باجر مثله او زیادة یتغابن فیها الخ، عالمگیری ص ۲/۴۶۱، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الثانی الخ، مطبوعه کوئٹه، بزازیة علی الهندیة ص ۶/۲۷۲، کتاب الوتر، الرابع فی المسجد ومایتصل به، مطبوعه کوئٹه، خانیه ص ۳/۲۹۲، کتاب الوقف، باب الرجل، یجعل داره مسجدا، مطبوعه کوئٹه.

(۲) زید کے دادا و والد کے لئے جو حجرہ مسجد کی طرف سے تھا اس میں زید کی اب بھی رہائش ہے، کیا یہ شرعاً جائز ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟

(۳) زید کا کہنا ہے کہ حجرہ کی توسیع وتعمیر میں میرے والدین کی رقم خرچ ہوئی، لہٰذا اس میں رہائش میرا حق ہے، شرعی حکم کیا ہے؟

(۴) زید مسجد کی ہر چیز پر پورے طور پر قابض ہے یہاں تک کہ مسجد کی زمین پر لکڑی کی دوکان کرلی ہے، اور مسجد کے درختوں کو اپنی ملکیت بتاتا ہے، درختوں کے لئے یہ دلیل پیش کرتا ہے، کہ ہمارے باپ دادا کے لگائے ہوئے ہیں، اور اس بنا پر درختوں پر زید کا پورا تصرف ہے، کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

(۵) حجرہ مسجد کے احاطہ میں ہے، اور دوکان مذکور مسجد کی زمین میں ہے، کیا یہ سب مسجد ہی کے حکم میں ہیں؟ نیز مسجد کی حدود شرعی کا تعین فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسجد کے کسی خادم (مؤذن، امام) کی اگر خدمت مسجد کی وجہ سے مراعات کی جاتی ہے، تو وہ اسی خادم کی ذات بلکہ خدمت تک محدود رہتی ہے، اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی کہ خادم کے انتقال کے بعد ورثہ بھی استحقاق کی بنا پر مراعات کا مطالبہ کریں[1]، مراعات نہ کرنے کی وجہ سے ان کو بیجا مداخلت کا کوئی حق نہیں۔

(۲) یہ ''رہائش'' بھی دادا اور والد کو خدمت مسجد کی وجہ سے دی گئی تھی، اب جبکہ خدمت ختم ہوگئی بلکہ خدمت کرنے والے بھی ختم ہو گئے، تو موجودہ اولاد کو بحیثیت وراثت اس کا حق نہیں پہنچے گا[2]۔

---

[1] ان الحقوق المجردة لاتورث (شامی کراچی ص: ۵۸۱، ج۴/ کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب فی الفرق بین القیمة والثمن)

[2] حوالۂ بالا.

(۳) والدین نے جو رقم دی تھی وہ ثواب کیلئے دی تھی جو آخرت میں ملے گا، دنیا میں اپنا اور اپنی اولاد کا حق قائم کرنے کے لئے نہیں دی تھی، ورنہ اپنی مملوکہ زمین میں اپنے روپئے سے تعمیر بناتے جیسا کہ دنیا کا قاعدہ ہے، مسجد کی زمین میں مسجد کا حجرہ وسیع کرنے کے لئے روپیہ نہ دیتے، اگر اس طرح روپیہ دینے کی وجہ سے حق رہائش کو قائم کیا جانے لگے تو جتنے لوگوں نے مسجد میں روپیہ دیا ہے، وہ بھی اپنا حق قائم کرنے لگیں گے، پھر وہ مسجد بجائے خانۂ خدا ہونے کے خانۂ چندہ دہندگان بن جائے گی۔

(۴) مسجد کی زمین پر دوکان لگانے کا اس کو حق نہیں یہ قبضہ غاصبانہ ہے یا زمین خالی کرے یا کرایہ مناسب مقرر کیا جائے، جتنی مدت زمین پر اب تک قبضہ رہا اس کا بھی کرایہ ادا کرے[۱]، اس زمین پر درخت اگر مسجد کے لئے لگائے تھے تو وہ مسجد کی ملک ہے، زید کو ان میں حق تصرف نہیں[۲]۔

(۵) مسجد تو وہ ہے جہاں نماز پڑھی جاتی ہے وہاں تو نہ رہائش درست ہے نہ دوکان درست ہے[۳]، مسجد کی ملک اس کے علاوہ بھی ہوتی ہے، مثلاً مسجد کا حجرہ غسلخانہ وضوخانہ مسجد کی

---

۱ متولی الوقف اذااسکن رجلا بغیر اً جرة (الی قوله) ان علیه اجر المثل سواء کانت الدارمعدة للاستغلال اولم تکن صیانة للوقف (عالمگیری کوئٹه ص: ۴۲۰/ ج: ۲/ کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف. شامی کراچی ص۴۰۸/۴، کتاب الوقف، مطلب سکن المشتری دارالوقف)

۲ متولی وقف بنی فی عرصة الوقف فهو للوقف ان بناه من مال الوقف اومن مال نفسه ونواه للوقف اولم ینو شیأ وان بنی لنفسه واشهد علیه کان له والاجنبی اذا بنی ولم ینو فله ذلک وکذا الغرس کذافی القنیه (الهندیه کوئٹه ص ۴۱۶/ج ۲/ کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف، خانیة ص ۳/۳۱۰، کتاب الوقف، فصل فی الاشجار، مطبوعه کوئٹه، شامی زکریا ص۴۳۵/۲، باب مایفسد الصلوة الخ، مطلب فی الغرس فی المسجد)

۳ ولایجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیئاً منه مستغلا ولاسکنی (درمختار الشامی کراچی ص۳۵۸/۴، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، خانیة کوئٹه ص۲۹۳/۳، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجدا، بحر کوئٹه ص ۵/۲۴۹، کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد)

زمین، جائیداد، باغ، دوکان، مکان جو چیز بھی مسجد کی ملک ہو، خواہ کسی نے وقف کی ہو یا مسجد کیلئے خریدی گئی ہو، اس پر بھی کسی کا غاصبانہ قبضہ جائز نہیں، اس کا واگزار کرانا ضروری ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سرکاری ٹنکی سے مسجد میں پانی لینا

سوال:۔ مسجد کے پاس باہر پانی کی ایک ٹنکی لگی ہوئی ہے جو میونسپلٹی کی طرف سے رفاہ عام کے لئے ہے، اگر مسجد کیلئے استعمال کرنا چاہیں کہ اس نل کے ذریعہ پائپ یا بالٹی یا کسی بھی صورت سے مسجد میں ذخیرہ کرلیں، تو جائز ہے یا نہیں؟ بینوا وتو جروا.

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر ایسا کرنا خلاف قانون نہ ہو، بلکہ میونسپلٹی کی طرف سے اجازت ہو تو جائز ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

---

[1] فاذا تم ولزم لایملک ولایملک (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۵۱/ ج۴/ کتاب الوقف، قبیل مطلب فی شرط واقف الکتب ان لاتعار الا برهن) وكذا يستفاد: واعلم ان الموقوف مضمون بالاتلاف مع انه ليس بمملوک اصلاً (درمختامع الشامی کراچی ج۶/ ص ۱۷۹/ کتاب الغصب، سکب الانهر ص ۲/۵۸۲، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت، هدايه مع فتح القدير ص ۶/۲۲۰، کتاب الوقف، مطبوعه دارالفکر بيروت)

[2] ولابأس بان يشرب من البئر والحوض ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مخصوص خاندان کا اپنی بنائی ہوئی مسجد کو اپنی ملک کی طرح سمجھنا

سوال: ۔ایک مسجد کسی ایک مخصوص خاندان یا مخصوص انسان یا مخصوص قوم نے بغیر کسی قوم کے تعاون کے تعمیر کرائی اور پھر وقف فی سبیل اللہ کردی، بعدہٗ جو کام ہوا عوام کے تعاون سے ہوا لیکن پھر بھی اس قوم یا خاندان یا انسان سے کوئی ایسی بات پیش آئی ہو جس سے عوام پر غلط اثر پڑتا ہو، یا اس کی حرکت سے مصلیان مسجد حیران ہوں اور اس کی حرکات وسکنات سے محسوس ہوتا ہو کہ یہ مسجد کو اپنی ملکیت سمجھ کر اس قسم کی ناجائز حرکات کرتا ہے تو ایسی صورت میں ایسی مسجد کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟ اور ایسی قوم، ایسے انسان، ایسے خاندان کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو مسجد وقف کردی گئی خواہ عوام کے پیسے سے اس کی تعمیر ہوئی ہو یا کسی خاندان کے پیسے سے یا کسی شخص خاص کے پیسے سے، بہرصورت وقف ہوجانے کے بعد اس پر کسی کا دعویٰ ملک کرنا صحیح نہیں، ''الوقف اذاتم ولزم لایملک ولایملک ''[1]) قال اللّٰہ تعالیٰ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)..........ویسقی دابتہ وبعیرہ ویتوضأ منہ کذا فی الظہیریة، عالمگیری کوئٹہ ص۲/۴۶۵، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر الخ، البحرالرائق ص۵/۲۵۵، کتاب الوقف، قبیل کتاب البیع، مطبوعہ ماجدیہ کوئٹہ، مجمع الانہر ص۲/۵۷۳، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.

[1] درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۵۱/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب مہم فرق ابویوسف بین قولہ موقوفة وقولہ فموقوفة علی فلان. بحر کوئٹہ ص۵/۲۰۵، کتاب الوقف، مجمع الانہر ص ۲/۵۸۱، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت.

ان المساجد للّٰہ"[1] جو شخص یا جو جماعت مسجد کو اپنی ملک سمجھے اس کا سمجھنا غلط ہے، لوگ ایسی مسجد میں نماز پڑھنا ترک نہ کریں، فتنہ وفساد سے پورا اجتناب رکھیں، اگر وہ شخص یا خاندان دوسرے آدمیوں کو مسجد میں آکر نماز پڑھنے سے روکے تو ایسا شخص ایسا خاندان بڑا ظالم ہے، "**من اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ**"[2] (الایۃ) مگر ان کی اس حرکت پر بھی لڑائی جھگڑے نہ کیا جائے، کہ سر پھٹول ہو، مقدمہ بازی ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسجد کے حجرہ پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے کو نکالنا

سوال:۔ ایک شخص مسجد کے حجرے پر غاصبانہ قابض ہے اور مسجد کا کوئی کام وغیرہ نہیں کرتا، بلکہ بارش میں چار صفیں باہر پڑی رہ گئی تھیں، اس وقت یہ شخص موجود تھا وہ بھیگ کر خراب ہوگئیں، لیکن اس نے ان کو اٹھایا تک نہیں، اور مسجد میں اگر کوئی آدمی تیل وغیرہ دینے کو کہتا ہے کہ اگر برتن وغیرہ ہو تو دیدو تیل لاکر مسجد میں ڈالوں گا تو یہ شخص اس سے پیسہ لے کر ہضم کر جاتا ہے، تیل وغیرہ نہیں لاتا، اور ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک دولہا مسجد میں سلام کرنے آیا اور اس نے امام صاحب کو سوا روپیہ دیا تو اس کو لیکر خرچ کر لیا، لوگوں کو معلوم ہوا تو شور کیا اور بار بار کہنے پر بڑی مشکل سے اس نے وہ سوا روپے واپس دیئے ورنہ تو وہ ہضم ہوگیا تھا، یہ واقعہ تو معلوم ہوگیا لیکن نہ جانے کتنے واقعات ایسے ہوئے ہیں اپنا خرچ اسی طرح چلاتا ہے، اور کوئی کام وغیرہ نہیں کرتا، اور لوگوں نے سات آٹھ بار حجرے سے نکال دیا، مگر دس

---

[1] سورۂ جن آیت: ۱۸/ **ترجمہ**:- جتنے سجدے ہیں وہ سب اللہ کے حق ہیں۔ (بیان القرآن)

[2] سورہ بقرہ آیت: ۱۱۴/ پارہ: ۱/

ترجمہ:- اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں انکا ذکر کئے جانے سے بندش کرے۔ (بیان القرآن)

پندرہ روز کے بعد پھر آ جاتا ہے، حالانکہ اس کا اپنا گھر موجود ہے وہاں اس لئے نہیں رہتا کہ وہ کام کرنے کو کہتے ہیں لہٰذا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے شخص کو مسجد میں رہنے اور سونے سے بالکل روک دیا جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۹۲ھ

پیسہ روپیہ کی تصویر پر قیاس اور مسجد میں بیٹھ کر ہدیٰ وغیرہ کے مطالعہ کا حکم

سوال:۔ کوئی کتاب جس میں عکسی تصاویر ہوتی ہے، مثلاً ہدیٰ ڈائجسٹ جو دہلی سے شائع ہوتی ہے اس قسم کی کتابوں کو مسجد میں بیٹھ کر پڑھنا درست ہے یا نہیں جبکہ پیسہ روپیہ دیاسلائی پر تصویر ہوتی ہے، اور یہ جیب میں رہتی ہے، روپے پیسے مسجد میں بطور چندہ جیب سے نکال کر دیئے جاتے ہیں، فوٹو یا تصاویر کسی شخص کے ہوں مسجد میں بیٹھ کر دیکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پیسہ روپیہ، دیاسلائی پر جو تصاویر ہوتی ہیں، عموماً وہ بہت چھوٹی ہوتی ہے، بعض اوقات یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جاندار کی تصویر ہے یا کوئی اور پھول وغیرہ ہے ایسی چھوٹی تصاویر کی چیز

---

[1] لیس للقیم ان لیسکن فیها احد غیر اجر لانه اتلاف منافع الوقف بغیر عوض (محیط برهانی ص ۹/۲۹، کتاب الوقف، الفصل السابع فی تصرف القیم فی الاوقف، مطبوعه مجلس علمی گجرات، هندیه کوئٹه ص ۲/۴۱۸، کتاب والوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف، تاتارخانیه کراچی ص ۵/۷۴۹، الفصل السابع فی تصرف القیم فی الاوقاف)

کے حکم میں تخفیف ہے[1]، نیز پیسہ روپیہ ایسی ضرورت کی چیز ہے کہ بغیر اس کے چارۂ کار نہیں، اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے اس کو پاس رکھنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے[2]، نیز اس سے بچنا دشوار ہے، کیونکہ بغیر تصویر پیسہ روپیہ یہاں نایاب ہے نیز ان تصاویر کو دیکھنے کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوتی، ان میں جاذبیت نہیں، کتابوں کی تصاویر کی یہ شان نہیں، پس ان کو پیسہ روپیہ کی تصاویر پر قیاس نہیں کیا جائے گا، اس لئے ان میں تخفیف کو تلاش نہ کرے، مسجد کو ایسی چیزوں سے بچانا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۹/۱۶ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ " "

مسجد کو شہید کرنے سے ضمان

سوال:۔ میاں جی نور بخش ومشیت اللہ ومحمد احمد، عبد الرحمٰن، ورحیم الدین صاحب پسران، بعض مستریان موضع دھنورہ ٹیکری ضلع میرٹھ نے اپنے حصۂ ارض پر ایک کچی مسجد بنائی، مسجد بنا کر اذان ونماز با جماعت ادا کرنے لگے، عرصۂ دراز کے بعد جب مستری میاں جی نور بخش صاحب کا انتقال ہو گیا اور عبد الرحمٰن نے موضع بر کٹہ سکونت اختیار کر لی تو مسجد میں اذان وجماعت کا کوئی انتظام نہ ہونے کی وجہ سے مسجد ویران نظر آنے لگی تو رحیم الدین کو بطور

---

[1] ولو كانت الصورة صغيرة كالتي على الدراهم او كانت في اليد أو مستترة او مهانة مع أن الصلاة بذلك لا تحرم بل ولا تكره (شامي كراچي ص ۶۴۷ / ج ۱ / كتاب الصلوٰة، مكروهات الصلوٰة، مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة اوليٰ، مراقي الفلاح على الطحطاوي ص ۲۹۵، ۲۹۴، كتاب الصلاة، فصل في المكروهات، مطبوعه مصري بحر كوئٹه ص ۲/۲۸، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها)

[2] الضرورات تبيح المحظورات (الاشباه والنظائر ص ۱۴۰ / الفن الاول، القاعدة الخامسة الضرر يزال، طبع دارالعلوم ديوبند، قواعد الفقه ص ۸۹، مطبوعه اشرفي ديوبند.

امانت دے کر گیا تھا، جس کا کوئی معاوضہ استعمال پر نہ تھا، عبدالرحمٰن نے آ کر اپنا مکان رحیم الدین سے واپس لے لیا، اور مسجد کو پختہ بنانے میں اپنے ہمراہ دیگر اہل اسلام کو بھی شامل کر لیا، اور چند مخلصین حضرات کو لے کر تعمیری سلسلہ شروع کر دیا، اور تقریباً ایک گز تعمیر ہوگئی، عبدالرحیم ورحیم الدین نے چند اہل ہنود کو بہکا کر مسجد کی تعمیر بند کرادی، حافظ عبدالمجید جو کہ میوات میں مقیم تھے، واپس آئے، انہوں نے جملہ مسلمانوں سے معلومات کی کہ جب آپ حضرات نے مسجد کی تعمیر شروع کی تھی، پھر کیوں رکوائی؟ معلوم ہوا کہ ان کا چچا عبدالرحیم نے بند کرائی ہے، تو اس پر عبدالمجید نے ہندو ذی فہم لوگوں سے مل کر مسجد کو مکمل کر دیا، لیکن عبدالرحمٰن اندرونی طور پر مخالفت پر رہا، اور عبدالرحیم نے پس پشت جبکہ وہ کسی جلسہ میں گئے تھے، موقعہ پا کر اہل ہنود کو اُکسایا کہ مسجد کو شہید کر دیا جائے، ان لوگوں نے جواب دیا کہ پہل تم کرو پھر ختم ہم کر دیں گے، چنانچہ عبدالرحیم نے پہل کر کے ہندوؤں سے مسجد شہید کرادی، اس پر قانونی کارگزاری کی گئی، تحقیقات ہوئی اور تصفیہ ہوگیا، جملہ مسلمانوں نے طے کیا کہ اگر تم نے مسجد نہ بنائی تو تم سے ترک معاملات کیا جائے گا، اور کوئی بھی اہل اسلام تم سے نہ مل سکے گا، پھر عبدالرحیم نے بذریعہ چند ساتھیوں کے مسجد تعمیر کرائی مگر جو جگہ مسجد کی تھی وہ اہل ہنود کو دی، اور دوسری جگہ مسجد مع محراب کے بنائی، اب سوال یہ ہے کہ اس سے جو اس شخص نے مسجد کا نقصان کیا ہے، اور تمام تر رقم برباد کی، اس کا معاوضہ اس کے ذمہ ہے یا نہیں؟ اور جس مکان کا ذکر اوپر ہوا اس پر اب بھی بالجبر قبضہ کئے ہوئے ہے، فرمائیے یہ حق العباد ہے یا نہیں؟ اور شروع میں جب مسجد گرادی اور اہل ہنود نے جب ظلم شروع کر دیا تو چند مسلم حضرات ہجرت کر گئے تھے، فرمائیے یہ ان کی ہجرت حق بجانب ہے یا کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جس نے مسجد کا جس قدر روپیہ اس کو گرا کر ضائع کیا اس کا ضمان لازم ہے، اس

سے وصول کرلیا جائے[1]، یا اس کے عوض تعمیر کرالی جائے، دوسرے کے مکان پر بغیر مالک کی رضامندی واجازت کے جبراً قبضہ وتصرف کرنا ظلم اور غصب ہے، ہرگز جائز نہیں[2]، جس کو ایک مقام پر ظالموں سے امن نہ ملے اور وہ مجبورا وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہوجائے، تو شرعاً درست ہے[3]۔

(۲) اصل تو یہی ہے کہ آپس میں فیصلہ کرلیا جائے، جب اس کی کوئی صورت نہ ہوتو عدالت کی طرف رجوع کیا جائے "وان جنحوا للسلم فاجنح لها" الاٰیۃ[4]۔ ایسی حالت میں جبکہ ثبوت فراہم کرنا دشوار ہو اور لوگ شہادت کے لئے آمادہ نہ ہوں اور بغیر شہادت کے انصاف کی صورت نہ ہوتو فیصلہ ہی مناسب ہے، جو جگہ ایک دفعہ مسجد قرار دیدی جائے، اور اس

---

[1] هدم حائط مسجد يومر بتسويته واصلاحه كذا في القنية، عالمگيري كوئٹه ص ۱۲۹/۵، كتاب الغصب، الباب الثالث فيما لايجب الضمان باستهلاكه، خانيه على الهندية ص ۴۳۱، ج۳، كتاب الحظر والاباحة، فصل في التسوية الخ، الاشباه والنظائر ص۱۵۷، كتاب الغصب، مطبوعه اشاعة الاسلام دهلی.

[2] لايجوز التصرف في مال غيره بلااذنه ولا ولايته (درمختار مع الشامي كراچی ص ۲۰۰/ ج۶/ كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون اذن صريح، الاشباه والنظائر ص۱۵۷، كتاب الغصب، مطبوعه اشاعة الاسلام دهلی، قواعد الفقه ص ۱۱۰، مطبوعه دارالكتاب ديوبند)

[3] ان الهجرة التي هي مفارقة الوطن التي كانت مطلوبة على الاعيان الى المدينة انقطعت الا ان المفارقة بسبب الجهاد باقية وكذا المفارقة بسبب نية صالحة كالفرار من دارالكفر والخروج في طلب العلم والفرار بالدين من الفتن والنية في جميع ذلك، بذل المجهود ص ۴۰۱، ۳/۴۰۲، كتاب الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت، مطبوعه رشيديه سهارنپور.

[4] سورۂ انفال، پارہ: ۱۰/ آیت: ۶۱/

ترجمہ:- اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی جھک جایئے (بیان القرآن)

میں اذان و جماعت بلا روک ٹوک ہونے لگے اس کو کسی اور کام میں صرف کرنا جائز نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۷/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ //

تین مسجدیں دہلی میں شہید کردی گئیں اب ان کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہئے

سوال:۔ دہلی کی تین مسجدیں جس ڈھٹائی کے ساتھ دہلی کارپوریشن کی طرف سے شہید کردی گئیں اور ہندوستان کے کسی بھی مقام پر کسی وقت بھی غنڈوں یا میونسپلٹیوں کی طرف سے اس طرح شہید کرنے کا خطرہ لگا ہوا ہے، ایسی صورت میں ہندوستان یا دہلی دارالامن قرار پاتا ہے، یا دارالحرب؟ شہید کی ہوئی مسجدوں کے متعلق اب مسلمانان دہلی ہندوستان و دنیا کو کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مساجد کا شہید کرنا خلاف قانون ہے، قانونی چارہ جوئی کی جائے، اگر کوئی حرکت کسی شہر یا ملک میں خلاف قانون سرزد ہو اور اس پر حق حاصل ہوتے ہوئے بھی قانونی چارہ جوئی

[1] ولوخرب ماحوله واستغنى عنه يبقى مسجداً عند الامام والثانى ابداً الى قيام الساعة (قوله عند الامام والثانى) فلا يعود ميراثا ولايجوز نقله ونقل ماله الى مسجد اخر سواء كانوا يصلون فيه اولا (درمختار مع الشامى كراچى ص ۳۵۸/ج۴/ كتاب الوقف، مطلب فيما لوخرب المسجد اوغيرهٔ، البحرالرائق ص ۵/۲۵۱، كتاب الوقف، فصل فى احكام المساجد، مطبوعه ماجديه كوئٹه، فتح القدير ص ۶/۲۳۶، كتاب الوقف، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه دارالفكر بيروت)

نہ کی جائے تو اس سے اس شہر یا ملک کا حکم نہیں بدلے گا، اس کو اپنی کمزوری اور کوتاہی قرار دیا جائیگا۔[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۹/ ۸۸ھ

کسی مسجد کا گنبد روضہ اقدس کے گنبد کی طرح بنانا

سوال: ۔ مسجد میں روضہ اقدس کے ڈیزائن کا گنبد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کی شکل کا گنبد اگر تلبیس وفریب کیلئے بنائے کہ اس مسجد کو لوگ مسجد نبویؐ سمجھیں اور اسکے ساتھ وہی عقیدت رکھیں تو ناجائز ہے[۲]، جیسا کہ بعض اہل باطل نے یہی حرکت کی اپنی مسجد کا نام مسجد نبویؐ رکھا اپنے قبرستان کا نام جنت البقیع رکھا اور اپنے لئے منصب نبوت تجویز کیا[۳]، اگر تلبیس مقصود نہیں تبرک کے طور پر یا تشویق کیلئے ہیکہ اسکو دیکھ کر زیارت روضۂ اقدس کا شوق پیدا ہو تو درست ہے[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] مستفاد: اما ان یغلب اهل الحرب علی دارمن دورنا اوارتد اهل مصر وغلبوا واجروا احکام الکفر اونقض اهل الذمة العهد وتغلبوا علی دارهم ففی کل من هذه الصور لاتصیر دار حرب (عالمگیری بلوچستان کوئٹہ ص ۲/۲۳۲، کتاب السیر، قبیل الباب السادس فی المستأمن)

[۲] من غشنا فلیس منا (مسلم شریف ص ۱/۷۰، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ من غشنا فلیس منا، سعد بکڈپو دیوبند.

[۳] براهین احمدیه در روحانی خزائن ص ۱/۶۶۷، جلد چهارم، باب اول ان براہین کے بیان میں جو قرآن شریف کی حقیقت اور افضلیت پر بیرونی شہادتیں ہیں، مطبوعه ربوا پاکستان. قادیانی مذهب ص ۲۸ تا ۳۱/ مصنفه مولانا الیاس برنی، بحواله براهین احمدیه.

[۴] الامور بمقاصدها (اشباه ص ۵۳، الفن الاول، القاعدة الثانیة، مکتبه دارالعلوم دیوبند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ششم: آداب مسجد

فصل اول: مسجد میں مستحب اور مکروہ کام

آداب مسجد

سوال:۔(۱) عنداللہ وعندالرسول مسلمانوں کیلئے مسجد کا احترام اور اس کے آداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ضروری ہے" اعلم ان مبنیٰ الشرائع علیٰ تعظیم شعائر اللّٰہ تعالیٰ والتقرب بها الیه تعالیٰ الیٰ قوله ومعظم شعائر اللّٰه تعالیٰ اربعة القرآن والكعبة والنبیؐ والصلوٰة الی قوله واما الكعبة فكان الناس فی زمن ابراهیم علیه السلام توغلوافی بناء المعابدوالكنائس باسم روحانیة الشمس وغیرها من الكواكب وصارعندهم التوجه الیٰ المجردغیر المحسوس بدون هیكل یبنی باسمه یكون الحلول فیه والتلبس به تقرباً منه امراً محالاً تدفعه عقولهم بادی الرأی فاستوجب اهل ذٰلک الزمان ان تظهر رحمة اللّٰه بهم فی صورة بیت یطوفون به ویتقربون به الیٰ اللّٰه فدعواالیٰ البیت وتعظیمه ثم نشأ قرن بعد قرن علیٰ علم ان تعظیمه مساوق لتعظیم

اللّٰہ والتفریط فی حقہ مساوق للتفریط فی حق اللّٰہ فعند ذٰلک وجب حجہ وامروابتعظیمہ" (حجۃ اللہ البالغہ، ص۶۹)۔[1]

"فضل بناء المسجد وملازمتہ وانتظار الصلوٰۃ فیہ ترجع الیٰ انہ من شعائر الاسلام وھو قولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا رأیتم مسجداً اوسمعتم مؤذنا فلا تقتلوا احداً وانہ محل الصلوٰۃ ومعتکف العابدین ومطرح الرحمۃ ویشبہ الکعبۃ من وجہ وھو قولہ علیہ السلام من خرج من بیتہ متطھرا الیٰ صلوٰۃ مکتوبۃ فأجرہ کأجر الحاج المحرم ومن خرج الیٰ تسبیح الضحیٰ لاینصبہ الا إیاہ فأجرہ کأجر المعتمر وقولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قیل ومارياض الجنۃ قال المساجد الیٰ قولہ وآداب المسجد ترجع الیٰ معان منھا تعظیم المسجد ومنھا تنظیفہ مما یستقذرو یتنفر منہ ومنھا الا حتراز عن تشویش العباد وھیشات الاسواق الخ حجۃ اللّٰہ البالغۃ[2] مختصراً، ص ۱۹۷–۱۹۸"۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۲/۵۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/صفر ۵۶ھ

دخول مسجد کی دعا کہاں پڑھی جائے

سوال:۔ ایک شاہی مسجد ہے اس کا بیرونی احاطہ بہت وسیع ہونے کی وجہ سے اصل مسجد کے حدود علیحدہ ہیں، ایسی صورت میں مسجد میں داخل ہونے کی دعا کون سے دروازہ سے

---

[1] حجۃ اللّٰہ البالغہ، مصری، ص ۶۹/ باب تعظیم شعائر اللّٰہ ..

[2] حجۃ اللّٰہ البالغۃ مطبوعہ مصر ص ۱۹۰–۱۹۱/ ج ۱/ من ابواب الصلوٰۃ، المساجد.

داخل ہوتے وقت پڑھی جائے، جبکہ بیرونی یعنی احاطہ کے دروازہ سے داخل ہونے کے وقت یا اندرونی دروازہ سے داخل ہوتے وقت جہاں کہ نماز پڑھی جاتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو جگہ نماز کیلئے متعین اور وقف ہے کہ وہاں ناپاکی کی حالت میں جانا جائز نہیں[۱]، خواہ مسقّف ہو یا غیر مسقّف ہو وہاں پیر رکھتے وقت دعا پڑھی جائے[۲]، جو جگہ مسجد کے مسقّف یا غیر مسقّف حصہ سے متصل ہے اور وہ نماز کیلئے متعین نہیں اور ناپاکی کی حالت میں وہاں جانا منع نہیں وہ شرعی مسجد نہیں[۳] اگر چہ احاطہ میں داخل ہو، وہاں داخل ہوتے وقت دعا نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۶/۳/۹۶ھ

صحن مسجد کا احترام

سوال:۔ مسجد کے صحن کا کچھ حصہ جو حدود مسجد میں ہے بغیر مرمت و پلاستر وغیرہ کے

---

[۱] یمنع الحیض دخول المسجد وکذا الجنابة (البحر الرائق کوئٹه ص۱۹۵/۱، باب الحیض، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص۱۱۷، باب الحیض والنفاس، حلبی کبیر ص۶۰، قبیل فصل فی التیمم، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] عن ابی اسید قال قال رسول الله صلی علیه وسلم اذا دخل احدکم المسجد فلیقل اللهم افتح لی ابواب رحمتک الحدیث، (مسلم شریف ص۲۴۸/۱، کتاب صلاة المسافرین، باب مایقول اذا دخل المسجد، مطبوعه رشیدیه دهلی، ابوداؤد شریف ص۶۷/۱، کتاب الصلوة، باب مایقول الرجل عند دخوله المسجد، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند، نسائی شریف ص۸۴/۱، کتاب المساجد، القول عند دخول المسجد، مطبوعه فیصل دیوبند،

[۳] وفناء المسجد له حکم المسجد حتی لواقتدی بالامام منه یصح اقتداءه وینبغی ان یختص بهذا الحکم دون حرمة مرور الجنب ونحوه وفناؤه هو المکان المتصل لیس بینه وبینه طریق، حلبی کبیر ص۶۱۴، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص۴۳۰/۲، قبیل مطلب لابأس دلیل علی المستحب.

ہے اس جگہ اینٹ روڑا وغیرہ پڑا ہوا ہے ناہموار ہونے کی وجہ سے یہاں باقاعدہ نماز نہیں پڑھی جاتی، کیا اس کا احترام صحن مسجد کی طرح ضروری ہے، یہاں جوتا وغیرہ لے جانا یا غسل وغیرہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس زمین کو مسجد قرار دیدیا گیا ہے، وہ مرمت نہ ہونے کے باوجود قابل احترام ہے اس میں کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جو آداب مسجد کے خلاف ہو[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۶/۸۷ھ

صحن مسجد میں نماز

سوال: ۔ صحن مسجد کو اگر حکم مسجد میں داخل نہ مانا جائے تو کیا اس میں فرائض، تراویح باجماعت ادا کی جائے گی، نیز یہاں ادا کرنے میں ثواب میں تو کمی نہ ہوگی اور افضلیت کس میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی صورت میں مسجد کا ثواب نہ ملے گا، اور مسجد کو معطل کرنے کا وبال مستقل ہوگا،[2]

---

[1] لان تنظيف المسجد واجب (بدائع کراچی ص۱۱۵/ ج۲/ کتاب الاعتکاف، حلبی کبیر ص۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، البحرالرائق ص۳۰۳/۲، باب الاعتکاف، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ)

[2] ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیها اسمه وسعیٰ فی خرابها، سورۂ بقرہ آیت: ۱۱۴/

ترجمہ: - اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں ان کا ذکر کئے جانے سے بندش کرے، اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے (بیان القرآن)

جماعت کا ادا کرنا مسجد میں بالیقین افضل ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسجد کی چھت پر تیز گرمی میں نماز

سوال:۔(۱) باندہ میں ایک پرانی مسجد کی از سرے نو تعمیر کی گئی ہے، مگر نیچے کے حصہ میں ہوا کا گزر کم ہوتا ہے، اس لئے مسجد کی چھت پر جماعت ہوسکتی ہے یا نہیں، کیا اس کے لئے کچھ شرائط ہیں؟

(۲) کیا ہر مسجد کا منبر بنوانا ضروری ہے؟ (۳) دو منزلہ مسجد کا بنوانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) گرمی کی شدت کی وجہ سے مسجد کی چھت پر چڑھنا اور نماز پڑھنا مکروہ ہے، الا یہ

---

[۱] **قال رسو ل اللہ ﷺ صلوٰۃ الرجل فی بیته بصلوٰۃ وصلوته فی مسجد القبائل بخمس وعشرین صلوٰۃ وصلوته فی المسجد الذی یجمع فیه بخمسائة صلوٰۃ وصلوته فی المسجد الاقصیٰ بخمسین الف صلوٰۃ وصلوته فی مسجدی بخمسین الف صلوٰۃ وصلوته فی المسجدالحرام بمائة الف صلوٰۃ (مشکوٰۃ شریف ،ص ۷۲/کتاب الصلوٰۃ ،باب المساجد الفصل الثالث ،مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند)**

ترجمہ :-اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز کے برابر ثواب ہوگا، آدمی کا محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ثواب ہوگا، اور آدمی کا جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر ثواب ہوگا، اور آدمی کا بیت المقدس میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب ہوگا، اور آدمی کا میری مسجد (مسجد نبوی) میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر ثواب ہوگا، اور آدمی کا مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ثواب ملے گا۔

لو صلی جماعة فی البیت علی هئیة الجماعة فی المسجد نالوا فضیلة الجماعة لکن لم ینالوا فضیلة الجماعة الکائنة فی المسجد (حلبی کبیر مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور ص ۴۰۲/ فروع بعد الفصل فی النوافل. شامی زکریا ص ۲/۲۹۰، باب الامامة،

کہ مسجد دومنزلہ ہو اور دونوں جگہ نماز کا انتظام کیا جائے[1]۔

(۲) ضروری نہیں۔

(۳) درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/ ۸۶ھ

جوتا پہن کر مسجد میں جانا، نماز پڑھنا

سوال:۔ جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ہے یا نہیں، اگر نہیں ہے تو وہ لوگ کس امام کی پیروی کرتے ہیں جو جوتے پہن کر نماز پڑھتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جوتے پہن کر نماز پڑھنا حضرت نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی منقول ہے[2]، اب ہماری مساجد کی وہ حالت نہیں جو اس زمانے میں تھی اب فقہاء نے لکھا ہے کہ جوتا پہن کر

---

[1] الصعود على سطح كل مسجد مكروه ولهذا اذااشتدالحريكره أن يصلوا بالجماعة فوقه الا اذا اضاق المسجد فحينئذٍ لايكره الصعود على سطحه للضرورة كذا فى الغرائب، (عالمگيرى رحيميه ديوبند ص ۹۴/ ج۴/ كتاب الكراهية، الباب الخامس فى اداب المسجد، عالگيرى كوئٹه ص ۵/۳۲۲، المصدر السابق، شامى زكريا ص ۲/۴۲۸، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها مطلب فى احكام المسجد، تاتارخانيه ص ۱/۵۶۹، كتاب الصلوة، باب مايكره للمصلى ومالايكره، مطبوعه ادارة القرآن كراچى)

[2] عن ابى سعيد الخدرى قال بينما رسول الله ﷺ يصلى باصحابه اذ خلع نعليه فوضعهما عن يساره فلما رأى القوم ذالک القوا نعالهم فلما قضى رسول الله ﷺ صلاته قال ماحملكم على القانكم نعالكم قالوا رأيناک القيت نعليک فالقينا نعالنا الخ، سنن ابى داؤد ص ۱/۹۵، كتاب الصلوة، باب الصلوة، فى النعل، مكتبه السعد، ديوبند، عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال رأيت رسول الله ﷺ يصلى حافيا متنعلا، سنن ابى داؤد ص ۱/۹۲، حوالهٔ بالا.

مسجد میں جانا مکروہ ہے۔ کذافی عالمگیری[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کے متصل فرش پر جوتا پہن کر جانا

سوال:۔ایک جامع مسجد جس کا نقشہ درج ذیل ہے:۔

یہ مسجد ڈیڑھ سو برس سے زیادہ کی ہے، جب کہ موضع میں اتنی آبادی نہ تھی جتنی اب ہے یہ سرخ نقطہ والی جگہ یہ کسی زمانہ میں پختہ تھی مگر ٹوٹ گئی تھی، اس پر عیدین کی صفیں آتی تھیں، چونکہ اس میں گڈھے تھے، اور بیرونی حصہ پر لوگ وضو کرتے تھے، جس کی وجہ سے تھوک وغیرہ اس پر رہتا تھا، کئی سال کا عرصہ ہوا ایک آدمی نے اس جگہ کی یہ حالت دیکھ کر اس کو پھر پختہ کر دیا، اور توسیع کر دی جس پر عیدین کی بھی صفیں آ جاتی ہیں، اور گرمیوں میں اکثر لوگ سنتیں پڑھتے ہیں اور وضو کر کے ننگے پیر اندرون مسجد تک چلے جاتے ہیں، اس آبادی میں صرف دو شخص ایسے تھے، جو ضداً نقشہ والی مسجد پر جوتے پہنکر جاتے ہیں، لہٰذا ایسی صورت میں

[1] ودخول المسجد متنعلا مکروها (الهندیه کوئٹه ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس، فی آداب المسجد والقبلة، واما المسجد النبوی فقد کان مفروشا بالحصاء فی زمنه ﷺ بخلافه فی زماننا ولعل ذالک محمل ما فی عمدة المفتی من "ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب" شامی زکریا ص ۲/۴۲۹، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب فی احکام المسجد" البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۴، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة، الخ، فصل لما فرع من بیان الکراهیة فی الصلوة)

کہ یہ نقطہ والے فرش پر عیدین کی صفیں آتی ہیں، لوگ وضو کر کے ننگے پیر اندر مسجد میں جاتے ہیں، نیز جوتہ پہنکر چلنے سے پھر ٹوٹ کر حالت سابقہ پر آجائے گی، اس پر جوتے پہن کر جانا جائز ہے یا نہیں، ایسے ہی کنویں کی جگہ پر اور جہاں پر وضوء کا لوٹا رکھا رہتا ہے، عام مسلمان جب وضو کے لئے جاتے ہیں تو دروازہ پر جوتہ اتارتے ہیں، اور اگر کسی شخص کو استنجاء کے لئے جانا ہوتا ہے، یا پشت مسجد سے گھوم کر آتا ہے یا جوتے ہاتھ میں لے کر پیشاب خانے کے دروازے تک جاتا ہے، اور وہاں سے جوتہ پہن کر پیشاب خانے میں جاتا ہے، نیز یہ بھی بتلائے اس طرح جوتہ پہن کر جانے سے توہین مسجد لازم آتی ہے یا نہیں، بینوا وتوجروا. عند اللہ العظیم؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سرخ نقطوں والا حصہ مسجد کا جزء نہیں، لہٰذا اس کے اوپر مسجد کے احکام جاری نہیں ہونگے[1]، جس طرح جوتہ پہن کر مسجد میں جانا ممنوع ہے اسی طرح اس حصہ میں بھی ممنوع ہو اور نہ اس سے مسجد کو توہین ہوگی، لیکن جب کہ یہ حصہ مسجد کے ساتھ بالکل متصل ہے اور نمازی اس جگہ سنتیں بھی پڑھتے ہیں تو اس جگہ جوتہ پہن کر نہیں جانا چاہئے، بلکہ اس جگہ کو بھی پاک صاف رکھنا چاہئے، جیسے کہ کوئی شخص اپنے مکان میں نماز کے لئے کوئی جگہ یا چبوترہ مخصوص کر لے اور اس کو بھی پاک وصاف رکھتا ہے، حالانکہ وہ جگہ

---

[1] فحل دخوله لجنب وحائض كفناء مسجد هو المكان المتصل به ليس بينه وبينه طريق فهو كالمتخذ لصلاة جنازة وعيد فبما ذكر من جواز الاقتداء وحل دخوله لجنب ونحوه، (الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲/۴۳۰، باب مایفسد الصلوة، ومایکره فیها مطلب فی احکام المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۴، فصل فی احکام السمجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، عالمگیری کوئٹه ص ۱۰۹/۱، کتاب الصلوة، فصل کره غلق باب المسجد)

اور چبوترہ بھی مسجد نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مظاہر علوم

صحیح عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۲ رمحرم ۵۹ھ

جوتے پہن کر مسجد میں جانا تعمیر کے وقت

سوال:۔ مساجد کی تعمیر کے وقت کام کرنے اور کرانے والے جوتے پہنے ہوئے اندر بھی جاتے ہیں، مسجد اور چھت کے ڈالتے وقت جوتے لیکر مسجد کی چھت پر بھی جاتے ہیں مسجد کے اندر جانے کی صورت میں کبھی ان اینٹوں اور پتھروں اور لکڑیوں پر جوتے لیکر جاتے ہیں، جن اشیاء کو تکمیل تعمیر پر مسجد کے اندر سے نکال کر باہر پھنک دیا جاتا ہے، اور کبھی جوتے اندر جانے کی صورت میں یہ بن واسطہ مسجد کی چھت پر جوتے لگتے ہیں، اکثر وبیشتر ایسا ہی ہوتا ہے، چھت پر جوتے لیجانے کی صورت میں اگر چہ بعض اوقات مسجد کی چھت پر بھی جوتے بالواسطہ مسجد کی چھت پر پڑتے ہیں، نیز کام کرانے اور کرنے والے کبھی مجبور ہوتے ہیں جوتہ پہننے پر جیسے شدید گرمی اور شدید سردی کے وقت اور جب خار دار تاریں چھت پر بچھا دی جائیں، اور کبھی کام کرنے اور کرانے والے جوتہ پہننے پر مجبور نہیں ہوتے ہیں، مذکورہ بالا جملہ صورتوں کا شرعی حکم کیا ہے؟

---

[1] عن عائشة قالت امر رسول الله ﷺ ببناء المسجد فی الدور وان ینظف ویطیب، مشکوة شریف ص: ۶۹، ج: ۱، باب المساجد ومواضع الصلوة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، تنزیه المسجد من القذر واجب، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور، شامی زکریا ص: ۴۳۵، ج: ۳، باب الاعتکاف، البحر الرائق کوئٹه ص: ۳۰۳، ج: ۲، باب الاعتکاف.

الجواب حامداً ومصلیاً

جوتہ اگر پاک ہواس میں نجاست نہ لگی ہواور مسجد میں تعمیر ہورہی ہوسامان تعمیر پڑا ہو، گارہ وغیرہ ہوسردی گرمی کی وجہ سے تعمیری کام کیلئے جانے کے وقت جوتہ پہننے کی ضرورت ہو یا چھت پر ہواگر یہ بات نہ ہو،تو مسجد میں نماز کیلئے جب جائے اس وقت جوتہ پہن کر جانا مسجد کے کسی حصہ میں ہومکروہ ہے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۲/۹۳ھ

خام صحن مسجد میں جوتا پہن کر جانا

سوال:۔ ہمارے علاقہ کا عام رواج یہ ہے کہ جب مسجد کی تعمیر ہوتی ہےتو اگرچہ مسجد کے حدود دالان اور صحن وغیرہ مقرر ہوجاتے ہیں،حواشی اربعہ کی چاروں دیواریں بشکل احاطہ بنادی جاتی ہیں یانہیں بنائی جاتی ہیں، بہرحال جب تک صحن کی زمین خام غیرمفروش رہتی ہے، اس زمین میں جوتے پہن کر چلنا پھرنا عرف عام میں بےادبی نہیں سمجھا جاتا،اسی عرف پر مسجد مدرسہ ہذا کے صحن میں عمل درآمد تھا، بہ تقریب جلسہ سالانہ علماء کا ورود مدرسہ میں ہواتو ایک جید عالم عارف باللہ بزرگ نے فرمایا ایسا ہرگز نہ چاہئے بےادبی اورنا جائز ہے، جہاں تک صحن بنانا بانی کی نیت میں ہے کسی حصہ میں جوتا پہن کر داخل نہیں ہونا چاہئے ،اور ایک مقامی عالم کا

---

[1] اذاخشی تلویث فرش المسجد بها ینبغی عدمه وان کانت طاهرة (الیٰ قوله) ان دخول المسجد متنعلا من سوء الادب (شامی کراچی ص۶۵۷/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد، شامی زکریا ص ۴۲۹/۲، کتاب الصلوة باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب فی احکام المسجد، عالمگیری ص ۳۲۱/۵، کتاب الکراهیة، الباب الخامس، مطبوعه ماجدیه کوئٹه البحرالرائق ص ۳۴/۲، کتاب الصلوة، باب مایفسد الصلوة الخ، مطبوعه ماجدیه کوئٹه)

خیال ہے کہ صحن بایں معنیٰ یقیناً مسجد ہے کہ حائضہ نفساء کا داخلہ ممنوع ہے، معتکف کا صحن میں آنا جائز ہے، خواہ فرش پختہ ہو یا خام، مگر جوتے پہن کر داخلہ میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فرش پختہ ہے تو بے ادبی ہونے کے سبب ناجائز ہے، اہل عرف اس کو بے ادبی سمجھتے ہیں، اور ادب کا مدار عرف پر ہے، اور کوئی نص اس کے معارض نہیں، بلکہ "**ما رأه المسلمون حسنا فهو عندالله حسن**" کا مفہوم اس کا مؤید ہے لیکن صحن کا فرش خام ہو تو تلویث مسجد ہے اور نہ عرف اور حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کا عمل تعامل پر تھا کہ جوتے پہن کر مسجد نبوی میں تشریف لے جاتے، چونکہ اس کا فرش حصا کا تھا، فقہائے حنفیہ نے متنعلاً نماز پڑھنا افضل لکھا ہے، جو علامہ شامیؒ کے نزدیک فرش خام پر محمول ہے، اور حنابلہ رحمہم اللہ تو سنت پر ہونے کے قائل ہیں، پھر گناہ اور بے ادبی ہونا چہ معنیٰ؟ اور اس کی تصریح ہے کہ وہی جوتے چپل پہن کر مسجد میں تشریف لاتے تھے، جس کو پہن کر بازار اور گلی کوچوں میں ٹہلا پھرا کرتے تھے، ان دلائل کا تقاضا بلا کراہت جواز کا ہے، شامی مطبوعہ مصری، ص ۶۱۵ / ج ۱ / پر پوری تفصیل موجود ہے، مذکورہ اختلاف کی بناء پر اب ہم لوگ متحیر ہیں کہ کس بات پر عمل کریں، لہٰذا گزارش ہے کہ آپ حضرات فیصلہ فرمائیں، کہ دونوں قولوں میں سے کونسا قول صحیح اور واجب العمل ہے، اور اگر تیسرا قول ہو تو اسکی تصریح فرمائی جائے، ہر قول مدلل مع حوالہ کتب ہو۔ **جزاکم اللہ خیراً**۔

الجواب حامداً ومصلیاً

محض واقف کی نیت کرنے اور صحن ودالان کی جگہ متعین کر لینے سے مسجد کے احکام جاری نہیں ہو جاتے کیونکہ صرف اتنی بات سے مسجدیت تام نہیں ہو جاتی بلکہ جب مسجد میں اذان وجماعت ہونے لگے تب مسجدیت تام ہو کر اس پر پورے احکام جاری ہوتے ہیں[1]، پس دوران

---

[1] التسليم فى المسجد ان تصلى فيه الجماعة باذنه (الىٰ قوله) ويشترط مع ذٰلک ان تكون الصلوٰة بأذان واقامة جهراً لاسرا حتى لو صلى جماعة بغير اذان واقامة سراً لاجهراً لايصير مسجداً عندهما .... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تعمیر جب وہاں مسجد کا ملبہ، اینٹ، گارہ وغیرہ پڑا ہو، تعمیر ہو رہی ہو، معمار مزدور آ جا رہے ہوں تو اس کا حکم اور ہے اور جب وہاں نماز و جماعت ہو رہی ہو اس کا حکم اور ہے، جتنا حصہ نماز و جماعت کیلئے متعین کر دیا گیا ہے، اور وہاں نماز و جماعت ہونے لگی ہے، اس پر پورے احکام مسجد کے جاری ہوں گے، وہاں جوتا پہن کر جانا بھی احترام کے خلاف ہوگا، دور اول میں جوتا پہن کر مسجد میں داخل ہونا خلاف احترام نہیں تھا، مگر اب وہ عرف نہیں رہا" **دخول المسجد متنعلا مکروہ کذافی السراجیة اھ عالمگیری**[۱] ص ۹۳ / ج ۴ / عرف کو دیکھ لیا جائے اگر جوتے پہن کر مسجد کے خلاف احترام ہو تو اس سے پرہیز کیا جائے، مسجد مفروش ہو یا غیر مفروش علامہ شامیؒ کی تحریر بحوالہ سوال نے پختہ غیر پختہ (مفروش غیر مفروش) کا فرق بھی بر بناء عرف کیا ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶ / ۳ / ۹۴ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ....(**عالمگیری بلوچستان کوئٹہ ص ۴۵۵ / ج ۲ / کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، المحیط البرهانی ص ۹/۱۲۴، کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون فی المساجد، مطبوعه ڈابھیل، مجمع الانھر ص ۵۹۳، ۲/۵۹۴، کتاب الوقف، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت**)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

۱؎ **عالمگیری، بلوچستان کوئٹه ص ۳۲۱ / ج ۵ / کتاب الکراھیة، الباب الخامس فی المسجد، البحر الرائق س ۲/۳۴، باب مایفسد الصلوة، فصل لما فرغ من بیان الکراھیة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه**)

۲؎ **وینبغی لداخله تعاھد نعله وخفه وصلوته فیھما افضل قلت، لکن اذا خشی تلویث فرش المسجد بھا ینبغی عدمه وان کانت طاھرة واما المسجد النبوی فقد کان مفروشا بالحصا فی زمنه صلی اللّٰه علیه وسلم بخلافه فی زماننا (درمختار مع الشامی کراچی ص ۶۵۷ / ج ۱ / کتاب الصلوٰة، مکروھاة الصلوٰة مطلب فی احکام المسجد)**

ناپاک کپڑا مسجد میں رکھنا

سوال:۔ مسجد میں ناپاک کپڑا رکھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جائز نہیں ’’وادخال نجاسة فيه عبارة الاشباه، وادخال نجاسة فيه منه التلويث ومفاده الجواز لو جافة لكن فى الفتاوىٰ الهنديه لايدخل المسجد من علىٰ بدنه نجاسة. شامی[۱] ص ۶۸۲/ج ۱/ قلت قال الطحطاوى وان لم تصب المسجد ابو السعود‘‘[۲] ان عبارات سے معلوم ہوا کہ نجس کپڑا مسجد میں نہ رکھے اگر اس وقت کسی کی معرفت باہر بھیجنا یا خود رکھنا دشوار ہو تو مجبوراً مسجد میں اس طرح رکھنا تلویث نہ ہو درست ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح عبد اللطیف // ۲/رجب ۵۷ھ

مسجد میں ناپاک کپڑوں کو دھونا

سوال:۔ دوبارہ پھر یہی حرکت کی اور کپڑے بھی مسجد میں دھوئے اور وہیں سکھائے

---

[۱] شامی کراچی ص ۶۵۶/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد. الاشباه والنظائر ص ۲۰۲، الفن الثالث، القول فی احکام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی، البحر الرائق ص ۲/۳۴، باب مایفسد الصلوة، ومایکره فیها، تحت فصل الخ، مطبوعه الماجدیه کوئٹه،

[۲] طحطاوی علی الدر ص ۱/۲۷۷، باب مایفسد ومایکره الخ، مطبوعه دار المعرفة بیروت.

کیا مسجد ایسے کام کیلئے ہے ایسی حالت میں دل نے کراہت کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فرش مسجد پر ناپاک کپڑوں کا دھونا جائز نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۹۳ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین معین مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱/۹۳ھ

فرش مسجد کے متصل کپڑے دھونا

سوال: ۔ مسجد میں نماز کے پڑھنے کا اندرونی حصہ اور بیرونی فرش کے علاوہ جو جگہ ہوتی ہے، مثلاً سہ دری حجرہ وغیرہ کیا یہ بھی مسجد کے حکم میں شامل ہے اگر کوئی شخص جس جگہ کنواں، نل وغیرہ لگا ہوا ہو وضو کی جگہ کپڑے دھوئے تو یہ جائز ہے یا نہیں اور مسجد میں رہنے والوں کو مثلاً طالب علم وغیرہ مسجد کے ملاؤں کو اجازت ہے کہ وہاں کپڑے دھولیں اور کوئی نمازی دیندار ہو دھوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو جگہ مسجد نہیں یعنی اس پر نماز نہیں پڑھی جاتی وہاں اس طرح کپڑے دھونا کہ دوسروں کو اذیت نہ ہو اور مسجد کے فرش پر مستعمل پانی یا اس کی چھینٹ نہ جائے، درست ہے، اور اس میں ملا وغیر ملا سب برابر ہیں، مگر جو شخص مسجد ہی میں رہتا ہے، اسکو دوسری جگہ کپڑے

---

[1] و(کرہ تحریما) ادخال نجاسة فيه (درمختار مع الشامي كراچی ص ۶۵۶ / ۱ / كتاب الصلوٰة، مطلب في احكام المسجد، البحرالرائق كوئٹه ص ۲/۳۴، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها فصل لما فرغ من بيان الكراهية، حلبى كبير ص ۶۱۲، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور)

دھونے کیلئے جانے میں دقت ہے اسلئے اسکے حق میں توسع ہے اور زائد توسع ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے وہ بسہولت دوسری جگہ جاسکتے ہیں یا اپنے گھر میں دھوسکتے ہیں انکے کسی دوسری جگہ جانے میں مسجد کی نگرانی یا کسی اہم کام میں خلل نہیں آتا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۱۱/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۱۶/ذی قعدہ ۵۵ھ

تالاب کی گیلی مٹی سے مسجد کو لیپنا

سوال:۔ایک تالاب کا پانی ناپاک ہے، اس کی گیلی مٹی سے مسجد کو لیپنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر تالاب دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہے تو وہ ناپاک نہیں، اس سے مسجد کو بھی لیپا

---

[1] یستفاد ممافی الشرح الکبیر فالحاصل ان المساجد بنیت لاعمال الاخرة مالیس فیه توهم اهانتها وتلویثها مما ینبغی التنظیف منه ولم تبن لاعمال الدنیا ولو لم یکن فیه توهم تلویث واهانة علی ماشار الیه قوله علیه الصلوٰة والسلام فان المساجد لم تبن لهذا فماکان فیه نوع عبادة لیس فیه اهانة ولاتلویث لایکره والاکره وعلیٰ هذه الاصل یتفرع ماذکروه فی کتب الفتاویٰ مماتقدم ومن انه یکره التوضؤ فی المسجد وکذالخیاطة فیه تکره الااذا کان لضرورة حفظه عن الصبیان (حلبی کبیر، بحذف، مطبوعه رحیمیه دیوبند، ص۵۶۷/ احکام المسجد، البحرالرائق کوئٹه ص۲/۳۵، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها فصل لمافرغ من بیان الکراهیة، عالمگیری کوئٹه ص۱/۱۱۰، باب مایفسد الصلوة، ومایکره فیها فصل کره غلق باب المسجد)

جا سکتا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۱/۹۴ھ

صبیان ومجانین کو مسجد میں داخل کرنا

سوال:۔ مسجد میں ایسے چھوٹے بچوں اور پاگلوں کو داخل کرنا حرام ہے جن کی نجاست کا گمان غالب ہو، اور گمانِ غالب نہ ہو تو مکروہ ہے (آداب المساجد) مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بچے صاف ستھرے رہیں تو مکروہ تحریمی نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں قربانی کرنا

سوال:۔ مسجد کے اندر قربانی کرنا یعنی مسجد کے صحن میں قربانی کرنا جبکہ مسجد کی دیوار میں خون کی چھینٹیں پڑتی ہیں اس کا کیا حکم ہے اور اگر چھینٹیں نہ پڑیں تو کیا حکم ہے؟

---

[1] الحوض اذا كان عشرا في عشر فهو كبير لايتنجس بوقوع النجاسة (حلبی كبير مطبوعه لاهور ص۹۷-۹۸/ فصل فی احكام الحياض، عالمگيری ص۱۸/۱، كتاب الطهارة، الباب الثالث فی المياه، مطبوعه كوئٹه، طحطاوی علی المراقی، طبع دار الاشاعة دهلی)

[2] ويحرم ادخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم والا فيكره (درمختار) فقوله والا فيكره ای تنزيها (الشامی كراچی ص۶۵۶/ج۱/ مكروهات الصلوٰة، مطلب فی احكام المسجد. الاشباه والنظائر ص۲۰۲، الفن الثالث، القول فی احكام المسجد، ص۲۱، كتاب الطهارة، مطبوعه مصر)

الجواب حامداً ومصلیاً

جو حصہ مسجد ہے یعنی نماز کے لئے وقف ہے، وہاں نماز پڑھتے ہیں اس جگہ ذبح کرنا حرام ہے کہ ناپاک خون سے مسجد گندی ہوجائیگی [۱] احاطۂ مسجد میں جہاں جوتے رکھتے ہیں وہاں بھی ذبح کرنے کی ممانعت ہے، وہ جگہ اسلئے وقف نہیں دوسری جگہ ذبح کیا جائے [۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۶/۸۸ھ

مسجد کی صفائی برش سے

سوال:۔ مسجد میں بجائے جھاڑو کے بالوں کا بنا ہوا برش استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ خنزیر کے بالوں سے بنا ہے تو وہ ناپاک ہے اور نجاست کو مسجد میں داخل کرنا منع ہے اور اگر خنزیر کے علاوہ کسی دوسرے جانور کے بالوں سے بنا ہے، تو وہ ناپاک نہیں، اس کو مسجد میں داخل کرنا ناجائز نہیں تاہم اگر اس میں اشتباہ ہو تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے، "**وشعر المیتۃ غیر الخنزیر طاهر درمختار مختصراً قال الشامی قوله علیٰ المذهب ای علیٰ قول ابی یوسف الذی هو ظاهر الروایة ان شعره نجس وصححه فی البدائع**

[۱] لان تنزیه المسجد من القذر واجب (حلبی کبیر مطبوعه لاهور ص ۶۱۲/ فصل فی احکام المسجد. بدائع کراچی ص ۱۱۵/۲، کتاب الاعتکاف، البحر الرائق ص ۳۰۳/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه الماجدی کوئٹه)

[۲] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۳۳/ ج ۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۴۵/۵، کتاب الوقف، النهر الفائق ص ۳۲۵/۳، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

ورجحه لاختیار شامی[۱]ص ۱۱۲/ج ۱/ وادخال نجاسة فيه (ای فی المسجد) قال الشامی ص ۶۸۶/ج ۱/ فی الفتاویٰ الهنديه لايدخل المسجد من علیٰ بدنه نجاسة[۲]" فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۴/۵۴ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور // //

فرش مسجد پر وضو

سوال: ۔ مسجد کے فرش پر وضو کرنا ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے فرش پر جو کہ نماز کے لئے مقرر ہے وضو کرنا جائز نہیں ہے، اگر نالی وضو کے لئے موجود ہوتو وہاں وضو کریں، ورنہ فرش مسجد سے علیحدہ جا کر وضو کریں، غرض وضو کا مستعمل پانی مسجد کے فرش پر ڈالنا منع ہے[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱/۱۱/۶۰ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱/۱۱/۶۰ھ

۱؎ درمختار مع الشامی کراچی ص۲۰۶/ج ۱/ کتاب الطهارة، مطلب فی احکام الدباغة. مجمع الانهر ص ۱/۵۱، کتاب الطهارة، تحت الفصل الثالث، مطبوعه دارالکتب العلمية بيروت، عالمگیری کوئٹه ۱/۲۴، کتاب الطهارة، البا بالثاث فی المياه الفصل الثانی فيما يجوز به التوضؤ ومما يتصل بذلک مسائل.

۲؎ شامی کراچی ص۶۵۶/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد. البحر الرائق کوئٹه ص ۲/۳۴، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، تحت فصل، حلبی کبير

۳؎ وان غسل رأ سه فی المسجد فی انا ء لاباس به اذالم يلوث المسجد بالماء المستعمل فان كان بحيث يتلوث المسجد يمنع منه ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد کی دیوار پر بیٹھ کر وضو کرنا

سوال:۔محلّہ کی مسجد کے صحن کی دیوار ماہی پشت تھی، جنوب کی دیوار کو محلّہ کی انجمن کے اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب جو کہ حافظ قاری عالم ہیں، اوپر کے حصے کو توڑ کر چوکور بنواتے ہیں اور اس دیوار پر بیٹھ کر وضو خود بناتے ہیں اور دیگر لوگ بھی وضو اس پر بیٹھ کر بناتے ہیں کیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فی نفسہ وضو وہاں درست ہے جبکہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرتا ہو[1]، لیکن ہیڈ مدرس صاحب کو مسجد کی دیوار میں ازخود متولی اور مصلیوں سے مشورہ کئے بغیر اس تصرف کا حق نہیں تھا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۷؍۹۳ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ // //

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............لان تنظيف المسجد واجب ولو توضأ في المسجد في اناء فهو على هذه التفصيل (بدائع كراچى ص ۱۱۵، ج ۲، كتاب الاعتكاف، شامى زكريا ص ۴۳۵، ج ۳، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، البحر الرائق ص ۳۰۳، ج ۲، باب الاعتكاف، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[1] وان غسل رأسه في المسجد في اناء لابأس به اذالم يلوث المسجد بالماء المستعمل فان كان بحيث يتلوث المسجد يمنع منه لان تنظيف المسجد واجب ولو توضأ في المسجد في اناء فهو على هذا التفصيل (بدائع كراچى ص ۱۱۵ / ج ۲ / كتاب الاعتكاف، شامى زكريا ص ۳/۴۳۵، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، البحر الرائق كوئٹه ص ۳۰۳، ج ۲، باب الاعتكاف)

وضو کی نالی صحنِ مسجد کے نیچے سے گزرتی ہو تو اس کا حکم

سوال: ۔مسجد کے برآمدہ کے متصل دائیں جانب وضو کرنے کی نالی ہے، اور وہ نالی باہر کے مسجد کے صحن کے نیچے کو نکالی گئی اور باہر والی وضو کی نالی پر آکر مل جاتی ہے، مقصد یہ ہے کہ وضو کا پانی مسجد کے صحن کے نیچے کو گزر جاتا ہے، اس کے متعلق شرع کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ احترام مسجد کے خلاف ہے، آیا نماز میں کچھ فرق آتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسجد بناتے وقت نالی کی یہی صورت رکھی گئی ہے، تو شرعاً درست ہے[1]، اس سے نماز میں فرق نہیں آتا، لیکن اگر اس نالی کا رخ کسی دوسری طرف بدلا جا سکتا ہے تو وہ انسب ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۷/۱۴۰۶ھ

---

[1] مستفاد: واذا جعل تحته سرداباً لمصالح المسجد جاز (درمختار مع الشامی کراچی ج ۴/ ص ۳۵۷/ کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد)

اما لوتمت المسجدیة ثم ارادالبناء منع ولو قال عنیت ذلک لم یصدق، (درمختار مع الشامی کراچی ص ۳۵۸/ ج ۴/ درمختار مع الشامی زکریا ص ۵۴۷، و ۵۴۸ ، ج: ۶، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، البحرالرائق کوئٹہ ص ۲۵۱، ج: ۵، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، مجمع الانہر ص: ۵۹۴، ج: ۲، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیرت)

[2] مستفاد تکرہ المضمضة والوضوء فیه (ای فی المسجد) الا ان یکون ثمة موضع اعد لذلک لا یصلی فیه، الاشباہ والنظائر ص ۲۰۲، القول فی احکام المسجد، مطبوعہ مکتبہ اشاعة الاسلام، دھلی، البحرالرائق کوئٹہ ص ۳۴/۲، باب مایفسد الصلوة، ومایکرہ فیها فصل لمافرغ من بیان الکراھة.

P

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Masjid men Mustahab & Makrooh

ناک صاف کر کے مسجد سے ہاتھ پونچھنا

سوال:۔ناک چھینک کر مسجد کی دیوار سے انگلی پونچھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خلاف تہذیب ہے اور دوسروں کیلئے باعث اذیت اور مسجد سے بے اعتنائی ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں لوٹا رکھ کر اس میں تھوکنا

سوال:۔اگر کسی شخص کو بلغم کھانسی کا عارضہ ہو اور اس کو سردی سے تکلیف ہوتی ہو تو اس کو مسجد میں تھوکنے کے لئے لوٹا رکھنا کیسا ہے درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی شخص معذور ہو اور کھانسی کی وجہ سے باہر آ کر سردی میں تھوکنا مشکل ہو تو اس کیلئے مسجد میں لوٹا رکھ کر اس میں تھوکنا درست ہے[2]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] ولکون المسجد یصان عن القاذورات ولو کانت طاهرة یکره البصاق فیه للحدث المعروف أن المسجد لینزوی من النخامة کماینزوی الجلد من النار (بحر کوئٹه ص۳۵/ ج۲/ باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، فصل لمافرغ من بیان الکراهة، الاشباه والنظائر ص۲۰۲، الفن الثالث القول فی احکام المسجد، مطبوعه اشاعة الاسلام دهلی، حلبی کبیر ص۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

(حاشیہ نمبر:۲/اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مسجد میں کنگھی کرنا

سوال: ۔مسجد کے اندر کنگھی کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

درست ہے جب کہ بال مسجد میں نہ گریں[۱]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند

مسجد کے غسل خانہ میں پاخانہ کرنا

سوال: ۔بغیر اجازت متولی مسجد کے غسل خانہ میں محمد آفاق پاخانہ کرتے ہیں، یہ جائز ہے یا ناجائز؟ جبکہ یہ غسل خانہ صرف استنجاء پاک کرنے کیلئے ہے؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

[۲] مستفاد:- یکره البصاق فيه ولايلقى لافوق البوارى ولاتحتها (الىٰ قوله) فان اضطرا الى ذٰلك كان البصاق فوق البوارى خيرا من البصاق تحتها لان البوارى ليست من المسجد حقيقة ولها حكم المسجد (بحر مكتبه ماجديه كوئٹه ص۳۵/ ج۲/ كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها، ويكره ...... والوضوء لان ماء ه مستقذر طبعا فيجب تنزيه المسجد عنه كمايجب تنزيهه عن المخاط والبلغم ...... الا فيما اعد لذلك، شامى زكريا ص۴۳۴/۲، باب مايفسد الصلوة، وما يكره فيها، مطلب فى رفع الصوت بالذكر،

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] لان تنظيف المسجد واجب (بدائع كراچى ص۱۱۵/ج۲/ كتاب الاعتكاف، بحر كوئٹه ص۳۰۳، ج۲، باب الاعتكاف، ولان تنزيه المسجد من القذ واجب الخ، حلبى كبير ص۶۱۲، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، شامى زكريا ص۴۳۴، ج۲، مطلب فى رفع الصوت بالذكر، باب مايفسد الصلوة الخ)

الجواب حامداً ومصلیاً

غسل خانہ میں پاخانہ کرنا منع ہے، متولی کو اس کی اجازت دینا بھی منع ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وضوخانہ کے پاس پیشاب کرنا

سوال:۔ مسجد میں وضوخانہ کے پاس پیشاب خانہ بنانا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نمازیوں کی ضرورت کیلئے ہے، اگر کچھ دور ہو تو ٹھیک ہے، تاکہ مسجد میں بدبو نہ آئے، اور وضو کرنے والوں کو اذیت نہ ہو اور ضرورت بھی پوری ہوتی رہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/۱۴۰۱ھ

---

[1] و (كذا يكره) ان يبول قائماً اومضطجعاً اومجرداً من ثوبه بلاعذر اويبول في موضع يتوضأ هو اويغتسل فيه (درمختار مع الشامي كراچى، ص ۳۴۴ ج ۱ / كتاب الطهارة، فصل الاستنجاء مطلب القول المرجح على الفعل) عن عبد الله ابن مغفلؓ ان النبي ﷺ نهى ان يبول الرجل في مستحمه وقال ان عامة الوسواس منه (ترمذى شريف ص ۱۲ / ۱، ابواب الطهارة، باب ماجاء في كراهية البول في المغتسل، مطبوعه بلال ديوبند، مشكوة شريف ص ۴۳، باب آداب الخلاء الفصل الثاني، مطبوعه دارالكتاب ديوبند، طحطاوى على المراقى مصرى ص ۴۲، فصل في الاشتنجاء)

[2] الاول فيما تصان عنه المساجد يجب ان تصان عن ادخال الرائحة الكريهة (حلبى كبير سهيل اكيڈمى لاهور ص ۶۱۰ / فصل في احكام المسجد، شامى زكريا ص ۴۳۵ / ۲، كتاب الصلوة، مطلب في الغرس في المسجد، عمدة القارى ص ۱۴۶ / ۳، الجزء السادس، كتاب الاذان، بيان كراهة اكل الثوم وغيره من كل ماله رائحة كريهة، مطبوعه بيروت)

مسجد میں چھپکلی مارنا

سوال:۔ مسجد کے اندر چھپکلی مارنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نہیں مارنا چاہئے، اس کو وہاں سے باہر نکال کر مارا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۸/۹۲ھ

مسجد کی چھت پر چڑیا کا شکار

سوال:۔ مسجد کی چھت پر بیٹھ کر بندوق سے چڑیا مارنا یا کسی ایسے درخت سے جس سے گر کر مسجد میں آوے ایسا شکار کھیلنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کی چھت پر شکار کے لئے چڑھنا منع ہے[2]، اور اسی طرح شکار کھیلنا کہ جانور مسجد

---

[1] متفرع علی مافی الشرح الکبیر فماکان فیه نوع عبادة ولیس فیه اهانة ولاتلویث لایکره والاکره الی ماقال لان تنزیه المسجد من القذ واجب، (حلبی کبیر مطبوعه رحیمیه دیوبند ص۵۶۷/ فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، ص ۶۱۱/۶۱۲، شامی کراچی ص۴۴۵/۲، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، البحر الرائق ص۳۰۳/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

[2] الصعود علی سطح کل مسجد مکروه ولهذا اذا شتد الحریکره ان یصلوا بالجماعة فوقه الا اذا ضاق المسجد فحینئذ لایکره الصعودعلی سطحه للضرورة (الهندیه کوئٹه ج۵/ ص۳۲۲/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، شامی زکریا ص۴۲۸/۲، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها الخ، مطلب فی احکام المسجد، نفع المفتی والسائل ص۱۱۸، کتاب الحظر والاباحة ومایتعلق بالمساجد، مطبوعه رحیمیه دیوبند)

میں گرے اور مسجد ملوث ہو یہ بھی منع ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ ۲/۱۱/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں کبوتر پکڑنا

سوال:۔ زید کہتا ہے کہ اپنے گاؤں کی مسجد سے کبوتر بغرض شکار پکڑنا جائز ہے اور بکر کہتا ہے کہ ناجائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفس شکار کرنا کبوتر کا جائز ہے مگر مسجد کا احترام بھی لازم ہے[2]، لہٰذا اس طرح نہ پکڑیں کہ جس سے مسجد کی بے حرمتی ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فما كان فيه نوع عبادة وليس فيه اهانة ولاتلويث لاتكره والا كره (حلبى كبير رحيميه ص۵۶۷/ فصل فى احكام المسجد، ولان تنزيه المسجد من القذر واجب الخ، حلبى كبير ص ۶۱۲، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، شامى زكريا ص۴۴۵، ج۲، باب الاعتكاف، بحر كوئٹه ص۳۰۳/۲، باب الاعتكاف)

[2] فى بيوت اذن الله ان ترفع، پاره ۱۸/ سورۂ النور آيت: ۳۶/.

عن واثلة بن الاسقع ان النبى ﷺ قال جنبوا مساجدكم صبيانكم ومجانينكم وشرائكم وبيعكم وخصوماتكم ورفع اصواتكم واقامة حدودكم وسل سيوفكم وتخذوا على ابوابها المطاهر وجمروها فى الجمع، ابن ماجه ص ۵۴، باب مايكره فى المساجد، ابواب المساجد والجماعات، مطبوعه اشرفى ديوبند.

ترجمہ:- وہ ایسے گھروں میں ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے۔ (بیان القرآن)

پرندوں کا گھونسلہ مسجد سے دور کرنا

سوال:۔ پرندوں کا گھونسلہ مسجد یا مکان میں ہو تو اس کو نکال کر پھینک دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں پرندوں کا گھونسلہ ہو اور وہ بیٹ کر کے مسجد کو خراب کرتے ہوں، تو گھونسلہ وہاں سے باہر پھینک دینا درست ہے، مکان سے بھی پھینکنے کی گنجائش ہے[۱]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورتوں کا مسجد میں جانا

سوال:۔ عورتوں کا پردہ کے ساتھ باجازت شوہر کے مسجد میں نماز کیلئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

فتنہ وفساد کی زیادتی کی وجہ سے ممنوع ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ عورتوں کی یہ حالت اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے تو مسجد میں جانے

---

[۱] ولو كان في المسجد عش خطاف او خفاش يقذر المسجد لابأس برميه بمافيه من الفراخ (هنديه كوئٹه ص ۳۲۱/ج۵/ كتاب الكراهية، الباب الخامس في اداب المسجد، بحر كوئٹه ص۲/۳۵، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، تحت فصل، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص۲/۴۳۷، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، مطلب فيمن سبقت يده الى مباح)

سے منع فرما دیتے[۱]۔ بعض اکابر صحابہ نے تدبیروں سے اپنی عورتوں کو مسجد میں جانے سے روکا ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تعلیم دینے کے لئے عورتوں کا مسجد میں کو آنا جانا

سوال:۔ بھوپال کی ایک مسجد بنام موتی مسجد مشہور ہے، تقریباً جامع مسجد دہلی کا نقشہ ہے، اس کے تینوں طرف دالان ہے، مشرقی دالان میں چند سالوں سے ایک مدرسہ چل رہا ہے، جس میں عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگریزی کی تعلیم دی جاتی ہے، اور تعلیم حاصل کرنے والی نابالغ لڑکیاں ہیں، اوران کو پڑھانے والی بھی تقریباً جوان عورتیں ہیں، جن کا داخلہ مسجد میں آنا جانا ہر حالت میں ہوتا ہے، کیا یہ شرعاً صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ناپاکی کی حالت میں مسجد سے ہوکر گزرنا درست نہیں "**ولاتدخل المسجد وكذا الجنب لقوله عليه الصلوٰة والسلام فانى لااحل المسجد لحائض ولاجنب**" الخ

---

[۱] **عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنه قالت لوادرك رسول الله ﷺ مااحدث النساء لمنعهن المسجد (بخارى شريف ص ۱۲۰/ج ۱/ كتاب الأذان، باب خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس. تنوير الحوالک شرح مؤطا امام مالک ص ۲۰۹، كتاب القبلة، باب ماجاء فى خروج النساء الى المسجد، مطبوعه عباس احمد الباز مكة المكرمة.**

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو پاتے جس کو عورتوں نے ایجاد کرلیا ہے تو ان عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع فرما دیتے۔

[۲] **ثم شرطت ذلک على الزبير فتحيل عليها بان كمن لها لما خرجته الصلوة العشاء فلما مرت به ضرب على عجيزتها فلما رجعت قالت انا لله فسد الناس فلم تخرج بعد، اوجز المسالک ص ۲/۳۴۳، باب ماجاء فى خروج النساء الى المساجد، مطبوعه يحيوى سهارنپور.**

ہدایہ اولین، ص ۶۴[1]/۱ اس لئے ضروری ہے کہ مسجد سے الگ جانے آنے کیلئے راستہ بنایا جائے تاکہ مسجد کی بے حرمتی نہ ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عورتوں کا مسجد کو گذرگاہ بنانا

سوال: ۔کیا مسجد کے اندر سے مسلم اور غیر مسلم عورتوں کا آنا جانا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کو گذرگاہ نہ بنایا جائے، نہ مردوں کے لئے نہ عورتوں کے لئے[2] عورتوں کو تو نماز کے لئے بھی مسجد میں آنے سے روک دیا جائے،[3] غیر مسلم عورتوں کا وہاں کیا کام ہے، وہ کیوں آئیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۹۸ھ

---

[1] هدايه ص ۶۳/۱، كتاب الطهارات، باب الحيض والاستحاضه. مطبوعه دار الكتاب ديوبند، الاشباه والنظائر ص ۲۰۲، الفن الثالث القول فى احكام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى، البحر الرائق ص ۱۹۵، باب الحيض، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] لايتخذ طريقافي المسجد بأن يكون له بابان فيدخل من هذاويخرج من ذٰلک (عالمگيرى كوئٹه ص ۳۲۱/ج۵/ كتاب الكراهية، الباب الخامس فى المسجد، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۱/۵، كتاب الوقف، فصل فى احكام المساجد، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۴۲۸/۲، باب مايفسد الصلوة، مطلب فى احكام المسجد، النهرالفائق ص ۲۸۹/۱، قبيل باب الوتر والنوافل، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

[3] ولايحضرن الجماعات لقوله تعالىٰ وقرن فى بيوتكن وقال صلى الله عليه وسلم صلاتها فى قعربيتها أفضل من صلاتها فى صحن دارها وصلاتها فى صحن دارها افضل من صلوٰتها فى مسجدها (بحر كوئٹه ص ۳۵۸/ج ۱/ ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

P

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Masjid men Mustahab & Makrooh

عورتوں کا طاق بھرنے کے لئے مسجد میں جانا

سوال:۔ عورتوں کو مسجد کے اندر چراغ جلانے اور خوشبو میں گلگلے لاکر طاق بھرنے یا اور دیگر کاموں کو پورا کرنے کے لئے مسجد کے اندر جانا اور نمازیوں کو وہ گلگلے کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد نماز، ذکر وغیرہ عبادت کے لئے ہے، عورتوں کو چراغ جلانے اور خوشی میں گلگلوں سے طاق بھرنے کے لئے وہاں جانے سے روک دیا جائے، جو کچھ صدقہ دینا ہو غرباء کے پاس بھیج دے، چراغ کیلئے تیل وغیرہ دینا ہو تو وہ بھی کسی کی معرفت بھیج دیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)............ کتاب الصلوٰۃ، باب الامامۃ) عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم تقول لو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأی ماا حدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بنی اسرائیل، (مسلم شریف ص۱۸۳/ ۱، کتاب الصلوة، باب خروج النساء الى المساجد، مطبوعه رشیدیه دهلی، بخاری شریف ص۱۲۰ / ۱، کتاب الاذان، باب خروج النساء الى المساجد، مطبوعه اشرفی دیوبند، ابو دؤد شریف ص۸۴/ ۱، کتاب الصلوة، باب التشدید فی ذلک، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] فالحاصل ان المساجد بنیت لاعمال الأخرة ممالیس فیه توهم اهانتها وتلویثها ممایبنغی التنظیف منه ولم تبن لاعمال الدنیا ولو لم یکن فیه توهم تلویث اهانة (حلبی کبیر سهیل اکیڈمی لاهور ص ۶۱۱/ فصل فی احکام المسجد، لان المساجد مابنی الا لها (ای العبادة) من صلوة واعتکاف وذكر شرعی وتعلیم علم وتعلمه وقرأة قرآن، البحر کوئٹه ص۳۴/ ۲، کتاب الصلوة، فصل لما فرغ من بیان الكراهة فی الصلوة، غمز عیون البصائر شرح الاشباه والنظائر ص۶۳/ ۴، القول فی احکام المسجد، مطبوعه کراچی)

بازار میں واقع مسجد میں لوگوں کی آمدورفت کی وجہ سے بے حرمتی کا اندیشہ

سوال:۔ایک مسجد جو کہ بازار میں واقع ہے اور بازار کے لوگ مسجد کے نل سے پانی بھرتے ہیں، تو یہ درست ہے یا نہیں؟ نیز لوگ مسجد کے غسل خانوں میں آکر گندگی بھی کر جاتے ہیں، نیز دیہاتی عورتیں مسجد میں آکر بیٹھتی ہیں، اور کھانا وغیرہ کھاتی ہیں، جس سے مسجد میں چھپکلی اور دوسرے کیڑے مکوڑے آتے ہیں، اور بھی بہت سی بے حرمتی ہوتی ہے یہاں تک کہ بعض دفعہ یہ بھی دیکھا گیا کہ غسل خانہ میں لوگ بھنگ بھی پیتے ہیں، تو اس صورت میں مسجد غیر اوقات نماز میں بند کر دی جائے یا بند نہ کی جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگرچہ اوقات نماز کے علاوہ مسجد کو بند کر دینا بھی درست ہے[1] مگر مناسب نہیں کہ لوگوں کو پانی کی تکلیف ہوگی جو کام مسجد میں غلط کئے جائیں، ان سے روکنے کے لئے مسجد کے مؤذن کو تنبیہ کر دے یا اعلان لکھ کر لگا دیا جائے[2] جب بار بار ان کو منع کیا جائے گا تو توقع ہے کہ مان لیں گے، نیز اوقات نماز میں جب وہ مسجد میں آئیں تو ان سے درخواست کی جائے کہ وہ نماز ادا کریں محض بطور مسافر خانہ مسجد کو استعمال نہ کریں[3]، اگر وہاں تبلیغی جماعت کا طریقہ اختیار کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ نفع کی امید ہے، اس سے مسجد کا احترام بھی قلوب میں پیدا ہوگا، جس سے غلط کاموں سے حفاظت رہے گی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۵/۹۶ ۱۳ھ

[1] و(كره) غلق باب المسجد لانه يشبه المنع من الصلوٰة (الىٰ قوله) وقيل لابأس به اذا خيف على متاع المسجد ۱۵ ...... (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

مدرسہ کا راستہ مسجد میں

سوال:۔ایک مدرسہ مسجد سے ملحق ہے،اس کا راستہ مسجد کے اندر سے ہے یعنی مسجد ہی کے دروازے سے تو یہ مدرسہ کا راستہ مسجد سے الگ ہونا چاہئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مدرسہ مسجد سے ہی متعلق ہے ،اوراس کا دروازہ دوسری جانب نہیں کیا جاسکتا تو مجبوراً مسجد میں آنے جانے کی اجازت ہوگی ،ایسی حالت میں مسجد میں کومرور کی شامی نے

(حواشی صفحہ گذشتہ)...........وهو احسن من التقييد بزماننا كمافي عبارة بعضهم فالمدار خشية الضرر على المسجد فان ثبت في زماننا في جميع الاوقات ثبت كذلك الافي اوقات الصلوٰة اولا فلا اوفي بعضها ففي بعضها (بحر مكتبه ماجديه كوئٹه ص٣٣/ج٢/ كتاب الصلوٰة، فصل لما فرغ من بيان الكراهية في الصلوٰة، فتح القدير ص ٤٢١/١، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، فصل كره استقبال القبلة بالفرج، مطبوعه دارالفكر بيروت، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص٢/٤٢٨، كتاب الصلوة، مطلب في احكام المسجد)

۲؎ فالحاصل ان المساجد بنيت لاعمال الآخر ة مما ليس فيه توهم اهانتها وتلويثها مماينبغي التنظيف منه ولم تبن لاعمال الدنيا، (الى قوله) فماكان فيه نوع عبادة وليس فيه اهانة ولا تلويث لايكره والا كره (حلبي كبير سهيل اكيڈمی لاهور ص ٦١١/ فصل في احكام المسجد، البحرالرائق كوئٹه ص٢/٣٤، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، تحت فصل)

۳؎ لان المسجد مابني الالها (اى العبادة) من صلوٰة واعتكاف وذكر شرعي وتعليم علم وتعلمه وقرأة قرآن، (بحر كوئٹه ص٢/٣٤، كتاب الصلوٰة، فصل لمافرغ من بيان الكراهة في الصلوٰة، حلبي كبير ص ٦١١، فصل في احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر كراچی ص٤/٦٣، القول في احكام المسجد ويكره فيها، ...... اكل ونوم الا لمعتكف وغريب، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص٤٣٥، ج٢، كتاب الصلوة، مطلب في الغرس في المسجد، عالمگيری كوئٹه ص ٥/٣٢١، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد)

گنجائش دی ہے[1]، اگر دوسری جانب کو راستہ بن سکتا ہے، تو دوسری جانب راستہ بنا دیا جائے، یہی احوط ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسجد میں چہل قدمی

سوال: ۔ وظیفہ پڑھنے والے بعد نماز فجر وعصر اندرون مسجد میں ٹہل ٹہل کر اپنا وظیفہ پڑھتے ہیں، یہ فعل کیسا ہے؟ بعض عالم بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ اکثر بعد نماز عصر چہل قدمی فرمایا کرتے تھے، اللہ پاک نے اپنے پیارے حبیب کا اس زمین پر چہل قدمی کرنا پسند نہ فرمایا اس لئے جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری عطا فرمائی کہ اس پر میرا محبوب چلے جیسا کہ صحاح ستہ میں ہے کہ مسجد ومنبر کے درمیان جو حصہ ہے، وہ اصلی جنت کی کیاریوں میں سے ایک ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ٹہلنا وظیفہ کا جز نہیں، افضل و بہتر یہ ہے کہ ایک جگہ تنہائی میں بیٹھ کر یکسوئی سے وظیفہ

---

[1] و(کره) اتخاذه طريقاً بغير عذر (قوله بغير عذر)فلو بعذر جاز (درمختار مع الشامی کراچی ص ۶۵۶/ ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی احکام المسجد، شامی زکریا ص ۴۲۸/۲، کتاب الصلوة، مطلب فی احکام المسجد، البحر کوئٹہ ص ۳۵/۲، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها تحت فصل)

[2] ان اراد اهل المحلة ان يدخلوا شيئا من الطريق فی دورهم وذلک لا يضر بالطريق لايكون لهم ذلک ولاهل المحلة تحويل باب المسجد من موضع الى موضع آخر، البحر کوئٹہ ص ۲۵۶/۵، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، قبیل کتاب البیع، فتح القدیر ص ۲۳۶، ۲۳۵/۶، کتاب الوقف، واذا بنی مسجدا، مطبوعه دارالفکر بیروت، خلاصة الفتاوی کراچی ص ۴۲۱/۴، کتاب الوقف، الفصل الرابع فی المسجد واوقافه.

پڑھا جائے، اگر جماعت کا وقت قریب ہو اور نیند کا اثر ہو جس سے یہ خیال ہو کہ ایک جگہ بیٹھ کر انتظار کرنے سے نیند آ جائیگی، یا اسی قسم کی کوئی اور ضرورت ہو تو مسجد میں ٹہلنے میں مضائقہ نہیں، لیکن مستقلاً ٹہلنے کیلئے مسجد کو تجویز کرنا بعد فجر یا بعد عصر یا کسی اور وقت مسجد کی غایت اور وضع کے خلاف ہے[۱]، مسجد و منبر کے درمیان روضۃ الجنۃ ہونا حدیث سے ثابت ہے[۲]، بعد عصر کے علاوہ دیگر اوقات میں اللہ پاک نے اس زمین پر اپنے حبیب ﷺ کا چلنا کیسے پسند کیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں ٹہلتے ہوئے تسبیح پڑھنا

سوال: ۔کیا مسجد میں ٹہل کر تسبیح وغیرہ پڑھنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تسبیح چلتے پھرتے ٹہلتے ہر طرح پڑھنا درست ہے۔

---

[۱] لان المسجد مابنی الا لها (لعبادة) من صلوٰة واعتكاف وذكر شرعی وتعليم علم وتعلمه وقرأة قرآن (البحر كوئٹه ص ۳۴/ ج ۲/ كتاب الصلوٰة، باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها، حلبی كبير ص ۶۱۱، فصل فی احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، شرح الطيبی ص ۲/۲۷۶، باب المساجد ومواضع الصلوة، الفصل الاول، تحت حديث من سمع رجلا ينشد ضالة الخ، مطبوعه زكريا ديوبند)

[۲] عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ما بين بيتی ومنبری روضة من رياض الجنة، مشكوة شريف ص ۶۸، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الاول، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، بخاری شريف ص ۲۵۳/۱، كتاب فضائل المدينة، باب كراهية النبی ﷺ ان تعری المدينة، باب، مطبوعه اشرفی ديوبند، مسلم شريف ص ۴۴۶/۱، كتاب الحج، باب فضل مابين قبره ﷺ ومنبر الخ، مطبوعه رشيديه دهلی.

"اما الذکر فی قوله تعالیٰ فاذا قضیتم الصلوٰة فاذکروا اللّٰه قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم[1] هوا لصلوٰة ولکنه علیٰ احد وجهین اماالذکر بالقلب وهو الفکر فی عظمة اللّٰه تعالیٰ وجلاله وقدرته وفیما فی خلقه وصنعه من الدلائل علیه وعلی حکمه وجمیل صنعه والذکر الثانی الذکر باللسان بالتعظیم والتسبیح والتقدیس وروی عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال لم یعذر احدفی ترک الذکرالامغلوبا علی عقله اھ احکام القرآن[2]، ص ۳۲۳/ ج ۲/ قال ابوسعود فی قوله تعالیٰ فاذکروا اللّٰه قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم ای فداوموا علی ذکر اللّٰه تعالیٰ وحافظوا علیٰ مراقبته ومناجاته ودعائه فی جمیع الاحوال حتی فی حال المسابقة والقتال کمافی قوله تعالیٰ اذالقیتم فئة فاثبتوا واذکروا اللّٰه کثیراً لعلکم تفلحون اھ تفسیر ابی السعود ص ۹/،"[3] لیکن بلاضرورت مسجد میں ٹہلنا نہیں چاہئے[4]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

شاہی مسجد کو تفریح گاہ بنانا

سوال:۔ شہر برہان پور میں شاہی زمانہ کی بنی ہوئی مسجد ہے جو فن تعمیر میں نرالی ہے مگر

---

[1] پھر جب تم اس نماز کو ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگ جاؤ کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی (بیان القرآن)

[2] احکام القرآن للجصاص رازی ص ۲۶۵/ ج ۲/ ذکر اختلاف الفقهاء فی الصلوٰة فی حال القتال. مطبوعه دارالکتاب العربی بیروت،

[3] تفسیر ابی السعود مطبوعه بیروت ج ۲/ ص ۲۲۸/ سورهٔ نساء آیت: ۱۰۳، تفسیر مظهری ص ۲۲۴، ۲۲۵/ ۲، مطبوعه ندوة المصنفین دهلی، روح المعانی ص ۱۳۷/ ۵، مطبوعه مصطفائیه دیوبند.

[4] ملاحظه هو حوالهٔ بالا.

افسوس یہ ہے کہ وہ مسجد تفریح گاہ بن گئی ہے، ہندو مسلم، مرد و زن، وقت بے وقت مسجد میں گھومتے رہتے ہیں، اور مؤذن ان کو مسجد میں گھما کر رہبری کی قیمت وصول کرتا ہے، تو کیا مسجد کو تفریح گاہ بنانا اور مرد و زن کا بے خطر اس میں داخل ہونا از روئے شرع کیسا ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

یہ صورت حال مسجد کے منشاء و احترام کے سخت خلاف ہے **فان المساجد لم تبن لهٰذا**، مشکوٰۃ شریف ص ۶۸ [1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۲/۴/۶ ۱۴۰۶ھ

مسجد کی زمین اور قبرستان میں فٹ بال کھیلنا

سوال:۔ مسجد کی زمین یا قبرستان میں فٹ بال کھیلنا، ہاکی، اور والی بال، کرکٹ اور بیڈمنٹن کھیلنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

مسجد یا قبرستان کے لئے وقف شدہ زمین کا حکم بحیثیت احترام مسجد کا حکم نہیں ہے، ہر جائز کام وہاں درست ہے اور ہر ناجائز کام وہاں ناجائز ہے [2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۲/۲/ ۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۳/۲/ ۹۱ھ

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۶۸، کتاب الصلوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، الفصل الاول، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند، مسلم شریف ص ۲۱۰/۱، کتاب المساجد، باب النهی عن نشد الضالة، مطبوعہ رشیدیہ دهلی، ابوداؤد شریف ص: ۶۸، ج: ۱، کتاب الصلوة، باب فی کراهیة انشاد الضالة فی المسجد، مطبوعہ سعد بکڈپو دیوبند

ترجمہ:- کیونکہ مسجدیں اس کے لئے نہیں بنائی گئی ہیں۔ (حاشیہ نمبر: ۲ /اگلے صفحہ پر)

مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا

سوال:۔ مسجد کے اندر دنیا کی باتیں کرنا کیسا ہے؟ خزانۃ المفتیین میں جو یہ تحریر ہے کہ جو شخص مسجد میں دنیا کی باتیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے چالیس روز کا عمل برباد کرتا ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو جگہ نماز کے لئے متعین کی گئی ہے، جہاں بلاغسل جانا ممنوع ہے وہ مسجد ہے،[1] وہاں نماز تلاوت ذکر کے لئے جانا چاہیئے[2] دنیا کی باتیں کرنے کے لئے وہاں بیٹھنے پر وعید ہے، جو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] المختار للفتوی فی المسجد الذی اتخذ لصلاۃ الجنازۃ والعید انه مسجد فی حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقا للناس وفیما عدا ذلک لیس له حکم المسجد وظاهر ما فی النهایة انه یجوز الوطء والبول والتخلی فی مصلی الجنائز والعید، البحر کوئٹه ص ۲/۳۶، قبیل باب الوتر والنوافل، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲/۴۳۰، باب مایفسد الصلوۃ، قبیل مطلب لابأس دلیل علی المستحب، مجمع الانهر ص ۱/۱۹۱، قبیل باب الوتر، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] والمسجد موضع الصلوۃ اعتبارا بالسجود المفردات فی غریب القرآن ص ۲۲۳، السین مع الجیم، مطبوعه مصر، معجم الصطلحات والالفاظ الفقهیة ص ۳/۲۷۸، المسجد، مطبوعه دارالفضیلة القاهرۃ، قواعد الفقه ص ۴۸۳، التعریفات الفقهیة، المیم، دارالکتاب دیوبند) حرم علی الجنب دخول المسجد (بحر کوئٹه ص ۱/۱۹۵، کتاب الطهارۃ، باب الحیض، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۳۸، الفصل الرابع فی احکام الحیض، حلبی کبیر ص ۶۰، قبیل فصل فی التیمم، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

[2] ولکنه یلازم قراءۃ القرآن والذکر والحدیث والعلم ودراسته وسیر النبی ﷺ وقصص الانبیاء علیهم السلام وحکایة الصالحین وکتابة امور الدین، (مراقی مع الطحطاوی مصری ص ۵۸۱، باب الاعتکاف، بحر کوئٹه ص ۳۴/ج ۲۰/ مکروهات الصلوٰۃ، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۳/۴۴۲، باب الاعتکاف)

وعید آپ نے نقل کی ہے، وہ محل کلام ہے، اگر جانا ہو تو نماز کے لئے اور تبعاً کچھ مباح بات بھی کرلی اس پر وعید نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۴؍۹۵ھ

اذان کے وقت مسجد میں بات کرنا

سوال:۔ دو حدیثوں کا مفہوم کہ اذان کے وقت بات کرنے سے ایمان سے جاتے رہنے کا خوف ہے، اور مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے سے ۴۰؍ برس کی نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں، اب سوال یہ ہے کہ اکثر بازاروں میں یا نماز کیلئے آتے وقت یا بوقت اذان لین دین یا باتیں کرتے ہیں، اگر کوئی شخص خاموش رہے تو شدید تکلیف ہوگی، ایسے مواقع پر کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اذان کے وقت باتیں کرنے سے ایمان جاتے رہنے کا خوف کس حدیث میں ہے، مجھے وہ حدیث محفوظ نہیں، آپ لکھیں تو اس کو دیکھا جائے، مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کیلئے بیٹھنا منع ہے[2]، اگر نماز کے لئے مسجد میں جائے اور وہاں کوئی اتفاقیہ تجارت وملازمت وغیرہ کی

---

[1] وصرح فی الظهيرية بكراهة الحديث، اى كلام الناس فى المسجد لكن قيده بأن يجلس لاجله وفى فتح القدير الكلام المباح فيه مكروه يأكل الحسنات وينبغى تقييده بمافى الظهيرية اما ان جلس للعبادة ثم بعدها تكلم فلا (بحر كوئٹه ص ۳۶/ ج ۲/ مكروهات الصلوٰة، الدرالمختار مع الشامى زكريا ص ۳/۴۴۲، باب الاعتكاف، مراقى الفلاح مع الطحطاوى مصرى ص ۵۸۱، باب الاعتكاف)

[2] الجلوس فى المساجد لتكلم احاديث الدنيا يحرم بالاتفاق وماسواه قيل يجوز الكلام المباح من الدنيا (نفع المفتى والسائل ص ۱۱۶، مطبوعه رحيميه ديوبند، كتاب الحظر والاباحة، مايتعلق بالمساجد، شامى زكريا ص ۲/۴۳۶، كتاب الصلوة، مطلب الغرس فى المسجد، عالمگيرى كوئٹه ص ۵/۳۲۱، كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد والقبلة)

باتیں بھی کسی سے کرلے تو یہ اس حکم میں نہیں ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں دنیا کی بات

سوال:۔(۱) مسجد کے اندر بیٹھ کر دنیا کی باتیں کرنا (۲) مسجد میں اخبارات کا پڑھنا کیونکہ بعض اوقات اذان کے بعد سنت پڑھتے ہیں، ایسی حالت میں جب کہ دیگر نمازی سنتیں ادا کررہے ہوں تو اخبارات کا آواز کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱ و ۲) مسجد میں دنیا کی باتیں کرنے کے لئے بیٹھنا ناجائز ہے، البتہ اگر نماز وغیرہ عبادات کیلئے مسجد میں آنے کے بعد کوئی ضرورت پیش آئے تو مباح کلام کرنا ایسے طریقہ پر کہ دوسرے عبادت کرنے والوں کو اذیت نہ ہو درست ہے، اور غیر مباح کلام جیسے فحش گفتگو اور جھوٹے قصے کسی طرح درست نہیں اور ایسی حالت میں اخبار کا بلند آواز سے پڑھنا کہ نمازیوں کو اذیت ہو درست نہیں۔ کذا فی نفع المفتی والسائل[2] ۱۲۹ر فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷رج ۲ر۵۴ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور ۹ ج ۲ر۵۴ھ

---

[1] وصرح في الظهيرية بكراهة الحديث اى كلام الناس في المسجد لكن قيده بان يجلس لاجله ...... وينبغي تقييده بما في الظهيرية اما ان جلس للعبادة ثم بعدها تكلم فلا، بحر كوئٹه ص ۲/۳۶، باب مايفسد الصلوة، ومايكره فيها، تحت فصل، شامي زكريا ص ۲/۴۳۶، كتاب الصلاة، مطلب في الغرس في المسجد، عالمگیری کوئٹه ص ۵/۳۲۱، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد. (حاشیہ نمبر:۲/اگلے صفحہ پر)

مسجد میں سیاسی اقتصادی باتیں کرنا

سوال:۔ مسجد میں دینی باتوں کے علاوہ سماجی سیاسی اقتصادی باتیں کی جاسکتی ہیں، یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیا

مسجد اللہ کا گھر ہے جو کہ اس کی عبادت کیلئے ہے اس میں دنیا کی باتیں کرنے کے لئے بیٹھنا اسکے ادب واحترام کے خلاف ہے اس سے نیکیاں اسی طرح برباد ہوجاتی ہیں جس طرح آگ سے لکڑی جل جاتی ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند ۱/۱/۸۹ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۲؎ الجلوس فی المساجد لتکلم احادیث الدنیا یحرم بالاتفاق وماسواہ قیل یجوز الکلام المباح من الدنیا ولایجوز الکلام المنکر کالقصص وحکایات الدنیا الکاذبة (نفع المفتی والسائل، ص ۱۱۶/کتاب الحظر والاباحة، مایتعلق بالمساجد، مطبوعہ رحیمیہ دیوبند، شامی زکریا ص ۲/۴۳۶، کتاب الصلوة، مطلب فی الغرس فی المسجد، عالمگیری کوئٹہ ص ۵/۳۲۱، کتاب الکراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ والکلام المباح ...... انه یاکل الحسنات کما تأکل النار الحطب (الاشباه والنظائر ص ۲۰۲، القول فی احکام المسجد، مطبوعہ مکتبہ اشاعة الاسلام دھلی) والکلام المباح فیه مکروہ یاکل الحسنات (فتح القدیر دار الفکر ص ۴۲۲/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، قبیل باب صلوٰة الوتر) والکلام المباح وقیده فی الظهیریة بان یجلس لاجله فانه حینئذ لایباح بالاتفاق لان المسجد مابنی لامور الدنیا (الیٰ قوله) کما جاء "الحدیث فی المسجد یأکل الحسنات کماتاکل البهیمة الحشیش" (درمختار مع الشامی کراچی ص ۶۶۲/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی الغرس فی المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سهیل اکیڈمی لاهور)

مسجد میں بیٹھ کر مشورہ کرنا

سوال:۔ عرض یہ ہے کہ مسجد میں بیٹھ کر کچھ آدمی مسجد کی بابت مشورہ کر سکتے ہیں یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بلاشور وشغب کے اس طرح بیٹھ کر مشورہ کر سکتے ہیں کہ مسجد کا ادب ملحوظ رہے اور کسی کی نماز میں خلل نہ آئے[1] مسجد کی ضروریات مثلاً تقررِ امام وتعین اوقات نماز وغیرہ کے متعلق مشورہ کرنا دنیا کی بات نہیں ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند

مسجد میں الیکشن کا مشورہ کرنا

سوال:۔ اگر کوئی شخص الیکشن کے سلسلہ میں کوئی سیاسی میٹنگ مسجد میں کر کے مسجد کو انتخابی اور سیاسی پلیٹ فارم کے طور پر استعمال کرے تو کیا از روئے شریعت یہ درست ہے، اور ایسے آدمیوں کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجدیں دنیاوی الیکشنوں کیلئے نہیں بنائی گئی ہیں، ایسے کام مسجد میں نہ کئے جائیں، جو

---

[1] حرمة المسجد خمسة عشر السادس ان لایرفع فیه الصوت من غیر ذکر اللّٰه الکلام المباح من حدیث الدنیا یجوز فی المساجد، (الهندیه ص ۳۲۱/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی اٰداب المساجد، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، حلبی کبیر ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، شامی زکریا ص ۲/۴۳۶، کتاب الصلوٰة، مطلب فی الغرس فی المسجد)

ایسا کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۸/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ

مسجد کے دروازہ پر لغویات کی مجلس

سوال:۔حدود مسجد کے دروازہ پر نماز کے وقت یا غیر وقت نماز میں چند حضرات جمع ہوتے ہیں، جن میں اہل دین کی سمجھ رکھنے والے اور کچھ کم سمجھ رکھنے والے دونوں قسم کے افراد ہوتے ہیں، اور وہاں بیٹھ کر لایعنی باتیں کرتے رہتے ہیں، کبھی فلمی کہانی وہاں بیٹھ کر ہوتی ہیں، اور کبھی کوئی گانا بھی گالیتا ہے اور کبھی باتوں میں گالی بھی ایک دوسرے کو کہہ دیتے ہیں، اور دوسری بھی ناجائز باتیں اور غیبت وغیرہ بھی ہوجاتی ہے تو کیا ایسے حضرات کو حدود مسجد کے دروزاہ پر بیٹھنے سے روکا جائے یا نہیں ان کو روکنے کا کس کو حق ہے، اگر متولی صاحب یا مسجد کے اہل جماعت میں سے کسی نے ان کو بیٹھنے سے منع کیا اس کے باوجود وہ نہ مانے اور دروازہ پر بیٹھنا جاری رکھیں تو اس کا کیا گناہ ہوگا اور اور کوئی دوسرا شخص کچھ دیر کے لئے ان کے ساتھ ایسے ہی تفریحاً بیٹھ جائے تو کیا وہ بھی گناہ میں شریک ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایسی مجالس کرنا خاص کر حدود مسجد میں شرعاً قبیح و مذموم ہے[۲]، ان لوگوں کو متولی اور

---

[۱] فالحاصل ان المساجد بنيت لاعمال الاخرةممالیس فيه توهم اهانتها وتلويثها مما ينبغي التنظيف منه ولم تبن لاعمال الدنيا ولولم يكن فيه تلويث واهانة الخ، (حلبی کبیر ص ۶۱۱، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، البحر ص ۲/۳۴، فصل کره استقبال القبلة، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، عالمگیری دارالکتاب ص ۵/۳۲۱، کتاب الكراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد الخ)

(حاشیہ نمبر:۲/اگلے صفحہ پر)

دوسرے بااثر لوگ فہمائش کریں کہ شرعاً غیبت کرنا گالی دینا وغیرہ جائز نہیں گناہ ہے[1]، ایسی چیزوں سے باز آنا اور توبہ کرنا ضروری ہے[2]، سب کو اپنے اپنے جائز کام میں مشغول رہنا چاہئے، وقت اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس کی قدر کی جائے، لغویات میں اس کو ضائع کرنا بڑی دولت کو برباد کرنا ہے[3]، ایسے آدمیوں سے لڑائی نہ کی جائے کہ اس کے نتائج نہایت خراب ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۳/۲/۱۵ھ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ۲؎ الجلوس فی المساجد لتکلم احادیث الدنیا یحرم بالاتفاق وماسواہ قیل یجوز الکلام المباح من الدنیا ولایجوز الکلام المنکر کالقصص وحکایات الدنیا الکاذبة، (نفع المفتی والسائل ص ۱۱۶، کتاب الحظر والاباحة، مایتعلق بالمساجد، مطبوعه رحیمیه دیوبند، شامی زکریا ص ۲/۴۳۶، کتاب الصلوة، مطلب فی الغرس فی المسجد، عالمگیری کوئٹه ص ۵/۳۲۱، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة)

(حاشیہ صفحہ ھذا) ۱؎ سباب المسلم فسوق (الحدیث مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۱، باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- مسلمان کو گالی دینا فسق ہے،

قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم الغیبة اشد من الزنا (مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۵/ باب حفظ اللسان والغیبة والشتم، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند)

ترجمہ:- غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے۔

۲؎ ان التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانها واجبة علی الفور لایجوز تاخیرها سواء کانت المعصیة صغیرة او کبیرة، تفسیر روح المعانی ص ۱۵/۲۳۶، سورۂ التحریم تحت آیت: ۹، مطبوعه دارالفکر بیروت، شرح للنووی علی الصحیح المسلم ص ۲/۳۵۴، کتاب التوبة، مکتبه رشیدیه دهلی، المفهم شرح المسلم للقرطبی ص ۷/۲۷، کتاب الاذکار، باب تجدید الاستغفار والتوبة، دارابن کثیر بیروت.

۳؎ عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ "نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ، (بخاری شریف ص ۲/۹۴۹، ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں جلسہ وتقریر

موجودہ زمانہ میں جب کہ مساجد میں جلسے منعقد کئے جاتے ہیں، جو اپنے اندر بہت سی پیچیدگیوں کے حامل ہوتے ہیں، جن میں علاوہ تقاریر کے شوروغل ہاتھاپائی اور گالی گلوچ تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے، اور ایک دوسرے پر آوازے کسے جاتے ہیں، اور طعن وتشنیع سے کام لیا جاتا ہے، بعض اوقات تو اکثر سامعین اور بعض مقررین حضرات ایسی پستی اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں، جس کا ثبوت قہوہ خانوں میں بھی محال ہے، ایسے افعال کے مرتکب مساجد کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

احکام شرعیہ بیان کرنے کیلئے مسجد میں جلسہ کرنا درست ہے[۱]، مقرر اور واعظ کو چاہئے کہ نہایت متانت اور سنجیدگی سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حاضرین کو سنائے اور سمجھائے، اور سامعین کو بھی چاہئے کہ نہایت ادب اور احترام سے اس کو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) .... کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ لاعیش الا عیش الآخرة، مطبوعه اشرفی دیوبند، وقال الطیبیؒ: ضرب النبی ﷺ للمکلف مثلا بالتاجر الذی له رأس مال فهو یبتغی الربح مع سلامة رأس المال ...... فالصحة والفراغ رأس المال وینبغی له ان یعامل الله بالایمان ومجاهدة النفس ...... وعلیه ان یجتنب مطاوعة النفس ومعاملة الشیطان لئلا یضیع رأس ماله مع الربح، (فتح الباری ص۵، ج۱۳، کتاب الرقاق باب ماجاء فی الرقاق، وان لاعیش الا عیش الآخرة، مطبوعه دارالفکر بیروت، شرح الطیبی ص۳۲۵/۹، اول کتاب الرقاق، مطبوعه زکریا دیوبند)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] حرمة المسجد خمسة عشر والسادس: ان لایرفع فیه الصوت من غیر ذکر اللّٰه تعالیٰ (عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی اداب المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۰، ۶۱۱، فصل فی احکام المسجد)

سنیں اور عمل کریں، جوصورت سوال میں درج ہے اس طریقہ پر جلسہ کرنا اور ایسی حرکات کا ارتکاب احترام مسجد کے قطعاً خلاف اور نا جائز ہے، فقہاء نے ''احکام مسجد'' میں ایسے شور وغل اور لڑائی کو بالکل ممنوع تحریر کیا ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳۰/۲/ ۵۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ،

صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/ صفر ۵۶ھ

مسجد میں سیاسی جلسہ وغیرہ

سوال:۔ شہر جل گاؤں میں ایک جامع مسجد ہے اس کی ایک کمیٹی ہے کمیٹی کے صدر محمد موسیٰ مالی اعتبار سے ذی حیثیت ہیں مگر کردار کے لحاظ سے شرابی ہیں، زانی ہیں، شراب کا باقاعدہ پرمٹ حکومت سے حاصل کر رکھا ہے، اور ہر ماہ سینکڑوں روپیہ کی شراب آتی ہے، اب چیرمین بھی منتخب کر لئے گئے، جامع مسجد میں آپ کا استقبال کیا گیا مسجد کے اندر آپ کی شان میں قصائد بھی پڑھے گئے واہ واہ کے نعرے اور تالیاں بھی بجائی گئیں سوال یہ ہے کہ سیاسی جلسہ مسجد میں کرنا کیسا ہے، اور موصوف کا استقبال مسجد کے اندر کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

صدر کمیٹی مسجد متقی آدمی ہونا چاہئے[2] مسجد کو اس قسم کی محفلوں سے پاک صاف رکھا

---

[1] راجع عنوان ''مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے حدیث پاک''

[2] ولایولی الا امین قادر بنفسه (الیٰ قوله) الناظر اذافسق استحق العزل (شامی کراچی ص ۳۸۰/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی شروط المتولی، شامی زکریا ص ۵۷۹، ۵۷۸، ج۶، عالمگیری کوئٹه ص ۲/۴۰۸، کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف وتصرف القیم الخ، البحر کوئٹه ص ۵/۲۲۶، کتاب الوقف)

جائے، تالیاں بجانا اور اس قسم کا شور وشغب احترام مسجد کے خلاف ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۵/۸۶ھ

مسجدیں سیاسی جلسوں کے لئے نہیں

سوال: ۔(۱) کیا یہ مسجدیں جلسوں کیلئے ہیں، جھوٹا پروپیگنڈا کر کے غلط باتیں بیان کر کے، فریب وچالا کی سے چندہ جمع کرنا جائز ہے، کیا یہ مسجدیں دینی وعظ کیلئے نہیں ہیں؟

(۲) جو شخص مسجد میں وعظ وذکر سے روکے وہ کیسا ہے، اور جو سیاسی جلسوں کی اجازت دے اور کرائے وہ کیسا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) مسجدیں، نماز، تلاوت، ذکر دینی، وعظ وتبلیغ کیلئے ہیں[۲]، سیاسی جلسوں کے لئے کوئی اور میدان تجویز کیا جائے، کیوں کہ آج کل عامۃً سیاسی جلسے حدود شرع میں نہیں ہوتے، جس سے مسجد کا احترام باقی نہیں رہتا شور وشغب بھی بہت اور حدود سے متجاوز ہوتا ہے۔

---

[۱] ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال جنبوا مساجد کم صبیا نکم ومجانینکم وشراء کم وبیعکم وخصوماتکم ورفع اصواتکم الخ (الترغیب والترھیب للمنذری مطبوعہ دارالفکر ص ۱۹۹/ ج ۱/ کتاب الصلوٰۃ، الترغیب فی تنظیف المساجد وتطھیر وماجاء فی تجمیرھا)

ترجمہ :-بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی مسجدوں کو محفوظ رکھو بچوں سے پاگلوں سے بیع وشرا سے مقدمات سے اور آواز بلند کرنے سے۔

[۲] لان المساجدمابنی الا لھا من صلوٰۃ واعتکاف وذکر شرعی وتعلیم علم وتعلمہ وقراءۃ قرآن (بحر کوئٹہ ص ۳۴/ ج ۲/ کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا، غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کراچی ص ۶۳/۴، القول فی احکام المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۱، فصل فی احکام المسجد، مطبوسھیل اکیڈمی لاھور)

(۲) اگر وعظ وذکر سے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آتا ہو اور وعظ بھی صحیح صحیح ہو تو اس کو روکنا ظلم ہے بلکہ بڑا ظلم ہے۔ ''**لقوله تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمه**'' (الایة)[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح العبد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں کرسی بچھا کر وعظ کرنا

سوال:۔ جبکہ مسجد کے اندر ممبر ہے، اور وہ پیوست ہے باہر نہیں آسکتا، تو اس شکل میں اگر کوئی دینی وعظ ونصیحت کرنے والا مسجد کے برآمدہ میں یا فرش پر جہاں منبر نہیں ہے، وہاں کرسی یا موڑھا، بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ ونصیحت لوگوں کو سنائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

منبر نہ ہو تو کرسی یا موڑھا بچھا کر اس پر بیٹھ کر وعظ وتقریر درست ہے۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] سورۂ بقرہ آیت ۱۱۴/

ترجمہ:- اور اس شخص سے زیادہ اور کون ظالم ہوگا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر کئے جانے سے بندش کرے۔ (بیان القرآن)

[2] قال ابو رفاعة انتهيت الى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم وهو يخطب قال فقلت يارسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رجل غريب جاء يسئل عن دينه لايدرى مادينه قال فاقبل علىّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وترک خطبته حتى انتهى الى فاتى بكرسى حسبت قوائمه حديدا قال فقعد عليه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم وجعل يعلمنى مماعلّمه اللّٰه ثم اتى خطبته فاتم اٰخرها ....

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں کرسی پر وعظ کہنا

سوال:۔ اکثر علماء مسجد کے اندر کرسی کے پائے دھلوا کر اور مسجد کے اندر کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کہنا ناجائز ہے، لہٰذا ان لوگوں کو شریعت کی روشنی میں مطلع فرمائیے کہ کرسی پر بیٹھ کر مسجد کے اندر علماؤں کا وعظ کہنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسلم شریف ص[۱] ۲۸۷/ج ۱/ میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسجد میں کرسی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ....(مسلم شریف، مکتبہ رشیدیہ دھلی ،ص۲۸۷/ج ۱/ کتاب الجمعة، فصل فی اجابة الخطیب لمن سأله عن شئی من الدین اوغیره، نسائی شریف ص۲/۲۵۷، کتاب الزینة، باب الجلوس علی الکراسی، مطبوعه مکتبه فیصل دیوبند)

ترجمہ:۔حضرت ابورفاعہؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا جبکہ آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، راویؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! پردیسی آدمی ہے اپنے دین کے متعلق پوچھنے آیا ہے، اسے معلوم نہیں کہ اس کا دین کیا ہے، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب متوجہ ہوئے اور خطبہ ترک فرمادیا، یہاں تک کہ میرے پاس تشریف لے آئے، اس کے بعد کرسی لائی گئی میرے خیال میں اس کے پائے لوہے کے تھے، راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کرسی پر بیٹھ گئے اور مجھے تعلیم دینے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تعلیم فرمایا تھا، پھر آپ ﷺ نے خطبہ شروع فرمادیا اور اس کے پایۂ تکمیل تک پہنچادیا۔

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] قال ابورفاعة انتهیت الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهو یخطب قال فقلت یارسول اللّٰه رجل غریب جاء یسئل من دینه لایدری مادینه قال فاقبل علیّ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وترک خطبته حتی انتهی الیٰ فاتی بکرسی حسبت قوائمه حدیداً قال فقعد علیه رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وجعل یعلمنی مماعلمه اللّٰه ثم اتی خطبته فاتم اٰخرها (مسلم شریف ص۱/۲۸۷، کتاب الجمعة، فصل فی اجابة الخطیب لمن سأله عن شیء من الدین او غیره، مطبوعه مکتبه بلال دیوبند)

ترجمہ:۔حضرت ابورفاعہؓ کہتے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا......(باقی حاشیہ اگے صفحہ پر)

پر تشریف فرما کر دین کی باتیں ارشاد فرمانا مذکور ہے، کرسی کے پائے لوہے کے معلوم ہوتے تھے، الادب المفرد[۱]، ص ۲۱۰ رمیں بھی امام بخاریؒ نے اس کو ذکر فرمایا ہے جو چیز حدیث شریف سے ثابت ہے اس پر اعتراض کرنا عدم واقفیت کی وجہ سے ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں پڑھنے کے لئے آنیوالے بچوں سے تقریر کرانا

سوال:۔ مسجد میں جو بچے پڑھنے آتے ہیں ان سے صبح کے وقت نظمیں نعت اور تقریر وغیرہ کرانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں جو بچے پڑھنے کے لئے آتے ہیں ان کی تعلیم کے لئے ان کو تقریر کی مشق کرانا اور نعت پڑھوانا بھی درست ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۹۵ھ

(**حاشیہ صفحہ گذشتہ**) ......آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے، راویؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ پردیسی آدمی اپنا دین معلوم کرنے کیلئے آیا ہے، نہیں جانتا کہ اسکا دین کیا ہے، روایؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب متوجہ ہوئے اور خطبہ چھوڑ کر میرے پاس تشریف لے آئے اسکے بعد ایک کرسی لائی گئی میرے خیال میں اسکے پائے لوہے کے تھے، راویؓ کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے خطبہ شروع کر دیا، اور اسکو پایہ تکمیل تک پہنچایا، اور سکھانے لگے مجھے وہ باتیں جو اللہ نے آپکو تعلیم فرمائی تھیں۔

(**حاشیہ صفحہ ہذا**) [۱] الادب المفرد ،ص ۱۷۱ /باب الجلوس علی السریر. نسائی شریف ص۲۵۷/۲، اواخر کتاب الزینة، باب الجلوس علی الکراسی، مطبوعه فیصل دیوبند.

[۲] فلا یجوز لاحد مطلقا ان یمنع مومنا من عبادة یأتی بها فی المسجد لان المسجد مابنی الا لها من صلاة واعتکاف وذکر شرعی وتعلیم علم وتعلمه وقراء ة قرآن، البحر کوئٹه ص ۲/۳۴، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها فصل لما فرغ من بیان الکراهیة فی الصلاة، شامی کراچی ص۶/۴۲۸، کتاب الحظر والاباحة، فسل فی البیع،

مسجد میں نعت پڑھنا

سوال:۔ مسجد میں بیٹھ کر یا کھڑے ہوکر ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

پڑھ سکتا ہے، جبکہ مضمون صحیح ہو اور کوئی خارجی مفسدہ بھی نہ ہو[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۱۲/۹/۹۲ھ

تصویر دار اخبار مسجد میں پڑھنا

سوال:۔ مسجد میں اخبار لیجانا جس میں تصویریں ہوں، نیز مسجد میں اخبار پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

تصویریں جاندار کی رکھنا اپنے مکان میں بھی منع ہے[2]، چہ جائیکہ مسجد میں اس لئے مسجد

---

[1] وقد اخرج الامام الطحاوی فی شرح مجمع الاثار انه صلی اللّٰه علیه وسلم نهی ان تنشد الاشعار فی المسجد الخ ثم وفق بینه وبین ماوردانه صلی الله علیه وسلم وضع لحسّان منبراً ینشد علیه الشعر ،بحمل الاول علی ماکانت قریش تهجوه به ونحوه مما فیه ضرر اوعلی مایغلب علی المسجد حتی یکون اکثر من فیه متشاغلابه (شامی کراچی ، ص ۶۶۰/ ۱/ مکروهات الصلوٰة، مطلب فی انشاد الشعر، فتح الباری ص ۱۲۱ /۲، کتاب الصلوة، باب الشعر فی المسجد، رقم الحدیث (۴۵۳) مطبوعه مکتبه نزار مصطفی الباز مکه مکرمه)

[2] تکره کراهة جعل الصورة فی البیت للحدیث (شامی کراچی ص ۶۴۹/ ۱/ کتاب الصلوة، مکروهاة الصلوٰة، مطلب اذاتردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة اولی، النهر الفائق ص ۲۸۴/ ۱، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص۲۷ /۲، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها)

میں نہ لیجائیں، اخبار میں عامۃً سچی جھوٹی، جائز نہ جائز سب قسم کی باتیں ہوتی ہیں، اس لئے احتیاط یہ ہے کہ اس کو مسجد میں نہ پڑھا جائے، کوئی خاص ضروری وقتی چیز ہو تو اتفاقاً مسجد میں بھی گنجائش ہے ورنہ اخبار کی جگہ مسجد کو تجویز نہ کیا جائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۳/۵/۸۹ھ

مسجد میں ٹیپ ریکارڈ سے وعظ سننا

سوال:۔(۱) ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ مسجد میں رکھ کر تلاوت قرآن یا کسی مقرر کی تقریر سنی جاسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) زید جامع مسجد میں اعلان کرتا ہے کہ آج بعد نمازِ عشاء اس مسجد میں فلاں شخص کی تقریر ہوگی، آپ حضرات تشریف لائیں بچوں کو بھی لاویں، عورتوں کے بیٹھنے کا معقول انتظام ہے، لیکن بعد نمازِ عشاء بذریعۂ ٹیپ ریکارڈ تقریر سنوائی جاتی ہے، تو زید کے اس بیان یا اعلان پر کیا حکم ہے؟

(۳) یہ کہ جملہ مسلمان اس جلسے میں شریک ہوکر بذریعہ ٹیپ ریکارڈ مسجد میں تقریر سنیں، ان کے لئے کیا حکم ہے؟ ازروئے شرع جواب مرحمت فرمائیں؟

---

[1] یکرہ کل عمل من عمل الدنیا فی المسجد (ھندیہ، بلوچستان کوئٹہ، ص ۳۲۱/ ج۵/ کتاب الکراھیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد، الجلوس فی المساجد لتکلم احادیث الدنیا یحرم بالاتفاق وماسواہ قیل یجوز المباح من الدنیا ولایجوز الکلام المنکر کالقصص وحکایات الدنیا الکاذبۃ، نفع المفتی والسائل ص ۱۱۶، کتاب الحظر والاباحۃ، مایتعلق بالمساجد، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، شامی زکریا ص ۲/۴۳۶، کتاب الصلوۃ، مطلب فی الغرس فی المسجد)

الجواب حامداً ومصلیاً

(۳/۱) فی نفسہ ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ سے اگر تلاوت کلام پاک یا وعظ کی آواز آئے تو اسکا سننا مسجد اور غیر مسجد سب جگہ درست ہے، لیکن اگر مسجد میں یہ طریقہ شروع کردیا جائے تو اندیشہ ہے کہ ہر قسم کی چیزوں کیلئے مکانات کی طرح مسجد میں بھی ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کا استعمال ہونے لگے گا، اور جائز اور ناجائز کی کوئی تمیز باقی نہ رہیگی، اسلئے مسجد میں ایسی چیزوں سے احتراز کیا جائے[1]، تقریر کا اعلان کر کے ٹیپ ریکاڈ سے تقریر سنوانے میں ایک قسم کا فریب ہے، لوگ یہی سمجھیں گے کہ واقعۃً تقریر ہوگی، حالانکہ وہ تقریر کی نقل ہے، جب ان جلسوں اور تقریروں کا حال معلوم ہوگیا تو انکے سننے کا بھی حال خود بخود واضح ہوگیا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۹۴ھ

مسجد میں ٹیپ ریکارڈ سے قرآن سننا

سوال:۔ ہمارے یہاں جامع مسجد کے امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ آجکل باہر سے جو ٹیپ ریکارڈ آرہے ہیں، اس میں دینی تقاریر کے علاوہ نماز اور اذان وغیرہ بھی بھرے ہوئے ہوتے ہیں، تو امام صاحب نے رمضان، شریف میں آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں مسجد میں رکھ کر عوام کو سنایا بعض لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ مسجد کے باہر رکھ کر سنایئے، امام

---

[1] ان المساجد بنیب لاعمال الآخرة ممالیس فیه توهم اهانتها وتلویثها مما ینبغی التظیف منه ولـم تبن لاعمال الدنیا ولو لم یکن فیه توهم تلویث واهانة علی ماشار الیه قوله علیه الصلوة والسلام فان السـاجـد لم تبن لهذا فما کان فیه نوع عبادة ولیس فیه اهانة ولاتلویث لایکره والا کـره ولهذا نثر علیه الاسلام مالا اتاه من البحرین وقسمه فیه لکونه نوع عبادة ولیس فیه امتهـان بخلاف اقامة الحدود ونحوها لان فیه امتهانا، حلبی کبیر ص۶۷ ۵، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند،ایضا ص ۱ ۱ ۶ ، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

صاحب نے کہا کہ مسجد میں رکھ کر سنا سکتے ہیں، ان کا یہ عمل درست ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں ایک قوی اندیشہ تو یہ ہے کہ لوگ صرف ٹیپ ریکارڈ کو سننے پر کفایت کریں گے، اور اسی سے شوق پورا کرلیا کریں گے، خود تلاوت کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے، اور پھر یہ بھی احتمال ہے کہ دوسرے لوگ غلط قسم کی چیزیں سنانے لگیں اور اس سے استدلال کرینگے، لہٰذا اس طریقہ کو بند کردیا جائے، کیونکہ یہ چیزیں بڑھتے بڑھتے دور تک پہنچ جاتی ہیں، بعض جگہ یہ بھی ہے کہ نماز کا وقت آیا اور اذان کا ریکارڈ بجالیا اور سمجھ لیا کہ اذان ہوگئی پھر امامت کا ریکارڈ بجادیا، اور اس کا بھی اقتداء کرلیا حالانکہ اس طرح اذان ہوئی نہ امامت ہوئی نہ اقتداء صحیح ہوا نہ نماز ادا ہوئی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۱۴۰۰ھ

مسجد میں چندہ کرنا

سوال: ۔ مسجد کے اندر مدرسہ کا چندہ اس طرح سے مرحبا اور سبحان اللہ بول کر وصول کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دینی ضرورت کے لئے مسجد میں چندہ کرنا مرحبا اور سبحان اللہ کہہ کر درست ہے، مگر نمازیوں کی نماز میں خلل وتشویش نہ ہونے پائے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۹/۹۰ھ

---

[1] یکرہ اعطاء سائل المسجد الا اذالم یتخط ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں چندہ کا اعلان کرنا

سوال:۔ آج کل ہر جگہ چندہ کنندگان مسجد، مدرسوں، انجمنوں، عیدگاہوں، یتیم خانوں، بورڈنگوں، اسکولوں، مقبروں، گورکنوں کے اعلان مسجد میں کرتے ہیں، حتی کہ کسی چیز کے گم ہونے کا اعلان کرتے ہیں، اور ملی ہوئی چیز کا بھی اظہار مسجد میں کیا جاتا ہے، علاوہ ازیں پیر کے بیٹے بیٹیوں کی شادی، مؤذن وامام کی امداد کی بار بار پکار مسجدوں میں کررہے ہیں، حالانکہ امام ومؤذن کو تنخواہ بھی ملتی ہے، تو یہ کام مسجد میں جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ سب کام مسجد سے باہر مناسب ہیں کیونکہ بسا اوقات ان چیزوں میں بات حد پر قائم نہیں رہتی بلکہ شوروشغب تک نوبت آجاتی ہے، اور گم شدہ چیز کو تلاش کرنے کی تو مسجد میں ممانعت بھی ہے[1]، اسی طرح ملی ہوئی چیز کا اعلان بھی مسجد سے باہر کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ......رقاب الناس (قوله الا اذا لم يتخط) اى ولم يمر بين يدى المصلين فالكراهة للتخطى الذى يلزمه غالباً الايذا واذا كانت هناک فرجة يمر منها لا تخطى فلاكراهة كمايؤخذ من مفهومه(شامى كراچى ،ص ۱۶۴/ج۶/ كتاب الحظر والا باحة ،فصل فى البيع، النهرالفائق ص ۳۶۵/ ۱ ، باب صلاة الجمعة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، بزازيه على الهندية كوئٹه ص ۷۶/۴، كتاب الصلوة، الثالث والعشرون فى الجمعة)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] وعن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ اذا رايتم من يبيع او يبتاع فى المسجد نقول لا اربح الله تجارتک واذا رايتم من ينشد فيه ضالة فقولوا لا رد الله عليک رواه الترمزى والدارمى، (مشكوة ص ۷۰، باب المساجد، الفصل الثانى، ياسر نديم ديو نبد)ويكره الاعطاء وانشاد ضالة بحذف (درمختار مع الشامى كراچى ص ۶۶۰ / ۱ ، كتاب الصلوٰة، مطلب فى انشا دالشعر، حلبى كبير ص ۶۱۰ ، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه لاهور)

مسجد میں مسجد کے لئے چندہ

سوال:۔ مسجد کے اندر دنیا کی باتیں کرنا منع ہے دنیاوی باتوں کی وضاحت کیلئے مسجد کے اندر ختم شریف کے سلسلہ میں جو چندہ ہوتا ہے وہ چندہ نام بنام لکھا جاتا تھا، تو ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ دنیا کی خرافات نہ ہونی چاہئے دوسرے شخص نے کہا کہ تمام مسجدوں میں امام صاحب کیلئے چندہ ہوتا ہے، اور دیا جاتا ہے، تو مذکورہ بالا حضرت بولے کہ مسجد کے اندر لینا دینا دونوں حرام ہیں، حرام کی وضاحت نہیں کی، تو آیا یہ سچ ہے کہ لینا دینا دونوں حرام ہیں، اور باتیں کس قسم کی ہونا چاہئے مسجد میں تعمیری وانتظامی کام سب ہی ہوتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دنیا کی باتیں جیسے خرید وفروخت کی باتیں مقدمات کی باتیں کھیت اور باغ کی باتیں، یہ سب دنیاوی باتیں ہیں، مسجد کی تعمیر یا امام کی تنخواہ کیلئے چندہ مسجد میں کرنا منع نہیں[1]، بشرطیکہ شوروشغب نہ ہو جیسا کہ عامۃً آج کل ہوتا ہے، کہ ایک دوسرے پر طعن کرتے ہیں، غیرت دلاتے ہیں کہ کم چندہ دینے پر جھگڑتے ہیں، غرض کہ احترام ملحوظ نہیں رکھتے، یہ طریقہ منع ہے[2]،

---

[1] یکرہ اعطاء سائل المسجد الاإذا لم یتخط رقاب الناس، لان علیا تصدق بخاتمہ فی الصلوٰۃ فمدحہ اللّٰہ بقولہ ویؤتون الزکاۃ وھم راکعون (درمختار مع الشامی کراچی ج۶/ ص۴۱۷/ کتاب الحظر والاباحۃ ،فصل فی البیع، النھر الفائق ص۳۶۵/ ۱، باب صلاۃ الجمعۃ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت، بزازیہ علی الھندیۃ ص۷۶/ ۴/ ۴، کتاب الصلوۃ، الثالث والعشرون فی الجمعۃ، مطبوعہ کوئٹہ)

[2] حرمۃ المسجد خمسۃ عشر،السادس ان لایرفع فیہ الصوت من غیر ذکراللّٰہ والخامس عشران یکثر فیہ ذکر اللّٰہ تعالیٰ ملخصا (الھندیہ مصری ص۳۲۱/ ۵، کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد، حلبی کبیر ص۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور)

ختم شریف کیلئے جو چندہ کیا جاتا ہے، وہ اکثر زور دے کر لیا جاتا ہے، اور اس میں زیادہ تر دکھاوا اور مقابلہ مدنظر ہوتا ہے یہ بھی منع ہے[۱]مسجد میں تلاوت، تسبیح، درود شریف، استغفار میں مشغول رہنا چاہئے، ایسے طریقہ پر کہ نمازیوں کو تشویش نہ ہو، اگر مسائل کی تعلیم دی جائے تو یہ بھی مسجد میں درست ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

گم شدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا

سوال: ۔ایک صاحب کا اعتراض ہے کہ مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان حدیث کی رو سے درست نہیں ہے، اس سلسلے میں حدیثوں کا مطالعہ کیا تو ہر جگہ ضالۃً کا لفظ ملا مثلاً ’’**عن ابی هريرة قال قال رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم من سمع رجلاً ينشد ضالة فى المسجد فليقل لاردها الله عليك فان المساجد لم تبن لهٰذا رواه مسلم**(مشکوٰۃ) لغات میں ضالۃً گم شدہ اونٹ یا جانور کو کہتے ہیں، لہٰذا مطلب کو مخصوص ہی معنی میں لیا جاسکتا ہے، کہ کسی گم شدہ اونٹ یا جانور کا اعلان مساجد میں نہ کرنا چاہئے ’’**فان المساجد لم تبن لهٰذا**‘‘ سے بھی معلوم ہوتا ہے، کہ مساجد کی ساخت اس کیلئے نہیں ہے، اور نہ اس کا محل ہے،

۱؎ **عن جندب قال قال رسول الله ﷺ من سَمَّعَ سَمَّعَ الله به ومن يرائى يرائى الله به متفق عليه، (مشكوة شريف ص ۲/۴۵۴، كتاب الادب، باب الرياء، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)**

۲؎ **فالاسرار افضل حيث خيف الرياء اوتأذى المصلين اوالنيام والجهر افضل حيث خلامما ذكر (شامى كراچى ص ۳۹۸/ج ۶/ كتاب الحظر والا باحاحة، فصل فى البيع، لان المسجد مابنى الا لها من صلاة او اعتكاف وذكر شرعى وتعليم علم وتعلمه وقراءة قرآن الخ، البحر الرائق ص ۲/۳۴، باب مايفسد الصلاة الخ، تحت فصل، مطبوعه الماجديه كوئٹه، غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر للحموى ص ۴/۶۳، الفن الثالث، القول فى احكام المسجد، مطبوعه كراچى)**

عین الہدایہ میں بھی فوائد کے ذیل میں مرقوم ہے کہ منجملہ مکروہات کے گم شدہ جانور کا پتہ ڈھونڈنا، میرا خیال ہے کہ مساجد کی حدود میں گم ہونے والی چیزوں کا اعلان یا دریافت اس ذیل میں نہیں آتا، لیکن شارحین حدیث اور فقہاء نے مطلقاً کسی چیز کے گم ہونے کے اعلان کو ناجائز یا مکروہ لکھا ہو تو سمعنا واطعنا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

قوله وانشادضالة هی الشی الضائع وانشاد ها السوال عنها فی الحدیث اذارأیتم من ینشد ضالة فی المسجد فقولوا الارد هاالله علیک اھ شامی[۱]، ج ۱/ ص ۴۷۳/ قال ابن الاثیر وهی الضائعة من کل شئی من الحیوان وغیرہ اھ نهایة[۲] ج ۲/ ص ۲۶/ واماانشاد الضالة فالمنهی عنه رفع الصوت بذٰلک اذفیه الاضرار دون غیره وفیه سوء تادیب نسبة الیٰ المسجد اھ الکوکب الدری[۳]، ص ۱۵۴/ ج ۱/ واما انشاد الضالة فله صورتان احداهما ان ضل شئی فی خارج المسجد وینشد ہ فی المسجد لاجتماع الناس فهوا قبح واشنع وامالو ضل فی المسجد فیجوز الانشاد بلا شغب العرف الشذی[۴] ص ۸۰/ هکذا فی معارف السنن ج ۳/ ص ۳۱۳/ عبارات منقولہ سے مسئلہ کی حیثیت واضح ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] شامی کراچی ص: ۶۶۰/ ج: ۱/ کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی انشاد الشعر. حلبی کبیر ص ۶۱۱، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۲] النهایة فی غریب الحدیث ص ۳/۹۸، باب الضاد مع اللام، مطبوعه مصطفی احمد الباز مکه مکرمه، معجم المصطلحات والالفاظ الفقهیة ص ۲/۴۰۴، حرف الضاد، مطبوعه دارالفضیلة مصر، مجمع بحار الانوار ص ۳/۴۱۶، باب الضاد مع اللام، ضلل، مطبوعه دارالایمان مدینه منوره. (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

مسجد کی منتظمہ کمیٹی کی طرف سے مسجد میں اعلان آویزاں کرنا

سوال:۔ مسجد کی انتظامیہ کمیٹی نے نظم ونسق باقی رکھنے کے لئے مسجد میں ہر وقت کے شوراور ہنگامہ کو بچانے کے لئے مندرجہ ذیل اعلان آویزاں کیا ہے؟

(۱) بجلی کے پنکھے اذان کے وقت کھولے جائیں گے، اور بعد فراغت نماز بند کر دیئے جائیں گے۔

(۲) پانچوں وقت کی اذان نماز مسجد کی گھڑی سے ہوگی۔

(۳) امام مسجد کے علاوہ مسجد میں کسی دوسرے کو بغیر اجازت تقریر کرنا منع ہے۔

(۴) مقرر کو ضروری ہوگا کہ آداب مسجد کا خیال کرتے ہوئے تقریر فرمائیں، اور کسی قسم کے اختلافی مسائل کو بیان نہ کریں، نہ ہی کوئی اشتعال انگیز تقریر فرمائیں۔

(۵) مسجد کا کوئی سامان بغیر اجازت استعمال کرنا منع ہے۔

(۶) مسجد کی دیواروں پر اشتہارات چسپاں کرنا منع ہے۔

(۷) مسجد کے نل سے بغیر اجازت پانی بھرنا منع ہے۔

(۸) مسجد میں دنیاوی باتیں کرنا منع ہے۔

(۹) امام یا مؤذن کے متعلق کوئی شکایت ہو تو اس کو لکھ کر مسجد کمیٹی کو دیں۔

(حواشی صفحہ گذشتہ) [۳] الکوکب الدری ج ۱/ص ۱۵۴/ ابواب الصلاۃ، باب کراهية البيع والشراء وانشادالضالة فی المسجد. مطبوعه يحيوی سهارنپور.

[۴] العرف الشذی علی الترمذی ص ۸۰/ مطبوعه رحيميه ديوبند، ص ۱۶۲/ باب كراهية البيع والشراء وانشادالضالة فی المسجد. معارف السنن ص ۳/۳۱۳، باب ماجاء فی كراهية البيع الخ، مطبوعه اشرفی ديوبند.

(۱۰) مسجد میں نماز اور نمازیوں کا خیال رکھتے ہوئے سلام آہستہ کریں تاکہ نماز میں خلل واقع نہ ہو۔ اس طرح کا اعلان مسجد میں لگانا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انتظام صحیح رکھنے اور خلفشار سے بچانے کے لئے یہ اعلان مناسب ہے، لیکن اگر پانی لینے کا کوئی دوسرا کنواں یا نل قریب میں نہ ہو تو مسجد کے نل سے پانی بھرنے میں کچھ سہولت دینے کی ضرورت ہے[1]، البتہ اگر مشین سے مسجد کی ٹنکی یا حوض میں پانی جمع کر لیا گیا ہے تو اس کو بھر کر اپنے گھر نہ لے جائیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۲/۱۴۰۰ھ

مسجد میں کلنڈر اور اشتہارِ کتب لٹکانا

سوال:۔ مسجد میں کلنڈر یا کتابوں کے فروخت کرنے کا اشتہار یا مدرسہ کے جلسہ کے اشتہارات لگانا کیسا ہے؟

---

[1] امدادالفتاویٰ جدید ص ۷۱۵/ ج ۲/ احکام المساجد. مطبوعہ زکریا بکڈپو دیوبند، ولابأس ان یشرب من الحوض والبئر ویسقی دابته ویتوضأ منه، البحر کوئٹه ص ۵/۲۵۵، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، عالمگیری کوئٹه ص ۲/۴۶۵، الباب الثانی عشر فی الرباطات والمقابر والخانات والحیاض.

[2] یستفاد ممافی الهندیة، لایحمل الرجل سراج المسجد الی بیته. (عالمگیری کوئٹه ص ۱۱۰/ ج ۱، فتاوی البزازیه علی هامش الهندیة ص ۶/۲۷۰، کتاب الوقف، الرابع فی المسجد، ومایتصل به، البحر الرائق ص ۵/۲۵۰، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا نہ کریں، جدار قبلہ میں نقش ونگار کو بھی ردالمختار میں مکروہ قرار دیا ہے[1]۔
فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۵/۹۷ھ

مسجد کے صحن میں کاروباری اشتہار

سوال:۔ مسجد کے صحن کے اندر یا مسجد کے کسی حصہ میں کاروباری اشتہار لگانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد (جہاں نماز پڑھی جاتی ہے) کے صحن یا کسی بھی حصہ کو تجارت گاہ نہ بنایا جائے، کاروباری اشیاء وہاں نہ رکھی جائیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم
حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویکرہ التکلف بدقائق النقوش ونحوھاخصوصاً فی جدار القبلة (درمختار مع ردالمحتار کراچی ص۶۵۸/۱، مکروهات الصلوٰة، مطلب کلمة لاباس دلیل علی ان المستحب غیره لان الباس الشدة، مجمع الانهر ص ۱۹۱، ج ۱، کتاب الصلوة، قبیل باب الوتر والنوافل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، حلبی کبیر ص۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور)

[2] وکره احضار المبیع فیه لان المسجد محرز عن حقوق العباد فلا یجعله کالدکان، (مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۸۰، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص ۳۷۹/۱، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۴۷/۲، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت) حرمة المسجد خمسة عشر (الیٰ قوله) الثالث ان لایشتری ولایبیع (عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۱/۵، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۱، ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه لاهور)

نقشہ افطار وسحر میں اشتہار

سوال: ۔ایک شخص رمضان المبارک کے افطار سحر کے نقشہ میں نیچے کے حصہ میں اپنی دوکان کی مشتہری کے لئے اشتہار لکھوائے اور اس نقشہ کو مسجد کے صحن یا مسجد کے کسی حصہ میں لگائے تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسا نقشہ مسجد کے بیرونی دروازے اور دیوار پر لگا دیا جائے تو مضائقہ نہیں، تا کہ افطار وسحر کا علم بھی اس سے ہو سکے، اور دوکان کی مشتہری بھی ہو جائے[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

مسجد میں افطاری اور سحری

سوال: ۔مسجد میں روزہ افطار کرنا ایسے ہی سحری کھانا کیسا ہے اگر مکان پر افطار کرتا ہے تو جماعت فوت ہو جاتی ہے لہٰذا کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہتر یہ ہے کہ ایسی صورت میں اعتکاف کی نیت کر لے[2]مسجد میں افطار کرنا یا سحری

---

[1] لقطہ کے اعلان کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے اور مسجد کے دروازہ پر اس کی اجازت دی ہے اور نقشہ کا اہم مقصود اشتہار ہوتا ہے اور اشتہار بھی ایک طرح کا اعلان ہوتا ہے اس لئے یہ بھی مسجد کے باہر ہونا چاہئے مسجد کے اندر نہیں۔

ونادى عليها حيث وجدها وفي المجامع الا انه ينادى على ابواب المساجد لا فيها حاشية الطحطاوى على الدر ص ۲/۵۰۱، كتاب اللقطة، مطبوعه دارالمعرفة بيروت، الدرالمختار مع الشامي زكريا ص ۶/۴۳۶، كتاب اللقطة، البحر كوئٹه ص ۵/۱۵۲، كتاب اللقطة، (ابو القاسم ادروى)

(حاشیہ نمبر:۲/ اگلے صفحہ پر)

کھانا درست ہے، لیکن جہاں تک ممکن ہو مسجد کو ملوث نہ کیا جائے[۱]، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

یا جو جگہ قریب مسجد ہو وہاں کھایا پیا جاوے، تو بہتر ہے۔

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ ۲۶/ربیع الاول ۵۳ھ

صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم ۲۷/۳/۵۳ھ

مسجد کے اندر یا چھت پر نقارہ بجانا

سوال:۔ مسجد کے اندر یا چھت پر نقارہ بجانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

سحری کے لئے مکان کی چھت پر نقارہ بجانے کی اجازت ہے، مسجد میں یا مسجد کی چھت پر نہیں[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] ویکرہ النوم والاکل فیہ لغیر المعتکف واذا اراد ان یفعل ذلک ینبغی ان ینوی الاعتکاف فیدخل فیہ (الھندیہ ،کوئٹہ ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراھیۃ الباب الخامس فی آداب المسجد، الدر المختار مع الشامی ص۴۳۵/۲، کتاب الصلاۃ، مطلب فی الغرس فی المسجد، مطبوعہ زکریا دیوبند، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ اکیڈمی لاھور)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] لان تنظیف المسجد واجب (بدائع کراچی ص۱۱۵/ج۲/ کتاب الاعتکاف، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور، البحر الرائق کوئٹہ ص۳۰۳/۲، باب الاعتکاف)

(حاشیہ نمبر:۲/اگلے صفحہ پر)

مسجد کے سامنے باجہ وغیرہ

سوال:۔ مسجدوں کے سامنے خواہ جماعت کا وقت ہو یا جماعت ہو رہی ہو باجہ، ڈھول، تاشہ، انگریزی باجہ، شہنائی وغیرہ کے بجانے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے یا نہیں اور باجہ بجانے والوں کو روکنا چاہئے یا نہیں، جب کہ وہ شارع عام راستے سے باجہ بجاتے چلے جا رہے ہوں، شادی وجلوس وغیرہ میں بعض وقت روکنے سے باجہ والوں کو فساد کا خوف بھی ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شاہراہ عام پر ہر شخص کو گزرنے کا حق حاصل ہے، لیکن ایسی حرکت کرنا جس سے آس پاس والوں یا اہل مسجد کو خصوصاً اوقات صلوٰۃ میں اذیت پہنچے منع ہے [1] حسن تدبیر سے اگر فہمائش کردی جائے یا کسی ذی اثر آدمی کے ذریعہ کہلوا دیا جائے تو بہتر ہے [2]۔ ورنہ فتنہ وفساد سے اجتناب کرنا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [2] هکذا یفهم فالحاصل ان المساجد بنیت لاعمال الاخرة ممالیس فیه توهم اهانتها وتلویثها مما ینبغی التنظیف منه ولم تبن لاعمال الدنیا ولولم یکن فیه توهم تلویث واهانة (حلبی کبیری، مطبوعه لاهور، ص ۶۱۱/فصل فی احکام المسجد، عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۱، ج۵، کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ماکان صلوتهم عندالبیت الامکاءً وتصدیه پاره ۹/ سورۂ انفال آیت: ۳۵/

ترجمہ:- اوران کی نماز خانہ کعبہ کے پاس صرف یہ تھی سیٹیاں اور تالیاں بجانا (بیان القرآن)

"وعلیٰ التفسیرین ففیه رد علی الجهال من الصوفیة الذین یرقصون ویصفقون ویصعقون وذٰلک کله منکر یتنزه عن مثله العقلاء ویتشبه فاعله بالمشرکین فیما کانوا یفعلونه عند البیت یریدون ان یشغلوابذلک محمداً صلی اللّٰه علیه وسلم عن الصلوٰة" (قرطبی دارالفکر بیروت ص ۳۵۹/ج۴، تفسیر القاسمی ص ۵۱/۵، الجزء الثامن، دارالفکر بیروت)

[2] ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن، سورۂ نحل: ۱۲۵،

آواز دار گھڑی مسجد میں

سوال:۔ وہ بڑی گھڑی جو اکثر دیوار پر لگائی جاتی ہے، اور ہر آدھ گھنٹہ پر گونجتی ہوئی آواز میں ٹھوکے دیتے ہوئے بجتی ہے، خصوصاً مسجد میں لگانے کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس گھڑی کا مقصد اصلی بھی وقت ہی معلوم کرنا ہے، اور ستار باجہ کی طرح آواز سننا مقصد نہیں، لیکن گانا بجانا عام ہوجانے کی وجہ سے اس کی آواز میں اس طرح کا لحاظ کرلیا گیا ہے، کہ اگر کوئی باجہ کی آواز نہ سننا چاہے بلکہ اس سے نفرت کرتا ہو تو وہ بھی بے اختیار اس کو سنے اس کو ستار وغیرہ کی طرح بالکل ناجائز تو نہیں کہا جائیگا، ہاں ضرور کسی قدر تشبہ پیدا ہوجائیگا، اسلئے ایسی گھڑی کے مقابلے میں وہ گھڑی قابل ترجیح ہوگی، جس میں آواز نہ ہو[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمد غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۹/۸۵ھ

دیوار مسجد میں تختہ لگا کر قرآن ودینی کتب رکھنا

سوال:۔ مسجد میں جہاں امام کھڑا رہتا ہے، اس دیوار ہی میں آس پاس جو محرابیں ہوتی ہیں ان میں فرش یا کچھ اور چیز لگا کر قرآن شریف ودیگر کتب رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] دلت المسئلة على أن الملاهي كلها حرام حتى التغني بضرب القصب (بحر كوئٹه ص۱۸۸/ ج۸/ كتاب الكراهية قبيل فصل في اللبس، درمختار مع الشامي زكريا ص۵۰۲/۹، كتاب الحظر والاباحة، قبيل فصل في اللبس، مجمع الانهر ص۲۱۸/۴، كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت)

الجواب حامداً ومصلیاً

تعمیر مسجد کو اس سے نقصان نہ پہنچے (دیوار کمزور نہ ہوجائے) تو قرآن پاک اور دینی کتب کا مطالعہ کے لئے وہاں رکھنا درست ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۳/۹۴ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۳/۹۴ھ

مسجد میں تولیہ اور آئینہ اور منبر پر غلاف

سوال:۔ مسجد میں تولیہ رکھنا اور آئینہ رکھنا کیسا ہے؟ نیز ممبر پر غلاف یعنی منبر پر کپڑا ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ سب تکلفات ہیں جو لوگ اپنے مکانات پر تکلف کے ساتھ رہتے ہیں اپنے انتظام سے مسجد میں بھی یہ چیزیں رکھتے ہیں، فی نفسہ یہ چیزیں نہ ضروری ہیں کہ مسجد کی طرف سے ان کا انتظام کیا جائے، نہ ممنوع ہیں، کہ ان کو حرام کہا جائے اصل تو یہ ہے کہ اپنے مکان سے وضو

---

[1] فقہاء نے متاعِ مسجد کی حفاظت کے لئے حجرہ بنانے کی اجازت دی ہے لہذا اگر کسی ضرورت کے تحت مسجد کی دیوار میں پتھر وغیرہ لگا کر قرآن پاک ودینی کتب رکھنے کی جگہ بنادی جائے تو اس کی گنجائش ہوگی،(ولا بأس بان یتخذ فی المسجد بیت یوضع فیه الحصیر ومتاع المسجد به جرت العادة من غیر نکیر حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، فتح القدیر ص ۱/۴۲۲، کتاب الصلوة، فصل ویکره استقبال القبلة بالفرج، عالمگیری کوئٹه ص ۱/۱۱۰، کتاب الصلوة، فصل کره غلق باب المسجد) اور فقہاء نے مساجد میں طاق بنانے کو جو مکروہ قرار دیا ہے اس کو مذکورہ جزئیہ کے پیش نظر عدم ضرورت پر محمول کیا جائے گا۔(وکرهوا احداث الطاقات فی المساجد، البحر الرائق ص ۵/۲۵۰، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

کر کے آدمی مسجد جائے[1] اگر مسجد ہی میں وضو کرنا ہو تو اپنا تولیہ ساتھ لے جائے، وضو کے بعد آئینہ دیکھنا نہ کوئی شرعی چیز ہے نہ عرفی اس عادت کو چھوڑ دینا بہتر ہے، منبر پر غلاف بھی ایک تکلف ہے، درودیوار کو کپڑے پہنانے کی حدیث میں ممانعت آئی ہے[2] ہاں اگر گرمی سردی سے تحفظ مقصود ہو تو مضائقہ بھی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱۰/۱۳۹۹ھ

مسجد میں آئینہ اور پنجتن کا طغرہ لٹکانا مکروہ ہے

سوال: ۔مسجد کے سامنے دیوار پر آئینہ لٹکانا کیسا ہے؟

---

[1] عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسو ل الله صلی الله عليه وسلم (الیٰ ان قال) انه اذا توضاً فاحسن الوضوء ثم خرج الیٰ المسجد لايخرجه الا الصلوٰة لم يخط خطوة الا رفعت له بها درجة وحط عنه بها خطيئة (مشكوٰة شريف ص۶۸/ كتاب الصلوٰة باب المساجد، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

ترجمہ: ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کرتا ہے پھر وہ مسجد کی طرف نکلتا ہے، نہیں نکالتی ہے اس کو مگر نماز نہیں چلتا ہے وہ کوئی قدم مگر اس پر اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، اور ایک خطاء معاف کر دی جاتی ہے۔

[2] عن عائشة ان النبی ﷺ خرج فی غزاة فاخذت نمطا فسترته علی الباب فلما قدم فرای النمط فجذبه حتی هتكه ثم قال ان الله لم يامر نا ان نكسو الحجارة والطين (مشكوٰة شريف ص۳۸۵/ كتاب اللباس، باب التصاوير، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

ترجمہ: ۔حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں نکلے تو میں نے ایک کپڑا لیا اور اسکو دروازے کا پردہ بنا دیا پھر جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ ﷺ نے پردہ دیکھا تو آپ ﷺ نے اسکو کھینچا یہاں تک کہ اس کو پھاڑ ڈالا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم نہیں دیا ہے کہ ہم پتھر اور مٹی کو کپڑے پہنائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے سامنے والی دیوار میں کوئی بھی ایسا کام (آئینہ، طغرہ، نقش ونگار) جس سے مصلی کی توجہ اس طرف ہو مکروہ ہے [1]

اگر اس کے ذریعہ آرائش اور زینت مقصود ہے تو مکروہ ہے [2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۸/۱۳۹۹ھ

مسجد میں تعزیہ رکھنا

سوال: ۔(۱) مسجد میں تعزیہ بنانا یا رکھنا نماز اور جماعت کے وقت کھٹ کھٹ اور شور غل کرنا اور مسجد کی بجلی وغیرہ خرچ کرنا کیسا ہے؟

(۲) مسجد کے چبوترہ پر رکھنا اور ڈھول وتاشہ بجانے والوں کے لئے اور مسجد کے پاس نماز بلکہ جماعت کے وقت شور وغل مچانے والوں کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) ناجائز ہے [3]۔

[1،2] ولابأس بنقشه خلا محرابه فانه يكره لانه يلهي المصلي، ويكره التكلف بدقائق النقوش ونحوها خصوصا في جدار القبلة، (درمختار مع الشامي كراچی ص۶۵۸/ ج۱/ مكروهات الصلوٰة، مطلب كلمة لابأس دليل على ان المستحب غيره لان البأس الشدة، مجمع الانهر ص۱۹۱/۱، كتاب الصلوة، قبيل باب الوتر، مطبوعه بيروت، حلبي كبير ص۶۱۲، فصل في احكام المسجد، مطبوعه لاهور)

[3] (۱) تعزيه داری در عشره محرم وساختن ضرايح وصورت وغيره درست نيست الخ، فتاوی عزيزی ص۷۵/۱، رساله بيع كنيزان، مطبوعه رحيميه ديوبند.

(۲) فالحاصل ان المساجد بنيت لاعمال الاخرة ممالیس فيه توهم اهانتها وتلويثها ممايبنغي التنظيف منه ولم تبن لاعمال الدنيا ولو لم يكن فيه توهم تلويث ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) یہ لوگ گنہگار ہیں ان کو توبہ ضروری ہے[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد کا پھول توڑنا

سوال:۔ مسجد میں اگر خوشبودار پھول کا پیڑ لگا دیا جائے تو اس کا پھول توڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر پھول کا درخت مسجد میں لگایا ہے تا کہ نمازیوں کی اس سے راحت پہنچے تو اس کا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......واھانة فما كان فيه نوع عبادة وليس فيه اهانة ولاتلويث لايكره والا كره (حلبی کبیر مطبوعه لاهور ص ۶۱۱/ فصل فی احکام المسجد، عالمگیری کوئٹه ص ۵/۳۲۱، کتاب الکراهية، الباب الخامس فی آداب المسجد الخ، شامی زکریا ص ۲/۴۳۶، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها مطلب فی احكام المسجد)

(حاشیہ صفحہ ھذا)

[۱] (۱) وفي حاشية الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة فی المساجد وغيرها الاان يشوش جهرهم على نائم اومصل اوقارئ. (شامی کراچی ص ۶۶۰/ج ۱/ مكرهات الصلوٰة ،مطلب في رفع الصوت بالذكر)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب پکار کر ذکر کرنا باوجودیکہ فی نفسہ مستحب ہے جس وقت اس سے کسی نماز پڑھنے والے یا قرآن پڑھنے والے کو تشویش ہو وہ ناجائز ہوجاتا ہے، تو باجہ جو کہ فی نفسہ بھی ناجائز ہے جب اس سے ایسی تشویش پیدا ہو ضرور اس سے روکا جائیگا۔ (امداد الفتاویٰ......ص ۶۸۳/ج ۲/احکام المسجد)

(۲) ان التوبة من جميع المعاصی واجبة وانها واجبة على الفور الخ، تفسیر روح المعانی ص ۱۵/۲۳۶، سورۂ تحریم آیت: ۹، مطبوعه دارالفکر بیروت، نووی علی المسلم ص ۲/۳۵۴، کتاب التوبة، مکتبه رشیدیه دهلی، المفهم شرح مسلم للقرطبی ص ۷/۲۷، باب تجديد الاستغفار والتوبة، مطبوعه دارابن كثير بيروت.

پھول توڑ کر باہر نہ لیجائیں وہیں لگا رہنے دیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۱۲/۹۱ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ

مسجد میں پھول کے گملے

سوال:۔ نیز مسجد میں خوشبو کیلئے پھول وغیرہ لگانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر احاطہ مسجد میں کوئی کیاری ہوتو وہاں پھول لگانا یا گملے میں رکھنا خوشبو کے لئے درست ہے مگر جو جگہ نماز کے لئے متعین ہے اس کو پھول کے پودوں سے مشغول نہ کریں[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] کمایستفاد ممافی الهندية ولايحمل الرجل سراج المسجد الىٰ بيته (عالمگیری ص ۱۱۰/۱، كتاب الصلوٰة، قبيل الباب الثامن فى صلوٰة الوتر، ولو غرس شجرة فى المسجد فثمرتها للمسجد، شامي زكريا ص ۴۳۵/۲، كتاب الصلوة، مطلب فى الغرس فى المسجد، ولوغرس فى المسجد يكون للمسجد لانه لايغرس لنفسه فى المسجد، خانيه على هامش الهندية كوئٹه ص ۳۱۰/۳، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجدا، عالمگیری كوئٹه ص ۴۷۴/۲، كتاب الوقف، الباب الثانى عشر فى الرباطات الخ، وفى المسائل التى تعود الى الاشجار)

[2] وقد رأيت رسالة للعلامة ابن امير الحاج بخطه متعلقة بغراس المسجد الا قصى ردفيها على من افتىٰ بجوازه فيه اخذاً من قولهم لوغرس شجرة للمسجد فثمرتها للمسجد فرد عليه بانه يلزم من ذلک حل الغرس الا للعذر المذكورلان فيه شغل ماعد للصلوة ونحوهاوان كان المسجد واسعاً (شامی کراچی ص ۶۶۱/ج ۱/كتاب الصلوٰة، مطلب فى الغرس فى المسجد، شامي زكريا ص ۴۳۵/۲، المصدر السابق، البحر كوئٹه ص ۳۵/۲، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، تحت فصل، عالمگیری كوئٹه ص ۱۱۰/۱، الفصل الثانى فيما يكره فى الصلاة ومالايكره، فصل كره غلق باب المسجد)

مسجد میں درخت

سوال:۔درخت بوہڑ یعنی بڑ یا پیپل (جن کی اہل ہنود پوجا اور تعظیم کرتے ہیں اوران کی شاخیں اور پتے کسی کو توڑنے نہیں دیتے)احاطہ مسجد یعنی فنائے مسجد میں لگانا یا درخت بڑخراب شدہ کے اردگرد کچھ زمین بشکل چبوترہ گول چھوڑ کر پانچ یا چھ فٹ گہری کھال کھود کر بوہڑ خراب شدہ کی آب پاشی کرنا تا کہ اس کی شاخیں تروتازہ ہوکر بڑھیں جائز ہے یا نہیں،اور باوجودا سکے کہ مصلی فنائے مسجد میں کھڑا ہوکر اقتداء بھی نہیں کرسکتا؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس میں اگر مسجد کو یا نمازیوں کو کوئی منفعت ہوتو درست ہے اگر کوئی منفعت نہ ہو یا کفار کیساتھ تشبہ ہوتو ناجائز ہے ھکذا یستفاد مما فی ردالمحتار[۱]،ص ۶۲۴/ج ۱/ ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں بجلی کا پنکھا

سوال:۔(۱) مسجد میں بجلی کی روشنی وبجلی کا پنکھا نماز باجماعت کی حالت میں یا

---

[۱] غرس الاشجار فی المسجد لابأس به اذاكان فيه نفع للمسجد وبدون هذا لايجوز وفی الهندية ،ان كان لنفع الناس بظله ولايضيق على الناس ولايفرق الصفوف لابأس به وان كان لنفع نفسه بورقه اوثمره اويفرق الصفوف اوكان فی موضع تقع به المشابهة بين البيعة والمسجد يكره (شامی کراچی ص ۶۶۱/ج ۱/ كتاب الصلوٰة، مطلب فی الغرس فی المسجد، شامی زكريا ص ۲/۴۳۵، المصدرالسابق، البحرالرائق كوئٹه ص ۲/۳۵، باب مايفسد الصلوة ومايكره فيها، تحت فصل، عالمگيری كوئٹه ص ۱/۱۱۰، الفصل الثانی فيما يكره فی الصلاة ومالايكره، فصل كره غلق باب المسجد)

اوقات نماز میں پنکھے کا چلنا کیسا ہے، جب کہ نمازیوں ہی نے اپنے پاس سے بجلی وبجلی کا پنکھا مسجد میں لگوایا ہے ،اوراس کا ماہواری خرچ بھی نمازی ہی اپنے پاس سے ادا کرتے ہیں،اورمتولی یا مسجد کی آمدنی سے ایک پائی بھی خرچ نہیں ہوتی ، اور مسجد اور متولی کی آمدنی سے کچھ خرچ نہیں کیا جاتا ہے، ایسی حالت میں پنکھے کا چلنا ناجائز ہے یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی یا نماز میں اس سے کچھ فساد آتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

گرمی کے وقت نمازیوں کی راحت واطمینان کے لئے بجلی کا پنکھا مسجد میں چلنے کی وجہ سے نماز میں کوئی خلل نہیں آئیگا، بلاتردد نماز درست ہوگی، اور ایسی منفعت وراحت کا انتظام کرنا شرعاً ممنوع نہیں، بجلی کی روشنی سے بھی نماز میں خرابی نہیں آتی، زمانہ سلف میں یہ دونوں چیزیں موجود نہیں تھیں، مگر چراغ کی روشنی کا عام دستور تھا حتی کہ زیادہ تاریکی میں کہ سمت قبلہ کا صحیح پتہ نہ چل سکے فقہا نے نماز کو مکروہ لکھا ہے، دستی پنکھے بھی مساجد میں موجود رہتے تھے فرشی پنکھے مجموعۂ فتاوی میں مولانا عبدالحیٔ نے مباح لکھا ہے[1]، کوکب الدری میں ہے، ص۹۹/ج۱/"

قوله بالقنو والقنوين فيعلقه فيه دلالة علىٰ تعليق المراوح فى المساجد لماانها ليست باقل نصفا من القنومع مافى القنو من الشغل والتلويث ماليس فى المروحة اھ[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶۰ھ

الجواب صحیح عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶۰ھ

---

[1] مسجد میں فی نفسہ فرشی پنکھا لگانا مباح ہے، کوئی ممانعت شرعیہ اس میں نہیں ہے، **مجموعة الفتاوىٰ لعبدالحیؒ** کراچی ص۱۷۷/۱،

[2] **الكوكب الدرى ص ۱۹۹/ج۲/ ابواب التفسير، سورة بقره، القنويعلق فى المسجد.**

سلور جوبلی میں چراغاں

سوال:۔ (۱) سور جوبلی کے سلسلے میں مسجد میں روشنی یا زینت کرنا جائز ہے یا نہیں، سلور جوبلی بادشاہ جارج پنجم کی ۲۵ر سالہ حکومت کی سال گرہ کی خوشی منانا ہے۔

(۲) مسجد کی آمدنی اس سلور جوبلی کی خوشی کے سلسلے میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جواوقات شرعاً باتفاق امت قابل احترام اورمواقع مسرت ہیں، ان میں زینت وروشنی مساجد کے متعلق فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ حسب ذیل تصریح فرماتے ہیں، ''ومن البدع المنكرة مايفعل فی كثير من البلدان من ايقاد القناديل الكثيرة فی ليالی معروفة فی السنة كليلة النصف من شعبان خصوصاً من بيت المقدس فيحصل بذالک مفاسد كثيرة منها مضاهاة المجوس فی الاعتبار بالنار والاكثار منها ومنها مايترتب علی ذلک فی كثير من المساجد اجتماع الصبيان واهل البطالة ورفع اصواتهم وامتهانهم بالمساجد وانتهاک حرمتها وحصول اوساخ فيها وغيرذلک من المفاسد يحب صيانة المسجد عنهاومن المساجد مايجعل فی الجوامع من ايقاد القناديل وتركها الیٰ ان تطلع الشمس وترفع وهومن فعل اليهود فی كنائسهم واكثر مايفعل ذٰلک فی العيد وهوحرام الیٰ ان قال ممايشبه ذٰلک وقود الشموع الكثيرة ليلة عرفة اھ حموی شرح اشباہ[1] ص ۵۶۱ر

(۱) سلور جوبلی کو اسلام اور شعائر اسلام سے جس نوع کا تضاد ہے وہ کسی ذی احساس

---

[1] درمختار علی الشامی زكريا ص ۲/۴۳۰، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها مطلب فی احكام المسجد، حلبی كبير ص۶۱۵، فصل فی احكام المسجد، مطبوعه لاهور، بحر كوئٹه ص ۳۶-۲/۳۷، باب مايفسد الصلاة الخ، تحت فصل.

اور معمولی سے معمولی مسلم پر بھی مخفی نہیں پھر اس کی خوشی منانا اس میں روشنی یا زینت مساجد وغیرہ کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے مسلمانوں کو اس سے اجتناب ضروری ہے اور اس میں شریک ہونا گناہ ہے۔

(۲) فقہاء کی مذکورہ بالا تصریح مطلق ہے، لہٰذا وقف اور مسجد کی آمدنی کو اس میں خرچ کرنا اور بھی زیادہ ممنوع اور گناہ ہوگا اور متولی اس کا ضامن ہوگا" **ولا بأس بنقشه خلا محرابه بجص وماء ذهب لو بماله الحلال لامن مال الوقف فانه حرام وضمن متوليه لو فعل النقش او البياض** اھ درمختار، مختصراً، ص[1] ۶۸۸ / فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبد اللطیف مظاہر علوم سہارنپور

صحیح بندہ عبد الرحمٰن غفرلہٗ (صدر مدرس)

الجواب صحیح: بندہ منظور احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح فقیر زکریا قدوسی، المجیب عبد الشکور

یہ جواب صحیح ہے اسعد اللہ مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح نور بقلم خود محمد، صدیق احمد، ظہور الحسن مظاہر علوم

جواب صحیح ہے جمیل احمد مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

ٹوپ پہنکر مسجد میں جانا

سوال: ۔اگر میں ٹوپ پہنکر مسجد میں بغرض ادا نماز حاضر ہوں تو درست ہے یا نہیں؟

---

[1] **شرح غمز عيون البصائر على الاشباه والنظائر ص ۶۲/۴، الفن الثالث القول فى احكام المسجد، مطبوعه كراچى.**

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد دربارِ خداوندی ہے اور نماز عبادت ہے عبادت کے لئے دربار میں ایسا لباس پہنکر حاضر ہونا چاہئے کہ خداوندتعالیٰ کو پسند ہو اور وہ لباس مسنون ہے یعنی خدا کے محبوب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس اور آپ کے متبعین کا لباس ایسا لباس پہنکر حاضر نہیں ہونا چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ ناخوش ہوتے ہیں، یعنی جس سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے، اور ہمارے یہاں وہ خدا کے نافرمانوں یعنی کفار اور فساق کا لباس ہے انگریزی ٹوپ وغیرہ بھی اس میں داخل ہے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۱/۵۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۲۸/ذیقعدہ ۵۶ھ

مسجد میں کسی کے لئے جگہ روکنا

سوال:۔ مسجد یا عیدگاہ میں صف اول میں امراء اور رؤساء کے لئے جگہ روکنا؟

---

[۱] عن عبداللہ ابن عمرو بن العاص قال رأى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم علي ثوبين معصفرين فقال ان هذه من ثياب الكفار فلاتلبسهما (مشكوٰة شريف ص ۳۷۴/ كتاب اللباس، قبيل الفصل الثاني. مطبوعه ياسر نديم ديوبند) قال القاري اى من تشبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره او بالفساق او الفجار او باهل التصوف الصلحاء الابرار فهو منهم اى في الاثم او الخير عند الله تعالىٰ، (بذل المجهود ص ۵/۴۱، كتاب اللباس، باب لبس الشهرة، مطبوعه مكتبه الرشيد سهارنپور.

ترجمہ:۔حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاصؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر دو کپڑے دیکھے جو عصفر کے رنگ سے رنگے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کفار کے کپڑے ہیں ان کو مت پہنو!

الجواب حامداً ومصلیاً

اُمراء یا کسی اور کیلئے عیدگاہ یا مسجد کی صف اول میں جگہ روکنے کا حق نہیں جو پہلے آکر جہاں بیٹھ جائے وہ اسی کی جگہ ہوگی، اسکو وہاں سے اٹھانے کا بھی حق نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۸۵ھ

الجواب صحیح سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/۸۵ھ

مسجد میں خط لکھنا

سوال:۔ مسجد میں دینی کتابیں پڑھنے اور دین کی معلومات حاصل کرنے کیلئے خط لکھنے میں کیا حکم ہے؟ (میں حضرت مولانا علی میاں سے بیعت ہوں)

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں دینی کتابیں پڑھنا، دینی معلومات کے لئے خط لکھنا درست ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ولایتعین مکان مخصوص لاحدحتی لوکان للمدرس موضع من المسجد یدرس فیه فسبقه غیره الیه لیس له ازعاجه واقامته منه (بحر، کوئٹه، ص ۳۴/ ج ۲/ باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، فصل لما فرغ من بیان الکراهة، الاشباه والنظائر ص ۲۰۲، الفن الثالث القول فی احکام المسجد، مکتبه اشاعة الاسلام دهلی، درمختار علی الشامی زکریا ص ۲/۴۳۶، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، مطلب فی احکام المسجد)

[2] لان المسجد مابنی الا لها من صلوٰة واعتکاف وذکر شرعی وتعلیم علم وتعلمه (بحر کوئٹه ص ۳۴/ ج ۲/ کتاب الصلوٰة، باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها، غمز عیون البصائر شرح الاشباه والنظائر ص ۴/۶۳، القول فی احکام المسجد، مطبوعه ادارة القرآن کراچی)

مسجد کا پانی راستہ چلنے والوں کے لئے تکلیف کا باعث نہ ہونا چاہئے

سوال:۔ ہمارا گاؤں تقریباً ۱۶؍۱۷؍سال سے آباد ہے ہم نے شروع میں کچی مسجد بنائی تھی، اب پکی خوشنما مسجد بن گئی ہے، مسجد کی چہار دیواری کھڑے آدمی کے سر کے برابر ہے اور اندر تھوڑی زمین اس لئے رکھ لی ہے کہ گاؤں کی بڑھتی آبادی کے ساتھ ساتھ عمارت بھی بڑھتی رہے گی، اس زمین میں اس وقت ارنڈ وغیرہ کے پیڑ لگائے ہوئے ہیں، اندر ہی دو غسلخانے ہیں، جن کا گندا پانی شروع ہی سے باہر جاتا تھا، اب ایک شخص نے غسلخانے کا پانی دیوار توڑ کر مسجد کی زمین میں ڈالدیا ہے جو مندرجہ بالا لکھی ہوئی ہے اور اس پانی کو مسجد کی زمین میں ڈالنے پر جو لاگت آئی ہے یہ روپیہ اس شخص نے مسجد کے خزانے سے نکالا ہے، کیونکہ وہ شخص خود متولی مسجد ہے اس نے یہ پانی اس وجہ سے مسجد کی زمین پر ڈالا ہے کہ سڑک پر کیچڑ رہتا تھا، براہِ کرم اس بارے میں فتویٰ عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے غلسخانوں کا پانی اس طرح نکالنا کہ وہاں کیچڑ ہوجائے اور چلنے والوں کو تکلیف ہو نہیں چاہئے [1] اگر اندرون مسجد احاطہ پانی کی جگہ ہے جس کے ذریعہ راستہ محفوظ رہ سکے تو راستہ کو بچانا چاہئے، مسجد کے متولی صاحب نے ٹھیک کیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ھکذا یستفاد :مسجد بابه علی مھب الریح فیصیب المطرباب المسجد فیفسد الباب ویشق علی الناس الدخول فی المسجد کان للقیم ان یتخذ ظلة علی باب المسجد من غلة الوقف اذالم یکن فی ذٰلک ضرر لاھل الطریق (الھندیه کوئٹه ص ۴۶۱ ؍ ج ۲ ؍ کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، الفصل الثانی فی الوقف علی المسجد وتصرف القیم، خانیه علی ھامش الھندیة کوئٹه ص ۲۹۲ /۳، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً)

فصل دوم: مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال

غفلت کے وقت مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر حدیث سنانا

سوال:۔(۱) صبح کے وقت مسجد کے لاؤڈ اسپیکر میں کوئی حدیث پڑھی جائے درانحالیکہ مسجد میں کوئی شخص نہیں ہوتا، اور گھروں میں مرد عورتیں دھیان وتوجہ سے نہیں سنتے ایسی صورت میں پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) جبکہ مسجد میں کوئی آدمی موجود نہیں اور اپنے اپنے مکانوں میں مرد وعورت اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں کوئی متوجہ نہیں تو ایسی حالت میں لاؤڈ اسپیکر پر حدیث شریف سنانا بے محل ہے اس سے پرہیز کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۱۲/۹۵ھ

مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے حدیث پاک

سوال:۔حدیث پاک صبح کو لاؤڈ اسپیکر سے بیان کرنا کہ دین کی باتیں معلوم ہوں اور نماز، روزہ کا شوق بڑھے، خصوصاً عورتوں کو کہ وہ گھر میں رہتی ہیں کہ انہیں یہ مسائل معلوم ہو جائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس میں یہ فائدہ بھی ہے، اور بہت سے آدمی اپنے مشاغل میں لگے رہتے ہیں، اس طرف متوجہ بھی نہیں ہوتے، نیز خود طلب اور شوق سے بے بہرہ ہو جاتے ہیں، کہ گھر بیٹھے آواز آتی ہے، حدیث پاک اور دینی مسائل سے یہ بے توجہی کہ آواز آنے کے باوجود اپنے مشاغل میں لگے رہیں، اور توجہ نہ کریں، بڑی ناقدری ہے، اگر سننے ہی کے لئے جمع ہوں، اور آواز نہ پہنچنے کی وجہ

سے لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جائے، تو دوسری بات ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۷/۹۵ھ

گھروں کی تبلیغ کا اعلان مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے

سوال:۔ (۳) محلّہ کے گھروں میں جو تبلیغ ہوتی ہے، اس کا اعلان اور گم شدہ بچے کا اعلان کرانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۳) محلّہ کے گھروں میں جو تبلیغ ہوتی ہے اس کا اعلان درست ہے، گم شدہ بچے کا اعلان خارج مسجد کیا جاسکتا ہے۔[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۱/۹۵ھ

مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر اذان کے علاوہ حمد ونعت بھی پڑھنا

سوال:۔ محلّہ حسنو کٹرہ فیض آباد میں ایک مسجد ہے جس میں محلّہ کے تمام لوگ با جماعت نماز ادا کرتے ہیں، مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اذان ہوتی ہے، بعد نماز اکثر لوگ حمدیہ اور نعتیہ کلام بھی پڑھ لیا کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مسجد کے پڑوس میں بسے ہوئے ایک مسلمان کو بظاہر لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے بڑی تکلیف ہوتی ہے، جس کے خلاف وہ برابر زبانی تحریری شکایتوں کو حاکموں تک پہنچایا کرتے ہیں، جس کی وجہ سے اہل محلّہ کو پولیس نے مارا بھی ہے، اس واقعہ کے

---

[۲] لأن المسجد ما بنی إلا لها من صلوٰة وإعتكاف وذكر شرعی، وتعليم علم، وتعلمه، وقراء ة قرآن، البحر الرائق زکریا ص ۲/۶۰ کتاب الصلوٰة، باب ما يفسد الصلوٰة وما يكره فيها، مطبوعه کوئٹه ص ۲/۳۴ غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر ص ۴/۶۳ القول فی احکام المسجد، مطبوعه کراچی.

[۱] وفی صحيح مسلم قال عليه الصلوٰة والسلام من سمع رجلاً ينشد فی المسجد ضالة فليقل لا رد الله عليك فإن المساجد لم تبن لهذا، حلبی کبیری ص ۶۱۱ فصل فی احکام المسجد مطبوعه سهيل اکیڈمی لاهور، مسلم شريف ص ۱/۲۱۰ کتاب المساجد، باب النهی عن نشد الضالة وما يقوله من سمع الناشد، مطبوعه سعد بک ڈپو ديوبند، مرقاة شرح مشکوٰة ص ۱/۴۶۸ باب المساجد، ومواضع الصلوة الفصل الثانی مطبوعه ممبئی.

بعد اہل محلّہ کو اندازہ ہوا کہ شاید یہ بات بڑھ جائے، اسلئے خاموش ہوگئے، خازن مسجد نے ان کے پاس کہلایا کہ معلوم ہوا ہے کہ لاؤڈاسپیکر کے خلاف آپ نے حاکموں تک شکایت کی ہے تو انہوں نے جوش میں آکر کہا کہ اگر یہ بات میرے اوپر ثابت ہوجائے تو مجھے پچاس جوتے ماریں ورنہ نہ ثابت کرنے والے کو سو جوتے مارونگا، دوبارہ خازن نے کہلا بھیجا کہ میں سو جوتے کھانے کو تیار ہوں، اس شرط پر کہ وہ مسجد میں آکر قسم کھالیں کہ ہم نے کوئی شکایت نہ کی ہے اور نہ کرائی ہے، بہر حال پڑوسی موصوف نے قسم کھانے سے انکار کردیا، اور کہا کہ میں مسلمان ہوں حلف نہیں اٹھاؤنگا، اب دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ جملہ مسلمانان شہران کیساتھ کیا رویہ برتیں؟ بول چال کھانا پینا اور رسم وراہ رکھیں یا نہیں؟ ساتھ یہ بھی واضح فرمائیں، کہ آیا مسجد میں مائک پر حمد ونعت واذان دیجائے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ان پڑوسی سے کہا جائے کہ ہم کو ایسی ہی خبر ملی تھی، اگر یہ خبر غلط ہے، نہ آپ نے شکایت کی اور نہ کسی سے شکایت کرائی تو اس بات میں ہمارا دل آپ کی طرف سے صاف ہے، اب یہ معاملہ ختم کردیا جائے، نہ ان سے قسم لیں، نہ سلام وکلام ترک کریں، بلکہ اخلاق ومحبت سے پیش آئیں، لاؤڈاسپیکر پر صرف پانچ وقت کی اذان کہیں جس سے مقصود لوگوں کو نماز کیلئے بلانا ہو بقیہ دوسری چیزوں کیلئے لاؤڈاسپیکر استعمال نہ کریں، ہاں کوئی جلسہ کرنا ہو تو اس وقت حمد ونعت اور تقریر ووعظ کے لئے لاؤڈاسپیکر استعمال کرلیں، پڑوسی کا خیال رکھنا بھی شرعاً لازم ہے،[1] بلا وجہ ایسا نہ کیا جائے، جس سے اذیت پہنچے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۴/۹۶ھ

---

[1] كما يستفاد أجمع العلماء سلفاً وخلفاً على استحباب ذكر الجماعة فى المساجد وغيرها إلا أن يشوّس جهرهم على نائم أو مصل أو قارىء، شامى كراچى ص۶۶۰ ج۱ كتاب الصلوة باب الاستخلاف، مطلب فى رفع الصوت بالذكر، الاشباه والنظائر ص ۱۶ ج۴ القول فى أحكام المسجد رقم القاعدة ۲۹ مطبوعه كراچى. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

مسجد کے لاؤڈاسپیکر پر نعت وغزل پڑھنا

سوال:۔ یہاں مقامی مسجد میں اذان کے لئے لاؤڈاسپیکر لگایا گیا، لیکن عشاء کے بعد روزانہ تین چار گھنٹے لوگ نعت، قصیدہ، غزل پڑھتے ہیں، اوراس کو نیک فعل بتلاتے ہیں، اس وجہ سے نماز پڑھنے والوں کو کافی دقت ہوتی ہے، کیاان کوایسا کرنا چاہئے، ان کا یہ فعل جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہ طریقہ صحیح نہیں، اس کو بند کیا جائے، اس میں مسجد کی بھی حق تلفی ہے، اور نمازیوں کی بھی[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/ ۹۸ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

تبلیغی نصاب مسجد کے مائک پر پڑھنا

سوال:۔ مسجد میں اذان اورکسی عالم کی تقریر کے لئے لاؤڈاسپیکر لگایا گیا، اب اگر اس پر قرآن کریم، نعت یا نظم یا تبلیغی نصاب یا کوئی تعلیمی کتاب پڑھی جائے تو جائز ہے یانہیں جبکہ اس وقت کچھ لوگ نماز بھی پڑھتے رہتے ہیں؟

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [2] لایدخل الجنة من لایأمن جاره بوائقه الحدیث(مشکوٰة، ص ۴۲۲/باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:. جنت میں داخل نہیں ہوگا وہ شخص جس کا پڑوسی اس کے شرور سے محفوظ نہ ہو۔

(**صفحہ ہذا**) [1] اجمع العلماء سلفاً وخلفاً علی إستحباب ذکر اللّٰہ تعالیٰ جماعة فی المساجد إلا أن یشوش جهرهم علی نائم أو مصل أو قارئ قرآن طحطاوی مع المراقی ص ۲۵۸ فصل فی صفة الأذکار الواردة، مطبوعه مصر، شرح الأشباه والنظائر ص ۱۶ ج ۴، مطبوعه ادارة القرآن کراچی، شامی کراچی ص ۶۶۰ ج ۱، مکروهاة الصلاة، مطلب فی رفع الصوت بالذکر،

الجواب حامداً ومصلیاً

تبلیغی نصاب ان لوگوں کو سنانا مقصود ہوتا ہے، جو وہاں موجود ہوں، بغیر لاؤڈ اسپیکر کے آواز ان کو پہنچ جاتی ہے، پھر کیوں لاؤڈ اسپیکر پر ان کو سنایا جاتا ہے، اس لئے اس مقصد کیلئے لاؤاسپیکر استعمال نہ کریں، خاص کر جبکہ نمازیوں کو اس سے پریشانی ہوتی ہے، زور زور سے نعت بھی لاؤڈ اسپیکر پر پڑھنے کی ضرورت نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ماہِ مبارک میں رات کو مسجد کے مائک پر نظم وغیرہ پڑھنا

سوال:۔ گاؤں میں کئی سال سے رمضان شریف کی رات میں مسجد کے لاؤڈ اسپیکر پر گانا شروع کردیتے ہیں، کبھی تقریر کرتے ہیں، کبھی نظم پڑھتے ہیں ٹائم کا اعلان کرتے ہیں، اس وقت گھر میں بہت سے لوگ تہجد اور قرآن شریف پڑھتے ہیں، ان کی نماز اور قرآن میں کافی خلل پڑتا ہے، شرعی کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اعلان کرنے سے نماز وتلاوت پر تشویش ہوتی ہے[2] مگر اعلان کرنے والے بھی اپنے اعلان کو تہجد اور تلاوت سے کم نہیں سمجھتے بلکہ زیادہ ہی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کا تہجد تنہا تنہا

---

[1] مستفاد: اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکرالجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علیٰ نائم اومصل اوقارئ (شامی کراچی، ص ۶۶۰/ ج ۱/ مکرهات الصلوٰة مطلب فی رفع الصوت بالذکر، طحطاوی علی المراقی ص ۲۵۸ فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض، طبع مصر سباحة الفکر ص ۵۲ مجموعه رسائل الکنوی طبع احمدی لکهنؤ.

[2] اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها إلا أن یشوش جهرهم علی هائم أو مصل أو قارئ، شامی کراچی ص ۶۶۰ ج ۱ مکروهات الصلوة مطلب فی رفع الصلوت بالذکر، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۲۵۸ فصل فی صفة الاذکار الواردة بعد صلاة الفرض، سباحة الفکر ص ۵۲ مجموعه رسائل الکنوی، طبع دبدبۂ احمدی لکهنؤ.

کا تہجد ہے اور ہمارے اعلان کی بدولت سب بستی والے بیدار ہوتے ہیں، بہت سے تہجد وغیرہ پڑھتے ہیں اور سحری کی اطلاع سب کو ہوجاتی ہے جس سے سب کے روزے سنت کے مطابق اور آسان ہوجاتے ہیں، اعلان کرنیوالے حضرات مانتے نہیں اپنا کام برابر کئے جاتے ہیں، ان کو سمجھایا جاسکتا ہے لڑائی ہرگز نہ کی جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وعظ میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا

سوال:۔ لاؤڈ اسپیکر مسجد میں رکھ کر اس میں وعظ ونصیحت اس نیت سے کرنا کہ جو لوگ مسجد میں نہیں آتے ان کے کانوں میں بھی دین کی باتیں پہنچ جائیں جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ بھی جائز ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۶/۵/۱۲ھ

چندہ دینے والوں کے ناموں کا اعلان مسجد کے مائک سے

سوال:۔ ایک شخص نے مسجد میں مائک وقف کیا اور اس کی نیت یہ ہے کہ اس سے مسجد کی

---

[1] واطیعو االلّٰہ ورسولہ ولاتنازعوافتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللّٰہ مع الصابرین، سورۂ انفال، پارہ ۱۰/ آیت ۴۶/

ترجمہ:۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور نزاع مت کرو ورنہ کم ہمت ہوجاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر کرو بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں (بیان القرآن)

[2] لأن المساجد ما بنی الا لھا من صلوۃ واعتکاف وذکر شرعی وتعلیم علم وتعلمہ وقرأۃ قرآن البحر الرائق کوئٹہ ص۳۴ج۲ باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیھا تحت فصل، غمز عیون البصائر شرح الاشباہ والنظائر کراچی ص۶۳ ج۴ القول فی احکام المسجد، ان المساجد بنیت لاعمال الاخرۃ مما لیس فیہ توھم اھانتھا وتلویثھا مما ینبغی التنظیف منہ ...... فما کان فیہ نوع عبادۃ ولیس فیہ اھانۃ ولا تلویث لا یکرہ والّا کرہ حلبی کبیر ص۵۶۸ فصل فی احکام المسحد مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ دیوبند.

ضروریات پوری کی جائیں، اب مسجد کے اندر ایک بڑا کام شروع کیا جارہا ہے، مثلاً فرش بنوانا بوسیدہ دیوار کا صحیح کرانا، ظاہر ہے کہ ایسے کاموں کے لئے کافی رقم کی ضرورت پڑتی ہے، لہٰذا ہم کارکنان کے مشورہ سے یہ اسکیم جاری کی ہے، کہ مائک سے اعلان کردیا جائے، اور جس کی جتنی ہمت ہووہ آکر دیتا رہے، اس میں بچے اور عورتیں اور بڑے آدمی سبھی دیتے ہیں، اور دینے والوں کے نام مائک سے بول دیئے جاتے ہیں، فقط اس نیت سے کہ دوسروں کو رغبت پیدا ہو اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں دینے کی توفیق ہو، مثلاً اس طرح بول دیتے ہیں کہ زید نے پانچ روپے یا عمر نے دس روپے دیئے، یا فاطمہ نے اپنے والد ماجد کی طرف سے ۲۰/روپئے دیئے یا کسی نے اپنے مرحوم والد کی طرف سے ۱۰/روپئے دیئے، اس طریقہ پر نام بولنا اور اعلان کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اس طرح اعلان کرنے میں ترغیب بھی ہے، اور مفسدہ بھی ہے، ترغیب تو ظاہر ہے، مفسدہ دو طرح ہے، ایک اس طرح کہ اس نام بنام اعلان کی وجہ سے لوگ تعریف کریں گے، اس تعریف کی وجہ سے بعض آدمی چندہ دیں گے، تاکہ ہمارا نام بھی بولا جائے، اور لوگ سنکر ہماری بھی تعریف کریں، سو یہ نیت اخلاص کے خلاف ہے جس سے ثواب ضائع ہوجاتا ہے[۱] دوسرے اس طرح مفسدہ ہے کہ جس نے چندہ کم دیا ہے، اس کو شرمندگی ہوگی اور لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھیں گے، عار دلائیں گے، یہ ناجائز ہے، اس لئے اعلان کی یہ صورت قابل احتراز ہے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱/۹۶ھ

---

[۱] یعنی لا تنفقوا الا ابتغاء وجه اللّٰه وهٰذا یقتضی تحریم الانفاق اذا لم یکن فیه ابتغاء وجه اللّٰه فانه اضاعة المال وذلک حرام تفسیر مظهری ص ۳۹۰ ج ۱ سورۂ بقره تحت آیت ۲۷۲، مطبوعه رشیدیه کوئٹه، تفسیر المنار ص۸۳ ج۳ مطبوعه دار الفکر بیروت، تفسیر القاسمی ص۳۴۸، ۳۴۹ الجزء الثالث، مطبوعه دار الفکر بیروت. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

فیس دیکر مسجد کے مائک سے اپنا اعلان کرانا

سوال:۔ گاؤں کے لوگ اگر اپنی کسی چیز کی بابت مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر اعلان کرائیں جبکہ مسجد کی کمیٹی اعلان کرانے کی فیس لیتی ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

درست ہے۔

تنبیہ:۔ اس کا خیال رہے کہ مسجد کو کمائی کی جگہ اور کمائی کا ذریعہ نہ بنائیں، مسجد سے علیحدہ اس کا انتظام کرلیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۹۵ھ

مسجد کے مائک سے دوسرے اعلان

سوال:۔ (۱) مسجد کے حجرے میں حدود مسجد سے باہر بغرض اذان مائک ہے، بعض اشخاص آکر یہ اعلان کراتے ہیں کہ ہمارا بچہ گم ہوگیا ہے، اس کا اعلان کرو، کیا یہ جائز ہے؟ اوران

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] عن ابی مسعود قال امرنا بالصدقة قال کنا نحامل قال فتصدق ابو عقیل بنصف صاع قال وجاء انسان بشيء اکثر منه فقال المنقاقون اللّٰه لغنی عن صدقة هٰذا وما فعل هٰذا الآخر الا ریاء فنزلت الذین یلمزون المُطّوّعین من المؤمنین فی الصدقات والذین لا یجدون الاجهدهم مسلم شریف ص۳۲۷ج۱ کتاب الزکاة، باب الحمل باجرة یتصدق بها والنهی التشدید عن تنقیص المتصدق بقلیل، روح المعانی ص۱۴۶ سورۂ توبه تحت آیت ۷۹، مطبوعه مصطفائیه دیوبند، تفسیر ابن کثیر ص۵۸۳ ج۲ مطبوعه مصطفی احمد الباز مکه مکرمه.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ولایجوز اخذ الاجرة منه والاان یجعل شیأ منه مستغلا(درمختار مع الشامی کراچی، ص۳۵۸/ ج۴/ کتاب الوقف،مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۱ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، مجمع الأنهر ص۵۹۵ج۲ کتاب الوقف، فصل، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

سے کچھ معاوضہ لے کر مسجد میں جمع کر دیا جائے؟

(۲) یا یہ اعلان کیا جائے کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے، فلاں جگہ اور فلاں وقت نماز جنازہ ہوگی، کیا یہ جائز ہے؟

الجواب حامداً و مصلیاً

(۱/۲) جو مائک اذان کیلئے ہے اس میں دوسرے اعلانات نہ کئے جائیں، نہ معاوضہ لیکر نہ بلا معاوضہ[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۷/۴/۱۴۰۱ھ

ایک مسجد کے مائک کی آواز پورے گاؤں میں جاتی ہے پھر بھی دوسری مسجد کیلئے مائک لانا

سوال: ۔ایک گاؤں میں کئی مسجدیں ہیں جن میں سے صرف ایک مسجد میں لاؤڈ اسپیکر (مائک) ہے، جب مائک میں اذان ہوتی ہے تو آواز تقریباً پورے ہی گاؤں میں پہنچ جاتی ہے، پھر بھی دوسرے محلّہ کی مسجد والے مائک لانا چاہتے ہیں، یہ اسراف ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

جب ایک مسجد کے مائک سے سب گاؤں میں اذان کی آواز پہنچ جاتی ہے اور نمازوں کے اوقات قریب ہی قریب ہیں تو دوسری مسجد میں مائک لگانا بے ضرورت ہے، اس کے لئے مسجد کا

---

[1] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی، ص ۴۳۳/ ج ۴/ کتاب الوقف مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، شامی زکریا ص ۶۴۹ ج ۶، والنهر الفائق ص ۳۲۵ ج ۳ کتاب الوقف، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۴۵ ج ۵ کتاب الوقف.

پیسہ صرف نہ کیا جائے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۹۴ھ

مسجد کے مائک پر اعلان جبکہ اس کے پھول مسجد کے مناروں پر لگے ہوں

سوال:۔ مسجد کا مائک لوگوں کے چندہ سے خریدا گیا ہے، اور خریدنے والوں کی نیت یہ تھی کہ اعلان کیا کریں گے، مائک مسجد کے حجرے میں رکھا ہوا ہے، اور اس کے لاؤڈ اسپیکر کے پھول مسجد کے میناروں پر ہیں، تو کیا اعلان کرنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اذان کے علاوہ کوئی اور اعلان کرنا چاہتے ہیں تو اس جگہ اعلان نہ کریں، مثلاً کسی گم شدہ چیز کو تلاش کرنا ہو یا کسی اور بات کی خبر دینی ہو جس کا تعلق نماز اور مسجد سے نہ ہو تو خارج مسجد یہ کام کریں، مینارہ پر مائک کے پھول اس کے لئے استعمال نہ کریں[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۹۴ھ

---

[۱] مستفاد: ویجوز ان یبنی منارة من غلة وقف المسجد ان احتاج الیها لیکون اسمع للجیران وان کانوا یسمعون الا ذان بدون المنارة فلا (عالمگیری ،کوئٹہ،ص۴۶۲/ ج۲/ کتاب الوقف،الباب الحادی عشرفی المسجد، المحیط البرهانی ص۱۳۵ ج۹ کتاب الوقف، نوع آخر فی المسائل التی تعود الی الوقف علی المسجد، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، قاضی خان علی الهندیة کوئٹه ص ۲۹۱ ج۳ کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً.

[۲] ویکره الاعطاء مطلقاً وقیل ان تخطی وانشادضالة هی الشئی الضائع وانشاد ها السوال عنها وفی الحدیث اذا رائیتم من ینشد ضالة فی المسجد فقولوا لاردها الله علیک (درمختار مع الشامی کراچی، ص۶۶۰/ج۱/ مکروهات الصلوٰة ،قبیل مطلب فی انشاد الشعر ، مشکوٰة شریف، ص۶۸/کتاب الصلوٰة ،باب المساجد ،مطبوعه اصح المطابع دیوبند، حلبی کبیر ص ۲۱۰،۲۱۱ فصل فی احکام المساجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، ونادی علیها حیث وجدها وفی المجامع الا انه ینادی علی ابواب المساجد لا فیها حاشیة الطحطاوی علی الدر ص ۱۵۰ ج۲، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں پیسہ دینے والے کا اعلان مسجد کے مائک سے

سوال:۔ مسجد میں چندہ دینے والوں کا نام اگر لاؤڈ اسپیکر پر لیا جائے تا کہ دوسروں کو بھی رغبت ہو اور مسجد کو پیسہ کی سخت ضرورت بھی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اہل مسجد کو اس پر معاوضہ لینا درست ہے، دینے والا رضا مندی سے معاوضہ دیتا ہے تو نفس استعمال لاؤڈ اسپیکر کے معاوضہ میں مضائقہ نہیں [1] لیکن اعلان کرانے والے کا اگر مقصد یہ ہے کہ میرا نام سب کو معلوم ہو جائے کہ اس نے اتنا پیسہ دیا ہے تو یہ مقصد غلط ہے، شہرت اور ناموری کی نیت سے مسجد میں پیسہ دینا اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں [2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

روپیہ لیکر مسجد کے مائک پر اعلان کرنا

سوال:۔ مسجد کے مائک پر جو اعلان کیا جاتا ہے، اس کے لئے جو ایک روپیہ لیا جاتا ہے، وہ اعلان کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) کتاب اللقطة مطبوعه دار المعرفة بيروت. الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۴۳۶ ج۶ کتاب اللقطة، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۵۲ ج۵ کتاب اللقطة.

(صفحہ ہذا) [1] لا يحل مال إمرإ إلا بطيب نفس منه، مشکوٰة ص۲۵۵، كتاب الغصب، طبع دار الكتاب ديوبند، كنز العمال ص۹۲ ج۱ رقم الحديث ۳۹۷ الكتاب الاول، الفرع الثانى فى احكام الايمان المتفرقة، طبع مؤسسة الرسالة بيروت.

[2] قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سمع سمع الله به ومن يرائى يرائى الله به (مشکوٰة شريف، ص ۴۵۴/كتاب الأداب ،باب الرياء والسمعة دار الكتاب ديوبند)

ترجمہ:۔ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی عمل سنانے کیلئے کرے اور شہرت دینے کے لئے کرے اللہ تعالیٰ اس کے عیب کو مشہور کرے گا اور جو شخص کوئی عمل دکھانے کے لئے کرے گا، خدا اس کو ریا کاروں کی سزا دکھائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں مائک پر اعلان کرنے کا روپیہ لینا درست نہیں [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۹/۹۹ھ

[1] ولایجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیأ منه مستغلاً ولاسکنی (درمختار مع الشامی کراچی، ص ۳۵۸/ج۴/ کتاب الوقف ،مطلب فی احکام المسجد، بحر کوئٹه ص ۲۵۱ ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، مجمع الأنهر ص۵۹۵ ج۲ کتاب الوقف، فصل إذا بنی مسجداً، طبع بیروت.

فصل سوم: مسجد میں رہائش

مسجد کی چھت پر امام کی رہائش گاہ بنانا کیسا ہے

سوال:۔ ایک مسجد سہ منزلہ ہے اس میں امام اور مؤذن کے رہنے کی کوئی جگہ نہیں ہے، نیز مسجد کے احاطہ میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے کہ جہاں امام اور مؤذن کے لئے کمرے برائے رہائش بنائے جاسکیں، ایسی صورت میں مسجد کے کم حصہ یا پوری چھت پر کمرہ یا کمرے برائے دینی مدرسہ ورہائش طلباء بنانا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اجازت نہیں۔ کذا فی البحر الرائق[1] ص ۲۵۱ / ج ۵ /۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جس کوٹھری کی چھت کو مسجد بنا دیا گیا اس میں رہائش

سوال:۔ مسجد جس کا فرش تقریباً پانچ گز اونچا ہے، اور مسجد کے بائیں جانب کو ایک حجرہ تھا، بالکل مسجد کی دیوار سے ملا ہوا اور اس حجرہ کے نیچے دو کوٹھری ہیں، اس کوٹھری کو واضع نے امام کی رہائش کے لئے بنائی تھی، تاکہ مع اہل وعیال کے رہے، اب چند سال بعد حجرہ کی دیوار توڑ کر کوٹھری کی چھت اور مسجد کے صحن کو ایک کرلیا گیا ہے، اور مسجد کا حکم متولی مسجد نے لگایا ہے تاکہ صف لمبی

---

[1] لوجعل مسجدا ثم ارادان یبنی فوقه بیتا للامام اوغیره هل له ذٰلک قلت قال فی التاتارخانیة اذا بنی مسجداً وبنی غرفة وهوفی یده فله ذلک وان کان حین بناه خلیٰ بینه وبین الناس ثم جاء بعدذٰلک یبنی لایترکه اذاقال عنیت ذٰلک فانه لایصدق(بحر،مکتبه ماجدیه، کوئٹه، ص ۲۵۱/ ج۵/ کتاب الوقف فصل فی احکام المساجد)، الدر المختار مع الشامی کراچی ص۳۵۸ج۴ کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، النهر الفائق ص ۳۳۰ج۳ کتاب الوقف، فصل، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

ہو سکے، اور اوپر سارا صحن مسجد کے حکم میں اور نیچے رہائش کی کوٹھری، آیا اب امام صاحب کا اسی کوٹھری میں رہنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر کوئی جواز کی شکل ہو تو ضرور ارشاد فرمائیں، اور اگر نہیں ہے تو اپنے تصرف میں کسی طریقہ سے لا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور جواب تک امام بغیر تحقیق کے کوٹھری کے اندر رہا ہے، گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو جگہ مسجد قرار دیدی جائے وہ اوپر نیچے سب ہی مسجد ہے، اب امام صاحب کو ان کوٹھریوں میں رہائش کی اجازت نہیں، جن کی چھت کو صحن مسجد بنا دیا گیا ان میں مسجد کا سامان، صف وغیرہ رکھ سکتے ہیں، ناواقفیت سے جو کچھ کیا اس سے استغفار کریں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

امام سابق ضعیف العمر کا تعاون اور مکان مسجد میں ان کی رہائش

سوال:۔ ضلع میرٹھ میں ایک قصبہ انچولی ہے اسمیں ایک مسجد ہے جسمیں چالیس سال سے ایک امام صاحب متعین تھے، انہوں نے فرائض امامت بہت خوبی سے انجام دیئے، اب ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے وہ معذور ہیں، ان کی جگہ دوسرے امام متعین ہو چکے ہیں، دوسال تک تمام مقتدیوں نے انکی اسطرح خدمت کی جس طرح امام ہونے کی صورت میں کرتے ہیں، مسجد کا ایک مکان ہے جس میں وہ رہتے ہیں، اب تنازع مابین المقتدیین یہ واقع ہوگیا کہ امام اول کی اعانت

[1] وکرہ تحریما الوطء فوقہ والبول والتغوط لأنہ مسجد إلی عنان السماماء وکذا إلی تحت الثری کما فی البیری، الدر المختار علی الشامی کراچی ص۶۵۶ ج۱ کتاب الصلوۃ، باب ما یفسدالصلاۃ الخ، مطلب فی احکام المسجد، سکب الأنہر ص۱۹۰ ج۱ کتاب الصلوۃ فصل فی المکروہات، طبع بیروت، فتح القدیر ص۴۲۰ ج۱ باب ما یفسد الصلاۃ، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

کیجائے، یا نہ کی جائے، مقتدی تین قسم کے ہوگئے ہیں امام اوّل مکان میں اسی طرح مقیم رہے جس طرح سے رہتے چلے آئے ہیں، اور انکا تعاون حسب حیثیت کیا جائے، اور وہ لوگ تعاون کررہے ہیں، امام صاحب کو فوراً مکان سے علیحدہ کردیا جائے، اور اس قسم کا تعاون ان سے روانہ رکھا جائے، مذبذب میں محلّہ کے مقتدی اعلان کرتے ہیں کہ امام کو کھلانا پلانا بالکل حرام ہے، دریافت طلب امر یہ ہے کہ امام اول کو مسجد کے مکان میں رہنا اور انکی اعانت کرنا شرعاً کیسا ہے آیا جائز ہے یا حرام؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس امام نے مدت دراز تک خدمت انجام دی اور اب وہ ضعیف العمر ہوا سکا لحاظ خدمات دینیہ اور ضعف کی وجہ سے ضروری ہے، اہل محلّہ کو چاہئے کہ باہمی مشورہ کرکے ان کے مکان میں رہنے کا انتظام کریں[1] اگر مکان کو خالی کرانا ہو اور مسجد کو ضرورت ہو تو ان کے لئے دوسرا مکان تجویز کردیں، ورنہ مسجد ہی کے مکان میں رہنے دیں، البتہ مکان کا کرایہ چندہ کرکے دیدیا کریں[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

آمدنی کیلئے مسجد کی چھت پر فیس لے کر مسافروں کو ٹھہرانا

سوال:۔ اگر مسجد مذکور کی کوئی ایسی آمدنی نہ ہو جو مسجد کے اخراجات کے لئے کافی ہو تو کیا ایسی صورت میں اگر بالائی چھت پر مسافروں کے واسطے کمرے بنادیئے جائیں اور آمدنی بڑھانے کے لئے ان مسافروں سے کرایہ وصول کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] حامل القرآن حامل راية الاسلام من اكرمه فقد اكرم الله ومن اهانه فعليه لعنة الله فيض القدير ص۳٦۸ ج۳ رقم الحديث ۳٦۲۰ حرف الحاء مطبوعه دار الفكر بيروت.

[2] لاتجوز اعارة الوقف والا سكان فيه (عالم گيرى ،كوئٹه ،ص۴۲۰/ج۲/ كتاب الوقف الباب الخامس، الدر المختار على الشامى زكريا ص ۵۳۹ ج٦ كتاب الوقف، قبيل مطلب فى شرط واقف الكتب ان لا تعار إلا برهن مجمع الأنهر ص ۵۸۲ ج۲ كتاب الوقف، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداًومصلیاً

اسکی بھی اجازت نہیں [۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۷/۹۶ھ

مسجد کی کوٹھری میں عورت کو رکھنا

سوال:۔ میں نے بڑی مشکل سے ایک مسجد کی کوٹھری جس میں ایک پلنگ کی جگہ ہے کرایہ پر لی ہے، اس کوٹھری کو لینے کی میری غرض صرف اس کے سوااور کچھ نہیں کہ میں کسی غریب بیوہ شریف دیندار سے عقد کروں، چنانچہ میں نے اس سلسلہ میں کوشش بھی شروع کر رکھی ہیں لیکن محلّہ کے کچھ لوگ اس کوٹھری میں زنانہ رکھنے کو ناجائز اور خلاف شرع کہتے ہیں، اس لئے میرا عقد کرنے اور کرانے سے کتراتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ پہلے گھر کا انتظام کرلو پھر نکاح کا انتظام کرنا، مسجد کا نقشہ اس طرح پر ہے کہ جو کوٹھری میں نے لے رکھی ہے، اس کا دروازہ باہر کی طرف سڑک پر نالی سے ذرا اوپر ہے اور مسجد کا دروازہ اس کوٹھری کے دروازے سے دوگز چارگرہ کے فاصلہ پر ہے، اس دروازہ کے اندر داخل ہوتے ہی دوگز چارگرہ پر میری کوٹھری کا روشن دان نما جنگلہ ہے اور یہیں پر نمازی جوتے اتارتے ہیں، اور جہاں پر نمازی جوتا اتارتے ہیں ہیں یہیں پر کوٹھری کی پشت ہے، براہ کرم مطلع فرمادیں کہ شرعاً عورت کو اس کوٹھری میں رکھ سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداومصلیاً

اس کوٹھری میں جانے کا دروازہ مسجد سے علیحدہ باہر سڑک کی طرف ہے تو اس میں زنانہ

---

[۱] ولا یجوز اخذ الاجرة منه ولا ان یجعل شیئا منه مستغلا، در مختار مع الشامی کراچی، ص۳۵۸ج۴ کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق کوئٹه ص۲۵۱ج۵ کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، مجمع الأنهر ص۵۹۸ج۲ کتاب الوقف، فصل، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

E:\F.M.Fainal\Jild-22\Masjid Men Rihaish

کیساتھ رہنا منع نہیں[1] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۵/۹۰ھ

امام کا اہل وعیال اور مویشی کو مسجد میں رکھنا

سوال:۔ کیا کسی ایسے شخص کو جو کسی دوسرے مقام پر امامت کرتا ہو وہ کسی بھی دوسری مسجد کو اپنے اہل وعیال، مویشی اور دیگر ضروریات خانگی کے لئے استعمال کرسکتا ہے، بالفرض اس نے مسجد میں روشنی وغیرہ پر خرچ کیا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں اہل وعیال کو رکھنا اور مویشی وہاں باندھنا جائز نہیں[2] مسجد نماز اور ذکر اللہ کیلئے ہے ان کاموں کے لئے نہیں[3] ظالموں اور کافروں کی طرح خانہ خدا پر قبضہ کرنا اور ان کو دلیلیں پیش کرنا

---

[1] فقہاء نے امام کے لئے مسجد کے اوپر کے حصے میں حجرہ بنانے کو درست قرار دیا ہے اور اس کو مصالح مسجد میں شمار کیا ہے تو مسجد سے خارجی حصہ میں بنے ہوئے حجرہ میں امام کا اہل خانہ کے ساتھ رہنا بھی درست ہے، **يستفاد مما يلي، لو بنى فوقه بيتاً للامام لا يضرّ لانه من المصالح، الدر المختار مع الشامي زكريا ص۵۴۸ ج۶ كتاب الوقف، مطلب في احكام المسجد، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۱ ج۵ كتاب الوقف فصل في احكام المسجد.** نیز حجرہ کا دروازہ باہر سڑک کی طرف ہونے کی وجہ سے نہ بے پردگی ہوگی اور نہ ہی حیض وجنابت کی حالت میں مسجد سے گذرنا پایا جائے گا جس کی ممانعت ہے **يستفاد مما يلي. "قوله دخول مسجد اى يمنع الحيض دخول المسجد وكذا الجنابة ...... المنع من دخولهما المسجد بان لا يكون عن ضرورة فقال وحرم على الجنب دخول المسجد ولو للعبور إلّا لضرورة كأن يكون باب بيته الى المسجد وهو حسن وان خالف اطلاق المشايخ وينبغي ان يقيد بكونه لا يمكنه تحويل بابه الى غير المسجد وليس قادرا على السكنىٰ في غيره كما لايخفىٰ، البحر الرائق كوئٹه ص۱۹۵ ج۱ باب الحيض.**

[2] **ولاان يجعل شيئاً منه مستغلاً ولا سكنى (درمختار مع الشامي كراچی ،ص ۳۵۸/ج۴/ كتاب الوقف مطلب في احكام المسجد)، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۵۱ ج۲ كتاب الوقف فصل في احكام المسجد، الدر المنتقى مع مجمع الأنهر ص۵۹۴ ج۲ كتاب الوقف، تحت فصل مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.** (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

خطرناک صورت ہے، کہیں وہی انجام نہ ہو جو ان ظالموں کیلئے تجویز ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بقیہ صفحہ گذشتہ ۳؎ لان المسجد مابنی الا لها من صلاة واعتكاف وذكر شرعی وتعليم علم وتعلمه وقرأة قرآن (بحر كوئٹه ،ص ۳۴/ج ۲/ كتاب الصلوٰة ،باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها ،فصل لمافرغ الخ)، حلبی كبير ص ۶۱۱ فصل فی احكام المسجد مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر كراچی ص۶۳ ج۴ القول فی احكام المسجد.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل چہارم: مسجد میں سونا اور ٹھہرنا

مسجد میں سونا

سوال:۔ایک شخص ایسا ہے جس کے مکان بھی ہے، اہل وعیال بھی ہیں، وہ ہمیشہ بجائے گھر کے مسجد میں سوتا ہے، مسجد کو گویا اس نے اپنا مکان سمجھ رکھا ہے، حالانکہ وہ اپنا سامان نہیں رکھتا علاوہ بستر کے تو کیسا ہے اور اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مستقلاً مسجد کو مکان بنانا اور وہاں رہائش اختیار کرنا نہیں چاہئے، یہ مکروہ اور احترام مسجد کے خلاف ہے[۱]، لیکن اگر کسی پر نیند کا غلبہ ہو اور اسکی جماعت ترک ہوتی یا نماز قضا ہو جاتی ہے، اور مسجد میں سونے سے نماز با جماعت کی پابندی نصیب ہوتی ہے، یا تہجد کی توفیق ہوتی ہے، یا مسجد کی حفاظت مقصود ہے، یا کوئی اور دینی ضرورت ہے جو بغیر مسجد میں سوئے حاصل نہیں

[۱] ویکرہ النوم والا کل فیہ لغیر المعتکف (الھندیہ، کوئٹہ، ص ۳۲۱/ ج۵/ کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلۃ، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۲/۴۳۵، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، مطلب فی الغرس فی المسجد، مطبوعہ دیوبند، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور)

ہوتی تو اس کیلئے اجازت بھی ہے، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دینی ضرورت کیلئے مسجد میں سوتے تھے[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ جامع العلوم کانپور

مسجد میں سونا

سوال:۔ مسجد میں امام ہو یا محلّہ کا کوئی شخص ہو چارپائی بچھا کر روزمرہ سونا کیسا ہے حالانکہ حجرہ اور سونے کی جگہ موجود ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب دوسری جگہ موجود ہے تو پھر مسجد میں سونا اور وہ بھی روزمرہ سونا مکروہ ہے اس سے بچنا چاہئے[۲] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۶/۵۷ھ

---

[۱] نافع قال اخبرنی عبد اللہ بن عمر انہ کان ینام وھو شاب اعزب لا اھل لہ فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بخاری شریف ص ۶۳/۱، کتاب الصلوۃ، باب نوم الرجال فی المسجد، اشرفی بکڈپو دیوبند، وفی عمدۃ القاری، ذکر ما یستنبط منہ وھو جواز النوم فی المسجد لغیر الغریب واختلف العلماء فمن رخص فی فیہ ابن عمر وقال کنا نبیت فیہ ونقیل علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن سعید بن المسیب والحسن البصری الی قولہ فروی عن ابن عباس قال لایتخذوا المسجد مرقدا وروی عنہ انہ قال ان کنت تنام فیہ لصلاۃ فلا بأس عن الحسن قال رأیت عثمان بن عفان ناما فیہ لیس حولہ احد وھو امیر المؤمنین قال وقد نام فی المسجد جماعۃ من السلف بغیر محذور الخ، عمدۃ القاری ص ۱۹۸/۲، الجزء الرابع، باب نوم الرجال فی المسجد، دار الفکر بیروت.

[۲] ویکرہ النوم والاکل فیہ لغیر المعتکف (عالمگیری کوئٹہ ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس، فی آداب المسجد والقبلۃ، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور، شامی زکریا ص ۲/۴۳۵، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، مطلب فی الغرس فی المسجد، مطبوعہ دیوبند)

مسجد میں سونا

سوال: ۔مسجد میں سونا عوام کو یا خواص کو چارپائی یا بغیر چارپائی کے بوڑھا ہو یا جوان درست ہے یا نہیں مع حوالہ کتب مع تشریح لکھا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

معتکف کو اور ایسے مسافر کو جس کا کہیں ٹھکانہ نہ ہو درست ہے چارپائی پر ہو یا بغیر چارپائی کے جوان ہو یا بوڑھا ہو اوروں کو احتیاط چاہئے کہ مسجد کے اندر سونا مکروہ ہے "**ویکره النوم والاكل فيه اى المسجد لغير المعتكف واذا ارادان يفعل ذٰلک ينبغى ان ينوى الاعتكاف فيدخل فيه ويذكر الله تعالىٰ بقدر مانوىٰ ولابأس للغريب ولصاحب الدار ان ينام فى المسجد فى الصحيح من المذهب والاحسن ان يتورع فلاينام**اھ **عالمگیری** اھ، ص ۳۲۱/ج۵/[1] بعض صحابہ کرامؓ سے بعض اوقات مسجد میں سونا ثابت ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق منقول ہے، "**انه كان ينام وهو شاب اعزب لااهل له فى مسجد النبى صلى الله عليه وسلم**"[2] ہمارے علماء نے اس کو ضرورت پر محمول کیا ہے۔ کذا فی فیض الباری[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] **هنديه كوئٹه ص ۳۲۱/۵، كتاب الكراهية ،الباب الخامس فى اٰداب المسجد.**

[2] **بخارى شريف ص ۶۳/ج ۱/ كتاب الصلوٰة، باب نوم الرجال، فى المسجد. مطبوعه مكتبه اشرفيه ديوبند. ترجمه:** -حضرت ابن عمرؓ جس وقت نوجوان تھے اور آپ کی شادی نہیں ہوئی تھی، مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سویا کرتے تھے۔

[3] **وهوشاب اعزب ،قلت ،ولاتمسک فيه لان ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنه كان احوج الناس وافقر من الغرباء لم يكن له بيت ولاشئى فاذا جاز للغريب ان ينام فى المسجد فكيف به (فيض البارى شرح البخارى ص ۴۹/۲، كتاب الصلوٰة، باب نوم الرجال، خضرراه ديوبند)**

مسجد میں سونا، آرام کرنا، اعتکاف کرنا

سوال: ۔(۱) مسجد میں داخلہ کے وقت اعتکاف کر سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) مسجد میں بستی کا کوئی شخص یا مسافر آرام کرسکتا ہے یا نہیں؟ یا جماعتیں اکثر آیا کرتی ہیں، یہ آرام کرسکتی ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد نماز کی جگہ ہے، سونے اور آرام کرنے کی جگہ نہیں ہے جو مسافر پردیسی ہو یا کوئی معتکف ہو اس کے لئے گنجائش ہے، جماعتیں عموماً پردیسی ہوتی ہیں، یا پھر وہ مسجد میں رات کو رہ کر تسبیح ونوافل میں بیشتر مشغول رہتی ہیں، کچھ دیر آرام بھی کر لیتی ہیں، اس طرح اگر ان کے ساتھ مقامی آدمی بھی شب گزاری کریں تو نیت اعتکاف کرلیا کریں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۴/۲۴ھ

فجر کی سنت پڑھ کر لیٹنا

سوال: ۔ میں کبھی کبھی کھانا کھا کر اور کبھی قبل فجر تھوڑی دیر جب جماعت میں دیر ہوتی ہے تو بوجہ کمزوری لیٹ جاتا ہوں، مسجد میں اعتکاف کی نیت سے؟

---

[۱] ویکرہ النوم والا کل فیہ لغیر المعتکف واذا اراد ان یفعل ذٰلک ینبغی ان ینوی الا عتکاف فیدخل فیہ ویذکر اللّٰہ تعالیٰ بقدر مانوی ویصلی ثم یفعل ماشاء ولابأس للغریب ولصاحب الدار ان ینام فی المسجد فی الصحیح من المذھب والا حسن ان یتورع فلا ینام (الھندیہ مصری، ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراھیۃ الباب الخامس فی اداب المسجد، شامی زکریا ص ۲/۴۳۵، باب مایفسد الصلوۃ، ومایکرہ فیھا مطلب فی الغرس فی المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سھیل اکیڈمی لاھور)

الجواب حامداً ومصلیاً

جماعت کے انتظار میں سنت پڑھ کر یا پہلے مسجد میں جبکہ کمزوری کی وجہ سے بیٹھنا دشوار ہو کچھ دیر کے لئے لیٹ جانے میں مضائقہ نہیں خاص کر اعتکاف کی نیت کر کے مگر اس طرح ہو کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں نفلی اعتکاف

سوال:- رمضان المبارک کے مہینہ کے علاوہ دوسرے ایام میں نفلی اعتکاف کی نیت سے مسجد میں اعتکاف کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

نفلی اعتکاف بغیر رمضان کے بھی ہوسکتا ہے، اور ایسے معتکف کو بھی مسجد میں قیام کرنا درست ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ویکرہ النوم والاکل فیہ لغیر المعتکف واذا ارادان یفعل ذلک ان ینوی الاعتکاف فیدخل فیہ (عالمگیری کوئٹہ ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس، فی آداب المسجد والقبلۃ، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، سھیل اکیڈمی لاھور، شامی زکریا ص ۲/۴۳۵، باب مایفسد الصلوۃ، ومایکرہ فیھا، مطلب فی الغرس فی المسجد)

[2] ھو لبث ذکر فی مسجد جماعۃ (الی قولہ) وھو ثلاثۃ اقسام واجب بالنذر وسنۃ مؤکدۃ فی العشر الاخیر من رمضان ومستحب فی غیرہ من الازمنۃ (درمختار مع الشامی نعمانیہ ص ۲/۱۲۹، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، زیلعی ص ۱/۳۴۸، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، مطبوعہ امدادیہ ملتان، اذا دخل المسجد بنیۃ الاعتکاف فھو معتکف ما اقام تارک لہ اذا خرج، البحرالرائق ص ۲/۳۰۰، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، تحت فصل، ماجدیہ کوئٹہ، مجمع الانھر ص ۱/۳۷۷، باب الاعتکاف، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

مسجد میں قیام وغیرہ

سوال:۔ مسجد میں کپڑے، دھان وغیرہ سوکھانا، رات میں آرام کے طور پر استعمال کر کے اس کو اور جائے نماز کو پیشاب سے ناپاک کرنا کیسا ہے؟ شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دھان وغیرہ سکھانے کیلئے خود مدرسہ موجود ہے مسجد میں یہ کام نہ کریں[1]، ایسے بچوں کو نہ لیٹنے اور بیٹھنے دیں جو پیشاب کر کے مسجد اور جائے نماز کو ناپاک کر دیں، ان کیلئے مسجد کے خارج میں انتظام کیا جائے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

امام کا مسجد میں چارپائی بچھا کر لیٹنا

سوال:۔ جس مسجد میں امام کے رہنے کے لئے کمرہ نہ ہوتو وہاں امام سردی گرمی وبرسات میں چارپائی بچھا کر مسجد میں لیٹ سکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] فماكان فيه نوع عبادة وليس فيه اهانة ولاتلويث لايكره والا كره (حلبى كبيرى ص ۶۱۱، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، يكره كل عمل من عمل الدنيا فى المسجد، (هندية كوئٹه ص ۵/۳۲۱، كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد)

[2] ويحرم ادخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم (درمختار مع الشامى كراچى ص ۶۵۶، ج ۱/ مكروهاة الصلوٰة، مطلب فى احكام المسجد، اشباه ص ۲۰۲، الفن الثالث، القول فى احكام المسجد، مطبوعه دارالاشاعت دهلى، حلبى كبير ص ۶۱۰، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه لاهور)

P

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Masjid Men Sona & Thaharna

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد کے احترام کے خلاف اور دوسروں کیلئے موجب توحش ہے آج کل مسجد میں چار پائی بچھانے کو مسجد کی بے ادبی تصور کیا جاتا ہے[1]، ایسے مسائل میں عرف کا لحاظ چاہئے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مسجد میں ٹھہرنا اور پنکھا استعمال کرنا

سوال: ۔مسجد میں کون لوگ قیام کر سکتے ہیں اسی طرح مسجد کے اندر رات بھر پنکھا چلا کر بجلی کا استعمال کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ اسی طرح مسجد کے اندر بجلی اور پنکھے رات کے کون سے حصہ تک چلانا، استعمال کرنا مسئلہ سے ثابت ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص معتکف ہو یا مسافر ہو اور اسکا کہیں ٹھکانہ نہ ہو اسکو مسجد میں ٹھہرنے کی اجازت ہے[2]، اور جو شخص نماز تہجد و فجر کے اہتمام کی خاطر مسجد میں رہے اس کیلئے بھی اجازت ہے، لیکن اپنے لئے مسجد کو آرام گاہ نہ بنایا جائے، مسجد کا پنکھا اور مسجد کی روشنی اصالۃً نماز کے لئے ہے،

---

[1] مستفاد :فماکان فیه نوع عبادة ولیس فیه اهانة ولاتلویث لایکره والا کره (حلبی کبیری سهیل اکیڈمی لاهور ص ۶۱۱ / فصل فی احکام المسجد)

[2] ویکره النوم والأکل فیه لغیر المعتکف ولابأس للغریب ولصاحب الدار ان ینام فی المسجد بحذف (الهندیه کوئٹه ص ۳۲۱/ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی اداب المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۲، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، الدارالمختار مع الشامی ص ۲/۴۵۳، مطبوعه زکریا دیوبند)

جب تک نمازی عامۃً نماز پڑھتے ہیں اس وقت تک استعمال کریں، اگر علاوہ نماز کے دیگر مقاصد کیلئے استعمال کریں تو اس کے معاوضہ میں مسجد کی خدمت بھی کردیا کریں، فتاویٰ عالمگیری میں چراغ مسجد کے متعلق مسئلہ مذکور ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۶/۱۴۰۶ھ

not found.

[1] ولووقف علی دھن السراج للمسجد لایجوز وضعه جمیع اللیل بل بقدر حاجة المصلین (عالمگیری کوئٹه ص ۴۵۹/ج ۲/ کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، البحرالرائق کوئٹه ص ۵/۲۵۰، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، خانیه علی هامش الهندیة کوئٹه س ۳/۲۹۹، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجداً)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل پنجم: مسجد میں خرید وفروخت

مسجد میں خرید وفروخت

سوال:۔ مسجد میں خرید وفروخت جائز ہے کہ نہیں؟ اگر جائز ہے تو کس صورت میں اور کس وقت، کیونکہ یہاں پر مدارس کے علاقہ میں علماء ہوں یا غیر علماء ان کو اگر کوئی کتاب فروخت کرنی ہوتی ہے تو وہ مسجد میں آ کر تقریر کریں گے، اور اس کتاب کے فضائل بیان کریں گے، اور آخر میں اس کی قیمت بتا کر مسجد میں خرید وفروخت شروع کردیں گے، اور ایسے ہی ایک صاحب نے ایک نقش تیار کر کے ممبر کے اوپر رکھ دیا اور اس کو فریم کرایا اور اس کے فضائل اپنی تقریر میں بیان کئے، کہ اس میں باری تعالیٰ کے اسماء ہیں اور اس کو اخیر میں انہوں نے تین تین روپے میں فروخت کردیا، مسجد کے اندر یہ عمل کیا؟

الجواب حامداً ومصلیاً:۔

مسجد میں خرید وفروخت اس طرح بھی ناجائز ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند ۹/۲۲/۹۲ھ

[1] نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن تناشد الاشعار في المسجد وعن البيع...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں تجارت کرنا

سوال:۔اندرون مسجد کاروبار یا دوکان بنا کر تجارت کرنا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو جگہ نماز کیلئے وقف کی گئی ہے اس جگہ کو کاروبار تجارت وغیرہ کے لئے متعین کرنا اور وہاں تجارت کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں[1]، جو جگہ نماز کیلئے نہیں اور مسجد کی مصالح کیلئے وقف ہے، اوراس جگہ کو دوکان وغیرہ بنانے میں مسجد کے احترام اوراس کی تعمیر وغیرہ میں فرق نہ آئے، تو اسکو مسجد کی آمدنی وآبادی کے لئے کرایہ پر دینا درست ہے[2]، مسجد کا اندرونی حصہ یا صحن (بیرونی حصہ) ہوسب کا ایک ہی حکم ہے، کسی جگہ بھی وہاں تجارت کرنا یا کرایہ پر دینا شرعاً

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ....والاشتراء (مشکوۃ شریف ص ۷۰، باب المساجد، ومواضع الصلاۃ، الفصل الثانی، مطبوعه دارالکتاب دیوبند. حرمة المسجد خمسة عشر الثالث ان لایشتری ولایبیع (عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۱/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی اٰداب المسجد، حلبی کبیر ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، شامی زکریا ص ۲/۴۳۴، باب مایفسد الصلوة، قبیل مطلب فی رفع الصوت بالذکر،

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] نهی رسول الله ﷺ نهی عن تناشد الاشعار فی المسجد وعن البیع والاشتراء (مشکوة شریف ص ۷۰، باب المساجد، ومواضع الصلاة، الفصل الثانی، مطبوعه دارالکتاب دیوبند. ابوداؤد شریف ص ۱/۱۵۴، کتاب الصلوة، باب التحلق یوم الجمعة، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند) وکره لغیرالمعتکف البیع مطلقا (مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۸۰، باب الاعتکاف، النهرالفائق ص۲/۴۷، باب الاعتکاف، طبع دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۱/۳۵۱، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] قیم یبیح فناء المسجد لیتجر فیه القوم او یضع فیه سررا آجره لیتجر فیها الناس فلا بأس اذا کان لصلاح المسجد ویعذر المستاجر ان شاء الله تعالیٰ اذا لم یکن مر العامة، البحرالرائق کوئٹه ص ۵/۲۴۹، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد.

درست نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱/۸۸ھ

مسجد میں خرید وفروخت

سوال: ۔ کسی شخص کا مسجد میں خرید وفروخت کرنا کیسا ہے اگر جائز ہے تو کن کن چیزوں کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں خرید وفروخت منع ہے[2]، صرف معتکف کو اتنی اجازت ہے کہ ضروری چیز کا معاملہ اس شخص سے کرلے جو مسجد میں آیا ہو، اس طرح کہ سامان ساتھ نہ ہو مسجد میں سامان رکھ کر

---

[1] قیم المسجد لایجوز له ان یبنی حوانیت فی حدالمسجد اوفی فنائه لان المسجد اذاجعل حانوتاومسکنا تسقط حرمته وهذ الایجوز والفناء تبع المسجد فیکون حکمه حکم المسجد (الهندیه ،کوئٹه،ص ۴۶۲/ج ۲/ کتاب الوقف ،الفصل الثانی من الباب الحادی عشر، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۳/۲۹۳، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داراه مسجدا، البحرالرائق، کوئٹه ص ۵/۲۴۹، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، المحیط البرهانی ص۹/۱۳۷، کتاب الوقف، نوع آخر فی مسائل التی تعود الی قیم المسجد، مطبوعه ڈابھیل)

[2] نهی رسول الله ﷺ نهی عن تناشد الاشعار فی المسجد وعن البیع والاشتراء (مشکوة شریف ص ۷۰، باب المساجد، ومواضع الصلاة، الفصل الثانی، مطبوعه دارالکتاب دیوبند. ابوداؤد شریف ص ۱/۱۵۴، کتاب الصلوة، باب الخلق یوم الجمعة، مطبوعه سعد بکڈپو دیوبند) وکره لغیرالمعتکف البیع مطلقا (مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۸۰، باب الاعتکاف، النهرالفائق ص۲/۴۷، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص ۱/۳۵۱، باب الاعتکاف، مطبوعه امدادیه ملتان.

اسکو خریدنا یا فروخت کرنا معتکف کیلئے بھی درست نہیں بلکہ مکروہ ہے، ردالمحتار[1]، ص۱۳۴ / ج ۲ /

فقط اللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

غسل خانہ یا جوتہ اتارنے کی جگہ بیع وشراء

سوال:۔ مسجد کی وہ جگہ جہاں جوتا اتارا جاتا ہے یا غسل خانہ اور وہ حجرہ یا مکان جو مصالح مسجد یا اس کی ضروری بات کے لئے تعمیر کرایا گیا ہو وہاں غیر معتکف کیلئے بیع وشراء عام اس سے کہ شئی مبیع وہاں موجود ہو یا نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں بیع وشراء احترام مسجد کے منافی ہے[2]، اور حصہ مذکورہ فی السوال شرعاً مسجد نہیں اور اس کا احترام ضروری نہیں لہٰذا وہاں بیع وشراء شرعاً درست ہے، بشرط یہ کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہوتی ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶ / ۵ / ۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور صحیح عبداللطیف سہارنپور ۶ / ج ۱ / ۵۵ھ

---

[1] وخص المعتكف بأكل وشرب ونوم وعقد احتاج اليه كبيع وكره احضار مبيع فيه (درمختار مع الشامی کراچی ص۴۴۸ – ۴۴۹ / ج ۲ / کتاب الصوم، باب الاعتكاف، مجمع الانهر ص ۳۷۹ / ۱، باب الاعتكاف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۸۰، باب الاعتكاف)

[2] حرمة المسجد خمسة عشر والثالث ان لايشترى ولايبيع (عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۱ / ج ۵ / كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد، حلبى كبير ص ۶۱۰، فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمی لاهور، شامی زكريا ص ۲/۴۳۴، باب مايفسد الصلوة، قبيل مطلب فى رفع الصوت بالذكر)

مسجد کے درخت کی بیع مسجد میں

سوال:۔ایک شیشم کا درخت مسجد ہی کا ہے اس کی خرید وفروخت جہاں نماز ہوتی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

چونکہ مسجد نماز وجماعت کے لئے متعین کی گئی ہیں، اسلئے وہاں خرید وفروخت کرنا درست نہیں[1] الگ ہٹ کر کی جائے، اگر چہ وہ درخت مسجد ہی کا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۳ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۵/۳ھ

امام کا مسجد میں تجارت کرنا

سوال:۔اگر کوئی امام مسجد میں کپڑا وغیرہ رکھ کر تجارت کرتا ہے، تو یہ جائز ہے یا نہیں

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں جہاں نماز پڑھی جاتی ہے، وہاں کپڑا وغیرہ رکھ کر تجارت کرنا مکروہ تحریمی ہے[2]

---

[1] حرمة المسجد خمسة عشر والثالث ان لایشتری ولا یبیع (عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۱/ ج۵/ کتاب الکراهیة، الباب الخامس، حلبی کبیر ص ۶۱۰، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، شامی زکریا ص ۲/۴۳۴، باب مایفسد الصلوة، قبیل مطلب فی رفع الصوت بالذکر)

[2] وکره أی تحریما احضار مبیع فیه کما کره فیه مبایعة غیر المعتکف مطلقا(قوله مطلقاً) أی سواء احتاج الیه لنفسه عیاله او کان للتجارة احضره (درمختار مع الشامی کراچی مختصراً ج۲/ ص ۴۴۹/ باب الاعتکاف، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۵۸۰، باب الاعتکاف، مجمع الانهر ص ۱/۳۷۹، باب الاعتکاف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

اگر امام اس سے باز نہ آئے تو وہ علیحدگی کا مستحق ہے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱/۴/۹۲ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۴/۹۲ھ

تراویح میں سنانے کی اجرت لیکر مسجد میں ہی فروخت کرنا

سوال:۔ایک حافظ قرآن نے ختم القرآن کے دن ایسا کیا کہ جو ہار پھولوں کا مقتدیوں کی طرف سے ملا تھا انہوں نے وہیں نیلام کر دیا اس کا نیلام ۳۷۵/روپیہ میں ہوا وہ پیسہ انہوں نے آدھا روپیہ مسجد کی تعمیر میں فنڈ کو دیدیا اور آدھا روپیہ مدرسہ کی تعمیری فنڈ میں دیدیا اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر مسجد میں ہی نیلام کیا تو برا کیا مسجد میں بیع شرا کی اجازت نہیں اگر خارج مسجد میں نیلام کیا تو درست ہے، یہ حکم تو نفس نیلام کا ہے[2] قرآن پاک تراویح میں سنانے کا معاوضہ خواہ بصورت نقد ہو یا کوئی اور چیز ہو نیز پہلے سے طے کر لی ہو یا بغیر طے کئے صرف ذہن میں ہو درست نہیں ہے، خاص کر جبکہ حافظ صاحب کو دینے کا رواج بھی ہو حافظ صاحب نے اس کو

---

[1] ان لـلامة خلع الامام وعزله بسبب يوجبه مثل ان يوجد منه ما يوج اخلال احوال المسلمين وانتكا امور الدين كما كان لهم نصبه واقامته لانتظامها واعلائها الخ، شامي زكريا ص ۴۱۵، ج ۶، باب البغاة، مطلب فيما يستحق به الخليفة العزل)

[2] وكـذا (يـكـره) كـل مؤذ ولوبلسانه وكل عقد الا لمعتكف بشرطه (درمختار مع الشامي كـراچـي ص ۶۶۲/ج ۱/ كتاب الصلوٰة، مـطـلـب فـي الغرس في المسجد، شامي زكريا ص ۴۳۶، الـمـصـدر الـسـابـق، حـلبي كبير ص ۶۱۱، فصل في احكام المسجد، مطبوعه سهيـل اكيڈمي لاهور، البحرالرائق كوئٹه ص ۲/۳۴، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها، تحت فصل)

اپنے پاس نہیں رکھا بلکہ مدرسہ ومسجد میں دیدیا اچھا کیا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

not found.

[1] قال تاج الشريعة فى شرح الهداية ان القرآن بالأ جرة لايستحق الثواب وقال العينى ، ويمنع القارى للدنيا،والأخذ والمعطى آثمان ،فالحاصل ان ما شاع فى زماننا من قرأة الاجزاء بالاجرة لايجوز (شامى كراچى مختصراً ص ٥٦/٦ ⁄كتاب الاجارة، مطلب تحرير مهم فى عدم جواز الاستيجار على التلاوة والتهليل ونحوه الخ، شامى زكريا ص٧٧/٩، المصدر السابق، مجمع الانهر ص٣/٥٣٣، باب الاجارة الفاسدة، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، مجموعه رسائل ابن عابدين ص ١٧١/١ ، رساله شفاء العليل وبل الغليل فى حكم الوصية بالختمات والتهاليل، مطبوعه ثاقب بكڈپو ديوبند)

فصل ششم

مسجد میں جنبی حائضہ اور غیر مسلم کا داخل ہونا

مسجد کے حجرہ سے بحالت جنابت مسجد سے گزرنا

سوال: ۔مسجد کے متصل ایک حجرۂ امام بھی ہے امام صاحب وہاں آرام کرتے ہیں، لیکن چندلوگوں کے کہنے پر امام صاحب اپنے اہل وعیال کو اپنے ہمراہ لاکر اس حجرہ میں رکھتے ہیں، اور مباشرت ضرور ہوتی ہوگی، کیونکہ جوان آدمی ہیں، حجرہ سے مسجد کے اندر راستہ ہے اور ناپاک حالت میں مسجد سے نکل کر تالاب میں جاتے ہیں، دوسرا اور کوئی راستہ نہیں کیا یہ رواہے جوکہ داخل مسجد میں اہل وعیال کولیکر رہے اور ناپاک حالت میں باہر اسی راستہ سے نکلے ایسی حرکت ہوئی تو صدر صاحب نے بلاکر کہا کیا یہ ٹھیک ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ٹھیک کرتے ہیں۔

اب ایسا امام جو جماعت میں پھوٹ ڈالتا اور فساد پھیلاتا ہوا ایسا شخص امام ہوسکتا ہے یا نہیں، اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ طریقہ کہ ناپاکی کی حالت میں مسجد میں کو آئیں اور اہلیہ کو مسجد کے حجرہ میں رکھ کر اس

سے مباشرت کرے جبکہ حجرہ کا راستہ مسجد ہی میں کو ہے، دوسرا راستہ نہیں شرعاً جائز نہیں[1] اور جس امام کو امامت سے الگ کر دیا گیا ہو اس کا مسجد کے حجرہ میں رہنا بھی درست نہیں بلکہ ظلم اور غصب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۱۱/۹۱ھ

مسجد بیت میں حائضہ کا داخل ہونا

سوال: ۔جیسا کہ لکھا ہے کہ گھر کی مسجد بالکل مسجد کے حکم میں نہ ہوگی، تو کیا گھر کی مذکورہ مسجد میں حیض ونفاس والی عورتیں اور ناپاک مرد وعورت داخل ہو سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

داخل ہو سکتے ہیں۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] یحرم بالحدث الاکبر دخول مسجد ولو للعبور (درمختار مع الشامی کراچی ص ۱۷۱/ ج ۱/ کتاب الطهارة، مطلب یوم عرفة افضل من یوم الجمعة، عالمگیری کوئٹه ص ۳۸/ ۱، کتاب الطهارة، الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضة، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۹۵/ ۱، کتاب الطهارة، باب الحیض)

[2] مندوب لکل مسلم أن یعد فی بیته مکانا یصلی فیه الا ان هذا المکان لایأخذ حکم المسجد علی الاطلاق لانه باق علی حکم ملکه له ان یبیعه (الهندیه کوئٹه ،ص ۳۲۰/ کتاب الکراهیة الباب الخامس، لایکره ماذکر فوق بیت جعل فیه مسجد بل ولا فیه لانه لیس بمسجد شرعا الخ، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۴۲۹/ ۲، باب مایفسد الصلوة الخ، مطلب فی احکام المسجد، البحر الرائق ص ۳۶/ ۲، باب مایفسد الصلاة الخ، مطبوعه الماجدیة کوئٹه، زیلعی ص ۱۶۸/ ۱، مطبوعه امدادیه ملتان) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حالت حیض وجنابت میں اور بغیر استنجا کئے مسجد میں آنا

سوال:۔ مسجد کے باہر پیشاب خانہ ہے، کوئی اس میں پاخانہ کردے اور کچے ڈھیلے سے صاف کر کے بغیر آبدست لئے ہوئے اندرونِ مسجد آسکتا ہے یا نہیں، بغرض پانی لینے کے یا بغیر آبدست لئے قطعی نہ آنا چاہئے، اسی طرح جنبی، حائضہ کا مسجد میں آنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

جنب، حائضہ کا فرش مسجد، اندرونِ مسجد داخل ہونا جائز نہیں[1] اور بغیر آبدست لئے ڈھیلے سے صاف کرنے کے بعد آنا جائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا

سوال:۔ حضور اقدس ﷺ کے واسطے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونا جائز تھا یا نہیں؟ اگر جائز تھا تو کیا آپ ﷺ کی خصوصیت تھی یا سب کے واسطے برابر حکم ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

......دارفیها مسجد لایمنعون الناس من الصلوٰة فیها ان کانت الدار لوأغلقت کان له جماعة ممن فیها فهو مسجد جماعة تثبت له احکام المسجد من حرمة البیع والدخول والافلا (شامی کراچی ص ۱۷۱/ج ۱/ کتاب الطهارة، مطلب یوم عرفة افضل من یوم جمعة،

(حاشیہ صفحہ هذا)

[1] فمنها تحریم دخوله علی الجنب والحائض والنفساء (الاشباه والنظائر، ص ۲۰۲/الفن الثالث القول فی احکام المسجد، هدایه ص ۶۳/۱، باب الحیض، مطبوعه دارالکتاب دیوبند، البحرالرائق ص ۱۹۵/۱، باب الحیض، مطبوعه الماجدیه کوئٹه)

الجواب حامداً ومصلیاً

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا دروازہ مسجد میں تھا، لہٰذا بحالت جنابت آنحضرت ﷺ کو مرور کی اجازت تھی ہر ایک کو ہر مسجد میں بحالت جنابت داخل ہونا اس وقت بھی جائز نہ تھا، اور اب بھی کسی کے لئے جائز نہیں[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ

صحیح عبد اللطیف ۲۶/رجب ۵۶ھ

غسل خانہ میں جانے کا راستہ مسجد میں کو ہو کر

سوال:۔ مسجد کے فرش پر چل کر غسل خانہ میں جانا پڑتا ہے، اور یہ دستور قدیم سے کر رکھا ہے، یہ کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر غسل خانہ تک جانے کا راستہ بجز مسجد میں کو گزرنے کے کوئی نہیں تو ناپاک آدمی تیمّم

---

[۱] وقدعلم ان دخله صلى الله عليه وسلم المسجد جنبا ومكثه فيه من خواصه (شامی کراچی ص ۱۷۱/ ج ۱/ کتاب الطهارة، مطلب يوم عرفة افضل من يوم الجمعة. بحر ص ۱۹۶/۱، باب الحيض، مطبوعه الماجديه کوئٹہ)

نعم من خصائصه عليه الصلوٰة والسلام انه يحل له المكث فى المسجد جنبا على ماقاله التلخيص (مرقاة شرح مشكوٰة ص ۳۳۴/ ج ۱/ کتاب الطهارة باب مخالطة الجنب ومايباح له) فمنها تحريم دخوله على الجنب والحائض والنفساء (الاشباه والنظائر ص ۲۰۲/ الفن الثالث القول فى احكام المسجد، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۸/۱، کتاب الطهارة، الفصل الرابع فى احكام الحيض الخ، هدايه ص ۶۳/۱، باب الحيض، مطبوعه ياسر نديم ديوبند)

کر کے وہاں کو جائے، اور کوشش کر کے راستہ کسی اور طرف کو بنایا جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۷/۹۲ھ

مشرک کو مسجد میں آنے سے روکنا

سوال: ۔ ایک مشرک ہماری مسجد میں آیا کرتا ہے، اور کبھی کبھی نماز میں بھی شریک ہوتا ہے، اور کہتا ہے کہ ایک دن خواب میں دیکھا کوئی اذان دے رہا ہے، کیا ایسے شخص کو مسجد میں آنے اور نماز میں شریک ہونے کی اجازت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہتر یہ ہے کہ کسی عالم بزرگ کا پتہ اس کو بتلا دیا جائے یا وہاں پہنچا دیا جائے، تا کہ بات پوری طرح سمجھ لے، اس کو اسلام کی اصل خوبی نظر آ جائے اور جب تک اس کا موقع نہ آئے مسجد میں آنے سے اس کو نہ روکیں[2]، اللہ پاک سے دعا کرتے رہیں کہ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے دوسروں کو نفس اسلام سے نفرت نہ پیدا ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین عفی عنہ // //

---

[1] مسافر مر بمسجد فيه عين ماء وهو جنب ولا يجد غيره فانه يتيمم لدخول المسجد عندنا (شامی کراچی ص ۲۹۲/ج ۱/ کتاب الطهارة، باب الحيض، مطلب لو افتى مفت بشئى من هذه الاقوال الخ، حاشية الشلبى ص ۵۶/۱، باب الحيض، مطبوعه امدايه ملتان، النهر الفائق ص ۱۳۱/۱، باب الحيض، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت)

[2] قال الجصاص تحت قوله تعالىٰ "فلايقربوا المسجد الحرام" وقال اصحابنا يجوز للذمى دخول سائر المساجد (احكام القرآن بيروت ص۸۸/ج۳/ سوره برأة، مطلب هل يجوز دخول المشرك المسجد. البحر الرائق كوئٹه، ص ۲۵۱/۵، كتاب الوقف، فصل فى احكام المسجد، شامى زكريا ۵۷۵/۶، كتاب الوقف، مطلب فى احكام المسجد، مطلب فى جعل شيء من المسجد طريقا،

غیر مسلم کا مسجد میں داخل ہونا

سوال:۔ اگر غیر مسلم مرد یا عورت مسجد میں داخل ہو جائے اور یہ نہ معلوم ہو کہ وہ ناپاک ہیں یا پاک ہیں، تو داخلہ جائز ہے یا نہیں، اور اہل مسجد پر کوئی گناہ تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب تک ناپاک ہونے کا علم نہ ہو اور دوسری بھی کوئی چیز مضرت ومفسدہ نہ ہو تو اجازت ہے، اہل مسجد پر گناہ نہیں ہوگا۔[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ، دارالعلوم دیوبند ۲/۲۹/ ۹۰ھ
الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

نکاح میں شرکت کے لئے غیر مسلم کو مسجد میں بلانا

سوال:۔ (۱) مسجد میں نکاح ہونے پر غیر قوم کو بھی شرکت کی دعوت دینا مسجد کے اندر ہی لاکر بٹھانا کیسا ہے؟

غیر مسلموں کا مسجد کے حوض سے ہاتھ پیر دھونا

سوال:۔ (۲) حوض کے پانی سے غیر قوم کو ہاتھ پیر دھونے کا حق ہے یا نہیں؟

---

[1] قال اصحابنا یجوز للذمی دخول سائر المساجد (احکام القرآن للجصاص ص۸۸/ ج۳/ تحت قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس سورۃ برأۃ، البحرالرائق ص ۵/۲۵۱، کتاب الوقف، فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، شامی زکریا ص۶/۵۷۵، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، مطلب فی جعل شیء من المسجد طریقا)

مجلس نکاح کیلئے زیبائش

سوال:۔(۳) مسجد کے اندر اور باہر نکاح کے وقت ہندو مسلمان مل کر بیٹھتے ہوں اس نکاح کی زیبائش کے لئے مسجد کے صحن میں پنڈال ڈالنا، کپڑوں سے نقش ونگار کرکے اس کو سجانا کیسا ہے؟

نکاح رجسٹر میں درج کرانا

سوال:۔(۴) مسجد میں نکاح نہ ہونے پر گھر میں نکاح کرنے والوں کو نکاح کا رجسٹر نہ دینا، مسجد میں نکاح کرنے والوں کو ہی نکاح کا رجسٹر دینا، یہ درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیا

(۱) نہیں چاہئے[۱]

(۲) نہیں[۲]

---

[۱] وادخال نجاسة فيه ويحرم ادخال صبيان ومجانين حيث غلب تنجيسهم (قوله وادخال نجاسة فيه) لكن في الفتاوى الهندية ،لايدخل المسجد من على بدنه نجاسة (درمختار مع الشامي كراچی ص ۶۵۶/۱، باب مايفسد الصلوٰة ومايكره فيها، مطلب في احكام المسجد، الاشباه والنظائر ص ۲۰۲، الفن الثالث، القول في احكام المسجد، مطبوعه اشاعة الاسلام دهلی، عالمگيری كوئٹه ص ۵/۳۲۱، كتاب الكراهية، الباب الخامس في آداب المسجد)
اس روایت سے معلوم ہوا کہ مشرکوں کے ابدان یا بواطن کے نجس وغیرہ ہونے کی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں، جب مسلمان بچوں کا جبکہ غالب احوال میں انکا بدن نجس ہوتا ہے، مسجد میں داخل کرنا حرام ہے تو بالغین کفار جہاں علاوہ نجاست غالبہ کے دوسرے موانع بھی ادخال مسجد کے مجتمع ہیں ان کو مسجد میں داخل ہونے کی کیسے اجازت دی جائیگی۔(امدادالفتاویٰ ص ۷۴۵/ج ۲/ احکام المسجد)

[۲] مستفاد:– شرط الواقف كنص الشارع (درمختار الشامی كراچی ص ۴/۴۳۳، كتاب الوقف. البحرالرائق كوئٹه ص ۵/۲۴۵، كتاب الوقف، النهر الفائق ص ۳/۳۲۵، دارالكتب العلمية بيروت،

(۳) نہیں چاہیے[1] البتہ سادہ طریقہ پر مسجد میں نکاح کرنا درست ہے[2]۔

(۴) نکاح کو درج رجسٹر کرنا شرعاً لازم نہیں، اگر ضرورت ہو تو مسجد میں سادہ طور پر نکاح کرادیا جائے، اور پھر درج کرادیا جائے، یا مکان پر نکاح کر کے رجسٹر میں لکھوادیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۱۲/۸۸ھ

[1] ان المساجد بنيت لاعمال الاخرة مماليس فيه توهم اهانتها وتلويثها مما ينبغى التنظيف منه ولم تبن لاعمال الدنيا (حلبى كبير ص ۶۱۱/ فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، عالمگيرى ص ۳۲۱/۵، كتاب الكراهية، الباب الخامس فى آداب المسجد الخ، مطبوعه كوئٹه،

[2] ويندب اعلانه وتقديم خطبة وكونه فى مسجد يوم جمعة (درمختار مع الشامى كراچى، ص۸/ ج۳ / كتاب النكاح، مطلب كثيرا مايتساهل فى اطلاق المستحب على السنة، فتح القدير ص ۱۸۹/۳، كتاب النكاح، مطبوعه دارالفكر بيروت، البحر الرائق ص ۸۰/۳، كتاب النكاح، مطبوعه الماجديه كوئٹه)

فصل هفتم: مسجد میں بدبودار چیزوں کا داخل کرنا

مٹی کا تیل مسجد میں لے جانا

سوال:۔ اگر کوئی رات کو کلام مجید کی تلاوت کرنا چاہے اور کڑوا تیل نہ ہو تو مٹی کے تیل کی بتی جلا کر تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جائز ہے مگر بدبودار تیل وغیرہ مسجد میں لے جانا جائز نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم ۱۶/۱۰/۵۱ھ

مٹی کا تیل مسجد میں جلانا

سوال:۔ اگر کسی علاقہ میں پہلے سے ہی مسجدوں میں مٹی کا تیل جلتا آ رہا ہو اور بیک وقت اس کا اٹھانا بھی مشکل ہو تو مٹی کا تیل جلانا اس مجبوری کے بعد کیسا ہے اور مٹی کے تیل سے نماز میں کوئی خلل پڑتا ہے یا نہیں اگر مٹی کا تیل جلانے میں گناہ ہوتا ہے، تو اس بستی میں کس پر گناہ ہوگا، اگر امام مٹی کا تیل جلانے سے نالاں ہو لیکن بستی والوں کو سمجھانے کے باوجود وہ لوگ نہ مانتے ہوں تو اس امام کو گناہ ہوگا یا نہیں اگر کسی علاقہ میں اس بات کو اٹھانے پر جھگڑا ہونے کا خطرہ ہو تو اس بات کو جانتے ہوئے بھی اٹھانا کیسا ہے؟

[1] واکل نحو ثوم قال الامام ا العینی فی شرحه علی صحیح البخاری علة النهی اذی الملائکة واذی المسلمین ویلحق بمانص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة ماکولاً اوغیره(شامی کراچی ص ۶۶۱/ج ۱/ کتاب الصلوٰة ،مطلب فی الغرس فی المسجد، عمدة القاری مطبوعه دارالفکر ص ۱۴۶/ج ۳/ الجزء السادس کتاب الاذان بیان کراهة اکل الثوم النیٔی وغیره من کل ماله رائحة کریهة)، حلبی کبیر ص ۶۱۶ فصل فی احکام المسجد، مطبوعه مکتبهٔ رحیمیه دیوبند.

الجواب حامداًومصلیاً

بدبودار تیل مٹی کا تیل مسجد میں جلانا مکروہ تحریمی ہے اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی ہے، اگر روشنی کا کوئی اور انتظام نہ ہو سکے تو مٹی کا تیل ایسی طرح جلایا جائے کہ مسجد کے اندر نہ ہو بلکہ باہر ہو اور روشنی مسجد میں آتی رہے اگر صحیح مسئلہ بتاتا ہے، اور لوگ نہیں مانتے بلکہ ضد کرتے ہیں، تو لوگوں کی پکڑ ہوگی اگر ایک آدمی یا چند آدمی مٹی کے علاوہ سرسوں وغیرہ کا تیل کا انتظام کرلیں یا موم بتی کا انتظام کرلیں تو انشاءاللہ تعالیٰ نزاع نہیں ہوگا۔

عامۂ نزاع اس وقت ہوتا ہے جب کوئی فریق یہ سمجھتا ہے کہ ہماری مخالفت مقصود ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۸۷ھ

مٹی کا تیل مسجد میں جلانا

سوال:۔ یہاں پر تمام مسجدوں میں گیس کے ہنڈے جلتے ہیں، سنا گیا ہے کہ ان میں تیل جو جلتا ہے، شراب سے کھنچتا ہے تو اس کو مسجد میں جلانا کوئی شرع کے لحاظ سے ممانعت تو نہیں ہے، اگر منع ہے تو تحریر سے اطلاع دیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر تیل میں شراب کے اجزاء ہیں تو اس کا استعمال ناجائز ہے[2] اور اگر شراب کے اجزا نہیں

---

[1] واکل نحو ثوم ویمنع منه قال الامام العینی قلت علة النهی اذی الملائکة واذی المسلمین ویلحق بمانص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة ماکولا اوغیره، شامی زکریا ص۴۳۵ ج۲ کتاب الصلوة، مطلب فی الغرس فی المسجد، مطبوعه دیوبند، عمدة القاری ص۱۴۶ ج۳ الجزء السادس کتاب الاذان بیان کراهة اکل النوم الشیء وغیره ماله رائحة کریهة مطبوعه دار الفکر بیروت، حلبی کبیر ص۶۱۲ فصل فی احکام المسجد، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند.

[2] وکره تحریما ادخال نجاسة فیه وعلیه فلایجوز الا ستصباح بدهن نجس فیه (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بلکہ صرف مٹی کا تیل ہے تو اس کو مسجد میں جلانا منع ہے، ہاں اگر کوئی اور تیل ہے جس میں بدبو نہیں یا مٹی ہی کے تیل کو کسی طرح ایسا صاف کرلیا ہے، کہ بدبو نہیں رہی تو مسجد میں جلانا بھی درست ہے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۹/۵۵ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ......صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۱۶/رمضان ۵۵ھ

مٹی کا تیل مسجد میں جلانا

سوال:۔ مٹی کے تیل مسجد میں جلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مٹی کے تیل میں بدبو ہوتی ہے جس سے مسجد میں آنیوالے ملائکہ اور نمازیوں کو اذیت ہوتی ہے اس لئے اس کو مسجد میں جلانا منع ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۸/۵۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہٗ......صحیح عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۸/۵۶ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) (درمختار مع الشامی کراچی ،بحذف ،ص ۶۵۲/ج ۱/کتاب الصلوٰة ،مطلب فی احکام المسجد، شامی زکریا ص ۴۲۹، ۴۲۱ج ۲ المصدر السابق مطبوعه دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص ۳۴ج ۲ باب ما یفسد الصلوة وما یکره فیها تحت فصل.

(صفحہ ہٰذا) [1] واکل نحو ثوم ای کبصل ونحوه مماله رائحة کریهة للحدیث الصحیح فی النهی عن قربان اٰکل الثوم والبصل المسجد قا ل الامام العینی فی شرحه علی صحیح البخاری قلت علة النهی اذی الملائکة واذی المسلمین ویلحق بمانص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة مأکولا اوغیره (شامی کراچی، بحذف ،ص ۶۶۱/ج ۱/ کتاب الصلوٰة ،مطلب فی الغرس فی المسجد، شامی زکریا ص ۴۳۵ج ۲، حوالۂ بالا مطبوعه دیوبند، حلبی کبیر ص ۵۶۶ فصل فی احکام المسجد، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند، عمدة القاری ص ۱۴۶ ج ۳ الجزء السادس کتاب الاذان بیان کراهة اکل الثوم النئی وغیره من کل ماله رائحة کریهة مطبوعه دار الفکر بیروت. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

مٹی کا تیل مسجد میں جلانا

سوال:۔(۱) یہاں کے مسلمانوں کی حالت بہت خستہ ہے وہ مسجد میں میٹھا تیل نہیں جلا سکتے اس لئے مٹی کا تیل مسجد میں جلا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) خارج مسجد جہاں پر وضووغیرہ کرتے ہیں اس جگہ مٹی کا تیل جلا سکتے ہیں یا نہیں خواہ اس کی روشنی صحن مسجد میں بھی آتی رہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اصل یہ ہے کہ بدبو سے ملائکہ کو بہت اذیت ہوتی ہے اور انسانوں کو بھی اس لئے بدبودار چیز مسجد میں لانا منع ہے[۱]، اگر مٹی کا تیل مسجد سے باہر رکھا جائے، اس طرح کہ بدبو مسجد میں نہ آئے تو درست ہے اس کی روشنی کا مسجد میں آنا منع نہیں ہے بلکہ بدبو کا آنا منع ہے، چاہے وضو کی جگہ رکھیں چاہے بیرونی دروازہ کی دیوار وغیرہ پر جہاں مناسب سمجھیں رکھ کر جلا سکتے ہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۲] واکل نحو ثوم قال الامام العینی فی شرحه علی صحیح البخاری علة النهی اذی الملائکة واذی المسلمین ویلحق بمانص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة ماکولاً اوغیره (شامی کراچی ص ۶۶۱/ ج ۱/ کتاب الصلوٰة ،مطلب فی الغرس فی المسجد، عمدة القاری مطبوعه دارالفکر، ص ۱۴۶/ج۳/الجزء السادس، کتاب الاذان بیان کراهة اکل الثوم النیئی وغیره من کل ماله رائحة کریهة، حلبی کبیر ص ۵۶۶ فصل فی احکام المسجد، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] واکل نحو ثوم ای کبصل ونحوه مماله رائحة کریهة للحدیث الصحیح فی النهی عن قربان اٰکل الثوم والبصل المسجد قا ل الامام العینی فی شرحه علی صحیح البخاری قلت علة النهی اذی الملائکة واذی المسلمین ویلحق بمانص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة مأکولا اوغیره (شامی کراچی، بحذف ،ص ۶۶۱/ ج ۱/ کتاب الصلوٰة ،مطلب فی الغرس فی المسجد، عمدة القاری، مطبوعه دارالفکر ص ۱۴۶/ ج۳/ الجزء السادس کتاب الاذان ،بیان کراهة اکل الثوم النئی وغیره من کل ماله رائحة کریهة)

مسجد میں بدبودار رنگ کرنا

سوال:۔ مسجد میں ایسا رنگ روغن کرنا جس میں تارپین اور دیگر قسم کے اجزائے روغنی ڈال کر جس میں بدبو ہو رنگ پکا کرنے کیلئے جائز ہے یا نہیں؟ بدبو کافی دنوں تک رہتی ہے، پھر ختم ہو جاتی ہے، ایسے رنگ مسجد میں کرنا جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

مکروہ تحریمی ہے، مسجد کو ہر بدبودار چیز سے محفوظ رکھنا چاہئے حتی کہ کچی پیاز ولہسن کھا کر بغیر منہ صاف کئے بدبودار منہ لیکر مسجد میں آنے کو حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے[1]، فقہاء نے بھی مکروہ لکھا ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] اخبرنی عطاء قال سمعت جابر بن عبداللّٰہ قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ یرید الثوم فلایغشا نا فی مسجد نا قلت مایعنی بہ قال ماأراہ یعنی الانیئہ (بخاری شریف، ص۱۱۸/ج۱/ کتاب الاذان ، باب ماجاء فی الثوم النئی والبصل والکرات، مطبوعہ مکتبہ اشرفی دیوبند.

ترجمہ:۔ حضرت عطاؒ فرماتے ہیں کہ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس درخت یعنی لہسن سے کھائے وہ ہماری مسجدوں میں نہ آئے ، میں نے (حضرت عطاؒ نے حضرت جابرؓ سے) کہا کہ آپ ﷺ کی مراد اس سے کیا ہے حضرت جابرؓ نے فرمایا میرے خیال میں آپ ﷺ کی مراد صرف کچا لہسن ہے۔

[2] ویکرہ الاعطاء واکل نحوہ ثوم ای کبصل ونحو مماله رائحة کریھة (شامی کراچی ، ص۶۶۱/ج۱/ کتاب الصلوٰۃ ،مطلب فی الغرس فی المسجد)، حلبی کبیر ص۶۱۰ فصل فی احکام المسجد، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاھور، شامی زکریا ص۴۳۵ المصدر السابق مطبوعہ دیوبند، عمدۃ القاری ص۱۴۶ ج۳ الجزء السادس کتاب الاذان بیان کراھة اکل الثوم النئی وغیرہ من کل ماله رائحة کرایھة، مطبوعہ دار الفکر بیروت،

مسجد کی پتائی میں بدبودار رنگ کا استعمال

سوال:۔ مسجد کی پتائی ورنگائی کے لئے ان رنگوں کا استعمال کرنا جس میں اسپریٹ مٹی کا تیل استعمال کیا جاتا ہے، جب کہ اس کی پتائی بغیران اشیاء کے ملائے ہونا ممکن ہے، مگر چوں کہ تزئین مقصود ہے اس لئے ان اشیاء کی ملاوٹ کی جاتی ہے، اس حکم کے پیش نظر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پیاز کھا کر جانے کو منع فرمایا ہے، تاکہ ملائکہ کو اذیت نہ ہو کیا اس سے ملائکہ کو تکلیف نہیں ہوتی، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

بدبودار چیز کا مسجد میں لانا مکروہ ہے ایسے رنگ سے بھی اجتناب چاہئے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۴/۱۴۰۰ھ

معماروں کا مسجد میں گھٹنے کھولنا اور حقہ پینا

سوال:۔ مسجد کے اندر تعمیر کے دوران معماروں کو حقہ پینا اور گھٹنے کھلے رکھنا کیسا ہے متولی پر ان کو روکنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

گھٹنے کھلے رکھنا کسی کے سامنے خارج مسجد بھی منع ہے چہ جائیکہ مسجد میں متولی کو چاہئے کہ

---

[1] و(یکره) اکل نحو ثوم أی کبصل ونحوه(الی قوله) ویلحق بمانص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة مأکولا اوغیره (درمختار مع الشامی کراچی ، ص ۶۶۱/ ج ۱/ کتاب الصلوٰة مطلب فی الغرس فی المسجد، شامی زکریا ص ۴۳۵ ج ۲ حلبی کبیر ص ۶۱۰ فصل فی احکام المسجد مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، عمدة القاری ص ۱۴۶ ج ۳ الجزء السادس کتاب الاذان، بیان کراهة اکل النوم النیء وغیره من کل ماله رائحة کریهة مطبوعه دار الفکر بیروت.

ایسے معماروں اور مزدوروں کو ہدایت کرے کہ وہ ایسا نہ کریں[1] مسجد میں حقہ پینے سے بھی ان کو روکا جائے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۳/۹۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

کوڑھی کا مسجد میں جانا

سوال:۔ زید کوڑھ کے مرض میں مبتلا ہے، دیکھنے میں تندرست معلوم ہوتا ہے، مگر زیر علاج ہے، بائیں ہاتھ کی دوانگلیوں میں کجی آگئی، ماہر ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس وقت تمہارے خون میں کوئی خرابی نہیں، ایسی حالت میں زید مسجد میں جاکر نماز ادا کرسکتا ہے یا نہیں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ مرض متعدی ہوتا ہے، لہٰذا زید کو مسجد میں نہیں آنا چاہئے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر کوڑھ کا اثر خون میں نہیں بدن سے رطوبت نہیں نکلتی، بدبو نہیں آتی، تو مسجد میں جاکر نماز پڑھنا اور جماعت میں شریک ہونا درست ہے، محض دوانگلیوں میں کجی آجانے کی وجہ سے مسجد کی

---

[1] والرابع ستر عورته ووجوبه عام ولوفی الخلوة علی الصحیح وھی للرجل ماتحت سرته الیٰ ماتحت رکبته (درمختا رمع الشامی کراچی ص۴۰۴/ج۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی سترالعورة، البحر الرائق ص ۲۶۹ ج۱ باب شروط الصلاة، مطبوعه ماجدیه کوئٹه، عالمگیری ص۵۸ ج۱ الباب الثالث فی شروط الصلوة، مطبوعه کوئٹه.

[2] و(یکره)اکل نحو نوم للحدیث الصحیح فی النهی عن قربان اٰکل الثوم والبصل المسجدویلحق بما نص علیه فی الحدیث کل ماله رائحة کریهة مأکولا اوغیره(درمختار مع الشامی کراچی،مختصراً، ص۶۶۱/ج۱/ مکروهات الصلوٰة مطلب فی الغرس فی المسجد، حلبی کبیری ص۶۱۰ فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، الاشباه والنظائر ص۳۰۲، الفن الثالث، القول فی احکام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

جماعت سے اس شخص کو محروم نہ کیا جائے، مرض متعدی کے عقیدہ کو شریعت نے غلط قرار دیا ہے، کوئی بھی مرض ذاتی طور پر متعدی نہیں ہوتا ہے، ہاں اگر نمازیوں میں وحشت پیدا ہو اور اس کی وجہ سے لوگ مسجد میں آنا چھوڑ دیں اور مسجد کے غیر آباد ہونے کا اندیشہ ہو یا اس کے جانے کی وجہ سے نزاع کا اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو اس کو خود ہی اس کا لحاظ رکھتے ہوئے مکان پر نماز ادا کر لینی چاہئے[1]، مشکوٰۃ شریف میں کوڑھی سے الگ رہنے کی بھی تاکید ہے اور اس کے ساتھ کھانا کھانے کی بھی تصریح ہے، دونوں کا محمل یہی ہے کہ ذاتی طور پر ہر مرض کو متعدی سمجھنا غلط ہے۔

اور احتیاط کے درجہ میں پرہیز کرنا درست ہے، مگر جب معالج کے ماتحت مرض موجود نہیں پھر اس سے یہ پرہیز بھی نہیں[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۰/۶/۲۰ھ

الجواب صحیح بندہ نظام الدین غفرلہٗ // //

---

[1] وأكل نحو ثوم (قوله واكل نحو ثوم) الىٰ قوله)قال الامام العينى فى شرحه على صحيح البخارى قلت علة النهى اذى الملائكة واذى المسلمين والحق بعضهم بذلك من بفيه بخر اوبه جرح له رائحة وكذلك القصاب والسماك والمجذوم والا برص اولىٰ بالالحاق (شامى كراچى مختصراً ،ص ۶۶۱/ ج ۱/ مكروهات الصلوٰة ،مطلب فى الغرس فى المسجد، حلبى كبيرى ص ۶۱۰ فصل فى احكام المسجد، مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، الاشباه والنظائر ص ۲۰۲، الفن الثالث القول فى احكام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلى.

[2] لا عدوىٰ ولا طيرة ولا هامة ولا صفر فرمن المجذوم كما تفرمن الاسد(مشكوٰة شريف، ص ۳۹۱/ كتاب الطب والرقى باب الفال والطيرة، طبع ياسرنديم ديوبند، عن جابران رسول الله ﷺ اخذ بيد مجذوم فوضعها معه فى القصعة وقال كل ثقة بالله وتوكلاعليه (مشكوٰة شريف، ص ۳۹۲/كتاب الطب والرقى ،باب الفال الطيرة، طبع ياسرنديم ديوبند)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک جذامی کا ہاتھ پکڑا اور اس کو اپنے پیالے میں شریک کر لیا، اور فرمایا تو کھا میں اللہ پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہوں۔

خارش جذام والے کا مسجد میں آنا

سوال:۔ ایک انسان ایسے مرض میں مبتلا ہے جو متعدی ہے یعنی خارش اور جذام ہے اورعوام اس سے نفرت بھی کرتے ہوں اور مسجد کی جائے نماز وغیرہ اس کے استعمال کرنے سے لوگ متنفر ہوں تو ایسے آدمی کے لئے مسجد کی اشیاء استعمال کرنے اور مسجد میں آنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کسی بھی مرض کو فی نفسہ متعدی سمجھنا غلط ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے[1] لیکن جو شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ لوگ اس سے نفرت کرتے ہوں اوران کے عقیدے غلط ہوجانے یا غلط عقیدوں کے پختہ ہوجانے کا اندیشہ ہے اس شخص کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، وہ اپنے مکان سے وضو کر کے جائے، اگر مسجد جانے سے بھی لوگوں میں نفرت پیدا ہو یا اس کے جسم سے بدبو آتی ہو یا رطوبت ٹپکتی ہو تو اس کو اپنے مکان پر ہی نماز پڑھنی چاہئے مسجد میں نہ جائے، جماعت اس سے ساقط ہے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۸/۱۳۹۹ھ

---

[1] قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاعدوی ولاطیرۃ الخ (مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ اصح المطابع دیوبند، ص ۳۹۱/ کتاب الطب والرقی، باب الفال والطیرۃ)

ترجمہ:۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے بیماری کا لگنا اور نہ شگون بد)

[2] و(یکرہ) اکل نحو ثوم للحدیث الصحیح وفی النھی عن قربان آکل الثوم والبصل المسجد قال الامام العینی فی شرح علی صحیح البخاری قلت، علۃ النھی أذی الملائکۃ واذی المسلمین وکذالک الحق بعضھم بذلک من بفیہ بخراو بہ جرح لہ رائحۃ وکذٰلک القصاب والسماک والمجذوم والابرص اولیٰ بالالحاق، شامی کراچی، مختصراً، ص ۶۶۱ ج ۱، کتاب الصلوٰۃ مکروھات الصلوٰۃ، مطلب فی الغرس فی المسجد، عمدۃ القاری ص ۱۴۶ الجزء السادس، کتاب الأذان، بیان کراھۃ اکل الثوم النیء وغیرہ الخ دار الفکر بیروت.

مسجد میں ریح خارج کرنا

سوال:۔ جولوگ مسجد میں مسافر طالب علم وغیرہ نمازی وغیرہ بیٹھے رہتے ہیں، یا سوجاتے ہیں، ان کی وہاں ریح قصداً یا بلا قصد خارج ہوجاتی ہے، تو کیا یہ ادب مسجد کے خلاف ہے، یہ جو مشہور ہے کہ اگر کسی کی مسجد میں ریح خارج ہوجاتی ہے تو اس کو فرشتے اپنے منہ میں لے کر باہر پھینکتے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

احتیاط اور ادب یہ ہے کہ مسجد میں قصداً ریح خارج نہ کرے بلکہ مسجد سے باہر جا کر خارج کرے اگر سوتے یا جاگتے میں بلا قصد خارج ہوجائے تو معذوری ہے، ایسے شخص کو جس کیلئے دوسری جگہ سونے کی موجود ہو بلا شدید ضرورت کے مسجد میں سونا مکروہ ہے[۱] ”**لایخرج فیه الریح من الدبر کمافی الاشباہ واختلف فیه السلف فقیل لابأس وقیل یخرج اذا احتاج الیه وهو الاصح حموی عن الشرح الجامع الصغیر اھ**“ درمختار، ص[۲] ۶۸۷/ج۱ رفرشتوں کا ایسی بدبودار چیز سے اذیت پانا تو حدیث پاک سے ثابت ہے لیکن اس کا منہ میں لے کر باہر پھینکنا کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[۱] ویکرہ النوم والأکل فیه ای فی المسجد لغیر المعتکف الخ عالمگیری ص ۳۲۱ ج۵ کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد الخ مطبوعه کوئٹه، البحر الرائق ص ۳۶ ج۲ باب ما یفسد الصلوة الخ، تحت فصل مطبوعه کوئٹه، الاشباه والنظائر ص ۲۰۲، الفن الثالث القول فی احکام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی.

[۲] شامی کراچی ص ۶۵۶/ج ۱/ مکروهات الصلوٰة ،مطلب فی احکام المسجد، عالمگیری ص ۳۲۱ ج۵ کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی آداب المسجد، مطبوعه کوئٹه، الاشباه والنظائر ص ۲۰۲ الفن الثالث القول فی احکام المسجد، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی. (حاشیہ۳ اگلے صفحہ پر)

مسجد میں خروج ریح

سوال:۔ ایک شخص کوخروج ریح کی بیماری ہے تاہم معذور کے حکم میں نہیں کئی سال سے اعتکاف کا متمنی ہے ایسے شخص کیلئے مسجد میں اعتکاف کرنے کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسجد میں اخراج ریح کوفقہاء نے منع لکھا ہے ایسی حالت میں ایسے شخص کو بار بار مسجد سے نکلنا ہوگا، یا کراہت کا ارتکاب کثرت سے کرنا ہوگا،

لہٰذا احوط یہی ہے کہ ایسا شخص اعتکاف نہ کرے، بلکہ اللہ پاک سے دعا کرتا رہے اوراس کو آرزو اور تمنا کا اجر ملے گا[۱] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [۳] عن جابر قال قال رسو ل اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم من اکل من ھذہ الشجرۃ المنتنۃ فلا یقربن مسجد نا فان الملائکۃ تتأذی مماتتأذی منہ الا نس(مشکوٰۃ شریف ص ۶۹/ کتاب الصلوٰۃ باب المساجد، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند،

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جوشخص اس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ انسانوں کو جن چیزوں سے تکلیف پہنچتی ہے، فرشتوں کو بھی ان چیزوں سے تکلیف پہنچتی ہے۔

(**حاشیہ صفحہ ھذا**) [۱] واختلف فی الذی یفسوفی المسجد فلم یربعضھم بأ ساوبعضھم قالوا لایفسو ویخرج اذا احتاج الیہ وھو الا صح (عالمگیری کوئٹہ ص ۳۲۱/۵/ کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس، شامی کراچی ص ۶۵۶ ج ۱ باب ما یفسد الصلوۃ الخ مطلب فی احکام المسجد، الاشباہ والنظائر ص ۲۰۲ الفن الثالث القول فی احکام المسجد، مطبوعہ اشاعت الاسلام دھلی.

صحن مسجد میں شرب الدخان

سوال:۔ صحن مسجد میں اور مجلس قرآن خوانی میں یا جلسہ امام المسلمین میں بیڑی وسگریٹ کا استعمال کرنا کا شرعاً کیا حکم ہے؟ ہمارے یہاں بعض علماء جواز کے قائل ہیں، اور علامہ شامی کے قول کو دلیل میں پیش کرتے ہیں، اور حضرت مولانا عبدالحی کے فتاویٰ میں جواز کے قائل ہیں اس کو سن قلیل پر حمل کرتے ہیں یعنی مولانا عبدالحیؒ صاحب علامہ شامی کے اعتبار سے کم عمر ہیں، اور کم عمری میں انتقال ہوگیا، اس مسئلہ کے بابت ہمارے یہاں بہت سخت اختلاف ہورہا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ہر دو اختلاف کرنے والوں کے دلائل وعبارات معہ حوالہ کتاب وجلد واضح نقل کریں، پھر راجح مرجوح اور قوی وضعیف کے متعلق کچھ لکھا جائے گا، جس سے اختلاف کے ختم یا نرم ہونے کی صورت پیدا ہو۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۹۰/۸/۳۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ہفتم: عیدگاہ کے احکام

عیدگاہ اور مسجد میں فرق

سوال: ۔مسجد اور عیدگاہ کا حکم ایک ہے یا علیحدہ؟

الجواب حامداًومصلیاً

صحت اقتداء میں دونوں کا حکم ایک ہے، (کذافی الدرمختار[1] ص ۲۶۹/ج ۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند

---

[1] واماالمتخذ لصلاة جنازة اوعید فھو مسجد فی حق جواز الاقتداء (الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۶۵۷/۱، کتاب الصلوٰۃ، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، مطلب فی احکام المسجد، مطبوعہ زکریا دیوبند ص ۲/۴۳۰، خانیہ علی ھامش الھندیة ص ۳/۲۹۱، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل دارہ مسجدا، مطبوعہ کوئٹہ، عالمگیری کوئٹہ ص ۲/۴۵۶، کتاب الوقف، الفصل الاول، الباب الحادی عشر فی المسجد ومایتعلق بہ)

عیدگاہ اور مسجد میں فرق

عیدگاہ میں اسکول، مدرسہ، راستہ بنانا اور کھیل کھیلنا

سوال: ۔عیدگاہ کا حکم شرعاً بعینہ مسجد کا حکم ہے اگر مابین کچھ فرق ہے تو وہ فرق کیا ہے، بہرحال عیدگاہ کے حدود کے اندر اسکول یا دینی مدرسہ قائم کرنا کیسا ہے اور عیدگاہ کے حدود کے اندر سے انسان اور مویشیوں کا عام راستہ چلنا، بچوں کا کھیل کود کرنا جائز ہے یا نہیں نیز اگر عیدگاہ کے بالمقابل بلا حائل قبرستان ہو ایسی عیدگاہ میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جواز اقتداء میں عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے، بقیہ احکام میں مسجد کے حکم میں نہیں بلکہ فناء مسجد اور مدرسہ وغیرہ کے حکم میں ہے جو چیزیں فناء مسجد ومدرسہ وغیرہ میں جائز ہیں، وہ عیدگاہ میں بھی جائز ہیں، اور جو وہاں ناجائز یہاں بھی ناجائز ہیں ظاہر ہے کہ مدارس اور فناء مسجد مویشیوں یا عوام کے راستہ کے لئے نہیں ہوتے پس عیدگاہ کی اس سے حفاظت چاہئے بچوں کا کھیل کھیلنا گنجائش رکھتا ہے، لیکن مستقل کھیل کے لئے عیدگاہ کو مقرر کرنا یا اس کو فیلڈ بنانا نہیں چاہئے، "**اما المتخذ لصلوۃ جنازۃ اوعید فھو مسجد فی جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقا بالناس لافی حق غیرہ بہ یفتیٰ نہایہ فحل دخولہ لجنب اوحائض کفناء مسجد ورباط ومدرسۃ**۔ درمختار، ص ۶۸۷ / ۱ / [۱]

---

[۱] درمختار مع الشامی کراچی ص ۶۵۷ / ج ۱ / کتاب الصلوٰۃ مطلب فی احکام المسجد. شامی زکریا ص ۴۳۰ / ۲، البحر الرائق کوئٹہ ص ۳۶ / ۲، کتاب الصلوۃ، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، فصل لما فرغ من بیان الکراھیۃ فی الصلوۃ، حاشیۃ الشلبی علی الزیلعی، باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، فصل کرہ استقبال القبلۃ بالفرج.

اگر قبریں بالکل متصل ہیں اور سجدہ کے سامنے ہیں تو وہاں نماز مکروہ تحریمی ہے اگر دائیں یا بائیں یا پیچھے ہیں تو اس ترتیب سے کراہت میں کمی ہے، اگر فاصلہ زیادہ ہے تو کراہت نہیں [1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح عبداللطیف غفرلہٗ ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

عیدگاہ کے لئے وقف زمین کو مسجد کے نام کرنا

سوال:- ایک کھیت قدیم زمانہ سے تھا جو عیدگاہ کے نام سے چلا آرہا تھا، مگر کچھ لوگوں نے مشورہ کر کے اسکو جامع مسجد کے نام لکھوالیا اور پٹواری سے جامع مسجد کے نام سے اندراج کرالیا، اور دوسری مسجد کو آمدنی نہیں ہے، اور اس کھیت کی آمدنی صرف کرنے لگے اور آج تک ان لوگوں نے گاؤں والوں سے کوئی مشورہ نہیں کیا، اس جگہ ایک دینی مدرسہ چل رہا تھا، اس میں کچھ لوگوں نے چندہ دینے سے انکار کردیا، جب سے جامع مسجد بنی ہے، تب سے کورانہ کے مدرسہ کا طالب علم امام مقرر ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہی امام مقرر رہے مگر دوسرا فریق چاہتا ہے کہ باہر سے امام آنا چاہئے، تو اس کھیت کے بارے میں شرعاً کیا حکم ہے؟

---

[1] وکذا تکرہ فی اماکن کفوق کعبة وفی طریق ومزبلة ومجزرة ومقبرة (قوله ومقبرة) ولابأس بالصلوٰة فیها اذا کافیها موضع اعد للصلوٰة ولیس قبر ولانجاسة کمافی الخانیة ،ولا قبلة الی قبر (شامی کراچی ص ۳۷۹-۳۸۰/ج ۱/ کتاب الصلوٰة، مطلب فی اعراب کائناماکان، وفی الشامی ایضاً لاتکره الصلوة فی جهة قبر الا اذا کان بین یدیه بحیث لو صلی صلاة الخاشعین وقع بصره علیه، شامی کراچی ص ۶۵۴/ ۱، باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها، مطلب فی بیان السنة والمستحب والمندوب والمکروه، طحطاوی علی المراقی ص ۲۹۰، کتاب الصلوة، فصل فی المکروهات، مطبوعه مصری، عالگیری کوئٹه ص ۳۲۰، ۵/۳۱۹، کتاب الکراهیة، الباب الخامس، فی آداب المسجد والقبلة)

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال سے ظاہر ہوتاہیکہ وہ کھیت عیدگاہ کیلئے وقف ہے، اگر یہ صحیح ہے تو اسکی آمدنی کسی مسجد کیلئے صرف نہ کی جائے بلکہ عیدگاہ میں صرف کی جائے اور کوشش کرکے پٹواری کے ذریعہ کاغذات کی تصحیح کرالی جائے [۱] اگر عیدگاہ میں خرچ کی ضرورت نہ ہو اور روپیہ محفوظ رکھنا بھی مشکل ہو تو گاؤں والوں کے مشورہ سے جس مسجد میں ضرورت ہو زائد آمدنی وہاں صرف کی جائے، اگر دونوں مسجدوں میں ضرورت ہو تو دونوں میں صرف کریں [۲] اگر مسائل نماز وطہارت سے واقف طالب علم کو امام رکھا جائے، تو یہ بہتر ہے کہ اسمیں امام کے ساتھ ساتھ طالب علم کی خدمت اور دینی مدرسہ کی اعانت ہے اہلِ علم سے رابطہ قائم رکھنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۵/۱۶ھ

مسجد کے لئے زمین دی اور بعد میں عیدگاہ بنانے کو بھی کہا

سوال: ۔کسی شخص نے مسجد کو تھوڑی سی زمین وقف کی یوں کہہ کر کہ بعد میں اس زمین

---

[۱] شرط الواقف کنص الشارع أی فی المفهوم والدلالة ووجوب العمل به . (الدرعلی الرد کراچی ۴/۴۳۳، کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، البحر کوئٹه ص ۵/۲۴۵، کتاب الوقف، النهر الفائق ص ۳/۳۲۶، کتاب الوقف، مکتبه عباس احمد الباز)

[۲] یستفاد مما فی الهندیه "سئل شمس الائمة عن مسجد أو حوض خرب ولا یحتاج الیه لتفرق الناس هل للقاضی أو یصرف أو قافه الی مسجد آخر أو حوض قال: نعم.(هندیه مصری ۲/۴۷۸، لباب الثالث عشر من کتاب الوقف، المحیط البرهانی ص ۹/۱۵۱، الفصل الرابع والعشرون فی الاوقاف، مطبوعه ادارة القرآن المجلس العلمی، البحر کوئٹه ص ۵/۱۰۷، کتاب الوقف)

میں عیدگاہ بنالینا، تو اس طریقہ سے وقف کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر اس طرح زمین وقف کی ہے کہ مثلاً اس وقت اسمیں کھیتی ہے اسکی آمدنی فلاں مسجد میں دی جائے، پھر کھیتی کٹنے پر یہاں عیدگاہ بنائی جائے، تو درست ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عیدگاہ کو مسقّف بنانا غیر آباد عیدگاہ میں ہسپتال وغیرہ کی تعمیر

سوال:۔ ایک وکیل صاحب نے ۶/صفحات پر مشتمل ایک تمہید اوراس کے بعد یہ سوالات قائم کئے جو تحریر ہیں:۔

(۱) کیا عیدگاہ مسجد ہے؟

(۲) کیا عیدگاہ صرف اس مخصوص وقت کے لئے مسجد کے حکم میں آتی ہے، جب عیدین کا اجتماع یہاں منعقد ہو؟

(۳) عیدین کے اجتماع کے علاوہ عیدگاہ کا مقام کیا ہے، اور ایسے وقت کیا یہ جنگل کی تعریف میں آتی ہے، جہاں پر کام کیا جا سکتا ہے؟

---

[1] مستفاد:- والحیلة فی ذٰلک ان یکتب فی صک الوقف وقفت هذا المنزل علی کل مؤذن یؤذن فقیر یکون فی هذاالمسجد أو المحلة فاذا خرب المسجد وخوی عن اهله تصرف الغلة بعد ذلک الی فقراء المسلمین ومعاویجهم فیجوز (عالمگیری بلوچستان کوئٹه ص ۱/۳۷۱، ج ۲/ کتاب الوقف، الباب الثالث، فی المصارف) فان شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع وهو مالک فله ان یجعل ماله حیث شاء مالم یکن معصیة وله ان یخص صنفا من الفقراء، (شامی زکریا ص۶/۵۲۷، مطلب فی شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع، کتاب الوقف، مطبوعه دیوبند، البحرالرائق کوئٹه ص۵/۲۴۵، کتاب الوقف، النهر الفائق ص۳/۳۲۵، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت)

(۴) مذکورہ بالا حالات کے تحت عیدگاہ کو اونچی دیواروں سے گھیر لئے جانے اور اس کی شاہی زمانہ کی وجدید تعمیر کردہ مغربی دیواروں میں محرابوں کے نشانات اور میناروں ومنبروں کے جود سے کیا ان کی حیثیت میں فرق آ گیا اور کیا ان نشانات کی موجودگی سے وہ مسجد کی تعریف میں آ گئی؟

(۵) کیا عیدین کے علاوہ عید کی نماز کیلئے مخصوص کی گئی جگہ کو ان کاموں کیلئے اور ان شرائط کے ساتھ جو پارہ ۱۲/ میں مذکور ہیں استعمال کیا جا سکتا ہے یا کسی مزید شرط کے ساتھ (جس کی نشاندہی فرمادی جائے) ان کاموں کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے؟

(٦) کیا عیدگاہ کو حالات مذکورہ بالا کے تحت اور اس فقہی اصول کے تحت کہ "الضرورات تبیح المحذورات" مسقّف کیا جا سکتا ہے، اور ایک منزل کے بعد دوسری تیسری مزید منزلیں بڑھائی جا سکتی ہیں؟

چونکہ ان سوالات کا تعلق صرف میرٹھ کی عیدگاہ سے نہیں ہے، بلکہ میرٹھ کے اس تجربہ کے بعد اس کو نمونہ بنا کر ہزاروں لاپرواہی کا شکار عیدگاہ ہیں، ایسے ہی خیر کے اجتماعی کاموں کیلئے استعمال کی جا سکیں گی، اسلئے جناب سے پوری توقع ہے کہ جناب والا ان سوالات کے جوابات پورے غور وفکر کے ساتھ اور حتی المقدور کم از کم وقت میں مرحمت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱/تا٦/) نماز عیدین آبادی سے باہر جا کر کھلے (غیر مسقّف) میدان میں ادا کرنا مسنون ومستحب ہے[1]، اس میں شوکت اسلام کا اظہار زیادہ ہے[2]، دھوپ تیز ہونے سے پہلے ادا

[1] والخروج الیها ای الجبانة لصلوة العید سنة (درمختار مع الشامی کراچی ص ۱٦۹/ ج۲/ کتاب الصلوٰة، باب العیدین، مطلب یطلق المستحب علی السنة وبالعکس، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۵۹/ ۲، باب العیدین، طحطاوی علی المراقی مصری ص ۴۳۵، باب احکام العیدین)

[2] ان کل ملة لابدلها من عرضة یجتمع فیها اهلها لتظهر شوکتهم وتعلم کثرتهم ولذٰلک استحب خروج الجمیع (حجة الله البالغة، خاتم المطبعة المصریة السنیة ص ۲۹/ ج۲/ باب العیدین)

کر لی جائے،[1] شدید بارش کے وقت جامع مسجد میں ادا کی جائے، ایسی حالت میں عیدالفطر ۲/تاریخ کو اور عیدالاضحیٰ ۱۱/ یا ۱۲/تاریخ کو بھی درست ہے،[2] عیدگاہ کا مسقّف کرنا زمانۂ سلف میں نہیں تھا، اور اب بھی عموماً نہیں ہے، عیدگاہ کا میدان ادب واحترام کے لحاظ سے مسجد کے حکم میں نہیں ہے، اس لئے وہاں نماز جنازہ مکروہ نہیں،[3] جو جگہ نماز عید کے لئے وقف کردی گئی اس کو دوسرے کاموں میں استعمال کرنے کا حق نہیں[4] رہا، جو جگہ مصارف عیدگاہ کیلئے وقف کردی گئی اب اس کے مصارف تبدیل کرنے کا حق نہیں[5] رہا، علاوہ ازیں دیگر اقوام پر اس کے غلط

---

[1] ووقتها من الارتفاع قدر رمح الیٰ الزوال (درمختار مع الشامی کراچی ص ۱۷۱/ج۲/ کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، مطلب قد یطلق المستحب علی السنۃوبالعکس، مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ۴۳۶، باب احکام العیدین، البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۶۰/۲، باب العیدین)

[2] وتؤخر بعذر کمطر الیٰ الزوال من الغدفقط واحکامها احکام الاضحی لکن هنا یجوزتاخیرها الیٰ اخر ثالث ایام النحر (درمختار مع الشامی کراچی ص۱۷۶/ج۲/ کتاب الصلوٰۃ، باب العیدین، مطلب امرالخلیفة لایبقیٰ بعد موته، البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۶۲، ۱۶۳/۲، باب العیدین، عالمگیری کوئٹہ ص ۱۵۱، ۱۵۲/۱، الباب السابع عشر فی صلاۃ العیدین)

[3] وتکره الصلاۃ علیه فی مسجد الجماعة وقید بمسجد الجماعة لانها لاتکره فی مسجد اعد لها وکذا فی مدرسة ومصلی عید لانه لیس لها حکم المسجد فی الاصح الا فی جواز الاقتداء، (مراقی الفلاح مع الطحطاوی مصری ص ۴۹۰، ۴۹۱، باب احکام الجنائز، فصل السلطان احق بصلاته، البحرالرائق کوئٹہ ص۳۶/۲، قبیل باب الوتر، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹہ ص ۲۹۱/۳، کتاب الوقف، باب الرجل یجعل داره مسجدا)

[4] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ص۴۳۳/ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، النهر الفائق ص۳۲۶/۳، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹہ ص۲۴۵/۵، کتاب الوقف)

[5] واختلف احدهما بان بنی رجلان مسجدین او رجل مسجدا ومدرسة ووقف علیهما اوقافا لو یجوز ذلک ای الصرف المذکور، (الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۵۵۱/۶، کتاب الوقف، مطلب فی نقل انقاض المسجد، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۱۶/۵، کتاب الوقف، بزازیة علی الهندیة کوئٹہ ص ۲۶۱/۶، کتاب الوقف، قبیل نوع فی الفاظ جاریة فی الوقف)

اثرات بھی پڑ سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے اپنی عبادت گاہ کو رہائش گاہ یا دفتر یا ہسپتال یا بینک یا زچہ خانہ وغیرہ بنالیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مذاہب میں وقت ضرورت اس قسم کا تصرف درست ہے، پھر غیر آباد مساجد میں اس کی اجازت کیوں نہ ہوگی، اب تک گورنمنٹ کو بھی یہی معلوم ہے کہ عبادت خانہ کسی دوسرے کام میں نہیں آسکتا، اس پر بیشمار مقدمات فیصل کئے گئے ہیں، اگر میرٹھ میں مسئولہ تصرفات کئے گئے تو یہ تمام ملک میں نظیر بنیں گے، اور فتنوں کا نیا باب کھل جائے گا، اور گورنمنٹ بھی سماج کی ضرورت کے پیش نظر قبضہ کرنا شروع کردے گی، اور اسکو خلاف مذہب تصور نہیں کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۶/۱۴۰۱ھ

الجواب صحیح بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۶/۱۴۰۱ھ

ناموری کے لئے عیدگاہ بنانا

سوال:- متولّی صاحب کہتے ہیں عیدگاہ میں اپنے ہی پیسہ سے بنواؤں گا مگر میرا نام عیدگاہ پر درج کرادینا، گذارش یہ ہے کہ عیدگاہ پر تعمیر کرانے والے کا نام درج کرانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عیدگاہ اللہ پاک کو راضی کرنے کیلئے بنانا بہت ثواب کا کام ہے[1]، اسپر بنانیوالے کا اپنا نام درج کرنا یا اسکی پابندی لگانا شہرت اور ناموری کیلئے اسکے ثواب کو برباد کردے گا، متولّی پاشا

---

[1] من بنی مسجدا قال حسبت انه قال ینبغی وجه الله بنی الله له مثله فی الجنة (بخاری شریف ص ۶۴/۱، والمراد بوجه الله ذات الله وابتغاء وجه الله فی العمل هو الاخلاص وهو ان تکون نیته فی ذلک طلب مرضاة الله تعالیٰ من دون ریاء وسمعة حتی قال ابن الجوزی من کتب اسمه علی المسجد والذی یبنیه کان بعیدا من الاخلاص (عمدة القاری ص ۲/۲۱۳، الجزء الرابع، کتاب الصلوة، باب من بنی مسجدا، مطبوعه دارالفکر بیروت)

صاحب کو چاہئے کہ ایسا نہ کریں اور ایسے ارادہ سے توبہ واستغفار کر کے اللہ تعالیٰ سے اخلاص کی دعا کریں، جس کام میں اخلاص نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۶/۹۰ھ

عیدگاہ کی دیواریں توڑ کر وہاں شاہراہ بنانا

سوال:- قصبہ سوپور کشمیر میں ایک سیکڑوں سالہ قدیم عیدگاہ ہے جو طول وعرض کے اعتبار سے کافی وسیع ہے اور چہار طرف سے چھ فٹ بلند پختہ دیوار سے حصر بھی کی گئی ہے لیکن آبادی کی کثرت کے باعث عیدین کی نماز کے لئے یہ جگہ تنگ ہے جس کے باعث اب دو سال سے نئی عیدگاہ منتخب کی گئی ہے، اور دو سال سے شہر سے باہر جدید عیدگاہ میں نماز ادا کی جاتی ہے، ساتھ ہی اس عیدگاہ قدیم میں ایک تالاب بھی تعمیر کیا گیا تھا، چونکہ یہ عیدگاہ شہر کے وسط میں ہونے کی وجہ سے گاہے گاہے پنج گانہ نمازیں بھی انفرادی طور پر لوگ ادا کرتے رہتے ہیں، اب چونکہ چند افراد یہ چاہتے ہیں کہ اس عیدگاہِ قدیم کی چہار دیواری کو مسمار کر کے دوکانیں تعمیر کی جائیں اور بیچ میں عیدگاہ سے لمبی عوامی شاہراہ بھی تعمیر کی جائے، یاد رہے کہ ان دوکانوں کو سودی کاروبار اور ناجائز کاروبار کے لئے بھی کرایہ پر دیا جائیگا، اب سوال یہ ہے کہ اس قدیم عیدگاہ کی پختہ دیواروں کی مسمار کر کے دوکانیں تعمیر کرنا اور عیدگاہ کے بیچ سے جنرل

---

[1] قال رسول اللّٰہ ﷺ من سمّع سمّع اللّٰہ به ومن یرائی یرائی اللّٰہ به. (مشکوٰۃ شریف ص: ۴۵۴، باب الریاء والسمعة. الفصل الاول، کنز العمال ص ۳/۴۷۲، رقم الحدیث: ۷۴۸۲ مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت، المعجم الکبیر ص ۲/۱۷۱، رقم الحدیث: ۱۷۰۲، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ:- حضرت رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دوسروں کو سنانے کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو سنا دیتا ہے، اور جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی عمل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو دوسروں کو دکھا دیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول نہیں ہوتا۔

روڈ یعنی عوامی شاہراہ نکلنا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو عیدگاہ کیلئے وقف کی گئی ہو، اسمیں اس تصرف کی اجازت نہیں: **لان شرط الواقف کنص الشارع**[۱] البتہ پنجگانہ نماز و جمعہ اسمیں ادا کرلیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عیدگاہ کو دومنزلہ بنانا قدیم عیدگاہ کا مصرف

سوال:- مظفرنگر کی عیدگاہ آبادی میں آگئی اور نمازیوں کے لئے ناکافی ہوتی ہے آبادی سے باہر دوسری عیدگاہ بنانا اولیٰ ہے یا اسی کو دوسری منزل کردیا جائے شقِ اول پر قدیم عیدگاہ کو کیا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دومنزلہ بناسکتے ہوں تو دومنزلہ بنالیں[۲]۔ اگر آبادی سے باہر دوسری عیدگاہ بنائیں تو موجودہ عیدگاہ کو مسجد قرار دے لیں[۳]۔ یہ بھی کرسکتے ہیں کہ موجودہ عیدگاہ کو عیدگاہ ہی رکھیں اور

---

[۱] در مختار مع رد المحتار کراچی ۴/۴۳۳، کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع. البحر کوئٹه ص ۵/۲۴۵، کتاب الوقف، النهر الفائق ص ۳/۳۲۶، کتاب الوقف، مکتبه عباس احمد الباز مکه مکرمه.

[۲] واذا کان السرداب أو العلو لمصالح المسجد أو کانا وقفا علیه صار مسجداً. (شامی کراچی ۴/۳۵۷، کتاب الوقف، مطلب فی احکام المسجد، مجمع الانهر ص ۲/۵۹۴، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحر کوئٹه ص ۲/۲۵۱، کتاب الوقف)

[۳] قال ابن القاسم لو أن مقبرة من مقابر المسلمین عفت فبنی قوم علیها مسجداً لم أر بذٰلک باساً وذلک لان المقابر وقف من اوقاف المسلمین لدفن موتا هم فاذا درست واستغنی عن الدفن فیها جاز صرفها الی المسجد لان المسجد ایضاً.....(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

P

E:\f.m.Fainal\Jild-22\Ead gah Ke Ahkam

اس میں معذورین نمازِ عید ادا کیا کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۰/۹۴ھ

عیدگاہ کا تبادلہ

سوال:- ایک قطعہ آراضی جس میں چھوٹی سی ناکافی عیدگاہ ہے چاروں طرف زرعی زمین سے گھری ہوئی ہے اور دیوارِ عیدگاہ بھی مرمت طلب ہے، نمازیوں کی رائے اسکے بنانے کی ہے، اس پرانی عیدگاہ والی آراضی سے کچھ فاصلہ پر دوسری مزروعہ آراضی جو رقبہ میں تقریباً سہ چند ہے، اور نہر سے ملحق لبِ سڑک ہے، بدلے میں مفت ہی مل رہی ہے، مالکانِ آراضی قدیم وجدید ایک ہی ہیں، اگر اس جدید آراضی میں عیدگاہ دوبارہ از سرِ نو بنالی جاتی ہے، تو نسبتاً ہر طرح سے آسائش اور سہولت رہے، درمیان آراضی قدیم وجدید کے چند کھیت اور کچی سڑک ہے، دریافت طلب امر تبادلۂ آراضی قدیم وجدید کی تصحیح ہے از رُوئے شریعت امورِ بالا کی بناء پر علماءِ دینِ متین حکم صادر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر سابق عیدگاہ وقف ہے، تو اس کے تبادلہ کی اجازت نہیں[1]۔ اگر نمازِ عید ادا کرنے

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......وقف من أو قاف المسلمين فمعناهما على هذا واحد. (عمدة القارى، بحذف، ۲/۱۷۹، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد، خانيه على الهندية ص ۳/۳۱۳، كتاب الوقف، فصل فى المقابر والرباط، مطبوعه كوئٹه)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] والثالث ان لايشرطه ايضا ولكن فيه نفع فى الجملة وبدله خير منه ربحا ونفعا وهذا لايجوز استبداله على الاصح المختار، شامى زكريا ص ۶/۵۸۴، كتاب الوقف، مطلب فى استبدال الوقف وشروطه (النهر الفائق ص ۳/۳۲۰، كتاب الوقف، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص ۶/۲۲۸، كتاب الوقف، مطبوعه دارالفكر بيروت.

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کیلئے دوسری وسیع جگہ عیدگاہ بنالی جائے تو یہ سابق عیدگاہ بھی وقف رہے گی، اس میں باغ لگا کر اس کی آمدنی جدید عیدگاہ کی ضرورت میں صرف کی جائے، جب مالکانِ آراضی کو اللہ نے وسعت دی ہے، اور ہمت دی ہے تو جدید آراضی کو بھی دیدیں، ان کی طرف سے صدقہ جاریہ رہے گا اور ضروریاتِ عیدگاہ کے لئے آمدنی بھی انتظام ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۱/۸۹ھ

آپس کی رنجش کی وجہ سے دوسری عیدگاہ بنائی گئی اب رنجش رفع ہوگئی تو اس کو کیا کیا جائے؟

سوال:- ایک بستی کے اندر پانچ محلے ہیں تین محلے الگ ہوگئے، آپس میں رنجش ہوگئی اور انہوں نے عیدگاہ کے لئے ایک زمین خریدی اور نمازِ عید بھی پڑھی، اب پھر باہم متفق ہوگئے اور سابقہ عیدگاہ میں ہی نماز پڑھنے لگے تو جو زمین عیدگاہ کے نام سے خریدی تھی اور اس میں نماز بھی پڑھ لی ہے تو وہ زمین عیدگاہ ہی رہے گی، یا اس میں دیگر کام کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر چندہ کی رقم سے زمین خریدی گئی اور وہاں عید کی نماز ادا کی گئی ہے اور اس زمین کو نمازِ عیدین کے لئے وقف کر دیا گیا ہے تو اب اس کو فروخت کرنا جائز نہیں: لانَّ الوقف اذا

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... فاذا تم ولزم لا یملک ولا یملک أی لا یکون مملوکا لصاحبه ولا یملک أی لا یقبل التملیک بالبیع ونحوہ. (شامی کراچی ۴/۳۵۱،۳۵۲، کتاب الوقف، قبیل مطلب فی شرط واقف الکتب الخ، فتح القدیر ص ۶/۲۲۰، کتاب الوقف، مطبوعه دارالفکر بیروت، هدایه ص ۲/۶۳۷، کتاب الوقف، مکتبه یاسر ندیم دیوبند)

تمَّ ولزم لایملک ولا یملک ولایعار ولایرهن اهـ ای لا یکون مملوکاً لصاحبه ولا یملک ای لا یقبل التملیک لغیره بالبیع ونحوه لا ستحالة تملیک الخارج عن ملکه اهـ (شامی[۱] نعمانیه ۳/۳۶۷، کتاب الوقف)

اب مذکورہ خرید کردہ زمین میں نمازِ عیدین ہی ادا کی جائے وقف کرنے سے پہلے اس بات پر غور کرنیکی ضرورت تھی، اگر اسکو وقف نہیں کیا گیا، بلکہ وقف کرنے کا ارادہ تھا اور محض عارضی طور پر وہاں نماز ادا کرلی گئی تو پھر چندہ دینے والوں کی اجازت سے وہاں مکان دوکان باغ لگانا، کاشت کرنا سب کچھ درست ہے، بلکہ فروخت کرنا بھی درست ہے[۲]، اسکی قیمت یا آمدنی کو بہتر یہ ہے سابقہ عیدگاہ یا دیگر مساجد اور دینی کاموں میں حسبِ مشورہ صرف کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۳/۸۹ھ

عیدگاہ کے درخت کٹوا کر مسجد میں صرف کرنا

سوال:- مسلمانوں کی آبادی میں ایک مسجد ہے اور ایک عیدگاہ بھی ہے، عیدگاہ کا ایک باغ ہے اور مسجد کا بھی ایک باغ ہے، اب تمام بستی والے اس بات پر راضی ہیں کہ

---

[۱] شامی کراچی ۴/۳۵۱، ۵۲، کتاب الوقف، قبیل مطلب فی شرط واقف الکتب الخ، فتح القدیر ص ۶/۲۲۰، کتاب الوقف، مطبوعه دارالفکر مصر، هدایه ص۲/۶۳۷، کتاب الوقف، مکتبه یاسرندیم دیوبند.

[۲] رجل له ساحة لا بناء فیها امر قوما ان یصلوا فیها بجماعة الی قوله واما ان وقت الامر بالیوم او الشهر او السنة ففی هذا الوجه لا تصیر الساحة مسجدا لومات یورث عنه (عالمگیری کوئٹه ص۲/۴۵۵، کتاب الوقف، الباب الحادی عشر فی المسجد، البحر الرائق کوئٹه ص۵/۲۴۸، کتاب الوقف، فصل فی احکام المساجد، قاضیخاں علی الهندیة کوئٹه ص ۲۹۰، ۲/۲۹۱، کتاب الوقف، باب الرجل، یجعل داراه مسجدا.

عیدگاہ کے باغ کے کچھ درخت کٹوا کر مسجد کی تعمیر ومرمت میں صرف کرادیں تو شرعاً یہ جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو باغ عیدگاہ کیلئے وقف ہے، اسکے درخت نہ کٹوائے جائیں، البتہ جو درخت خشک ہوگئے اوران سے کوئی نفع نہیں، ان کو کٹوا کر عیدگاہ کیلئے عمارت میں صرف کردیا جائے، اگر عیدگاہ میں ضرورت نہ ہو نہ آئندہ ضرورت کی اُمید ہو تو پھر وہاں کی مسجد کی تعمیر میں صرف کی اجازت ہے[1] اور جس قدر ضرورت ہو وہ چندہ سے پوری کرلی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۲/۹۰ھ

عالمگیر عیدگاہ کو گرا کر اسکول بنانا

سوال:-شولا پور میں ضلع عدالت کے قریب عالمگیر عیدگاہ ہے، جو حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ حکومت میں بنائی گئی تھی، عیدگاہ کے نزدیک کئی جگہ جہاں بالکل انگریزی اردو ہائی اسکول کی عمارت ہے، اسکول کے متولین عالمگیر عیدگاہ کو شہید کرکے اس جگہ اسکول کی عمارت تعمیر کرنا چاہتے ہیں منتظمینِ اسکول مسلمان ہیں، مقامی مسلمان اس حرکت سے بے چین ہیں۔

---

[1] یستفاد مما فی الهندیة ”سئل نجم الدین فی مقبرة فیها أشجار هل یجوز صرفها الی عمارة المسجد قال: نعم ان لم تکن وقفا علی وجه اٰخر“ عالمگیری مصری ۲/۴۷۶ ، کتاب الوقف، الباب الثانی عشر ولو وقف شجرة باصلها علی مسجد فیبست أو یبس بعضها یقطع الیابس، (الهندیه مصری ۲/۴۷۵، المحیط البرهانی ص ۹/۱۴۹، کتاب الوقف، الفصل فی المسائل التی تعود الی الاشجار، مطبوعه ادارة القرآن المجلس العلمی ڈابھیل گجرات، البحر کوئٹه ص۵/۱۰۷، کتاب الوقف)

الجواب حامداً ومصلیاً

عیدگاہ کو توڑ کر اس کی جگہ اسکول کی عمارت بنانا ہرگز جائز نہیں، یہ غرضِ واقف کے خلاف ہے، **شرط الواقف کنصّ الشارع**. (درمختار)[۱] منتظمین کو مسئلہ بتا کر روکا جائے کہ وہ ایسا نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۹/۹/۹۰ھ

عیدگاہ کی زمین میں مدرسہ بنانا

سوال:- موضع سلطان پور میں عیدگاہ کی زمین دو تین بیگہ پڑی ہے جس میں لوگ گوبر وغیرہ ڈالتے ہیں، اس زمین میں دینی مدرسہ بنا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر وہ زمین عیدگاہ کی ہے اور عیدگاہ میں داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے تو وہاں دینی مدرسہ بنا دیں مگر زمین کا کرایہ عیدگاہ کے لئے تجویز کر دیں۔ زمین عیدگاہ کی رہے گی جس کا کرایہ مدرسہ دیتا رہے گا۔ اور عمارت مدرسہ کی رہے گی[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱/۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰-۱-۹ھ

---

۱ الدر علی الرد کراچی ۴/۴۳۳، کتاب الوقف، مطلب فی قولھم شرط الواقف الخ، البحر کوئٹہ ص ۵/۲۴۵، کتاب الوقف، النھر الفائق ص ۳/۳۲۶، کتاب الوقف، مکتبہ عباس احمد الباز مکہ مکرمہ.

۲..... مستفاد: للمستأجر غرس الشجر بلا اذن الناظر اذا لم یضربا لأرض ولیس له الحفر الا باذن ویأذن لو خیرا والا لا وما بناه مستاجر أو غرسه فله ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مسجدوں کو چھوڑ کر عیدگاہ میں نماز ادا کرنا

سوال: -ایک قصبہ ہے چاروں طرف مسلم آبادی ہے ہر محلّہ میں مسجد ہے، قصبہ کے درمیان عیدگاہ ہے، یہاں رمضان کے مہینے میں ہمیشہ ایسا ہوتا ہے، کہ قصبہ کے بہت سے لوگ مسجدوں کو چھوڑ کر پنجوقتہ نماز اور تراویح اسی عیدگاہ میں پڑھتے ہیں، حالانکہ اس کے قرب وجوار میں چار چھ مسجدیں موجود ہیں، اور مسجدوں کی اذان انہیں اچھی طرح سنائی دیتی ہے، پھر بھی وہ لوگ مسجدوں کو چھوڑ کر کھلی عیدگاہ میں ہی پورے رمضان نماز پڑھتے ہیں، اگر بارش ہو تو مسجدوں کو چھوڑ کر بازو کے اسکول میں نماز ادا کرتے ہیں، ایسا کرنا کہاں تک صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مسجدوں کو چھوڑ کر عیدگاہ میں پورے رمضان نماز ادا کرنا غلط طریقہ ہے، یہ مسجدوں کو ویران وغیر آباد کرنا ہے ایسا نہ کریں[1]، سب اپنے اپنے محلّہ کی مسجدوں کو رمضان المبارک میں پنجگانہ اذان وجماعت سے آباد رکھیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... مالم ینوه للوقف (درمختار مع الشامی کراچی ص ۴۵۵ ج ۴ کتاب الوقف، مطلب فی حکم بناء المستاجر فی الوقف بلااذن، البحر کوئٹہ ص ۵/۲۰۴، کتاب الوقف، مجمع الانہر ص ۴/۵۹۹، کتاب الوقف، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت)

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمه اسعی فی خرابها (سورة البقرة آیت: ۱۱۴، وسعی فی خرابها بهدمها او تعطیل شعائر الدین فیها) نفسیر المراغی ص ۱/۱۹۸، مطبوعه مکتبه تجاریه، تفسیر بیضاوی شریف ص ۱/۳۸۶، مطبوعه دارالفکر بیروت، قرطبی ص ۱/۷۴، الجزء الثانی، مطبوعه دارالفکر بیروت.

[2] ومسجد حیه افضل من الجامع ای الذی جماعته اکثر من مسجد الحی بل فی الخانیة لو لم یکن لمسجد منزله مؤذن بانه یذهب الیه...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

فروخت شدہ زمین پر عیدگاہ بنانا

سوال:- اگر کسی نے وقت متعینہ کے لئے ایک زمین فروخت کی پھر جب وقت متعینہ واپسی کا آیا تو مشتری نے اسپر عیدگاہ بنادی اور بائع بار بار تقاضا کرتا ہے کہ عیدگاہ توڑ دی جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسی بیع شرعاً رہن کے حکم میں ہے جس سے انتفاع ناجائز ہے، اسکا وقف کرنا اور عیدگاہ وغیرہ بنادینا بھی درست نہیں بلکہ مالک کو واپس کردینا ضروری ہے: **ومن شرائطه الملک وقت الوقف حتّی لوغصب ارضًا فوقفها ثم ملکها لا یکون وقفًا** (مجمع الانہر[1] ۱/۷۳۸)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱/۹۰ھ

ندی درمیان میں ہونیکی وجہ سے عیدگاہ کو دوسری جگہ منتقل کرنا

سوال:- ہماری عیدگاہ اور قصبہ کے درمیان ایک ندی پڑتی ہے جسکی بناء پر عیدگاہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... ویؤذن فیه ویصلی ولوکان وحده لان له حقا علیه فیؤدیه (الدرالمختار مع الرد المحتار زکریا ص ۲/۴۳۳، مکروهات صلوة، مطلب فی افضل المساجد، حلبی کبیری ص ۶۱۳، فصل فی احکام المسجد، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، حلبی کبیر ص ۵۶۹، المصدرالسابق، مطبوعه مکتبه رحیمیه دیوبند.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] مجمع الانهر ۵۶۷، ۲/۵۶۸، (بیروت) اول کتاب الوقف. البحر کوئٹه ص ۵/۱۸۸، کتاب الوقف، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۲/۳۵۳، الباب الاول،

جاتے ہوئے بہت سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حتی کہ بہت سے لوگ بغیر نماز کے رہ جاتے ہیں، اس صورت میں تمام اہلِ قصبہ نے رائے کر لی ہے کہ عیدگاہ کو کسی اور جگہ منتقل کیا جائے تو سابقہ عیدگاہ کا کیا ہوگا اور اس کو کس کام میں لایا جائے آپ کا جواب بھی شریعت کے مطابق ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر وہ عیدگاہ وقف ہے اور ندی حائل ہونیکی وجہ سے وہاں جا کر نماز پڑھنا دشوار ہے اور ندی کا پل بھی نہیں بنایا جا سکتا تو اس جگہ باغ لگا دیا جائے[1]۔ اور دوسری جگہ عیدگاہ بنا کر باغ کی آمدنی اس میں صرف کی جائے تا کہ اصل وقف بھی باقی رہے اور اسکی آمدنی بھی عیدگاہ پر صرف ہو[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عیدگاہ کی زمین ندی میں بہہ کر پھر مل گئی

سوال:۔ زید کی زمینداری کے وقت زید کے مورث اعلیٰ نے جو تقریباً پچاس سال سے زائد ہی ہوئے کہ ایک عیدگاہ بنوائی تھی، موجودہ حکومت نے زمینداری لے لی اور حال سروے جو لگ بھگ تیس سال ہوئے کہ عیدگاہ والا قطعہ بہار سرکار کے کھاتے اندراج پایا، ان

---

[1] الضرورات تبیح المحظورات (الاشباہ والنظائر، ص: ۱۴۰، الفن الاول، القاعدة الخامسة، مطبوعه ادارة نشرو اشاعت دارالعلوم دیوبند، قواعد الفقه ص ۸۹، مطبوعه دالکتب العلمیة بیروت)

[2] مراعاة غرض الواقفین واجبة. (شامی کراچی ۴۴۵، ج۴، کتاب الوقف، مطلب مراعاة غرض الواقفین واجبة، البحر کوئٹه ص ۵/۲۴۵، کتاب الوقف، تبیین الحقائق ص ۳/۳۲۹، کتاب الوقف، مطبوعه امدادیه ملتان)

زمینوں میں سے جس قطعہ پر عیدگاہ واقع تھی وہ ندی میں بہہ گیا، ایک طویل مدت تک وہ ندی کی شکل میں رہا، اب وہ زمین ندی سے باہر نکل چکی ہے، لیکن عیدگاہ کی کوئی علامت اور نشانی باقی نہیں ہے، زید نے مذکور فی السوال بہار سرکار سے اور زمینوں کے ساتھ ایک قطعہ کو جس پر کبھی عیدگاہ تھی اپنی ناواقفیت اور کوئی نشاندہی نہیں رہنے کی وجہ سے سرکار سے نذرانہ اور سلامی دیکر بندوبست کرالی ہے اور سالانہ مالگزاری بھی دینا ہوتا ہے، گاؤں والوں نے دوسری مناسب جگہ اپنی عیدگاہ بنالی ہے، مذکورہ صورت میں زید کا عیدگاہ والا قطعہ جو فی الوقت ندی سے باہر ہے اس میں عیدگاہ کا بندوبست کرنا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کا مصرف کیا ہوگا؟ کیا زید کی آبادی کے بعد زید کے لئے بٹائی لینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ ثابت ہوجائے کہ جو قطعہ زمین زید نے سلامی دیکر حاصل کی ہے، یہ وہی قطعہ ہے جس پر عیدگاہ تھی یعنی وقف ہے تو زید کا اسکو اپنے لئے آباد کرنا اسکی آمدنی حاصل کرنا درست نہیں[1]، بلکہ اس کی آمدنی جو حاصل کر چکا ہے اس عیدگاہ کو دیدے جو دوسری جگہ بنائی جا چکی ہے[2]، اور اس حاصل شدہ قطعہ پر اہل بستی کے مشورہ سے دوبارہ پھر عیدگاہ بنائی جائے تاکہ واقف

[1] فاذاتم ولزم لایملک ولایملک (قوله یملک) ای لایکون مملوکاً لصاحبه ولایملک ای لایقبل التملیک لغیره بالبیع ونحوه (درمختار مع رد المختار کراچی، ص ۳۵۲/ج ۱/ کتاب الوقف، مطلب مهم فرق ابویوسف بین قولهٗ موقوفة وقوله فموقوفة علیٰ فلان، النهر الفائق ص ۳/۳۱۹، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، فتح القدیر ص ۶/۲۲۰، کتاب الوقف، مطبوعه دارالفکر بیروت)

[2] اذا کان فی ارض الوقف نخیل واشجار استغلها الغاصب سنین یعنی الاشجار والنخیل ثم اراد رد الارض والنخیل والاشجار رد الغلة معها ان کانت قائمة بعینها وان کانت مستهلکة ضمن مثلها (عالمگیری کوئٹه ص ۲/۴۴۹، کتاب الوقف، الباب التاسع فی غصب الوقف، شامی کراچی ص ۶/۱۹۵، کتاب الغصب، مطلب زرع فی ارض الغیر یعتبر عرف القریة)

کی نیت پوری ہو[1]، اور اگر متعین طور پر یہ معلوم نہیں کہ یہ حاصل کردہ قطعہ زمین وہی ہے جس پر عیدگاہ تھی تو پھر زید کو اسکی آمدنی حاصل کرنا اور استعمال کرنا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

تم

الجزء الثانی والعشرون

بحمد اللہ تعالیٰ ویلیہ الجزء

الثالث والعشرون مطلعه کتاب احکام المدارس

انشاء اللہ تعالیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد

وعلی اٰله واصحابه اجمعین الی یوم الدین

(آمین)

محمد فاروق غفرله

جامعه هٰذا

---

[1] شرط الواقف کنص الشارع (درمختار مع الشامی کراچی ص۴۳۳/ ج۴/ کتاب الوقف، مطلب فی قولهم شرط الواقف کنص الشارع، النهر الفائق ص۳۲۶/۳، کتاب الوقف، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، البحرالرائق کوئٹه ص۲۴۵/۵، کتاب الوقف)